سلسلۂ مطبوعات ادارۂ ادبیاتِ اُردو شمارہ (۲۵۷)

تذکرۂ مخطوطات

(جلد چہارم)

(یعنی)

کتب خانۂ ادارۂ ادبیاتِ اُردو کی دو سو قلمی کتابوں کا تفصیلی جائزہ

(مرتبہ)

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور
معتمد اعزازی ادارۂ ادبیاتِ اُردو
حیدرآباد دکن

باراوّل

۱۳۷۸ھ
۱۹۵۸ء

مطبوعہ
نیشنل فائن پرنٹنگ پریس

ملنے کا پتہ
سب رس کتاب گھر۔ ادارۂ ادبیات اردو
خیریت آباد۔ حیدرآباد۔۴

تذکرۂ مخطوطات ادارۂ ادبیات اُردو جلد چہارم

فہرست مندرجات

دیباچہ

کتب خانہ ادارۂ ادبیات اُردو کے مخطوطات کی توضیحی فہرست کی یہ چوتھی جلد ہے اس کی اشاعت سے بھی گزشتہ جلدوں کی طرح اُردو کے تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے متعدد نئی کتابوں اور مصنفوں کی نسبت معلومات حاصل ہوں گی - اس میں بھی تیسری جلد کی طرح صرف دو سو قلمی کتابوں کی تفصیلات لکھی گئی ہیں - ان میں اکثر و بیشتر اُردو مخطوطات ہیں یا پھر ایسی فارسی کتابیں بھی شریک کی گئی ہیں جو اُردو کے ادیبوں اور شاعروں نے لکھی ہیں یا جن سے ان کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں یا جو اُردو کتابوں کے ساتھ ہی نقل کی گئی ہیں اور ایک ہی جلد میں شامل ہیں -

قلمی کتابوں کی اس چوتھی جلد کے ساتھ مطبوعہ کتابوں اور جرائد کی توضیحی فہرست کی دوسری جلد بھی زیر طبع ہے - اور کوشش کی جا رہی ہے کہ فہرست مطبوعات کی پہلی جلد کی طرح اس میں بھی مزید تقریباً پانچ ہزار کتب کی تفصیلات شایع ہو سکیں - یہ کام وقت اور محنت اور سرمایہ چاہتا ہے - اور ادارہ کوشش کر رہا ہے کہ اپنی دوسری مصروفیات کم کرکے اس کام کے لئے زیادہ سہولتیں فراہم کی جائیں اس لئے کہ اس کا استفادہ بہت دُور رس ثابت ہو رہا ہے - اور ان فہرستوں کی بنا پر دور و نزدیک کے اصحاب علم کتب خانۂ ادارہ کی کتابوں سے واقف ہو رہے ہیں اور ان سے استفادہ کر رہے ہیں -

کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جب کہ اس کتب خانے کے استفادہ کے لئے یا تو علما اور ریسرچ اسکالر خود نہ آتے ہوں یا ذریعہ تحریر استفسار نہ کرتے ہوں - اگرچہ اس طرح ادارے کے کارکنوں کی ذمہ داریوں اور مصروفیتوں میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے مگر ادارہ اُردو اور اہل اُردو کی خدمت کے لئے قایم ہے اور یہی اس کی زندگی کی علامت ہے -

تذکرہ مخطوطات کی یہ چوتھی جلد اب سے بہت پہلے شایع ہو سکتی اگر اس سال آندھرا پردیش میں کاغذ معدوم نہ ہو جاتا - عرصہ تک فراہمی کاغذ کے لئے کوشش کی گئی اور بڑی مشکل سے

یہ کاغذ مل سکا۔ لیکن اتنا کم ملا اور اتنی زیادہ قیمت میں ملا کہ اکثر مخطوطوں کے بارے میں زیادہ وضاحت نہ کی جا سکی اور تحریر کو مختصر سے مختصر کرنا پڑا۔ اور کتابت بھی گنجان کرانی پڑی تاکہ کم سے کم جگہ میں زیادہ سے زیادہ عبارت آسکے۔ یہی وجہ ہے کہ تیسری جلد کے چار سو صفحات کے مقابلہ میں یہ جلد تقریباً تین سو صفحات پر شایع ہو رہی ہے۔

اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ تیسری جلد کی طرح یہ جلد بھی شایع ہو کر منظر عام پر نہ آسکتی اگر ساہتیہ اکادیمی کی طرف سے اس کی کتابت و طباعت کے اخراجات کی تکمیل میں ادارہ کا ہاتھ نہ بٹایا جاتا۔ یقین ہے کہ اُردو کے محققین اور اہل علم بھی اکادیمی کی اس اعانت کو قدر کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔

مولوی محمد اکبر الدین صدیقی صاحب ایم۔ اے لکچرار اُردو سیف آباد سائنس کالج کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اس جلد کے اشاریہ کی تکمیل میں بھی مدد فرمائی۔ ان اصحاب ذوق کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے وقتاً فوقتاً ادارے کو قلمی کتابیں عطا کیں اور عطا کر رہے ہیں۔ چنانچہ جنہوں نے سال حال ایسے عطئے دئے ہیں ادارے کی روداد بابت ۱۹۵۸ء میں ایسے علم دوست اصحاب کے نام درج کئے جا رہے ہیں۔ یہاں صرف ان اصحاب کے نام اور ان کے معطیہ مخطوطات کی فہرست درج کی جا رہی ہے جن کا تذکرہ اس چوتھی جلد میں شامل ہے۔

رفعت منزل۔ خیریت آباد۔ (حیدرآباد)
۲۱ ر اکٹوبر ۱۹۵۸ء

سیّد محی الدین قادری زور

معطئین مخطوطات

ذیل میں صرف ان اصحاب اور مخطوطات کے نام درج ہیں جن کا تذکرہ اس چوتھی جلد میں کیا گیا ہے۔

۱- مولوی احمد اللہ خاں صاحب بی-اے بی-ایڈ

۷۲۸	لیلے مجنوں	نامی ارکاٹی
۷۳۰	پنچھی باچھا	وجدی
۷۳۲	کلام فاروق	خان عالم خاں ارکاٹی
۷۵۶	خلاصۃ الانبیا	غلام نبی
۷۶۱	تنبیہ الغافلین	بہاء الدین احمد
۷۶۶	دیوان مظہر	مظہر جان جاناں
۷۷۸	ریختہ ہندی کی صرف ونحو	
۷۸۳	اعجاز احمدی	نوازش علی خاں شیدا
۸۵۳	رسالہ علم حساب	شاد علی
۸۵۵	نظم عثمانی	سید عبدالرب
۸۶۶	تزک محبوبیہ	غلام صمدانی خاں گوہر
۸۷۰	رسالہ جراحی	ڈاکٹر جانسٹن
۸۷۱	بیاض منقبت	کافی، بہود، وغیرہ
۸۷۷	مرثیہ امام حسین	ہمت علی خاں ہمت
۸۸۰	شہر آشوب	مرزا محمد تقی
۸۸۸	بیاض رضا	موسی رضا
۸۹۰	بیاض صوفی	صوفی اورنگ آبادی
۸۹۱	مجموعہ مناقب	برہان، منور، مستعد وغیرہ
۸۹۴	اندرسبھا	آغا حسن امانت

۲- مولوی قاضی احمد علی صاحب

۸۳۷	بیاض	صدر الدین شعلہ

۳- محترمہ بشیر النسا بیگم صاحبہ بشیر

۷۱۳	مذہب عشق	نہال چند
۷۱۴	لیلے مجنوں	میر تجلی
۸۰۱	گلزار السالکین	عابد شاہ
۸۰۲	معالجات خواجہ بندہ نواز	عابد شاہ
۸۰۳	کسب عروج	شاہ صدرالدین
۸۱۱	شمائل الاتقیاء	میراں یعقوب

۴- مولانا تمکین کاظمی صاحب

۸۸۱	شمع دبستان	حسین علی صبر
۸۹۲	تذکرہ عطائے تمکین	

۵- ڈاکٹر ایم حفیظ سید صاحب (الہ آباد)

۷۵۵	کلیات فارسی و اردو مرزا سودا	مرزا رفیع سودا
۸۶۱	مقصود العاشقین	شیخ داؤد
۸۸۹	کلیات سودا	مرزا رفیع سودا

۶- مولوی حبیب اللہ صاحب ذکا

۸۶۴ دیوان ذکا — حبیب اللہ ذکا

۸۵۶ قصاید ذکا — " "

۷- محترمہ صغریٰ ہمایوں بیگم صاحبہ

۸۴۴ تذکرہ مشاہیر بہار — علی محمد شاد

۸- مولانا سید علی اصغر بلگرامی صاحب

۸۴۵ روضۃ الاطہار — نوازش علی خان شیدا

۸۹۵ ریاض الجنان — محمد باقر آگاہ

۹- نواب عنایت جنگ بہادر

۷۰۵ کلام برہان — سیدی برہان

۷۰۷ بیاض نظم و نثر — حیدر، دبیر، بلہار وغیرہ

۷۷۰ لیلیٰ مجنوں — عاجز

۷۷۱ تذکرۂ منظوم سلاطین دکن — دلاور علی دانش

۷۷۲ بیاض کلام — جوہر، شاداں، انور

۷۷۳ گیان سروپ — شاہ تراب

۷۷۴ من سمجھاون — " "

۷۷۵ مخمس بجرنگ — شیر علی

۷۷۶ بیاض کلام — غلام علی، فقیر، شکوہ

۸۵۶ منشآت لکھمن لال — راجہ لکھمن لال

۸۶۷ نکات مسکین — بھوانی شنکر

۸۷۴ عشرت کدہ آفاق — چندو لال شاداں

۱۰- نواب عالم یار جنگ بہادر

۷۳۵ جنت سیر حاتم — جہان

۱۱- مولوی غلام حسن صاحب صدیقی (برلی)

۸۱۲ شمائل الاتقیا — رکن عماد

۱۲- ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور

۷۰۸ دیوان یقین — انعام اللہ خان یقین

۷۰۹ روضۃ الاقطاب — رونق علی

۷۱۰ چار گلزار — فضل الرحمن

" سہ رسالہ حسن — حسن بن عبداللہ

۸۰۴ مجموعہ مناجات — نعیم، ناقص وغیرہ

۸۰۵ مجموعہ مولود — فدا، مسعود، دستگیر وغیرہ

۸۰۹ کشف الخلاصہ — حافظ شجاع الدین

۱۳- مولوی سید مراد علی صاحب طالع

۸۲۹ بیاض مراثی — عبداللہ قطب شاہ، وجہی وغیرہ

۱۴- ڈاکٹر محمد نظام الدین صاحب

۸۹۳ دیوان عزیز — عزیز یار جنگ بہادر

۱۵- نواب میر یسین علی خاں صاحب یسین

۸۳۳ دیوان ناسخ — امام بخش ناسخ

۸۴۶ گلشن عشق — ملا نصرتی

چاروں جلدوں کی اجمالی فہرست

اردو مخطوطات

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۷	نظم شادی قبل ۱۲۰۶ھ	عظیم الدین شاہ قادری
۸	روضۃ الشہدا ۱۱۳۷ھ	محمد ولی فیاض ویلوری (متوفی ۱۱۵۰ھ)
۲۳	صرف و نحو قبل ۱۲۴۸ھ	مصنف نامعلوم
۳۹	وصایا قبل ۱۲۷۶ھ	؟
۴۴	دیوان اول اردو	میر تقی میر
۵۷	قیامت نامہ	شاہ رفیع الدین دہلوی
۵۸	پنچھی باچھا ۱۱۴۶ھ	شیخ وجیہ الدین وجدی
۵۹	ہدایت ہندی ۱۱۰۰ھ	شیخ داؤد ضعیفی
۶۰	عقاید نامہ	محمد باقر آگاہ ۱۱۸۵ھ
۶۱	تحفۃ النساء	محمد باقر آگاہ
۶۱	ہشت بہشت ۱۱۸۵ تا ۱۱۰۷ھ۔	محمد باقر آگاہ
۶۳	سوالات گڈوین جوابات ہادی ۱۲۴۲ھ۔	محمد ہادی
۶۴	رسالہ بے نماز	؟
۶۵	تاریخ ہندوستان قبل ۱۱۹۶ھ	؟
۶۶	جنگ نامہ محمد حنیف ۱۰۹۲ھ۔	سیوک
۶۸	نامہ علی ۱۱۱۰ھ	شاہ عبد العلی راجی
۷۰	فقہ ہندی ۱۰۷۴ھ	عبدی
۷۱	خوان نعمت ۱۲۱۷ھ	نعمت اللہ
	دہ مجلس ۱۲۴۲ھ	فاضل
۷۲	اسرار غوثیہ قبل ۱۱۹۰ھ	؟
۷۳	چہار کرسی	؟

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۷۵	مراقبات سلوک ۱۲۷۶ھ	محمد مسکین شاہ
۷۸	بہارِ گلشن قریب ۱۲۵۰ھ	شوق
۷۹	وفات نامہ خاتون جنت	؟
۸۰	نور نامہ ۱۱۱۱ھ	شاہ عنایت
۸۱	معجزہ خاتون جنت قبل ۱۱۰۰ھ	قادر
۸۲	مثنوی نادر ۱۲۳۸ھ	نادر
۸۳	سیف الملوک ۱۰۳۵ھ	ملا غواصی
۸۴	چندر بدن و ماہیار قبل ۱۰۴۸ھ۔	مقیمی
۸۵	چہار درویش - ۱۳۲۵ھ	محمد علی خاں شوق
۸۶	تنبیہ النساء قبل ۱۱۹۵ھ	خواجہ رحمت اللہ
۸۷	چندر بدن و ماہیار ۱۰۴۸ھ	مقیمی
۸۸	وفات نامہ خاتون جنت ۱۲۲۴ھ	؟
۸۹	روزنامچہ رزیڈنسی ۱۸۵۳ء	؟
۹۱	وفات نامہ آنحضرتؐ ۱۱۱۱ھ	دریا
۹۳	دیوان ولی	ولی اورنگ آبادی
۹۵	درر اسرار قبل ۸۲۵ھ	خواجہ بندہ نوازؒ
۹۶	تاریخ تمدن یورپ	مرزا مہدی خاں کوکب
۹۷	بازو فاختہ قبل ۱۱۰۰ھ	؟
۹۸	الف - معراج نامہ	سید بلاقی
	ب - وفات نامہ سرور کائنات	دریا
۹۹	قصائد قبل ۱۱۹۰ھ	ہدایت
۱۰۰	دیوان	میر احمد علی عصر
۱۰۱	دعائے داؤد	سید ابراہیم سید
۱۰۳	ایمان درپن	محمد علی شاہ الفت

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۱۰۴	کلمۃ الحقائق	شاہ برہان الدین جانم
۱۰۵	روپ سنگار ۱۲۱۵ھ	محمد باقر آگاہ
۱۰۶	شرح محبت نامہ	؟
۱۰۹	شمائل النبی	عبدالمحمد ترین
۱۱۰	حاشیہ من درپن ۱۲۰۹ھ۔	محمد باقر آگاہ
۱۱۲	دیوان ولی	ولی اورنگ آبادی
۱۱۴	چشمۂ فیض ۱۲۳۸ھ	میر شمس الدین محمد فیض
۱۱۶	کلیات	مرزا رفیع سودا
۱۱۷	پھول بن	ابن نشاطی
۱۱۸	گلشن نامہ خاتون جنت	؟
۱۱۹	علوم طبی	مرزا مہدی خاں کوکب
۱۲۰ الف۔	کسب محویت	شاہ صدر الدین
ب۔	چکی نامہ	خواجہ بندہ نوازؒ
۱۲۱	مذہب عشق ۱۲۱۷ھ	نہال چند لاہوری
۱۲۲	روضۃ الشہدا ۱۱۷۳ھ	ولی ویلوری
۱۲۳	نوسرہار ۔ ۹۰۹ھ	اشرف
۱۲۴	ارشاد نامہ ۔ ۹۹ھ	شاہ برہان الدین جانم
۱۲۵	وفات نامہ	امامی
۱۲۶ الف۔	قصیدہ معجزہ	جنونی گجراتی
ب۔	” ”	” ”
۱۲۷	مولود نامہ ۱۰۰۹ھ	عبدالملک بھروچی
۱۲۸	بیاض کلام	عاجز۔ ولی۔ سراج۔ داؤد۔ صائب۔
۱۲۸ ب۔	قصۂ سیاہ پوش	رحمٰن شاہ
۱۲۸	قصۂ رسیا	؟
۱۲۸ د۔	منتخب دیوان	مدینہ
۱۲۹	واحد باری ۹۰۹ھ	اشرف
۱۳۰	تنبیہ النساء قبل ۱۱۹۵ھ	خواجہ رحمت اللہ
۱۳۱	کشف الخلاصہ	حافظ شجاع الدین
۱۳۲	قصص الانبیاء ۱۱۹۱ھ	غوثی
۱۳۳	رضوان شاہ و روح افزا ۱۰۹۴ھ۔	فائض (فائز)
۱۳۴	مراثی ۱۲۰۷ھ	محمد باقر آگاہ
۱۳۵	فیض جاری ۱۲۵۶ھ	میر شمس الدین محمد فیض
۱۳۶	منتخب دیوان	شاہ نصیر
۱۳۶ ب۔	” ”	سودا
۱۳۶ ج۔	” ”	جعفر علی زٹلی
۱۳۶ د۔	” ”	صاحب قرآں
۱۳۷	محبوب القلوب ۱۲۰۷ھ	محمد باقر آگاہ
۱۳۸ الف۔	ضیافت نامہ ۱۱۹۱ھ	شاہ غوثی
۱۳۸ ب۔	احوال قیامت	غلام دستگیر
۱۳۹	ظفر نامہ ۱۲۰۴ھ	محمود
۱۴۰	روضۃ الشہدا ۱۱۳۷ھ	ولی ویلوری
۱۴۱	کلیات قبل ۱۲۲۰ھ	شیر محمد خاں ایمان
۱۴۲ الف۔	دیوان ناسخ دوم قبل ۱۲۹۰ھ	شیخ امام بخش ناسخ
ب۔	” ” اول قبل ۱۲۵۰ھ	” ” ”
۱۴۳	ہمیشہ بہار ۱۲۵۰ھ	سید حسین علی خاں
۱۴۴	دین دیپک	محمد علی شاہ رفعت
۱۴۵	تاریخ بدر ۱۲۷۶ھ	واجد علی شاہ
۱۴۶	مرغوب الطبع	سید حسین علی خاں
۱۴۷	سحر البیان ۱۱۹۹ھ	میر حسن
۱۴۸	کلیات	مرزا رفیع سودا
۱۴۹	چار درویش ۱۲۵۰ھ	سید حسین علی خاں
۱۵۰	حملہ حیدری ۱۲۶۰ھ	محمد مرزا مرزا
۱۵۱	مذہب عشق ۱۲۱۷ھ	نہال چند لاہوری

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۱۵۳	چہار درویش ۱۲۱۵ھ	میرامن دہلوی
۱۵۴	شرح چھمنی قریب ۱۲۵۰ھ	شاہ علی ادہونوی
۱۵۵	نظم النور ۱۲۴۷ھ	فقیر اللہ شاہ حیدر
۱۵۶	تناولی	" " "
۱۵۷	تحفۃ النصائح ۱۰۴۵ھ	قطب الدین رازی
۱۵۸	پنچھی باچھا ۱۱۴۶ھ	وجدی
۱۵۹	معراج نامہ ۱۰۸۰ھ	سید بلاقی
۱۶۱	دہ مجلس قبل ۱۲۵۰ھ	؟
۱۶۲	ہجویہ نظمیں ۱۲۰۱ھ	افسق
۱۶۳	تکرار عشق قبل ۱۳۰۰ھ	؟
۱۶۴	منظومات ہجویہ ۱۳۰۰ھ	ہدایت
۱۶۵	رسالہ اصلاح مسلماناں	؟
۱۶۶	رسالہ شرکت و بدعت قبل ۱۲۴۵ھ	؟
۱۶۷	مسدس اکبر ۱۲۸۷ھ	میر کاظم علی خاں شعلہ
۱۶۸	علوم طبعی	مرزا مہدی خاں کوکب
۱۶۹	طوطی نامہ ۱۲۱۵ھ	سید حیدر بخش حیدری
۱۷۰	مثنوی ضیائے دکن ۱۳۰۹ھ	سید باقر حسین ضیا
۱۷۱	دوا دین مزاج قبل ۱۲۷۶ھ	حکیم محمد مظفر الدین خاں فرح
۱۷۲	پدماوت ۱۲۱۱ھ	عبرت و عشرت
۱۷۳	اگر گل قبل ۱۲۵۰ھ	؟
۱۷۴	دیوانچہ ۱۲۰۳ھ	افسق
۱۷۵	اربع عناصر الوجود	؟
۱۷۶	رمز محل	؟
۱۷۷	معرفت حق	؟
۱۷۸	رسالہ وجودیہ	؟
۱۷۹	رسالہ چہل تن	؟
۱۸۰	پھولبن ۱۰۷۶ھ	ابن نشاطی

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۱۸۱	ابراہیم نامہ ۱۰۱۲ھ	عبدل
۱۸۲	کلیات ۱۰۲۰ھ	محمد قلی قطب شاہ
۱۸۳	تاریخ تمدن یورپ	مرزا مہدی خاں کوکب
۱۸۴	معلومات سائنس	" " "
۱۸۸	حالات و تصانیف محمد شمس الدین صدیقی ۱۳۶۰ھ	محمد شمس الدین صدیقی
۱۹۱	تنبیہ النساء	خواجہ رحمت اللہ
۱۹۴	مسئلہ وحدت الوجود	؟
۲۰۰	قصۂ دائی حلیمہ	؟
۲۰۲ الف	قصۂ بادشاہ روم	؟
ب	قطعہ رمضان شاہ	رمضان شاہ
۲۰۳	مناقب	عادل
۲۰۶	نکات الواصلین	سید سلطان محی الدین بادشاہ قادری
۲۰۷	انتخاب رسالہ رفیع الدین	؟
۲۰۸	توحید مطلق وجدانی الحق	سید سلطان محی الدین بادشاہ قادری
۲۰۹	مجموعہ مستزاد	سالک، محمد غوث
۲۱۰	منتخب دیوان	عاشق
۲۱۲	پند نامہ ۱۰۸۶ھ	؟
۲۱۵	دیوان	میر انشاء اللہ خاں انشا
۲۱۷	وفات نامہ رسالت پناہ ۱۱۱۱ھ	دریا
۲۱۸	ریاض الجناں ۱۲۰۷ھ	محمد باقر آگاہ
۲۱۹	آمدن نامہ	؟
۲۲۲	دیوان فی الحال شاہ	عبد القادر فی الحال شاہ
۲۲۴	واسوخت قلق	خواجہ اسد اللہ آفتاب الدولہ قلق
۲۲۵	واسوخت رند	سید محمد خاں رند
۲۲۶	واسوخت آباد	مہدی حسین خاں آباد
۲۲۷ الف	واسوخت جان	میر یار علی جان لکھنوی جان
ب	احوال شب زفاف	" " "

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
	ج ۔ واسوخت بسمل	بسمل لکھنوی
	د ۔ مسدس برق	مرزا محمد رضا برق
	ہ ۔ مسدس عیشی	طالب علی خاں عیشی لکھنوی
۲۲۸	پنچھی باچھا ۱۱۳۶ھ	وجدی
۲۵۱	دس فرائض اسلام	؟
۲۵۳	کلام النور	انوار اللہ فضیلت جنگ
۲۵۷	ترجمہ قرآن شریف	شاہ عبدالقادر دہلوی
	ب ۔ رسالہ نماز	؟
۲۹۵	دودھ لیا ۱۲۲۳ھ	عزیز اللہ ہمرنگ اورنگ آبادی
۲۹۶	محبوب القلوب ۱۲۰۷ھ	محمد باقر آگاہ ویلوری
۲۹۷	دیوان رنگین	سعادت یار خاں رنگین
۳۰۱	ہدایات ہندی ۱۱۰۱ھ	شیخ داؤد ضعیفی
۳۰۲	پندنامہ لقمان	فتح شریف بلخی
۳۱۰	داستان بارہ امام قبل ۱۱۹۷ھ	یکرنگ
۳۱۳	جامع المعجزات	سید عالم بیجاپوری
۳۱۴	ریاض العارفین	اسحق
۳۱۵	ریاض العارفین	”
۳۱۸	احکام الصلوٰۃ ۱۰۷۷ھ	؟
۳۲۰	سب رس	شاہ ولی اللہ قادری
۳۲۱	سحرالبیان ۱۱۹۹ھ	میر حسن دہلوی
۳۲۲	اعجاز احمدی	نوازش علی خاں شیدا
۳۲۳	سحرالبیان ۱۱۹۹ھ	میر حسن دہلوی
۳۲۴	دلدل نواز ۱۱۲۱ھ	عبدالقادر
۳۲۷	نامۂ حضرت سلطان (یا سراج المومنین)	عبدالملک
۳۲۸	مصباح الصلوٰۃ	قادر علی کمتر
۳۲۹	جنگ نامہ محمد حنیف ۱۰۹۲ھ	سیوک

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۳۳۰	نور نامہ ۱۱۱۱ھ	شاہ عنایت
۳۳۱	ریاض النسواں	صبغۃ اللہ بن محمد غوث مدراسی
۳۳۲	فرس نامہ	سعادت یار خاں رنگین
۳۳۴	نور اسلام	؟
۳۳۵	عین مقصود	واعظ
۳۳۶	اعجاز اسلام	شیخ آدم
۳۳۷	غزلیات	حبیب اللہ ذکا
۳۳۸	دیوان	سلطان
۳۳۹	بوستان خیال	شاہ سراج اورنگ آبادی
۳۴۰	طلسم اعظم	فیض حسین لکھنوی
۳۴۱	کلیات	کاظم علی کاظم
۳۴۲	دیوان	یوسف علی خاں ناظم نواب رامپور
۳۴۳	انتخاب کلام میر وشاہی وغیرہ	میر وشاہی وغیرہ
۳۴۴	بیاض اشعار	.
۳۴۵	وفات نامہ زہرا	؟
۳۴۶	حکمت بزرجمہر ۱۰۵۰ھ	؟
۳۴۷	بیان رحم کا	؟
۳۴۸	مسائل طبیعی	؟
۳۴۹	کتاب ادویات	؟
۳۵۰	دیوان معین	محمد معین الدین خاں اعانت جنگ معین الدولہ
۳۶۰	قواعد فتحیہ	حافظ محمد حسین بن حسن نقشبندی
۳۶۵	بہارستان عشق ۱۲۱۳ھ	عزیز الدین خاں مستقیم جنگ ناجی ملک الشعرائے ارکاٹ
۳۷۰	بیاض قدیم مراثی	مرزا شاہی ۔ شاہ راجو وغیرہ
۳۷۱	تفسیر اذا جاء	.
۳۷۲	سحرالبیان ۱۱۹۹ھ	میر حسن دہلوی

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۳۹۵	مجرب طبی نسخے	؟
۳۹۷	طبی نسخے	سید شاہ فخر الدین قادری
۴۰۰	دیوان سوز	میر محمدی سوز
۴۰۱	پنچھی باچھا ۱۱۴۶ھ	وجدی
۴۰۲	روضۃ الشہدا ۱۱۳۰ھ	ولی ویلوری
۴۰۳	چہار درویش ۱۲۱۵ھ	؟
۴۰۴	سحر البیان ۱۱۹۹ھ	میر حسن
۴۰۵	روضۃ الشہدا ۱۱۳۰ھ	ولی ویلوری
۴۰۶	مرغوب الطبع ۱۲۴۸ھ	سید حسین علی خاں
۴۰۷	اتاولی قبل ۱۲۶۰ھ	سید حسینی بادشاہ
۴۰۸ ب	چار کرسی طریقت	فقیر اللہ شاہ حیدر
۴۰۹	لارڈ کیپور و قاضی	سید حسینی بادشاہ
۴۱۷	شمائل نامہ	عثمان
۴۲۰	مجموعہ نعت	؟
۴۳۰	دیوان سلام و نوحہ جات	حسام الملک خان خاناں آصفی
۴۳۱	دیوان آصفی	" " "
۴۳۵	خلاصۃ التصانیف	ترجمہ غزالی
۴۳۶	احکام معاد و معاش	" "
۴۳۷	نور نامہ	شاہ عنایت
۴۳۹	یادگار غلام حسین	غلام حسین
۴۴۰	اعمال نجوم	؟
۴۴۱	نقوش و عملیات	؟
۴۴۲	رسالہ قارورہ	؟
۴۴۴	قواعد احمدی	شیخ احمد سوداگر
۴۴۵	فیض احمدی ۱۳۱۰ھ	شیخ احمد پارسا
۴۴۸	ترجمہ چہل حدیث	
۴۵۴	کلام منیر	قاضی منیر الدین حسین فاروقی

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۴۵۶	قواعد عثمانیہ ۱۲۸۰ھ	محمد قوی الاسلام عباسی بدایونی
۴۵۷	تاریخ کیمیا	سید محمد ضمیر نقوی
۴۵۸	انوار	سید علی اختر
۴۶۵	مولود نبیؐ	نامور
۴۶۶	کرامت غوث اعظمؓ	؟
۴۶۷	ترکیب بند کرامت	بلہار
۴۶۸	قصہ جولاہے کا	؟
۴۶۹	قصیدہ منقبت	سنی
۴۷۰	منتخب کلام خاموشؒ	شاہ معین الدین خاموشؒ
۴۷۲	طبیعیات (نیچرل فلاسفی)	محمد مہدی خاں کوکب خراسانی
۴۸۵	رسالہ سقہ نامہ	؟
۴۸۶	رسالہ خرقہ خلافت	؟
۴۸۷	غزلیات شائق	مفتی اعظم علی شائق حیدرآبادی
۴۸۸	کلام نعتیہ	حافظ و بندہ وغیرہ
۴۸۹	علوم طبیعی	مرزا مہدی خاں کوکب
۴۹۲	کلام المعی (تنویر تخیل)	سید نجم الدین المعی
۴۹۸	دیوان درد	خواجہ میر درد
۴۹۹	" "	" "
۵۰۰	علوم الاقوام	؟
۵۰۱	گلشن عزا	یادگار علی خاں
۵۰۲	شرح ارشاد نامہ	مرید شاہ برہان
۵۰۳	سلسلۂ خلفائے سید شاہ احمد اژدر نوش	؟
۵۰۴	بیاض عجز	سید امجد علی خاں عجز
۵۰۵	مرات المصلی	؟
۵۰۶	تنبیہ النساء ۱۱۹۵ھ	خواجہ رحمت اللہ
۵۰۷	نجات نامہ قریب ۱۰۶۷ھ	محمد امین ایاغی
۵۰۸	نور نامہ ـ ۱۱۰۰ھ	شاہ عنایت

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۵۰۹	پند دل بند	علی
۵۱۰	من لگن ۱۱۱۲ھ	قاضی محمود بحری
۵۱۱	پنچھی باچھا	وجدی
۵۱۲	روضۃ الاطہار ۱۱۷۳ھ	نوازش علی خاں شیدا
۵۱۳	اشارات الغافلین ۱۱۴۳ھ	عاشق اورنگ آبادی
۵۱۴	سرو و شمشاد ۱۱۷۰ھ	غلام قادر سامی
۵۱۵	دیوان داؤد ۱۱۶۸ھ	مرزا داؤد بیگ
۵۱۵ ب	تحفۃ النصائح ۱۰۴۵ھ	قطب الدین رازی
۵۱۵ ج	توشہ عاقبت ۱۱۷۹ھ	منور بیگم
۵۱۶	سحر البیان ۱۱۹۹ھ	میر حسن
۵۱۷	نو بہار عشق ۱۲۱۱ھ	مستقیم جنگ نامی
۵۱۸	سحر البیان ۱۱۹۹ھ	میر حسن
۵۱۹	دیوان یقین	انعام اللہ خاں
۵۱۹ ب	قصیدۂ فغاں	میر اشرف علی خاں
۵۲۰	دیوان سودا ۱۱۹۲ھ	مرزا محمد رفیع
۵۲۰ ب	سوز و گداز ۱۱۷۷ھ	سراج الدین سراج
۵۲۱	دیوان یقین ۱۱۶۱ھ	انعام اللہ خاں
۵۲۲	انتخاب کلام ۱۲۰۰ھ	منور
۵۲۳	دیوان درد ۱۱۹۹ھ	خواجہ میر درد
۵۲۴	کلیات انشا	میر انشاء اللہ خاں
۵۲۵	بیاض دبیر	سیف الدولہ دبیر
۵۲۶	پنچھی باچھا	وجدی
۵۲۹	تفسیر تنزیل ۱۲۴۰ھ	سید بابا قادری
۵۳۱	انتخاب غزلیات	میر شمس الدین محمد فیض
۵۳۲	سکھ انجن ۱۰۴۵ھ	شاہ ابو الحسن
۵۳۳	" "	"
۵۳۴	مکتوبات و مسودات	شاد عظیم آبادی
۵۳۵	انتخاب کلام	سودا، واسطی، ماہر
۵۳۶	سب رس ۱۰۴۵ھ	ملا وجہی
۵۳۸	مرغوب دل ۱۲۸۲ھ	سالک غوث نما
۵۳۹	کلیات زٹلی	جعفر علی زٹلی
۵۴۰	فسانۂ عجائب	رجب علی بیگ سرور
۵۴۲	شکار نامہ	خواجہ بندہ نوازؒ
۵۴۳	پنج گنج ۹۹۰ھ	برہان الدین جانم
۵۴۴	ذخیرۃ الدارین	محمد حسین لکھنوی
۵۴۷	قصائد مائل	ڈاکٹر احمد حسین مائل
۵۴۸	ریحان معراج ۱۲۴۷ھ	سید ضمیر لکھنوی
۵۴۹	طالب و موہنی ۱۱۵۰ھ	سید محمد وآلہ موسوی
۵۵۰	معارف محمدیہ ۱۰۰۰ھ	بہادر اولیا حسینی
"	مثنویات	پیر محمد قادری
۵۵۴	باغ ارم ۱۲۴۴ھ	مستغان علی شاہ
۵۵۵	بیاض بسمل	غلام علی بسمل
۵۵۶	من لگن ۱۱۱۲ھ	قاضی محمود بحری
۵۵۸	دیوان سراج ۱۱۵۲ھ	سراج الدین سراج
۵۵۹	کلیات سراج	"
" ب	غزلیات حسین	عاشق حسین
۵۶۱	باغ و بہار ۱۲۱۷ھ	میر امن
۵۶۲	ترجمہ گنج طلسم	ڈاکٹر حفیظ سید
۵۶۳	معرفت السلوک	شاہ ولی اللہ قادری
۵۶۴	یادگار ضیغم	عبد اللہ خاں ضیغم
۵۶۵	گلشن عشق ۱۰۶۸ھ	ملا نصرتی
۵۶۶	جامع الاکساب ۱۲۰۰ھ	امین
۵۶۷	نور نامہ	ملک خوشنود (؟)
۵۶۸	روضۃ الصالحین	غلام حسن مسرور

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنّف
۵۶۹	رسالہ اصول دین	فاضل خاں مسرور
۵۷۰	اعتبارات خمسہ	عاشق دکنی
۵۷۱	شحاذ الآداب ۱۲۸۳ھ	منور علی
۵۷۳	بیاض کلام	عصر، شہید، بندہ وغیرہ
۵۷۴	" "	ناسخ، نصیر، حفیظ وغیرہ
۵۷۵	احوال دوزخ ۱۲۵۶ھ	فیاض الحق
۵۷۶	بیاض قدیم	ارشاد، لطیف، شہباز وغیرہ
۵۷۷	دیوان واجد	واجد دہلوی
۵۷۸	خلاصہ علم الارض	؟
۵۷۹	شاہنامہ محمد حنیف ۱۱۸۵ھ	شیرن
۵۸۰	جنگ نامہ محمد حنیف ۱۰۹۲ھ	حسن بیگ
۵۸۱	" "	
۵۸۲	بیاض کلام	اشرف
۵۸۳	لال و گوہر ۱۱۵۰ھ	عارف الدین خاں عاجز
۵۸۴	رضوان شاہ ۱۰۹۴ھ	فائز
۵۸۵	دیوان فدوی ۱۱۵۰ھ	فدوی خاں
۵۸۶	دیوان پروانہ ۱۱۷۵ھ	ضیاء الدین پروانہ
۵۸۷	دیوان ایماں ۱۲۰۷ھ	شیر محمد خاں ایماں
۵۸۸	دیوان مفتوں ۱۱۹۴ھ	میر محمد شریف مفتوں
۵۸۹	دیوان میر ۱۲۰۰ھ	میر تقی میر
۵۹۰	دیوان ناسخ ۱۲۴۵ھ	امام بخش ناسخ
۵۹۱	دیوان درد ۱۱۹۹ھ	خواجہ میر درد
۵۹۲	سحر البیان ۱۱۹۹ھ	میر حسن
۵۹۳	دیوان سیف و انور	سیف و انور
۵۹۴	دیوان انشاء ۱۲۲۴ھ	میر انشاء اللہ خاں
۵۹۵	دیوان درد ۱۱۹۹ھ	خواجہ میر درد
۵۹۶	دیوان حفیظ ۱۲۴۵ھ	شیخ محمد حفیظ

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنّف
۵۹۷	دیوان شاداں ۱۲۵۰ھ	چندو لال شاداں
۵۹۸	قصاید سودا	مرزا محمد رفیع
۶۰۰	دیوان کمال قبل ۱۲۴۴ھ	شاہ کمال الدین
۶۰۲	قصۂ جمجمہ قریب ۱۲۰۰ھ	فیض محمد
۶۰۳	پند نامہ بی بی فاطمہ قریب ۱۳۰۰ھ	؟
۶۰۴	چوہے بلی کا قصہ	غلام حسین نتھر نگری
۶۰۶	تاریخ چار پیر و چاردہ خانوادہ ۱۰۱۲ھ	عاشق دکنی
۶۰۷	اعتبارات خمسہ ۱۰۱۲ھ	" "
۶۰۸	مقبول مہجور ۱۱۳۰ھ	حسن صبغۃ اللہی
۶۰۹	گلشن عشق ۱۰۶۸ھ	ملا نصرتی
۶۱۰	جوہر عشق ۱۲۴۲ھ	ملک محمود جوہر
۶۱۱	قصہ ابو شحمہ ۱۲۰۰ھ	؟
۶۱۲	احوال قیامت ۱۱۰۰ھ	؟
۶۱۳	رازق باری ۱۱۵۰ھ	سید محمد والہ
۶۱۵	رسالہ فقہ و عقاید قریب ۱۲۵۰ھ	محمد اسمٰعیل عاصی
۶۱۶	عقاید اہل سنت ۱۲۵۰ھ	باقر
۶۱۷	روضۃ الشہدا ۱۱۳۷ھ	دکنی ویلوری
۶۱۸	" "	"
۶۱۹	تحفۃ النصائح معہ ترجمہ ۱۰۴۵ھ	قطب الدین رازی
	" " " "	" "
۶۲۲	لذت النساء قبل ۱۲۴۴ھ	؟
۶۲۳	گلشن عشق ۱۰۶۸ھ	ملا نصرتی
۶۲۴	پنچھی باچھا ۱۱۴۶ھ	وجدی
۶۲۷	علم اسطرلاب کروی ۱۲۵۵ھ	رتن لال
۶۲۹	رسالہ رد کفر ۱۲۶۱ھ	اسمٰعیل کونکنی
۶۳۰	ترجمہ آدم فی الحدیث ۱۲۵۰ھ	؟
۶۳۱	تفسیر سورۂ فاتحہ ۱۲۴۰ھ	سید احمد شہید

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۶۳۲	رسالہ رد شرک ۱۲۵۰ھ	سید عبد اللہ
۶۳۳	رسالہ نماز - قریب ۱۲۵۰ھ	؟
۶۳۴	توشہ عاقبت ۱۲۱۷ھ	منور بیگم
۶۳۵	گل بکاؤلی ۱۲۱۷ھ	نہال چند
۶۳۶	پدماوت ۱۲۱۱ھ	عبرت و عشرت
۶۳۷	لوح محفوظ ۱۲۸۴ھ	اثر
۶۳۸	حالات امام المدرسین	محمد رفیع الدین
۶۳۹	دیوان شہوار ۱۲۳۰ھ	شہوار قادری
۶۴۰	مرثیہ دبیر - قبل ۱۲۳۷ھ	سلامت علی دبیر
۶۴۰ ب	شہر آشوب - قبل ۱۲۰۷ھ	احسان
۶۴۲ ب	فواید الصلوٰۃ تہجد	؟
۶۴۳	ریاض العارفین ۱۲۰۶ھ	اسحٰق بیجاپوری
۶۴۴	مراثی ضمیر و دبیر	ضمیر و دبیر
۶۴۵	فقہ اعظم ۱۲۷۳	افضل
۶۴۶	مجموعہ واسوخت ۱۸۶۷ء	رادھے لال مغموں آبادی
۶۴۸	ذکر نامہ - قبل ۱۱۹۴ھ	مرید شاہ برہان
۶۴۹	رسالہ تصوف "	؟
۶۵۰ ج	رسالہ چہار پیر - ق ۱۱۹۴ھ	؟
۶۵۱	وصیت نامہ ۱۰۰۹ھ	عبد الملک
۶۵۲	مدح شاہ میرانجی ۱۱۰۰ھ	؟
۶۵۲ ب	غزلیات حافظ قبل ۱۱۰۰ھ	حافظ دکنی
۶۵۳	توصیف نامہ قبل ۹۵۲ھ	ملا فیروز بیدری
۶۵۴	فقر نامہ - قبل ۱۱۹۵ھ	کامل مرید
۶۵۵	گنج مخفی - قبل ۱۱۰۰ھ	معظم بیجاپوری
۶۵۶	وصیت نامہ - قریب ۱۲۰۰ھ	شیخ مصطفیٰ
۶۵۷	چکی نامہ - قریب ۱۱۰۰ھ	فاروقی
۶۵۸	مدح میراں ۱۲۰۰ھ	شہ میر
۶۵۹	بیاض دکنی - قریب ۱۱۰۰ھ	محمود جعفر محرمی وغیرہ
۶۶۰	کفایت الاسلام قریب ۱۲۰۰ھ	؟
۶۶۱	رسالہ احوال میت "	قاضی شمس الدین اودگری
۶۶۲	ترتیب النکاح "	"
۶۶۲ ب	ترتیب نماز "	"
۶۶۳	تنبیہ النساء ۱۱۹۵ھ	خواجہ رحمت اللہ
۶۶۴	" " "	"
۶۶۵	نصیحت المسلمین ۱۲۳۸ھ	خرم علی
۶۶۸	رسالۂ اعمال بد قریب ۱۲۵۰ھ	؟
۶۶۹	کتاب ہدیٰ "	مشتاق
۶۷۰	حقیقت الصلوٰۃ ۱۲۳۰ھ	سید احمد و عبد الحی
۶۷۱	رسالۂ جہاد ۱۲۳۰ھ	" "
۶۷۲	تقویۃ الایمان ۱۲۳۵ھ	محمد اسمٰعیل شہید
۶۷۳	ہدایت المومنین ۱۲۰۰ھ	؟
۶۷۴	رد وہابیہ - قبل ۱۲۵۰ھ	محمد ظہور علی
۶۷۵	دیوان اشفاق قبل ۱۲۷۷ھ	محمد علی اشفاق
۶۷۷	کلیات ولی ۱۱۵۲ھ	ولی اورنگ آبادی
۶۷۸	کلیات مبتدی ۱۱۵۲ھ	مبتدی
۶۷۹	بازار حسن ۱۰۲۵ھ	ملک خوشنود
۶۸۰	مجذوب السالکین ۱۲۰۰ھ	سید امین
۶۸۱	مخمس ولی ۱۱۵۲ھ	ولی اورنگ آبادی
۶۸۲	حبیب المریدین ۱۳۰۹ھ	حبیب علی رضوی
۶۸۳	کشف الحاجتہ ۱۲۶۲ھ	محمد نور الدین چاٹگامی
۶۸۴	مفصل المذاہب ۱۲۷۸ھ	؟
۶۸۵	مثنوی محرمات شرعی قریب ۱۲۵۰ھ	محمدی
۶۸۵ ب	مثنوی تعزیہ "	بحر
۶۸۷	کہانی و قصہ - قبل ۱۲۳۶ھ	مودب

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۶۸۹	دیوان دوم پروانہ ۱۱۸۰ھ	ضیاء الدین پروانہ
۶۹۰	دیوان مظفر ۱۱۹۹ھ	مظفر تلمیذ خالق
۶۹۱	قطب مشتری ۱۰۱۸ھ	ملا وجہی
۶۹۳	تاج الحقائق ۱۰۴۵ھ	"
۶۹۴	سب رس "	"
۶۹۵	درالاسرار ۱۱۰۰ھ	مرید سلطان
۶۹۷	دیوان رشک ۱۲۷۵ھ	میر علی اوسط رشک
۶۹۸	بیاض متین ۱۲۶۱ھ	غلام محی الدین خاں متین
۶۹۹	بیاض کلام ۱۲۸۲ھ	یعقوب علی یعقوب
۷۰۰	بیاض مراثی وغیرہ ۱۲۰۰ھ	محب ابراہیم لکھن وغیرہ
۷۰۱	مطبوع صبیاں قبل ۱۲۰۰ھ	صفی
۷۰۲	ترجمہ کریما۔ قبل ۱۲۵۰ھ	؟
۷۰۳	گنج عرفاں۔ " ۱۱۵۰ھ	امام الدین حسینی عارف
۷۰۴	بیاض	آبرو، میر، سوز، یقین وغیرہ
۷۰۵	کلام۔ قبل ۱۲۰۰ھ	سیدی برہان
۷۰۶	" " ۱۱۹۰ھ	میاں میرن سبزواری
۷۰۷	بیاض نظم و نثر	حیدر۔ دبیر، بلہار وغیرہ
۷۰۸	دیوان یقین۔ قبل ۱۲۴۵ھ	انعام اللہ خاں
۷۰۹	روضۃ الاقطاب ۱۳۱۹ھ	رونق علی
۷۱۰	چار گلزار ۱۲۸۰ھ	فضل الرحمن
۷۱۰ب	رسالہ حسن ۱۳۲۵ھ	حسن بن عبداللہ
۷۱۱	کلام ۱۱۹۰ھ	میرن و سید
۷۱۲	آب حیات ۱۲۵۰ھ	سید حیات
۷۱۳	مذہب عشق ۱۲۱۷ھ	نہال چند لاہوری
۷۱۴	لیلے مجنوں ۱۱۹۰ھ	میر تجلی علی
۷۱۵	یوسف زلیخا ۱۲۱۲ھ	فگار
۷۱۶	طوطا کہانی ۱۲۲۰ھ	؟

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۷۱۷	واسوخت آباد ۱۲۶۸ھ	مرزا مہدی حسین خاں
۷۱۸	بیاض مراثی ۱۲۸۵ھ	محمد رضا خاں رضا مدراس
۷۱۹	" "	دبیر، انیس، تصور
۷۲۰	مجموعہ کلام ۱۲۳۵ھ	شاہ قبول اللہ بیدار
۷۲۱	کلیات شہید ۱۲۹۲ھ	میر احمد علی خاں شہید دہلوی
۷۲۲	بیاض مراثی	انیس، مونس، دبیر
۷۲۳	معراج نامہ ۱۰۹۴ھ	محمد مختار
۷۲۴	تفسیر مرتضوی ۱۱۹۴ھ	غلام مرتضیٰ فیض آبادی
۷۲۵	بیاض نوحہ	بہادر، بہرہ ور، صابر وغیرہ
۷۲۶	کلیات ناوک ۱۳۱۹ھ	احمد حسین ناوک گلشن آبادی
۷۲۷	مختصر حسینی ۱۰۹۲ھ	عبدالغفور حسینی
۷۲۸	لیلے مجنوں ۱۲۱۳ھ	نامی ارکاٹی
۷۲۹	پنچھی باچھا ۱۱۴۶ھ	ہدایت اللہ وجدی
۷۳۰	" "	" "
۷۳۱	سب رس ۱۰۴۵ھ	وجہی
۷۳۲	کلام فاروق ۱۲۳۷ھ	خان عالم خاں فاروق ارکاٹی
۷۳۳	قصۂ زیتون قبل ۱۲۵۰ھ	؟
۷۳۴	ہفت سیر حاتم ۱۲۱۵ھ	مہمان دکنی
۷۳۵	" "	"
۷۳۶	روضۃ الشہدا ۱۱۳۷ھ	ولی ویلوری
۷۳۷	رسائل نجوم ۱۱۹۷ھ	سعد اللہ حسینی خاکی، فقیر وغیرہ
۷۳۸	لیلے مجنوں ۱۱۴۵	غلام احمدی ابن ہاشمی
۷۳۹	روضۂ صفا ۱۱۸۸	شاہ غوث حامی ارکاٹی
۷۴۰	اسناد دعاے عکاسہ ؟	؟
۷۴۱	کشف الخلاصہ ۱۲۳۲ھ	حافظ میر شجاع الدین حسین
۷۴۲	سراج العقاید ۱۲۴۴ھ	محمد حیات
۷۴۳	شرف النسار ۱۲۰۰ھ	لعل

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۷۴۵	چارکرسی مسائل ۱۱۹۶ھ	احمد خاں شیرانی کولاری
۷۴۶	چارکرسی ۱۲۳۳ھ	عبدالحق
۷۴۷	قبرنامہ ۱۲۷۳ھ	فقیر
۷۴۸	ترجمۂ طب شہابی ۱۲۵۰ھ	؟
۷۴۹	طب اُردو ۱۲۶؟ھ	؟
۷۵۰	چارکرسی طریقت ۱۲۵۰ھ	فقیر اللہ شاہ حیدر
۷۵۱	نظم سی حرفی قبل ۱۱۰۰ھ	معظم
۷۵۲	ملفوظات قبل ۱۱۰۰ھ	خواجہ امین الدین علی
۷۵۳	اذکار واشغال ″	″
۷۵۴	بیاض منقبت و تبرا	شوق علی، میرزا، میر محمد شفیع
۷۵۵	کلیات ۱۲۰۰ھ	مرزا رفیع سودا
۷۵۶	خلاصۃ الانبیا قبل ۱۲۶۳ھ	غلام علی ابن عنایت اللہ
۷۵۷	روضۃ الانوار ۱۲۱۵ھ	شاہ کلی علی
۷۶۷	بیاض خلیل قبل ۱۲۵۹ھ	خلیل اکبر وغیرہ
۷۶۸	روضۃ الشہدا ۱۱۳۷ھ	ولی ویلوری
۷۷۰	لیلےٰ مجنوں ۱۰۴۶ھ	عاجز
۷۷۱	تذکرۂ سلاطین دکن ۱۳۱۱ھ	دلاور علی دانش
۷۷۲	بیاض کلام قبل ۱۱۳۶ھ	جوہر شاداں وغیرہ
۷۷۳	گیان سروپ ۱۱۲۱ھ	شاہ تراب
۷۷۴	من سمجھاون ۱۱۰۰ھ	″
۷۷۵	مخمس بجرنگ قبل ۱۱۲۱ھ	شیر علی
۷۷۶	بیاض کلام ″ ″	غلام علی، افضل، فقیر، وغیرہ
۷۷۷	″	غلامی، سالم، قطب شاہ
۷۷۸	ریختۂ ہندی کی صرف و نحو ۱۲۲۵	؟
۷۷۹	محبوب القلوب ۱۲۰۷ھ	محمد باقر آگاہ ویلوری
۷۸۰	روضۃ الشہدا ۱۱۳۷ھ	ولی ویلوری
۷۸۱	روضۃ الاطہار ۱۱۷۳ھ	نوازش علی خاں شیدا
۷۸۲	روضۃ الاطہار ۱۱۷۳ھ	نوازش علی خاں شیدا
۷۸۳	اعجاز احمدی	″
۷۸۴	محبوب القلوب ۱۲۰۷ھ	محمد باقر آگاہ
۷۸۵	اخوان الصفا ۱۲۲۵ھ	اکرام علی
۷۸۶	چہار درویش ۱۲۱۱ھ	علی شوق
۷۸۷	فرس نامہ ۱۲۱۰ھ	سعادت یار خاں رنگین
۷۸۸	سراج العقاید قریب ۱۱۲۴	سید حیات
۷۸۹	سراج الفقہ ″	″
۷۹۰	مراۃ احکام ″	″
۷۹۱	تاج الفرائض ″	″
۷۹۲	تاج النصائح ″	″
۷۹۳	آداب السعادۃ ″	″
۷۹۴	احوال النبی ″	″
۷۹۵	نور الہدایہ ۔ قریب ۱۲۵۰	″
۷۹۶	شفاعت نامہ ″	″
۷۹۷	دیدار نامہ ″	″
۷۹۸	شرف الایمان ″	″
″ ب	نور الایمان ″	″
۷۹۹	آب حیات ″	″
۸۰۰	دیوان شرف ۱۳۰۰ھ	شرف النساء
۸۰۱	گلزار السالکین قبل ۱۰۹۲ھ	عابد شاہ
۸۰۲	معالجات خواجہ بندہ نواز قریب ۱۰۹۰ھ	″
۸۰۳	کسب عروج	شاہ صدر الدین
۸۰۴	مجموعہ مناجات ۱۲۷۵ھ	فقیر، ناقص وغیرہ
۸۰۵	مجموعہ مولود ″	ندا، مسعود، دستگیر، مسکین وغیرہ
۸۰۸	ترجمہ آمدن ۱۲۳۱ھ	؟
۸۰۹	کشف الخلاصہ ۱۲۳۲ھ	حافظ میر شجاع الدین حسین

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۸۱۰	قصۂ شہیداں قریب ۱۲۴۰ھ	ناطق
۸۱۱	شمائل الاتقیا ۱۰۷۸ھ	میراں یعقوب
۸۱۳	تائید المبین ۱۲۴۳ھ	یوسف علی لکھنوی
۸۱۴	دیوان شاہ سلطان قبل ۱۱۰۰ھ	سلطان خلیفہ شاہ معروف
۸۱۵	ہدایات ہندی ۱۱۰۱ھ	ضعیفی
۸۱۶	دیوان ولی قبل ۱۱۵۰ھ	ولی اورنگ آبادی
۸۱۷	گنج الاسرار قبل ۱۲۵۰ھ	شاہ سلطان ثانی
۸۱۸	شمع احدیت ؟	شاہ سلطان
۸۱۹	چار کرسی قبل ۱۲۵۰ھ	فقیر
" ب	عاشق اللہ کے گیت قبل ۱۲۵۰ھ	شیخ سلطان حسین
۸۲۰	کلیات ولی قبل ۱۱۲۸ھ	ولی اورنگ آبادی
۸۲۱	" "	"
۸۲۳	کلیات سراج ۱۱۵۲ھ	شاہ سراج اورنگ آبادی
۸۲۴	منتخب کلام ۱۲۵۵ھ	کمتر، جرأت، درد، متین
۸۲۶	تمیز الکلام قبل ۱۲۷۵ھ	ابوالحسن محمد صالح
۸۲۹	بیاض مراثی قبل ۱۱۰۰ھ	عبداللہ قطب شاہ۔ وجہی
۸۳۰	منظومات افضال قبل ۱۲۹۳ھ	افضال
۸۳۱	مرثیہ حضرت قاسم " ۱۳۰۰ھ	؟
۸۳۲	دیوان قیس قبل ۱۲۳۰ھ	محمد صدیق قیس
۸۳۳	دیوان ناسخ " ۱۲۵۰ھ	شیخ امام بخش ناسخ
۸۳۴	اردو کا قاعدہ قبل ۱۳۱۶ھ	؟
۸۳۵	دیوان عقیل " ۱۳۲۰ھ	سید محمد حسینی عقیل
۸۳۷	گنج مخفی قریب ۱۲۰۰ھ	مرید مخدوم شاہ حسینی
۸۳۸	زنجیرہ " "	خواجہ شاہ ثانی سلطان
۸۳۹	رسائل تصوف ؟	؟
۸۴۰	محی الدین نامہ	محمد افضل قادری
۸۴۱	شمائل نامہ۔ قریب ۱۱۰۰ھ	عبدالصمد ترین

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۸۴۲	نورنامہ ۱۱۱۱ و ۱۱۳۶ھ	شاہ عنایت و احمد
۸۴۳	وفات نامہ ۱۱۱۱ھ	دریا
۸۴۴	تذکرۂ مشاہیر بہار قریب ۱۹۲۰ء	سید علی محمد شاد عظیم آبادی
۸۴۵	روضۃ الاطہار ۱۱۷۳ھ	نوازش علی خاں شیدا
۸۴۶	گلشن عشق ۱۰۶۸ھ	ملا نصرتی
۸۴۷	بیاض کلام قبل ۱۲۷۶ھ	صدرالدین شعلہ
۸۴۹	تختۂ گرداں ۱۲۶۷ھ	سید محمد عبدالرحمٰن
۸۵۰	رسالہ نظام شمسی و آلاریری ۱۲۶۱ھ	؟
۸۵۱	مجمع البرکات قبل ۱۳۲۷ھ	عبدالہادی
۸۵۲	تفسیر تنزیل ۱۲۴۰ھ	محمد درویش بابا قادری
۸۵۳	ہدایت نامہ ۱۲۴۲ھ	محمد ہادی
۸۵۴	رسالہ علم حساب ۱۲۵۸ھ	شاہ علی
۸۵۵	نظم عثمانی ۱۳۲۶ھ	سید عبدالرب
۸۵۷	رسالہ طب قریب ۱۸۷۰ء	غلام حسین و لکشمی رام پنڈیا
۸۵۹	علم انسان و ابدان قریب ۱۲۵۰ھ	؟
۸۶۲	رسالہ علم الحیات " ۱۲۵۰ھ	شیخ محمود
۸۶۶	تزک محبوبیہ ۱۳۲۰ھ	غلام صمدانی خاں گوہر
۸۶۸	تفسیر قرآن مجید ۱۲۵۰ھ	؟
۸۶۹	شفاء العلیل ۱۲۳۸ھ	مولوی خرم علی
۸۷۰	رسالۂ جراحی ۱۲۸۰ھ	ڈاکٹر جانسن
۸۷۱	بیاض منقبت و مراثی ۱۳۰۰ھ	کافی، بہبود، بہار
۸۷۲	مجموعہ کلام ۱۲۴۰ھ	عقلان
۸۷۳	بیاض کلام ۱۲۵۰ھ	عاصی، جعفری، سحر
۸۷۵	رسالہ دعا ۱۳۰۲ھ	؟
۸۷۷	مرثیہ ۱۲۰۰ھ	خواجہ ہمت علی خاں ہمت
۸۷۸	کلیات ۱۱۰۰ھ	میر جعفر علی زٹلی
۸۷۹	مثنوی گل گلشن ۱۲۵۰ھ	عرب

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۸۸۰	شہر آشوب ۱۳۰۴ھ	مرزا محمد تقی
۸۸۲	سوال و جواب ۱۱۰۰ھ	شاہ لگن
۸۸۳	گفتار شاہ امین ۱۰۸۷ھ	امین الدین بیجاپوری
۸۸۴	معراج المحققین ۱۲۰۵ھ	سید محمد قادری
۸۸۵	وصل نامہ ۱۰۸۷ھ	امین الدین بیجاپوری
۸۸۶	قدیم بیاض دکنی ؟	؟
۸۸۸	بیاض کلام ۱۲۸۰ھ	موسیٰ رضا
۸۸۹	کلیات سودا ۱۲۰۰ھ	مرزا رفیع سودا
۸۹۰	بیاض کلام ۱۱۸۰ھ	صوفی اورنگ آبادی
۸۹۱	مجموعہ مناقب ۱۳۰۰ھ	برہان، منور، امکان وغیرہ
۸۹۲	تذکرہ عطائے تمکین ۱۲۹۲ھ	؟
۸۹۳	دیوان عزیز ۱۳۲۹ھ	نواب عزیز یار جنگ عزیز
۸۹۴	اندر سبھا ۱۲۶۸ھ	سید آغا حسن امانت
۸۹۵	ریاض الجنان ۱۲۰۷ھ	محمد باقر آگاہ
۸۹۶	بیاض کلام ۱۲۲۵ھ	ولی، سودا، درد، جعفر زٹلی
۸۹۹	〃 〃 ۱۱۱۵ھ	رستم میراں
۹۰۰	سب رس ۱۰۴۵ھ	ملا وجہی

فارسی مخطوطات

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۱	نفحات الانس من حضرات القدس ۸۸۳ھ	عبدالرحمٰن بن احمد الجامی
۲	سلک السلوک ۷۴۳ھ	ضیاء الدین نخشبی
۳	رقعات	امان اللہ حسینی
۴	گلستاں	سعدی شیرازی
۵	الف۔ دیوان مظہر	مرزا مظہر جان جاناں
	ب۔ قصیدہ شاہ نعمت اللہ ۶۸۰ھ	سید شاہ نعمت اللہ ولی
۶	بیان روح	سید عبدالرحمٰن حسینی القادری
۹	مجمع الانشاء	مرزا فضل اللہ خاں
۱۰	الف۔ کارستان ۱۰۵۰ھ	ملا منیر
	ب۔ شرح کارستان	؟
۱۱	مقدم الصلوٰۃ	ظہیر گرامی
۱۲	تاریخ عادل شاہ	نور اللہ بن قاضی سید علی
۱۳	علوم انسانی	مرزا مہدی خاں کوکب
۱۴	سلک السلوک	ضیاء الدین نخشبی
۱۵	اخص الخواص	خواجہ عثمان ہارونی
۱۶	رسالہ وجود	؟
۱۷	مقام محمود	سید عبدالرحمٰن القادری
۱۸	نفس رحمانی	سید عبدالرحمٰن الحسینی القادری
۱۹	رسالہ عدم۔ قریب ۷۷۹ھ	؟
۲۰	انشائے یوسفی	؟
۲۱	بیاض رقعات	؟
۲۲	رقعات	امان اللہ حسینی
۲۴	جامع القوانین (انشائے خلیفہ)	خلیفہ شاہ محمد
۲۵	رسالہ جات وجود	میر شاہ ظہور الدین
〃	رسالہ وجود	شیخ فریدین
۲۶	سرمۂ اغنیاء	مرزا عبدالقادر بیدل
۲۷	رقعات	لالہ تلسی رام
۲۸	اساس الاسلام	عابد
۲۹	منہاج العابدین	〃
۳۰	عالمگیر نامہ	
۳۱	سفینۃ الاولیاء ۱۰۴۹ھ	محمد دارا شکوہ شاہزادہ
۳۲	بہار دانش ۱۰۶۱ھ	محمد صالح
۳۳	شمائل نبی و ادعیہ	ہمدم شیرازی
۳۴	جغرافیائے طبیعی	مرزا مہدی خاں کوکب

نمبر مخطوط	نام کتاب	نام مصنف
۳۵ الف	حق نما	شہزادہ داراشکوہ
〃 ب	رسالہ تشریح احدیت	؟
〃 ج	ذکر خفی وجلی	؟
۳۶	طور معرفت	مرزا عبدالقادر بیدل
۳۷	توزک قطب شاہیہ	میر روشن علی (؟)
۳۸	رسالہ جات ادعیہ و اوراد	مولانا عصمت اللہ بخاری
۳۹	وصایا۔ قبل ۱۱۷۶ھ	؟
۴۰	رقعات	مرزا بیدل
۴۱ الف	دیوان	محبوب سبحانی
〃 ب	قصیدہ در مدح محبوب سبحانی	خواجہ قطب الدین بختیار
۴۲	قوت لایموت	سید فضل علی شفائی خاں
۴۳	دیوان	میر تقی میر
۴۵	رقعات	محمد مراد
۴۶	تواریخ فرخندہ	محمد قادر خاں منشی بیدری
۴۷	مقدمات طبیعات	مرزا مہدی خاں کوکب
۴۹	مخزن اسرار	نظامی گنجوی
〃 الف	فراست نامہ	؟
〃 ب	رسالۂ سلوک	؟
〃 ج	رسالۂ بی بی فاطمہ	؟
۵۰	اساس المصلی	رکن الدین سندھی
۵۱	گلدستۂ محسنی	محمد محسن مصطفیٰ آبادی
۵۲	نل و دمن	فیضی فیاضی
۵۳ الف	شرح میر شمس الدین ۱۲۵۳ھ	میر شمس الدین محمد فیض
〃 ب	اعمال معما	مصنف نامعلوم غالباً فیض
۶۹	مثنوی	شاہ شرف بو علی قلندر
۷۶	شجرۂ چشتیہ	مسکین شاہ
۷۷ الف	شجرۂ سہروردیہ	〃

نمبر مخطوط	نام کتاب	نام مصنف
۷۷ ب	شجرۂ کبرویہ	مسکین شاہ
۸۹	روزنامچہ رزیڈنسی ۱۸۵۳ء	؟
۹۲	خطوط و رقعات	نعمت خاں عالی
۱۰۱	دعائے داؤد سریانی	سید ابراہیم سید وغیرہ
〃	شرح محبت نامہ	؟
۱۰۸	عروج سیفی	سیفی
۱۱۳	دستور الامتیاز ۱۱۶۰ھ	؟
۱۱۵	زاد المسافرین ۷۲۹ھ	حسین بن معین
۱۲۹	واحد باری	اشرف
۱۵۲	ہفت بند	ملا حسین واعظ کاشفی
〃	مکر زنان۔ قبل ۱۲۵۶ھ	ابراہیم
۱۶۰	سبحات قبل ۱۲۲۸ھ	سید عبدالقادر فخری
۱۸۵	علوم انسانی	مرزا مہدی خاں کوکب
۱۸۶	حقیقت المحققین ۱۱۷۹ھ	سید سلطان محی الدین بادشاہ
۱۸۷	شرح جامع عباسی۔ قبل ۱۰۵۰ھ	علامہ محمد ابن خاتون
۱۸۹	مجموعہ کلام شعرائے عالی مقام	شوکت
۱۹۲	ضرب ثالث	عبدالنبی ابن قاضی عبدالرسول
۱۹۳	خلاصۃ المسائل	تاج محمود قادری
۱۹۴	حسنات العارفین ۱۰۶۲ھ	شہزادہ داراشکوہ
۱۹۶	سوالات وجوابات	داراشکوہ و بابالال
۱۹۷	تبصر القرار	حسن القاری
۲۰۱	مجموعۂ ادعیہ	؟
۲۰۴	معرفت السلوک	شیخ محمود چشتی
۲۰۵	نشاط العشق ۳۴۸ھ	عبداللہ بن حسن بن علی
۲۰۹	مجموعۂ مستزاد	عطار، رومی، شاہ محمد غوث
۲۱۱	شرح علامی ۱۲۴۸ھ	محمد اعلم لکھنوی
۲۱۳	قانونچۂ بہرہ بخش	امر سنگھ خاکی

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۲۱۶	بوستان	سعدی شیرازی
۲۱۹	آمدن نامہ	؟
۲۲۰	انشائے دلکشا	سید نثار علی بخاری
۲۲۱	مقالہ پارسی ۱۱۰۲ھ	محمد سعید مہمند المتخلص مستمند
۲۲۳	رسالۂ درویشی	؟
۲۲۹	زبدۃ الحساب	حافظ احمد بن شیخ محمد مغربی
۲۳۰	گلزار شفیق ۱۱۰۶ھ	حکومت رائے
۲۳۱	نگارین نامہ	؟
۲۳۲	برلودہ چندر	بنوالی چند
۲۳۳	گیتا مترجم مراۃ الحقایق	عبدالرحمن بن عبدالرسول عباسی
۲۳۴	شری مہادیو کا ارشاد	
۲۳۵	مکتوب در اوصاف روح	؟
۲۳۶	شری مہادیو کا ارشاد	عبدالرحمن بن عبدالرسول
۲۳۷	انمان شتنیا (مترجمہ)	” ”
۲۳۸	رسالۂ اطوار	”
۲۳۹	ذکر و فکر صوفیا	؟
۲۴۰	الف۔ شرح اسامی دیوان حافظ	میر سید علی ہمدانی
”	ب۔ کلام صوفیا	؟
۲۴۱	روح الارواح	؟
۲۴۲	مقابلہ وجود	؟
۲۴۳	مخزن طب قطب شاہی	؟
۲۴۵	مرثیہ محتشم	محتشم کاشی
۲۴۶	رسائل طغرئی	ملا طغرئی
۲۴۸	مجموعہ قواعد خوشنویسی	میر دلاور علی دانش
۲۴۹	حروفات سروتر مہر	سیاوخش ابن ادمیقاد
۲۵۰	الف۔ تحفۃ النصائح ۷۹۵ھ	شیخ یوسف چشتی دہلوی
”	ب۔ ضمیمہ تحفۃ النصائح	؟

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۲۵۲	باغ ابراہیم ۱۲۴۲ھ	غلام حسین بن زین العابدین
۲۵۳	کلام انور	انوار اللہ خاں فضیلت جنگ
۲۵۸	مراۃ المسائل ۱۳۰۷ھ	عزت خاں برہان پوری
۲۵۹	عوامل النحو	؟
۲۶۰	ترجمہ مفتاح الفلاح	جمال الدین محمد بن حسین
۲۶۱	تزک آصفیہ	شاہ تجلی علی
۲۶۲	معرفت النسا	؟
۲۶۳	رسالہ منطق	ابوالبقا بن عبدالباقی
۲۶۴	قصۂ دلربا ۱۱۵۰ھ	سدانند ولد چھبیل داس
۲۶۵	مکاتبات علامی ۱۰۱۵ھ	عبدالصمد بن افضل احمد
۲۶۶	قصۂ بہرام گور	غلام احمد
۲۶۷	انشائے مفتی	نعمت اللہ بنی اسرائیل
۲۶۸	دیوان بیدل	مرزا عبدالقادر بیدل
۲۶۹	نورس نامہ	ملا ظہوری
۲۷۰	جامع القوانین ۱۰۸۵ھ	خلیفہ شاہ محمد
۲۷۱	زاد المومنین	حسین ابن حسن
۲۷۲	تاریخ ٹیپو سلطان	؟
۲۸۰	لوائح	جامی
۲۸۱	صدق مقال	ملا ظہوری
۲۸۲	جامع القوانین ۱۰۸۵ھ	خلیفہ شاہ محمد
۲۸۳	روضۃ الشہدا	ملا حسین واعظ کاشفی
۲۸۴	شمائل الاتقیا	رکن عماد دبیر
۲۸۵	بہار دانش ۱۰۶۱ھ	محمد صالح
۲۸۷	روضۃ الصفا	محمد خاوند شاہ
۲۸۹	سالوتر اسپان ۸۱۰ھ	عبداللہ ابن صیفی
۲۹۲	تحفۃ النصائح	سید یوسف حسینی
۲۹۸	خطبۃ الحاقیہ من علمائے کلکتہ	قاضی محمد ارتضا علی خاں

نمبرمخطوط	نام کتاب	نام مصنّف
۲۹۹	شرح گلستان	محمد نوراللہ احراری
۳۰۰	دل افروز ۱۲۴۸ھ	فدائی
۳۰۲	پندنامۂ لقمان ۱۱۳۰ھ	فتح شریف بلخی
۳۰۳	تحفۃ الاحرار	جامی
۳۰۴	مکتوبات سید عبدالقادر جیلانیؒ	علی بن حسام الدین متقی
۳۰۵	وصایائے نوشیروان عادل	؟
۳۰۶	وصایائے عبداللہ انصاری	خواجہ عبداللہ انصاری
۳۰۷	رسالۂ نصیحت	امام غزالی
۳۰۸	رسالۂ نصائح	؟
۳۰۹	رسالۂ سوال وجواب	؟
۳۱۱	تواریخ ایمہ	یکرنگ
۳۱۳	احکام الصلوٰۃ	؟
۳۱۶	روضۃ الاحباب	عطاء اللہ الدین فضل اللہ
۳۱۷	سیر محمدی ۸۳۱ھ	محمد علی سامانی
۳۱۹	مناقب غوثیہ	محمد صادق شہابی سعدی
۳۲۰	یوسف زلیخا ۹۹۹ھ	جامی
۳۳۶	نان وحلوا	محمد بہاء الدین الآملی
۳۳۷	رسالۂ طب	؟
۳۵۱	مثنوی معنوی	مولانا جلال الدین رومی
۳۵۲	دیوان اسیر	جلال الدین اسیر
۳۵۳	دیوان حافظ	حافظ
۳۵۴	مخزن اسرار	نظامی
۳۵۵	رسالۂ نجوم	؟
۳۵۶	رویت الحق ۱۰۰۰ھ	شیخ محمود
۳۵۷	لیلاوتی ۹۹۵ھ	جہاسکرا چارج ترجمہ فیضی
۳۵۸	دیوان	شمس تبریز
۳۵۹	مخزن اسرار	نظامی گنجوی

نمبرمخطوط	نام کتاب	نام مصنّف
۳۶۱	عروس عرفاں ۱۱۱۶ھ	قاضی محمود بحری
۳۶۲	رسالہ	بایزید بسطامی
۳۶۶	عقاید دینیہ	ضیاء الدین بن سدید جرجانی
۳۶۷	نصائح خواجہ عبداللہ انصاری	خواجہ عبداللہ انصاری
۳۶۸	ترجمہ اعتقادات	محمد کریم ابن شیخ احمد
۳۶۹	الف۔ خاصیت چہل اسماء	شیخ شہاب الدین مقتول
〃	ب۔ دعائے صبوحی	حسن استرآبادی
۳۷۲	دعائے سریانی معہ ترجمہ	حضرت عبداللہ ابن عباسؓ
۳۷۴	انشائے تسکین	غفور علی تسکین
۳۷۷	گلستان	سعدی
۳۷۶	یوسف زلیخا ۹۹۹ھ	جامی
۳۸۱	عنصر دوم	مرزا عبدالقادر بیدل
۳۸۲	چہار عنصر	〃 〃
۳۸۳	دیوان بیدل	〃 〃
۳۸۴	عنصر سوم	〃 〃
۳۸۵	سرمۂ اغنیا	〃 〃
۳۸۶	تاریخ فرشتہ	ابوالقاسم فرشتہ
۳۸۷	لمعات	شیخ عراقی
۳۸۸	جامع عباسی قبل ۱۰۳۱ھ	بہاء الدین محمد آملی
۳۸۹	تکملہ جامع عباسی 〃	نظام بن حسین سادی
۳۹۰	رسالۂ شاہ مدار	؟
۳۹۱	خلاصۂ شاہ نامہ ۱۰۶۳ھ	توکل بیگ
۳۹۲	محامد حمادیہ	محمد برہان الدین خاں
۳۹۳	شرح امالی	سید علی ترمذی
۳۹۴	جام زر یا چہار چمن	حکیم ناصری
۳۹۶	مجرب نسخہ جات	شیخ داؤد حرارت
۳۹۸	نسخہ کھونڈا چولی	حضرت خواجہ بندہ نوازؒ

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۳۹۹	سفینۃ الاولیاء	داراشکوہ
۴۰۸	نصاب العارفین ۱۲۲۸ھ	حسین علی شاہ
۴۱۰	دہ مجلس	محتشم کاشی
۴۱۱	عقاید اسلام	عبدالجلیل
۴۱۲	تنبیہ الغافلین	بہاءالدین محمد ابراہیم ترمذی
۴۱۳	مثلث روحی	سید حسینی بادشاہ قادری
۴۱۴	بوستاں	سعدی شیرازی رح
۴۱۶	دستور المبتدی	شیخ صفی بن نصیر
۴۱۸	اصطلاحات حدیث	عبدالاول ابن علاء الحسینی
۴۱۹	احکام الصلوٰۃ	؟
۴۲۱	فتوح الغیب	شیخ عبدالقادر جیلانی
۴۲۳	سوانح دکن	منعم ہمدانی اورنگ آبادی
۴۲۴	مشعب	؟
۴۲۵	نور القلوب	؟
۴۲۶	لوائح	جامی
۴۲۷	دیوان برہمن	چندربھان برہمن
۴۲۸	قواعد فارسی	روشن علی جونپوری
۴۲۹	محمود اللغات فرہنگ	شیخ محمود
۴۳۳	رسالہ تجوید	؟
۴۳۴	اثبات الاحوطیہ	محمد افضل
۴۳۹	یادگار غلام حسین	؟
۴۴۳	سراپائے ماہ لقا	سید ابوالقاسم میر عالم
۴۴۶	سعادت الکونین ۱۲۲۴ھ	مفتی محمد اکرام الدین
۴۴۷	تمہیدات عین القضات	عین القضات
۴۴۹	شرح تہذیب	؟
۴۵۱	ہدایہ	علامہ مرغینانی
۴۵۲	حفظ مراتب ۱۰۰۹ھ	خوب محمد چشتی

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۴۵۳	کتاب نیر در مدح پیر	قاضی نیر الدین حسین
۴۵۴	کلام نیر	" " "
۴۵۹	رسالہ مقداریہ	میر محمد مومن پیشوا
۴۶۰	مجموعہ فضائل ۱۱۴۵ھ	خلیفہ شاہ محمد
۴۶۱	انشائے نعمتی	نعمت اللہ
۴۶۲	زینت قاری ۱۱۰۶ھ	محی الدین
۴۶۳	سفر السعادہ	شیخ مجد الدین محمد
۴۶۴	گلستاں	سعدی شیرازی رح
۴۶۷	ترکیب بند کرامت	بلہار
۴۷۱	جوہر الحکم ۱۳۲۴ھ	محمد مہدی خراسانی
۴۷۳	عشرت کدۂ آفاق	چندو لال شاداں
۴۷۴	" "	" " "
۴۷۵	مکاتیب خواجہ بندہ نواز رح	سید محمد حسینی بندہ نواز رح
۴۷۶	انشائے مروارید	ملا منیر
۴۷۷	کارستان	"
۴۷۸	رقعات قاضی زین الدین	قاضی محمد زین الدین
۴۷۹	تاریخ دکن	؟
۴۸۰	وفات نامہ	؟
۴۸۱	عقاید نامہ	؟
۴۸۲	نام حق ۹۳۴ھ	شرف بخاری
۴۸۳	مفتاح الصلوٰۃ ۱۲۰۱ھ	؟
۴۸۴	خیر الزاد الیوم المعاد	محمد خیر الدین العمری
۴۹۰	مقدمہ شرح جام جہاں نما	شیخ خوب محمد چشتی
۴۹۱	شراب جام	"
۵۲۷	سراج اللغۃ ۱۱۶۵ھ	سراج الدین علی خاں آرزو
۵۲۸	رسالہ قواعد فارسی	عبدالواسع ہانسوی
۵۳۰	شرح الفیض ۱۳۴۵ھ	میر شمس الدین محمد فیض

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۵۳۷	امواج خوبی	خوب محمد چشتی
۵۴۱	مرغوب القلوب ۷۵۷ھ	شمس تبریزی
۵۴۵	مراۃ الحقایق	عبدالرحمن چشتی
۵۴۶	مثنوی شرف	شاہ شرف بوعلی قلندر
۵۵۲	نالۂ درد ۱۲۹۰ھ	خواجہ میر درد
۵۵۳	دیوان مظہر ۱۱۷۰ھ	مظہر جان جاناں
۵۵۷	عروس عرفاں ۱۱۱۶ھ	قاضی محمود بحری
۵۶۰	ماہ نامہ ۱۱۲۳ھ	غلام حسین خاں جوہر
۵۶۲	گنج طلسم قبل ۱۰۰۰ھ	شاہ نعمت اللہ ولی
۵۹۸	دیوان سودا	مرزا محمد رفیع
۶۰۱	غزالان الہند ۱۱۷۸ھ	غلام علی آزاد بلگرامی
۶۰۵	شرح میر شمس الدین ۱۲۵۳ھ	میر شمس الدین محمد فیض
۶۱۳	اصول التواریخ ۱۱۲۷ھ	حافظ غلام محمود
۶۱۴	رازق باری ۱۱۵۰ھ	سید محمد والہ
۶۱۹	تحفۃ النصائح ۹۵؟ھ	شیخ محمد یوسف
۶۲۰	″ ″	″
۶۲۱	وقائع معظمیہ ۱۲۵۲ھ	بدرالدین خاں تمیز
۶۲۵	تذکرۂ شعرا ۱۱۶۵ھ	شیخ علی حزیں
۶۲۶	تواریخ سیر الہند ۱۲۴۶ھ	محمد قادر خاں بیدری
۶۴۱	تفسیر سورۂ یوسف قبل ۱۲۵۲ھ	معین الدین
۶۴۲	منطق الطیر	عطار
۶۴۷	رسالہ وجودیہ ؟	بدیع الدین شاہ مدار
۶۵۰	رسالہ درویشی قبل ۱۱۹۴ھ	؟
″ ب	رسالہ تصوف ″	سید اشرف جہانگیر
۶۷۶	دیوان اشفاق ۱۲۵۰ھ	محمد علی اشفاق
۶۸۱ ب	تعبیر نامہ قبل ۱۲۱۱ھ	؟
″ ج	فال نامہ ″	؟

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۶۸۶	نکاح نامہ قبل ۱۲۷۸ھ	؟
۶۸۶	عجایب و غرایب قبل ۱۲۳۶ھ	دولت رام
۶۹۲	سوانح دکن ۱۲۰۰ھ	خواجہ منعم خاں
۶۹۶	حق نما ۱۰۵۵ھ	دارا شکوہ
۷۰۱	مطبوع صبیان قبل ۱۲۰۰ھ	صفی
۷۰۲	کریما مع ترجمہ ″ ۱۲۵۰ھ	
۷۳۲	کلام فاروق ۱۲۳۷ھ	نعمان عالم خاں فاروق ارکانی
۷۴۳	کفایت الاسلام ۵۹۹ھ	؟
۷۵۲	ملفوظات قبل ۱۱۰۰ھ	امین الدین علی
۷۵۳	اذکار و اشغال ″	″
۷۵۴	بیاض منقبت قریب ۱۱۸۵ھ	خواجہ بندہ نواز وغیرہ
۷۵۵	کلیات ۱۲۰۰ھ	مرزا رفیع سودا
۷۵۸	کلمات طیبات	حضرت علی
۷۵۹	رسالہ نماز ؟	؟
۷۶۰	تعلیم الصبیان قبل ۱۲۵۰ھ	ملا باقر مجلسی
۷۶۱	رسالہ اصول دین ″	حافظی
۷۶۲	تنبیہ الغافلین	بہاء الدین محمد
۷۶۳	گلستان خیال قبل ۱۱۵۰ھ	سید محمد والہ موسوی
۷۶۴	منتخب دیوان و	″
۷۶۵	کلیات یکدل قبل ۱۲۰۰ھ	میر علی مردان خاں
۷۶۶	دیوان مظہر ″ ۱۱۷۰ھ	مرزا مظہر جان جاناں
۷۶۹	دہ مجلس ؟	؟
۷۷۲	بیاض کلام قبل ۱۲۳۶ھ	انور، بیدل، شادا وغیرہ
۷۷۷	″ ؟	غلامی، سالم، قطب شاہ
۸۰۶	طوطی نامہ ؟	سید محمد قادری
۸۰۷	انشائے صبیان ؟	مہدی
۸۰۸	آمدن نامہ قبل ۱۲۳۱ھ	

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۸۰۸ ب	بزرجمہر نامہ قبل ۱۲۳۱ھ	؟
۸۱۲	شمائل الاتقیا ۸۳۸ھ	رکن الدین بن عماد
۸۲۲	جامع الفواید ۱۱۸۵ھ	نوازش علی خاں شیدا
۸۲۶	رسالہ تسکاریہ ؟	شاہ مرزا مہدی خاں صفوی
۸۲۷	″ ؟	محمد شمس حصاری
۸۲۸	اساس الاسلام ۱۰۶۴ھ	عابد
۸۳۵	دیوان عقیل قبل ۱۲۳۰ھ	سید محمد حسینی عقیل
۸۴۷	بیاض کلام ″ ۱۲۷۶ھ	صدرالدین شعلہ، تلسی رام
۸۵۶	منشآت لکھن ۱۲۲۳ھ	راجہ لکھن لال
۸۵۸	نان و حلوا	بہاءالدین آملی
۸۶۰	ضوابط آصفجاہ ۱۱۷۵ھ	لالہ منارام
۸۶۱	مقصود العاشقین قبل ۱۱۰۰ھ	شیخ داؤد بیجاپوری
۸۶۳	نسل نامہ حالات	شاہ میراں جی شمس العشاق
۸۶۴	دیوان ذکا مدراس ۱۲۷۵ھ	محمد حبیب اللہ ذکا
۸۶۵	قصاید ذکا ۱۲۸۰ھ	″
۸۶۷	نکات مسکین ۱۱۹۶ھ	رائے بھوانی شنکر
۸۷۳	بیاض کلام ۱۲۵۰ھ	جعفری، ہمدم، وفائی وغیرہ
۸۷۴	عشرت کدۂ آفاق ۱۲۳۰ھ	چندولال شاداں
۸۷۶	ادعیہ و اوراد ۱۳۰۲ھ	؟
۸۷۸	کلیات ۱۱۰۰ھ	میر جعفر علی زٹلی
۸۸۱	شمع دبستان ؟	حسین علی صبر
۸۸۷	فرہنگ فارسی ترکی ؟	؟
۸۹۶	بیاض کلام ۱۲۲۵ھ	ضیا، جعفر زٹلی
۸۹۷	دیوان شہید ۱۱۷۵ھ	محمد باقر شہید
۸۹۸	دیوان حافظ	حافظ شیرازی

عربی مخطوطات

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۳۲	شمائل نبی و ادعیہ	ہمدم شیرازی
۳۸	رسالہ حجاب ادعیہ و اوراد	عصمت اللہ بخاری
۵۳	ادعیہ	؟
۵۵	حاشیہ قطبی	میر سید شریف
۵۶	کتاب الحکم العطایہ	ابو العباس احمد بن محمد
۹۰	قصائد نعت و منقبت	مولوی حیدر عبد الرحیم
۱۰۱	دعائے داؤد	سید ابراہیم سید
۱۰۷	رسالۂ ابولہب	؟
۱۹۰	مجموعہ قطبی و میر	قطب الدین شیرازی
۱۹۸	قطبی	״ ״
۱۹۹	حاشیہ میر	میر سید شریف
۲۱۴	شمائل نبی ؐ	؟
۲۲۴	فرض الصلوات	؟
۲۵۶	سورہ مائدہ	؟
۲۷۳	ضابطہ قواعد الحساب	عصمت اللہ بن عبد الرسول
۲۷۴	شرح مفتاح العلوم	سید شریف جرجانی
۲۷۵	حاشیہ خیالی	ملا خیالی
۲۷۶	شرح عقائد اسلامیہ	علامہ سعد الدین
۲۷۷	قطر الندا	شیخ جمال الدین محمد
۲۷۸	ہدایہ اولین	علامہ مرغینانی
۲۷۹	رسالہ شہاب	نجم الدین شہاب

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۲۸۶	شرح مواقف	سید شریف علی الجرجانی
۲۸۸	مشکوٰۃ المصابیح	ولی الدین ابو عبد اللہ
۲۹۰	کنز الدقایق	ابو البرکات عبد اللہ
۲۹۱	رسالہ سلم العلوم	؟
۲۹۲	رحمۃ الامۃ	شمس الدین محمد
۲۹۴	رسائل فقہ	؟
۲۹۸	خطبۃ الحائیہ من علماء کلکتہ	قاضی محمد ارتضا علی خاں
۳۲۶	نان و حلوا	محمد بہاء الدین الآملی
۳۶۳	رقعات	شاہ عبد القادر
۳۶۴	حاشیہ بر رسالہ میر	محمد عبد الکریم شہید
۳۶۶	دعائے صبوحی	حسن استرآبادی
۳۷۲	دعائے سریانی مترجمہ	حضرت عبد اللہ ابن عباس
۳۷۷	سر الاسرار	شیخ عبد القادر جیلانیؒ
۳۷۸	کتاب الطریقہ	״ ״ ״
۳۷۹	سر السلوک	״ ״ ״
۳۸۰	حزب البحر	״ ״ ״
۳۹۳	شرح امالی	سید علی ترمذی
۴۲۲	قرآن شریف	
۴۳۲	تذکرہ الاثام	ابن حجر
۴۳۸	شرح مائۃ عامل	عبد القاہر بن عبد الرحمن
۴۴۸	ترجمہ چہل حدیث	شاہ ولی اللہ محدث
۴۵۰	شرح مائۃ عامل	عبد القاہر بن عبد الرحمن
۴۵۵	حاشیہ شرح ملا جامی	؟

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۴۹۴	درود تاج	.
۴۹۵	ادعیۂ دلائل الخیرات	.
۴۹۶	ادعیہ حزب اعظم	؟
۴۹۷	شرح قصیدۂ خزرجیہ	غلام نقشبند شفیعی
۵۸	کلمات طیبات	حضرت علی
۸۷۶	ادعیہ و اوراد ۱۳۰۲ھ	؟
۸۸۱	شمس دبستاں	حسین علی صبر

ہندی مخطوطات

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف
۶۷	کہانی چتر مکت	زین العابدین
۹۴	بھاگوت گیتا	.
۱۱۱	میر کہ سمجھاوے	فقیر اللہ فقیر
۲۴۷	پیم کہانی	؟
۲۵۴	پکٹ کہانی	محمد افضل شاہ فاروقی
۷۷۳	گیان سروپ ۱۱۲۱ھ	شاہ تراب
۷۷۴	من سمجھاون ۱۱۰۰ھ	״
۷۷۵	مندرالاک یا کھر قیل ۱۱۲۱ھ	شبر علی
۸۳۵	دیوان عقیل قبل ۱۳۲۰ھ	سید محمد حسینی عقیل
۸۴۷	بیاض کلام ۱۲۷۶ھ	تلمیذ صدر الدین شعلہ
۸۴۸	پوتھی قانون معرفت ۱۲۸۵ھ ۱۸۷۶ء	انور رہتکی
۸۹۶	بیاض کلام ۱۲۲۵ھ	؟

تذکرۂ اردو مخطوطات جلد چہارم

فہرست مخطوطات بلحاظ موضوع

(۱) علوم قرآن وحدیث وتفسیر

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف	سنہ تصنیف	صفحہ
۷۴۴	تفسیر مرتضوی	غلام مرتضیٰ فیض آبادی	۱۱۹۴	۶۰
۷۴۰	اسناد دعاء عکاشہ	؟	؟	۴۸
۷۴۷	قبرنامہ	فقیر	قبل ۱۲۷۳	۸۹
۸۱۸	شمع احادیث	شاہ سلطان	قبل ۱۲۵۰	۱۶۴
۸۵۲	تفسیر تنزیل	محمد درویش بابا قادری	۱۲۴۰	۲۰۶
۸۶۲	تفسیر قرآن مجید	؟	۱۲۵۰	۲۲۲
۸۷۵	رسالۂ دعا		۱۳۰۲	۲۳۲
۸۷۶	ادعیہ واوراد		۔	″

(۲) فقہ وعقائد وفرائض

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف	سنہ تصنیف	صفحہ
۷۲۷	مختصر حسینی	عبدالغفور حسین	۱۰۹۲	۶۶
۷۴۱	کشف الخلاصہ	میر شجاع الدین حسین	۱۲۳۲	۸۴
۸۰۹	″	″	″	
۷۴۲	سراج العقائد	سید حیات	۱۲۴۴	۸۵
۷۸۸	″	″	″	۱۴۴
۷۴۳	کفایت الاسلام	؟	۵۹۹	۸۶
۷۴۴	شرف النسا	لعل	قریب ۱۲۰۰	۸۶
۷۴۵	چار کرسی	احمد خاں شیرانی کولاری	۱۱۹۶	۸۷
۷۴۶	چار کرسی	عبدالحق	قبل ۱۲۷۳	۸۸
۷۵۹	رسالۂ نماز	؟	؟	۱۰۲
۷۶۰	تعلیم الصبیان	ملا باقر مجلسی	؟	۱۰۳
۷۸۹	سراج الفقہ	سید حیات	۱۲۴۴	۱۴۴
۷۹۰	مراۃ الاحکام	سید حیات	۱۲۴۴	۱۴۴
۷۹۱	تاج الفرائض	″	″	″
۷۹۸	ب نور الاسلام	″	″	۱۴۸
۸۲۵	تمیز الکلام	محمد صالح ابوالحسن	قبل ۱۲۷۵	۱۷۷
۸۵۱	مجمع البرکات	عبدالہادی	قبل ۱۲۲۷	۲۰۵

(۳) تصوف و عرفان

نمبر مخطوطہ	نام کتاب	نام مصنف	سنہ تصنیف	صفحہ
۷۰۳	گنج عرفان	امام الدین حسینی عارف	قبل ۱۱۵۰	۳۴
۷۱۲	آب حیات	سید حیات	۱۲۵۰	۳۸
۷۹۹	″	″	″	
۷۵۰	چار کرسی طریقت	فقیر	قریب ۱۲۵۰	۹۱
۸۱۹	″	″		
۷۵۱	نظم سی حرفی	معظم	قبل ۱۱۰۰	۹۲
۷۵۲	ملفوظات	شاہ امین الدین علی	″	۹۳
۷۵۳	اذکار واشغال	″	″	۹۴
۷۷۳	گیان سروپ	شاہ تراب	۱۱۲۱	۱۱۷
۷۷۴	من سمجھاون	″	″	۱۲۰
۷۷۵	مندر لاک پاکھ	شیر علی بحرنگ(؟)	″	۱۲۴
۸۰۱	گلزار السالکین	عابد شاہ	۱۰۹۲	۱۵۰
۸۲۸	اساس الاسلام	″	۱۰۶۴	۱۷۹
۸۰۳	کسب عروج	شاہ صدر الدین	قبل ۱۲۰۰	۱۵۱

۸۱۱	شمائل الاتقیاء	میراں یعقوب	۱۰۷۸	۱۵۱
۸۱۲	" (ف)	رکن الدین بن عماد	۷۳۸	۱۵۸
۸۱۳	تائید المبین	یوسف علی علوی لکھنوی	۱۲۴۳	۱۶۰
۸۱۷	گنج الاسرار	شاہ سلطان ثانی	قبل ۱۲۵۰	۱۶۳
۸۱۹	چار کرسی	فقیر	قریب "	۱۶۵
۸۳۷	گنج مخفی	مرید مخدوم شاہ حسینی	؟	۱۹۲
۸۳۸	زنجیرہ	خواجہ شاہ ثانی سلطان حسینی	؟	۱۹۲
۸۳۹	رسائل تصوف	؟	؟	۱۹۳
۸۴۲	نور نامہ	شاہ عنایت	۱۱۱۱	۱۹۶
۸۴۸	پوتھی قانون معرفت	انور رہتکی	۱۸۷۵	۲۰۲

(۴) پند و اصلاح و تبلیغ و مناظرہ

۷۰۲	ترجمۂ کریما	.	قبل ۱۲۵۰	۳۳
۷۵۸	کلمات طیبات	حضرت علی	؟	۱۰۲
۷۶۲	تنبیہ الغافلین	بہاء الدین محمد	؟	۱۰۴
۸۰۹	کشف الخلاصہ	حافظ میر شجاع الدین حسین	۱۲۳۲	۱۵۷
۷۹۲	تاج الصلح	سید حیات	قریب ۱۲۵۰	۱۴۵
۷۹۳	آداب السعادۃ	"		۱۴۶
۷۹۵	نور الہدایہ	"		۱۴۶
۷۹۷	دیدار نامہ	"		۱۴۷
۷۱۵	ہدایات ہندی	ضعیفی	۱۱۰۱ھ	۱۶۱
۸۵۳	ہدایت نامہ	محمد ہادی	۱۲۴۲	۲۰۶
۸۶۱	مقصود العاشقین	شیخ داؤد	قبل ۱۱۰۰	۲۱۴
۸۶۲	علم الحیات	شیخ محمود	۱۰۵۰	۲۱۵
۸۶۹	شفاء العلیل	خرم علی	۱۲۳۸	۲۲۳
۸۸۲	سوال وجواب	شاہ لگن	۱۱۰۰	۲۲۹
۸۸۳	گفتار شاہ امین	شاہ امین الدین	۱۲۸۷	۲۴۰
۸۸۴	معراج المحققین	سید محمد قادری	۱۲۰۵	۲۴۱
۸۸۵	وصل نامہ	شاہ امین	۱۰۸۷	۲۴۲
۷۸۶	قدیم بیاض دکنی	؟	؟	۲۴۲

(۵) تاریخ و سیر و مناقب

(الف) حالات و مناقب نبی ع.ی

۷۲۳	معراج نامہ	محمد مختار	۱۰۹۴	۵۷
۷۹۴	احوال النبی	سید حیات	قریب ۱۲۴۴	۱۴۶
۷۹۶	شفاعت نامہ	"	"	۱۴۷
۸۴۱	شمائل نامہ	عبدالصمد ترین	قریب ۱۱۰۰	۱۹۵
۸۴۳	وفات نامہ	دریا	۱۱۱۱ھ	۱۹۷

(ب) حالات و مناقب آل و اصحاب نبیؐ

۷۱۰	چار گلزار	فضل الرحمن	۱۲۸۰	۳۷
۷۲۲	بیاض مراثی	انیس۔ مونس۔ دبیر	قبل ۱۳۰۰	۵۶
۷۳۶	روضۃ الشہدا	ولی ویلوری	۱۱۳۷	۷۸
۷۶۸	"	"	"	۱۱۱
۷۵۴	منقبت و تبری	غواصی۔ خواجہ بندہ نواز؛ میرن۔ شفیع۔ حکیم۔ خوشنود؛ نصائی۔ شوق علی۔ ایجاد؛ ناسخ۔ باقی	قبل ۱۱۸۵	۹۴
۷۵۷	روضۃ الانوار	میر تجلی علی تجلی	قبل ۱۲۱۵	۱۰۰
۷۶۹	دہ مجلس	؟	؟	۱۱۲
۷۸۰	روضۃ الشہدا	ولی ویلوری	۱۱۳۷	۱۳۶
۷۸۱	روضۃ الاطہار	نوازش علیخاں شیدا	۱۱۷۳	۱۳۷
۷۸۲	"	"	"	۱۳۸
۸۴۵	"	"	۱۱۷۳	۱۹۹
۷۸۳	اعجاز احمدی	"		۱۳۹
۷۹۸	شرف الایمان	سید حیات	قریب ۱۲۴۴	۱۴۷
۸۳۱	مرثیہ حضرت قاسم	؟	؟	۱۸۸
۸۷۷	مرثیہ	خواجہ ہمت علیخاں	۱۲۰۰	۲۳۳

۸۹۵ ریاض الجنان — محمد باقر آگاہ — ۱۲۰۷ — ۲۶۱

(ج) حالات ومناقب محبوب سبحانی

۷۳۹ روضۂ صفا عرف غوثیہ } شاہ غوث جامی ارکاٹی — ۱۱۸۸ — ۸۲
۷۷۹ محبوب القلوب — محمد باقر آگاہ — ۱۲۰۷
۷۸۴ " — " — ۱۴۰

(د) دیگر بزرگان مذاہب کے حالات ومناقب

۷۰۹ روضۃ الاقطاب — رونق علی — ۱۳۱۹ — ۳۷
۷۵۶ خلاصۃ الانبیا ترجمہ قصص الانبیا } غلام نبی ابن عنایت اللہ — ۱۲۶۴ — ۱۰۰
۸۶۲ نسل نامۂ حالات — امیر الدین شاہ میراجی — ۲۱۶

(ھ) سلاطین امرا علما شعرا اور مقامات کے حالات

۷۷۱ تذکرۂ منظوم سلاطین دکن عرف تحفۂ عثمانیہ } میرلاور علی دانش — ۱۳۱۷ — ۱۱۴
۸۱۰ قصۂ شہیداں — ناطق — قریب ۱۲۴۰ — ۱۵۷
۸۴۴ تاریخ مشاہیر بہار — سید علی محمد شاد عظیم آبادی — ۱۳۵۰ — ۱۹۸
۸۶۰ ضوابط آصف جاہ — لالہ منسارام — ۱۱۷۵ — ۲۱۳
۸۶۶ تزک محبوبیہ — غلام صمدانی خاں گوہر — ۱۳۲۰ — ۲۱۹
۸۹۲ تذکرہ عطائے تمکیں — ۱۲۹۲ — ۲۵۵

(۶) نظم (دیوان۔ کلیات۔ بیاض۔ انتخاب)

۷۰۴ بیاض کلام } آبرو۔ میر۔ سوز۔ یقین۔ کمتر۔ لطیف۔ رضا۔ شاداں۔ مستان۔ حسین — ۳۵
۷۰۵ کلام برہان — سیدی برہان دکنی — قبل ۱۲۰۰ — ۳۵
۷۰۶ کلام میرن — میاں میرن سبزواری — " ۱۱۹۰ — ۳۵
۷۰۷ بیاض نظم ونثر — سکندر۔ شہید۔ دبیر۔ نثار۔ بلہار۔ — " ۱۲۰۰ — ۳۶
۷۰۸ دیوان یقین — انعام اللہ خاں — " ۱۲۰۰ — ۳۶
۷۱۱ کلام میرن وسید — میرن سبزواری وسید دکنی — " ۱۱۹۰ — ۳۸
۷۱۷ واسوخت — مرزا مہدی حسین خاں آبادی — " ۱۲۶۸ — ۴۰
۷۱۸ بیاض مراثی — محمد رضا خاں رضا مدراسی — قریب ۱۳ — ۴۱
۷۱۹ " " — دبیر۔ تصور۔ انیس وغیرہ — قبل ۱۲۸۵ — ۴۳
۷۲۰ مجموعۂ کلام — شاہ مقبول اللہ بیدار — قریب ۱۲۳۵ — ۴۵
۷۲۱ کلیات شہید — میر احمد علیخاں شہید دہلوی — قبل ۱۲۹۰ — ۴۸
۷۲۲ بیاض مراثی — انیس۔ مونس۔ دبیر — " ۱۳۰۰ — ۵۶
۷۲۵ بیاض نوحہ جات } بہادر۔ بہرہ ور۔ صابر۔ غضنفر۔ قاسم وغیرہ — ۶۲
۷۲۶ کلیات ناوک — احمد حسین ناوک گلشنی — ۱۳۱۹ — ۶۵
۷۳۲ کلام فاروق — خان عالم خاں فاروق ارکاٹی — ۱۲۳۷ — ۷۲
۷۵۵ کلیات فارسی واردو — مرزا رفیع سودا — قریب ۱۲۰۰ — ۹۸
۷۶۴ منتخب دیوان والہ — سید محمد والہ موسوی — قبل ۱۱۷۹ — ۱۰۶
۷۶۵ کلیات بیدل — میر علی مرداں خاں موسوی — قبل ۱۱۷۹ — ۱۰۷
۷۶۶ دیوان مظہر — مرزا مظہر جان جاناں — " ۱۱۷۹ — ۱۰۹
۷۶۷ بیاض خلیل — خلیل واکبر — قبل ۱۲۵۹ — ۱۱۱
۷۷۲ بیاض کلام اردو وفارسی } جوہر۔ شاداں۔ انور۔ بیدل وغیرہ — قبل ۱۲۳۶ — ۱۱۶
۷۷۶ بیاض کلام — غلام علی فقیر۔ شکوہ۔ فضل وغیرہ — ۱۱۲۱ — ۱۲۵
۷۷۷ بیاض کلام اردو } غلامی، سالم، قطب شاہ، اشرفی، کمترین، بیتش، شرر، امین وغیرہ — قبل ۱۲۰۰ھ — ۱۳۰
۸۰۰ دیوان شرف — شرف النسا میسوری — قریب ۱۳۰۰ — ۱۲۹
۸۰۴ مجموعۂ مناجات — فقیر وناقص — قبل ۱۲۷۵ — ۱۵۲
۸۰۵ مجموعۂ مولود } ندا۔ مسعود۔ دستگیر۔ مسکین۔ حبیب — ۱۵۳
۸۱۴ دیوان سلطان — شاہ سلطان — قبل ۱۱۰۰ — ۱۶۰
۸۱۶ دیوان ولی — ولی اورنگ آبادی — قبل ۱۱۵۰ — ۱۶۳
۸۱۹ گیت عاشق اللہ — شاہ سلطان — ۱۶۶
۸۲۰ کلیات ولی — ولی اورنگ آبادی — قبل ۱۱۲۸ — ۱۶۹

۸۲۱	کلیات ولی	ولی اورنگ آبادی	قبل ۱۱۲۰	۱۶۷
۸۲۳	کلیات سراج	سراج اورنگ آبادی	۱۱۵۲	۱۶۹
۸۲۴	منتخب کلام	کمتر جرات۔ قیس۔ درد۔ ایمان۔ سخن۔ مرد وغیرہ	قبل ۱۲۵۵	۱۷۰
۸۲۹	بیاض مراثی	وجہی۔ خوشنود۔ نصرتی۔ عبداللہ قطب شاہ۔ قادر۔ قاسم۔ مشفو۔ مرتضیٰ	قبل ۱۱۰۰	۱۸۰
۸۳۰	منظومات انفعال	انفعال۔ شفیع۔ بیان	قبل ۱۲۹۳	۱۸۷
۸۳۲	دیوان قیس	محمد صدیق قیس	قبل ۱۲۳۰	۱۸۸
۸۳۳	دیوان ناسخ	شیخ امام بخش ناسخ	" ۱۲۵۰	۱۸۹
۸۳۵	دیوان عقیل اردو	سید محمد حسینی عقیل	" ۱۳۰۰	۱۹۰
۸۳۶	" ہندی	"	" "	۱۹۱
۸۴۷	بیاض صدر الدین	شعلہ و تلسی رام بدایونی	۱۲۷۶	۲۰۰
۸۶۴	دیوان ذکا	محمد حبیب اللہ ذکا	۱۲۷۵	۲۱۷
۸۶۵	قصائد ذکا	"	۱۲۸۰	۲۱۹
۸۷۱	بیاض منقبت و مراثی	کافی۔ بہود۔ بہار	۱۳۰۰	۲۲۴
۸۷۲	مجموعہ کلام	عقلان	۱۲۴۰	۲۲۶
۸۷۳	بیاض کلام	جعفری۔ عاصی۔ سحر	۱۲۵۰	۲۲۹
۸۷۴	عشرت کدۂ آفاق	چندو لال شاداں	۱۲۳۰	۲۳۱
۸۷۸	کلیات	میر جعفر علی زٹلی	۱۱۰۰	۲۳۴
۸۸۰	شہر آشوب	مرزا محمد تقی	۱۳۰۴	۲۳۷
۸۸۶	قدیم بیاض دکنی			۲۴۲
۸۸۸	بیاض رضا	موسیٰ رضا	۱۲۸۰	۲۴۶
۸۸۹	کلیات سودا	مرزا رفیع سودا	۱۲۰۰	۲۴۸
۸۹۰	بیاض کلام صوفی	صوفی اورنگ آبادی	۱۱۸۰	۲۴۹
۸۹۱	مجموعہ مناقب	برہان۔ منور۔ سید	۱۳۰۰	۲۵۱
۸۹۳	دیوان عزیز	نواب عزیز یار جنگ عزیز	۱۳۲۹	۲۵۸
۸۹۶	بیاض کلام	ولی۔ جعفر زٹلی۔ سودا	۱۲۲۵	۲۶۲
۸۹۷	دیوان شہید	محمد باقر شہید	۱۱۷۵	۲۶۸
۸۹۸	دیوان حافظ	حافظ شیرازی		۲۶۹
۸۹۹	بیاض رستم میراں		۱۱۱۵	۲۷۰

(۷) منظوم قصے

۷۱۴	لیلیٰ مجنوں	میر تجلی علی تجلی	۱۱۹۰	۳۹
۷۱۵	یوسف زلیخا (عشق نامہ)	نگار	۱۲۱۲	۳۹
۷۲۸	لیلیٰ مجنوں بہارستان عشق	نامی ارکاٹی	۱۲۱۳	۳۹
۷۲۹	پنچھی باچھا	وجدی	۱۱۴۶	۷۰
۷۳۰	"	"	"	۷۱
۷۳۳	قصہ زیتون	؟	قبل ۱۲۵۰	۷۴
۷۳۴	ہفت سیر حاتم	مہمان	۱۲۱۵	۷۵
۷۳۵	"	"	"	۷۶
۷۳۸	لیلیٰ مجنوں	غلام احمد کی بن فتح ہاشمی	۱۱۴۵	۸۰
۷۶۳	گلستان خیال	سید محمد دالہ موسوی	قبل ۱۱۸۴	۱۰۴
۷۷۰	لیلیٰ مجنوں	عاجز بیجاپوری	۱۰۴۶	۱۱۳
۷۸۶	چہار درویش	محمد علی خاں شوق	۱۲۱۱	۱۴۱
۸۴۶	گلشن عشق	عرب	۱۲۵۰	۲۳۶
۸۹۴	اندر سبھا	سید آغا حسن امانت	۱۲۶۸	۲۵۹

(۸) نثری قصے

۷۱۳	مذہب عشق	نہال چند لاہوری	۱۲۱۷	۳۸
۷۱۶	طوطا کہانی	؟	۱۲۲۰	۴۰
۷۳۱	سب رس	وجہی	۱۰۴۵	۷۱
۹۰۰	"	"	"	۲۷۳
۸۰۵	اخوان الصفا	اکرام علی	۱۲۲۵	۱۷۰

٨٠٦	طوطی نامہ (ف)	سید محمد قادری		١٥٤

(٩) لغت و قواعد و عروض و انشا

٧٠١	مطبوع صبیاں (ف)	صفی	قبل ١٢٠٠	٣٣
٧٧٨	ریختہ ہندی کی صرف و نحو		" ١٢٢٥	١٣٤
٨٠٧	انشائے صبیاں (ف)	مہدی	؟	١٥٥
٨٠٨	ترجمہ آمدن نامہ	؟	قبل ١٢٢١	١٥٦
٨٢٢	جامع الفوائد (ف)	نوازش علی خاں شیدا	١١٨٥	١٦٨
٨٣٤	اردو کا قاعدہ	؟	١٣١٦	١٩٠
٨٥٦	نشات	راجہ مکھن لال	١٢٣٠	٢١٠
٨٦٧	نکات مسکین	رائے بھوانی شنکر	١١٩٦	٢٢٠
٨٨١	شمع دبستاں	حسین علی صبر		٢٣٨
٨٨٧	فرہنگ ترکی و فارسی			٢٤٥

(١٠) علوم و فنون و سائنس و ریاضی و نجوم

٧١٠ ب	رسالہ حسن	حسن بن عبداللہ	١٣٢٥ھ	٣٨
٧٣٧	رسائل نجوم	سعداللہ حسین۔ خاکی۔ فقیر وغیرہ	١١٩٧	٧٨
٧٤٨	ترجمہ طب شہابی	؟	قریب ١٢٥٠	٩٠
٧٤٩	طب اردو	؟	قبل ١٢٦٩	٩١
٧٨٧	فرس نامہ	سعادت یار خاں رنگین	١٢١٠	١٤٢
٨٠٢	معالجات خواجہ بندہ نواز	عابد شاہ	١٠٩٠	١٥١
٨٢٦	رسالہ شکاریہ (ف)	شاہ میرزا مہدی خاں		١٦٨
٨٢٧	" "	محمد شمس حصاری		١٦٨
٨٤٩	تختہ گرداں	سید محمد عبدالرحمن	١٢٦٧	٢٠٣
٨٥٠	رسالہ نظام شمسی و آلۂ اریری	شمس الامرا	١٢٦١	٢٠٤
٨٥٤	رسالہ علم حساب	شاہ علی	١٢٥٨	٢٠٧
٨٥٥	نظم عثمانی (طب)	سید عبدالرب	١٣٢٦	٢٠٨
٨٥٧	رسالہ طب	غلام حسین و لکشمی رام	قریب ١٨٧٠ء	٢١١
٨٥٩	علم انسان و ابدان	؟	١٢٥٠	٢١٣
٨٦١	مقصود العاشقین	شیخ داؤد سبز پوش		٢١٤
٨٧٠	رسالہ جراحی	ڈاکٹر جانسٹن	١٢٨٠	٢٢٣

۷۰۱ - مطبوع صبیاں - از صفی - تالیف قبل ۱۲۰۰ھ - لغت - اردو فارسی

ایک اردو مثنوی ہے جس میں مشہور فارسی و اردو لغت خالق باری میں تضمین کے ذریعے سے اضافے کئے گئے ہیں۔ اس کے مصنف صفی کے بارے میں صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ ان کے ایک شاگرد گوبند رام تھے جنہوں نے ان کو ترغیب دلائی کہ امیر خسرو کی خالق باری کو تنظیم و تردیف کے ذریعے سے زیادہ واضح اور مفید بنائیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ امیر خسرو نے ایکسو ستر ابیات لکھی تھیں۔ میں نے ان میں اضافہ کر کے تین سو پچپن ابیات پر یہ رسالہ مرتب کیا ہے۔

یہ سب باتیں ۲۸ ابیات کے ایک فارسی دیباچہ میں لکھی گئی ہیں۔ اس کی دو بیتیں جن سے مصنف اور کتاب کا نام ظاہر ہو گا درج ذیل ہیں ؎

صفی را اگرچہ ایں رغبت نہ بودہ ... بروے خاطر یاراں نمودہ
چہ بہر کودکاں گردید نبیاں ... مسمّی یافتہ مطبوع صبیاں

یہ مثنوی اس بیت سے شروع ہوتی ہے ؎

بحمد اللہ کہ از فضل و عنایت ... ہدایت را رساند او نہایت

اس اردو مثنوی کا آغاز ابیات ذیل سے ہوتا ہے ؎

اول حمد خدا کا یار ... جس سوں ہے دو جگ اظہار
فعلن فعلن فعلن فاع ... ہے متقارب کا بستار

یہ مخطوطہ ناقص الآخر ہے۔ اس کی آخری ابیات یہ ہیں ؎

راجہ باشاہ ہے سلطان ... ہے گنوار دہقانی جان
فلک چرخ اسمان اکاس ... طالع گرہ برج ہے راس

مخطوطہ قدیم کاغذ پر خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی میں ہیں۔ کاتب اور سنہ کتابت کا پتہ نہ چل سکا۔ ادارے کی طرف سے اہتمام کے ساتھ محفوظ کر کے جلد بنادی گئی ہے اس کی تفصیلات تذکرہ مخطوطات جلد اول کے صفحات ۲۷۸ - ۲۷۹ پر ملاحظہ ہوں۔ کل حیدرآباد اردو کانفرنس ۱۹۵۵ء کی علمی و ادبی نمائش میں اس مخطوطہ کو پیش کیا گیا تھا۔

اوراق ۲۷ - سطور ۸ فی صفحہ - $6\frac{1}{2}'' \times 9''$ -

۷۰۲ - ترجمۂ کریما مصنف نامعلوم - قبل ۱۲۵۰ھ - نصائح فارسی و اردو

کسی قدیم مصنف نے شیخ سعدی کی کریما کا اردو نظم میں ترجمہ کیا تھا جو اس مخطوطہ میں اصل فارسی رسالہ

کے ساتھ درج ہے۔ اس میں ہر فارسی بیت کے نیچے اردو بیت میں ترجمہ لکھا گیا ہے۔ مترجم نے سعدی کے سہل ممتنع کلام کا بہت کامیاب ترجمہ کیا ہے۔ یہ اردو مثنوی ۲۱۰ ابیات پر مشتمل ہے۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے ؎

کرم سے ہمیں اپنے بخش اے خدا　　　　کہ ہیں ہم گرفتار حرص و ہوا
نہیں ہے ہمیں دادرس تجھ سوا　　　　تو ہی بخش دے عاصیوں کی خطا

آخری ابیات یہ ہیں ؎

نہ ایسا درخت اس چمن میں اُگا　　　　کہ ضرب تبر دار سے وہ بچا
نہ رکھ انس دنیائے فانی سے یار　　　　یہی بات رکھ یاد سعدی سے یار

یہ نسخہ ماہ صفر ۱۲۶۶ھ میں قدیم کاغذ پر خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے لیکن اس کا آخری حصہ جلد بندی کے وقت ادارے کی ایک اور کتاب تنبیہ النساء (نسخہ نمبر ۱۹۱ ب) کے ساتھ تک شامل ہوگیا ہے دیکھو تذکرہ جلد اول صفحات ۱۷۳ و ۲۷۹۔

اوراق ۲۰۔ سطور ۱۱ فی صفحہ۔ ½۵" × ۹"

۲۰۳۔ گنج عرفاں از امام الدین حسینی عارف۔ قبل ۱۱۵۰ھ۔ نصائح اردو

سید امام الدین بالاپوری (۱۱۰۰ھ تا ۱۱۶۵ھ) برار میں ایک بزرگ گذرے ہیں (تذکرہ اولیائے دکن جلد اول ص ۶۵) مگر معلوم نہیں کہ یہ نظم انہی کی تالیف ہے یا کسی اور امین الدین کی؟ قاضی محمود بحری کی گنج عرفاں ایک علیحدہ فارسی کتاب ہے جس سے اس گنج عرفاں کو کوئی تعلق نہیں۔

یہ ایک طویل عارفانہ اردو نظم ہے جس کا دیباچہ فارسی نثر میں قلمبند کیا گیا ہے جو سات صفحات پر مشتمل ہے اور جو فارسی انشا پردازی کا اچھا نمونہ ہے۔

چونکہ یہ نسخہ ناقص الآخر ہے اس لئے کاتب اور سنہ کتابت اور جملہ تعداد اشعار کا پتہ نہ چل سکا۔ بحالت موجودہ اس میں ۱۹۲ بند ہیں۔ ہر بند میں ابتدائی تین مصرع اردو ہیں جن کے آخر میں قصیدہ شیخ فریدالدین عطار نیشاپوری کا ایک ایک شعر درج ہے۔ گویا یہ نظم قصیدۂ عطار کی ایک مکمل تضمین ہے۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے ؎

ذات حق جلوہ گر ہے لیل و نہار　　　　اوس کو ہر سمت دیکھ لے اے یار
خواہ گھر میں وخواہ در بازار　　　　چشم بکشا کہ جلوۂ دیدار
متجلی است از در و دیوار

اس مخطوطہ کا آخری بند یہ ہے ؎

سمت کعبہ کے کھینچ رنج و محن — گو بظاہر گیا تو چھوڑ وطن
عرض ہے یہ بھی ایک جان من — حج چہ باشد زخود سفر کردن

بہ کجا جانب ہدایت کار

یہ نسخہ خاص اہتمام سے نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے تفصیل کے لئے دیکھو تذکرہ جلد اول صفحات ۲۸۶-۲۸۷۔
اوراق ۲۴۔ سطور ۱۲ فی صفحہ۔ ″½۵ × ″۹۔

۷۰۴۔ بیاض غزلیات آبرو، میر، سوز، یقین، کمتر، لطیف، رضا، شاداں، حسن، مستان، وغیرہ۔ — کلام اردو

یہ ایک ناقص الطرفین مجموعۂ غزلیات ہے جس کو ایک کم سواد کاتب نے غالباً ۱۲۵۰ھ سے قبل نقل کیا ہے۔ اس کی تفصیلات اور شاعروں کے حالات تذکرہ اردو مخطوطات جلد اول کے صفحات ۲۸۷ تا ۲۸۹ پر شائع ہو چکی ہیں۔ اس میں سید محمد میر سوز۔ ملنگ شاہ سائیں۔ کمتر۔ میر حیدر شاہ دکنی۔ حسین۔ لطیف۔ رضا۔ حسن۔ میر۔ شاداں۔ رونق۔ مستان۔ آبرو اور یقین وغیرہ کی غزلیں نقل کی گئی ہیں۔
خط معمولی نستعلیق ہے۔ اوراق ۱۰۔ سطور کہیں ۸ اور کہیں ۱۲ فی صفحہ۔ ″½۴ × ″¾۶۔

۷۰۵۔ کلام برہان۔ از سیدی برہان دکنی۔ قبل ۱۲۰۰ھ۔ — کلام اردو

دکن کے ایک منقبت نگار سیدی برہان کی اس بیاض میں چار مستزاد ہیں اور ایک طویل مثنوی جو بجائے خود ایک علحدہ رسالہ ہے۔ اسی برہان کا ایک مرثیہ مخطوطہ نمبر ۲۱۴ میں بھی محفوظ ہے جس کا ذکر تذکرہ جلد اول صفحہ ۲۵۶ پر درج ہے۔
ان مستزادوں اور مثنوی کا تفصیلی بیان بھی جلد اول صفحات ۲۹۳-۲۹۴ پر چھپ چکا ہے۔ یہ مخطوطہ نواب عنایت جنگ بہادر کا عطیہ ہے۔ معمولی خط نستعلیق میں لکھا ہے۔ کتابت ۱۲۵۰ھ سے قبل کی معلوم ہوتی ہے۔

۷۰۶۔ کلام میرن۔ میاں میرن سبزواری۔ قبل ۱۱۹۰ھ۔ — کلام اردو

میرن سبزواری دلی کے شاعر ہیں۔ وہاں کسی نے زخمی کر دیا تھا۔ آخر عمر میں لکھنؤ چلے گئے تھے۔ اور وہیں مکان کی چھت سے گر کر فوت ہوئے۔ تذکرۂ قاسم اور تذکرۂ شورش اور فہرست کتب خانجات شاہان اودھ اسپرنگر میں ان کا حال درج ہے۔ یقین ہے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کلام انہی میرن کا ہے۔
اس بیاض میں میرن کی تین نظمیں درج ہیں جو منقبت اور مرثیہ ہیں۔ پہلی منقبت کے آغاز کا بند یہ ہے ؎
نام مولا پو سر جھکایا ہوں — اس کے قدموں سے سر لگایا ہوں

نام پر اس کے میں بکا یا ہوں ڈھونڈ مضمون یہ لے آیا ہوں

نام مرشد کو دل میں لایا ہوں

الف اللہ میں بھید پایا ہوں

تفصیل کے لیے دیکھو جلد اول صفحہ ۲۹۴ - ۲۹۵ -

۷۰۷ - بیاض نظم و نثر - از حیدر - دبیر - بلہار - نثار - سکندر وغیرہ - کلام اردو

یہ ایک ضخیم بیاض ہے جس کو ایک کم سواد کاتب نے ناصل بیگ کے لیے ۱۲۵۰ھ سے قبل نقل کیا ہے۔ اس میں زیادہ تر کلام ۱۲۳۰ھ سے قبل کا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعد کو درمیان کے خالی صفحات پر کسی اور شخص نے دوسرے شعرائے مابعد مثلاً ناسخ، دبیر اور فیض کا کلام شامل کر دیا ہے۔ بعد کے کاتب کا خط بہتر ہے۔

اس بیاض میں ۱۶۰ نظمیں اور دو نثری رسائل ہیں جن کی تفصیلات جلد اول صفحات ۲۹۵ تا ۲۹۹ پر درج ہو چکی ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے :-

۱ - فقیر اللہ شاہ حیدر کی مناجات میں ۱۵ بند ہیں۔
۲ - وقار کا مجرا ۲۰ اشعار کے قصیدے پر مشتمل ہے۔
۳ - سلامت علی دبیر کا ایک سلام ۱۷ اشعار۔
۴ - بلہار کی منقبت میں مسدس کے ۱۱ بند ہیں۔
۵ - امام بخش ناسخ کی ۸ شعر کی غزل۔
۶ - نظیر اکبرآبادی کی نظم بوڑھاپا - ۲۰ بند -
۷ - نثار، امیر اور سکندر کے مناقب
۸ - غلامی کی مناجات مخمس کے ۷ بند ہیں۔
۹ - گوہر، رسا اور فیض کی غزلیں۔

یہ بیاض نواب عنایت جنگ بہادر کی عطیہ ہے۔

اوراق ۲۶ - ۵ ½ × ۱۴ - خط مختلف نسخ و نستعلیق وغیرہ۔

۷۰۸ - دیوان یقین - انعام اللہ خاں - کاتب بنکٹ پرشاد عاشق ۱۲۴۵ھ - کلام اردو

دلی کے مشہور شاعر انعام اللہ خاں یقین کے دیوان کے کئی قلمی نسخے ادارے میں محفوظ ہیں۔ (دیکھو مخطوطات نمبر ۱۳۶ - ۵۱۹ - ۵۲۱ - جلد اول صفحات ۹۷ - ۱۰۰ - ۲۶ - جلد سوم صفحات ۳۵ - ۴۶)۔

یہ نسخہ بالکل مکمل ہے اور اچھے اہتمام کے ساتھ نیلگوں کاغذ پر لکھا گیا ہے۔ ہر مقطع میں تخلص سرخ روشنائی میں درج ہے۔ تقریباً ایک ہزار شعر ہیں۔ اس کا کاتب بنکٹ پرشاد عاشق خود بھی ایک شاعر اور ایک اور بڑے شاعر اور ادیب محمد محسن (مصنف گلدستہ محسنی ۱۲۶۹ھ) کا شاگرد ہے۔

محمد محسن بودھن (ضلع نظام آباد) کے موروثی خطیب اور اپنے عہد کے مشہور عالم اور شاعر تھے۔ نواب شمس الامراء ان کے بڑے قدر دان تھے چنانچہ انہی کی فرمائش پر محسن نے ایک تاریخی کتاب گلدستہ محسنی ۱۲۶۹ھ میں

لکھی تھی جو ادارے میں موجود ہے۔ وہ راقم الحروف کے حقیقی پرنانا تھے۔ ان کے فرزند دلبند راقم الحروف کے نانا منشی محمد وقار الدین بھی ایک عالم و فاضل عہدہ دار تھے۔ ان کی لکھی ہوئی کتابیں بھی ادارے میں موجود ہیں جن کا ذکر آئندہ درج ہے۔ (ان کے حالات کے لئے دیکھو جلد اول صفحات ۳۰۲ - ۳۰۳)

"اس دیوان یقین کا ترقیمہ یہ ہے :-

تمت تمام شد دیوان یقین بتاریخ شانزدہم جمادی الاول ۱۲۵۲ھ بروز پنجشنبہ بوقت یک پاس روز برآمدہ۔ در فرخندہ بنیاد حیدر آباد برائے پاس خاطر حضرت برحق استاد کامل منبع فضائل ہادی شگرداں حکم کواں منزل محسن میاں المخاطب بہ محسن ساکن بودن و خطیب قصبۂ مذکور بدست احقر العباد بندہ نیک پرنانا المتخلص بہ عاشق۔"

اس مخطوطہ کی تفصیلات جلد اول صفحہ ۳۰۲ پر درج ہیں۔

اوراق ۳۳ - سطور ۱۶ فی صفحہ - خط نستعلیق - ۵" × ½۸"

۷۰۹ - روضۃ الاقطاب - از رونق علی ۱۳۱۹ھ - تاریخ اردو

روضۃ الاقطاب۔ روضۂ خلد آباد اور اس کے اطراف و اکناف کی درگاہوں اور آثار قدیمہ کی ایک مبسوط تاریخ ہے۔ اس کے مولف رونق علی بھٹولی ضلع بارہ بنکی کے رہنے والے تھے اور مدرسۂ خلد آباد کے صدر مدرس۔ انہوں نے ممکنہ ذرائع سے معلومات حاصل کر کے یہ تاریخ ۱۳۱۹ھ میں مرتب کی تھی جو بعد کو چھپی بھی تھی مگر اب بہت ہی کم یاب ہے۔

اس کے کاتب منشی وقار الدین صاحب راقم الحروف کے حقیقی نانا ہیں۔ جنہوں نے یہ مخطوطہ ۱۳۲۲ھ میں نقل کیا ہے۔ اس کی تفصیلات جلد اول صفحات ۳۰۳ - ۳۰۴ پر ملاحظہ ہوں۔

اوراق ۸۸ - ۲۰ سطور فی صفحہ - ۸" × ۱۳"

۷۱۰ ا - چار گلزار از فضل الرحمٰن ۱۲۸۰ھ - تاریخ اردو

یہ خلفائے راشدین کی تاریخ ہے جس کو مفتی فضل الرحمٰن منصف عدالت سرکار نظام نے ۱۲۸۰ھ میں بمقام حیدر آباد مرتب کیا تھا۔

یہ مخطوطہ راقم الحروف کے نانا منشی محمد وقار الدین خطیب بودھن نے ۱۳۲۵ھ میں نقل کیا ہے اور میں نے اس کو ادارے میں بطور عطیہ داخل کیا ہے۔ اس کی تفصیلات جلد اول صفحہ ۳۰۴ - ۳۰۵ پر چھپ چکی ہیں۔

اس کے آخر میں حیدر آباد کے مشہور شعرا شمس الدین فیض، خواجہ غلام احمد احمد، میر احمد علی عصر، منشی عبد الصمد صمد، قادر حسین فستق، وغیرہ کے قطعات تاریخی بھی شامل ہیں۔

اوراق ۴۴ - سطور ۱۶ فی صفحہ - ۸" × ۱۳"

۱۰/۷ ب - رسالہ حسن جلد ۲ نمبر ۱۲ حسن بن عبداللہ - کتابت ۱۳۲۵ھ - رسالہ اردو

روضۃ الاقطاب اور چار گلزار کے ساتھ منشی وقارالدین صاحب خطیب نے حیدرآباد کے مشہور رسالہ حسن کا یہ شمارہ بھی ۱۳۲۵ھ سے قبل نقل کیا تھا جو ان دونوں کتابوں کے ساتھ ایک ہی جلد میں شامل ہے۔

اس مخطوطے میں حسن کے اس شمارے کے آخری ۱۸ صفحات مکمل ہیں۔ ابتدائی ۱۴ صفحات محفوظ نہیں ہیں۔ بحالت موجودہ اس کے پہلے دو صفحات اقبال علی صاحب کے مضمون پر مشتمل ہیں۔ صفحہ ۱۷ سے صفحہ ۳۸ تک خود ایڈیٹر اور مالک حسن کا ایک مضمون "حکومت" کے عنوان پر درج ہے۔

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔

۱۸ صفحات - ۱۷ سطور فی صفحہ - ۸" × ۱۳"

۱۱/۷ - کلام میرن و سید - ۱۱۰۰ھ - کلام اردو

میرن سبزواری کے اور کلام کا ذکر مخطوطہ نمبر ۶/۷ کے سلسلہ میں گذر چکا ہے۔ اس مخطوطہ میں ان کی ایک منقبت شامل ہے جو ناقص الاول ہے۔ بحالت موجودہ اس میں ۱۳ بند ہیں۔ ابتدائی اور آخری بند جلد اول صفحہ ۱۳ پر درج کردئے گئے ہیں۔

سید کوئی دکنی شاعر تھے اس مخطوطے میں ان کا ایک مخمس شامل ہے جو محبوب سبحانی غوث اعظم کی مدح و منقبت میں لکھا گیا ہے۔ اس میں کل ۱۷ بند ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھو جلد اول صفحہ ۱۳

۱۲/۷ - آب حیات - از حیات - ۱۲۵۰ھ - اردو مثنوی

یہ ایک دکنی مثنوی کا پہلا باب ہے جس میں دنیا سے بے تعلقی اور عشق حقیقی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ مصنف کے بارے میں کوئی معلومات حاصل نہ ہوسکیں۔

یہ مخطوطہ قدیم دیسی کاغذ پر خوشخط نستعلیق میں بمقام شاہ پور عادل پور ۱۲۹۲ھ میں نقل کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل جلد اول صفحہ ۳۰۹ پر درج ہے۔ یہ نسخہ مولوی مرزا ضامن علی صاحب غازی کا عطیہ ہے۔

اس کے آخری ورق پر امانت کی ایک غزل بھی درج ہے جس کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

رفتار کی چلن سے غضب دل لبھا لیے ... چھوٹے سے سن میں یار بڑے تم ہو چلیے
خوش چشم سب جہاں کے امانت ہیں بے وفا ... جی چاہتا ہے آنکھ کسی پر نہ ڈالیے

۷۱۳ ۔ مذہب عشق ۔ نہال چند لاہوری ۔ ۱۲۱۷ھ ۔ نثر اردو

یہ نہال چند لاہوری کے ترجمہ گل بکاؤلی کا ایک مکمل اور عمدہ نسخہ ہے جو ۱۲۵۸ھ میں مچھلی بندر (مسولی پٹم) میں نقل کیا گیا ہے۔ ادارے میں اس کتاب کے اور دو نسخے (مکتوبہ ۱۲۵۱ھ و ۱۲۷۶ھ) موجود ہیں۔ ان تینوں نسخوں کی تفصیلات جلد اول کے صفحات ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۳۱۸ پر چھپ چکی ہیں۔

یہ نسخہ محترمہ بشیر النساء بیگم صاحبہ بشیر کا عطیہ ہے اور ایک انگریز جورج ظلیب مزو کی ملک رہ چکا ہے جس نے سُرخ روشنائی سے اس پر دستخط کیے ہیں۔ یہ کتاب ۱۲۱۸ھ میں کلکتہ کے ہندستانی چھاپہ خانے میں چھاپی گئی تھی۔

اوراق ۹۲ ۔ سطور ۱۸ فی صفحہ ۔ ″۶½ × ″۱۰

۷۱۴ ۔ لیلےٰ مجنوں ازمیر تجلی ۔ ۱۱۹۰ھ ۔ مثنوی اُردو

یہ تقریباً دو ہزار ابیات کی ایک اہم مثنوی ہے جس میں لیلےٰ مجنوں کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے مصنف میر محمد حسن عرف میاں حاجی ولد میر محمد حسین کلیم دہلی کے مشہور شعرا میں سے تھے۔ وہ اُردو کے سرتاج سخن میر تقی میر کے بھانجے تھے۔ چالیس سال کی عمر تک یہ مثنوی اور ایک ضخیم دیوان مرتب کر چکے تھے۔ مصحفی کے دوست تھے چنانچہ ان کے تذکرۂ ہندی صنف پر ان کے کلام کا نمونہ درج ہے۔

اس مثنوی میں حمد و نعت کے عنوان نہیں ہیں بلکہ اس قصہ کا بغیر کسی تمہید کے آغاز کر دیا گیا ہے۔ یہ مثنوی شمالی ہند کی اہم مثنویوں میں سے ہے اور میر حسن کی سحر البیان ۱۱۹۹ھ سے قبل لکھی گئی ہے۔

اس مخطوطہ کو عبد المجید خاں رام پوری نے قمر الدین خاں افغان کے لئے شہر جے پور میں اکبر بادشاہ ثانی کے عہد میں ۱۲۳۶ھ میں نقل کیا تھا۔ یہ نسخہ نہایت ہی خوشخط سرخ جدولوں کے درمیان احتیاط سے لکھا گیا ہے اور محترمہ بشیر النساء بیگم صاحبہ بشیر کا عطیہ ہے اور اس کی تفصیلات جلد اول صفحہ ۳۲۸ - ۳۲۹ پر درج ہیں۔ کل حیدرآباد اُردو کانفرنس ۱۹۵۲ء کی نمائش میں اس کو پیش کیا گیا تھا۔

اوراق ۷۰ ۔ سطور ۱۵ فی صفحہ ۔ ″۶ × ″۹½ ۔

۷۱۵ ۔ عشق نامہ (یوسف زلیخا) از نگار ۔ ۱۲۱۲ھ ۔ مثنوی اُردو

یہ تین ہزار سے زیادہ ابیات کی ایک مثنوی ہے جس میں جامی کے قصۂ یوسف زلیخا کا اُردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کے مصنف نگار کے بارے میں معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔ وہ قادر الکلام شاعر تھے اور اتنی طویل مثنوی صرف دو ہفتوں میں لکھ دی تھی۔ تفصیل کے لئے دیکھو جلد اول صفحات ۳۳۲ - ۳۳۳ - اس کی ابتدائی اور آخری ابیات یہ ہیں ؎

آغاز - الہٰی عشق سے اپنے تو کر شاد | مرا دل کر تو اپنا عشق آباد
عناصر کی یہ میری ہے جو ہستی | بسا تو عشق کی اس بیچ بستی

اختتام - نگار اب خاموشی ہے تجھ کو بہتر | بھلا ہے اب یہ قصہ مختصر کر
گئی آنکھوں سے نیند اب ناگہانی | زباں کر بند بس کر یہ کہانی

اس کے ترقیمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۲۸۰ھ میں نواب سالار جنگ مختار الملک نے حیدرآباد کی مشہور سڑک پتھر گٹی کی تعمیر و ترمیم کے لئے ایک انگریز جانی صاحب کو مامور کیا تھا جن کی ہیئت میں کوتوالی کے ایک دفعدار پیر محمد متعین کئے گئے تھے۔ انہی کی فرمایش پر اس مثنوی کو حسین خاں نے نقل کیا تھا۔ جو ۲۵ رمضان سنہ ۱۲۸۰ھ میں تکمیل کو پہنچی۔ اس کے ابتدائی اور آخری ورق پر حسب ذیل اصحاب کی مہریں ثبت ہیں جو ایک ہی خاندان کے افراد معلوم ہوتے ہیں۔

پیر محمد خاں سنہ ۱۲۷۸ھ - پرورش علی ولد حسین خاں سنہ ۱۲۹۶ھ -
عبدالرحیم خاں سنہ ۱۳۰۳ھ - عبدالرحیم ولد عبدالکریم خاں سنہ ۱۳۱۰ھ -
اوراق ۱۲۷ - سطور ۱۲ فی صفحہ - ۵ ½″ × ۸ ½″ -

۷۱۶ - طوطا کہانی - مصنف نامعلوم - قریب سنہ ۱۲۴۰ھ - حصہ نثر اردو

یہ دکنی نثر میں مشہور فارسی کتاب کا اردو ترجمہ ہے جس کے مصنف اور زمانہ تالیف کا پتہ نہ چل سکا۔
یہ سید محمد قادری کی فارسی کتاب کا ترجمہ ہے اور اس میں بھی ۳۵ کہانیاں ہیں۔ بغیر کسی حمد و نعت یا سبب تالیف کے اصل قصہ شروع کر دیا گیا ہے۔ اس کے کاتب حسین خاں کم سواد ہیں۔ رواں نستعلیق میں کتابت کی ہے عنوانات سرخ روشنائی میں لکھے ہیں۔ اس کی تفصیل جلد اول صفحات ۳۳۳ - ۳۳۴ پر درج ہو چکی ہیں۔ اس کے آخر میں بھی ایک ترقیمہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کتابت ۲۹ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۰ھ کو پیر محمد دفعدار علاقہ جانی صاحب فرنگی کے لئے تکمیل کو پہنچی ہے۔ یہ مخطوطہ عشق نامہ کے ساتھ مجلد ہے۔
اوراق ۸۰ - سطور ۱۱ فی صفحہ - ۵ ½″ × ۸ ½″ -

۷۱۷ - واسوخت آباد - مرزا مہدی حسین خاں - قبل سنہ ۱۲۶۸ھ - کلام اردو

مرزا مہدی حسین خاں آباد ولد مرزا جعفر خاں لکھنوی ناسخ کے شاگرد تھے۔ سنہ ۱۲۰۸ھ میں لکھنو میں پیدا ہوئے۔ دو دیوان تین واسوخت اور ایک مثنوی ان کی یادگار ہے۔ ایک دیوان نگارستان عشق سنہ ۱۲۶۲ھ میں مطبع مرتضوی لکھنو سے چھپا تھا۔ واسوخت نگار کی حیثیت سے بہت مشہور ہیں۔ ان کا ایک اور واسوخت بھی ادارے میں موجود ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو جلد سوم صفحہ ۲۷۱ - ۲۷۲ -

اس واسوخت میں ۲۴۹ بند ہیں اور اس کو حسین خاں کاتب عشق نامہ و طوطا کہانی نے سنہ ۱۲۸۰ھ میں نقل کیا ہے۔ یہ واسوخت سنہ ۱۲۶۵ھ میں مطبع مصطفائی کانپور میں چھپا تھا۔ اس کی تفصیلات جلد اول صفحات ۳۳۵ - ۳۳۶ پر

شایع ہو چکی ہیں۔
یہ بھی مخطوطات ۱۵۷ و ۱۶۷ کے ساتھ ایک ہی جلد میں شامل ہے۔
اوراق ۳۵۔ سطور ۱۲ فی صفحہ ۔ ½۵" × ½۸"۔

۱۸۷۔ بیاض مراثی۔ محمد رضا خاں رضا مدراسی۔ ۱۲۸۵ھ۔ مرثیہ اردو

جنوبی ہند کے ایک بڑے مرثیہ نگار محمد رضا خاں رضا ولد نواب حسین دوست خاں ولد نواب شمشیر الدولہ مبارز جنگ، ولد نواب حسین دوست خاں، چندا صاحب والی کرناٹک کے مراثی اور سلاموں کا یہ مجموعہ ایک بیاض کی شکل میں لکھا گیا ہے۔

رضا ۱۲۸۵ھ کے قریب پیدا ہوئے تھے اور اگرچہ کرناٹک کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے مگر اس بیاض کے مرثیوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ تلاش روزگار میں سرگرداں اور اپنا وطن مدراس چھوڑ کر میسور میں مقیم تھے۔ مرزا دبیر کے شاگرد تھے اور فن مرثیہ گوئی میں دکن میں بے نظیر تھے۔ محبوب الزمن میں لکھا ہے کہ ان کا کلام اکثر گلدستوں اور اخبارات میں چھپتا رہتا ہے فارسی اور اردو دونوں میں لکھتے تھے۔ چنانچہ نمونہ کلام محبوب الزمن صفحات ۴۷۵ - ۴۷۶ پر درج ہے۔ مدراس میں اردو میں بھی نصیر الدین صاحب ہاشمی نے ان کا مختصر حال لکھا ہے (دیکھو صفحہ ۸۷) ۔ رضا کی تاریخ وفات اور مزید حالات معلوم نہ ہو سکے۔

رضا کی اس بیاض میں ۶ مرثیے ۔ ۱۳ سلام اور ۲ رباعیاں محفوظ ہیں۔ ایک سلام میں وہ لکھتے ہیں ؎

الہٰی دوستداران علی کا رہ سدا حافظ ۔۔۔ مگر میسور سے کر دیجیو دفع و با پہلے

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ میسور میں مقیم ہو گئے تھے۔ اور اس زمانہ میں وہاں کوئی وبا پھیلی تھی۔ چنانچہ ایک اور مرثیہ میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ ؎

صدقے سے سکینہ کے فراغت دے رضا کو ۔۔۔ اب دفع کر اس شہر سے تو جلد وبا کو

معاشی پریشانیوں اور خرابی صحت کا حال مختلف مرثیوں اور سلاموں کے ان اشعار سے ظاہر ہوتا ہے ؎

یک حال نہیں ہے جو کروں عرض میں مضطر ۔۔۔ روزی کے نہ ہونے سے بہت دل ہے مکدر
یا شاہ پئے اصغر و عباس دلاور ۔۔۔ اب جلد مجھے صحت و روزی کو عطا کر

اے فاطمہ کے لال محمد کے نواسے ۔۔۔ بر لا تو حوائج مرے افراط عطا سے
دل تنگ ہے افلاک کے اس جور و جفا سے ۔۔۔ روزی بھی مجھے جلد ہو افضال خدا سے

حاصل رہے صحت مجھے خالق کے کرم سے
محفوظ ہمیشہ رہوں دنیا کے الم سے

ہو وے نہ نثر حال رضا نظم زینہار ۔۔۔ جب تک نہ کلک لطف شہ بحر و بر لگے

شہا جو عقدے میرے کام میں ہیں کیجو حل   کہ منتظر ترے الطاف کا رضا بھی ہے

اس بیاض کے پہلے مرثیہ میں ۶۳ بند ہیں۔ پہلا اور آخری بند یہ ہے ؎

پہلا بند:۔ کیا مرتضیٰ علی کا معلےٰ جناب ہے   داماد اور وصی رسالت مآب ہے
بحر کرم کا اوس کے فلک ایک حباب ہے   دراس کا مطلع الشرف آفتاب ہے
جس کو خدا سے شرف بو کشف ملا
جبریل کو غلامی سے جس کی شرف ملا

آخری بند:۔ خاموش اے رضا کہ ہیں سب مومنیں ملول   کر عرض حق سے تو کہ پئے احمد و بتول
یارب بحق زخم سر نائب رسول   جو جو ہیں میرے دل کے مطالب ہوں سب حصول
روباہ چرخ ظلم و ستم پر دلیر ہے
کیا خوف ہے معیں مرا خالق کا شیر ہے

دوسرے مرثیہ میں ۴۰ بند ہیں۔ پہلا یہ ہے ؎

حلال مہمات جہاں ابن علی ہے   کشاف رموزات نہاں ابن علی ہے
ہادیِ رہِ کون و مکاں ابن علی ہے   فخر ملک و زیب جناں ابن علی ہے
مقبول جناب احدی سبط نبی ہے
شمع حرم لم یزلی سبط نبی ہے

اس کا آخری بند اوپر نقل کیا گیا ہے جس کا آخری شعر ہے ؎

صدقے سے سکینہ کے فراغت دے رضا کو   اب دفعہ کر اس شہر سے تو جلد وبا کو

تیسرے مرثیہ میں فلسفیانہ تشبیب سے کام لیا ہے۔ اس میں ۵۵ بند ہیں۔ اس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

خلقت کیا جب حق نے عناصر کو جہاں میں   قایم کیا ایک ایک کو ہر ایک مکاں میں

چوتھا مرثیہ اس شعر سے شروع ہوتا ہے ؎

صد شکر کہ مداح ہوں میں شاہ امم کا   ہے مرتبہ طوبےٰ سے فزوں میرے قلم کا

اس میں ۶۷ بند ہیں۔ اس کے بعد ۹ رباعیاں ہیں جن میں پہلی رباعی ہے:۔

حیدر کا گدا رتبۂ خاقاں پائے   ہر مور نحف ملک سلیماں پائے
گر شور زمیں میں نام حیدر لے کر   انساں ڈھونڈھے تو آب حیواں پائے

پانچواں مرثیہ بہت بڑا ہے۔ اس بیاض میں ناقص الطرفین ہے۔ پھر بھی ۹۴ بند محفوظ ہیں۔ اس کا آخری شعر یہ ہے ؎

عاشق جو مجھ کو پایا شہ مشرقین کا   دکھلا دیا جمال جناب حسینؑ کا

اس کے بعد سلام درج کئے گئے ہیں جن میں سے ہر ایک بعنوان مجرا شروع ہوتا ہے بعض سلاموں کے مطلع یہ ہیں

ہے سلام اس پر جو تھا ہم شکل و شان مصطفےٰ	مصرعہ برجستہ دیوان جان مصطفےٰ	۱۴ شعر
صرف سلام شاہ جو صبح و مسا رہے	کیونکر نہ دو جہاں میں وہ ذی مرتبہ رہے	۱۶ "
جو دل کہ مجرئی غم سرور میں شق رہے	مرہم گذار اس کا رسول بحق رہے	۶ "
نیساں چشم اپنے اگر جوشش پر لگے	کیا کیا نہ ہاتھ مجرئی لعل و گہر لگے	۱۱ "
یاد آیا حال سید ابرار یک بیک	دل مجرئی کا ہو گیا انگار یک بیک	۱۶ "
دل ماتم سرور سے بھرا ہوئے تو اچھا	مجرائی اگر شتل بکا ہوئے تو اچھا	۱۴
اے سلامی وہ تن سبط محمدؐ دیکھنا	تیروں کی ہر سمت سے اس تن پہ آمد دیکھنا	۱۲
سلام اس پر جو کہتا تھا کٹے میرا گلا پہلے	نہ ہو پر خواہر مغموم میری بے ردا پہلے	۱۷

اس طرح کل ۱۳ سلام مسلسل لکھے ہیں اور اس کے بعد ۶ بندوں کا ایک ناقص الآخر مرثیہ ہے جس کا پہلا بند ہے۔

جب بے امام امت خیر الامم ہوی — گردن رسول زادے کی تن سے قلم ہوی
مشکل کشا کی بیٹی اسیر ستم ہوی — طوق گراں سے گردن سجاد خم ہوی
روئے سکینہ سیلیوں سے لال ہو چکا
سبزہ علی کا گھوڑوں سے پامال ہو چکا

اس کے بعد بیاض کے صفحات خالی رہ گئے ہیں۔

اس بیاض کے کاتب خود رضا ہی معلوم ہوتے ہیں۔ کوئی ترقیمہ نہیں ہے لیکن بعض مصرعوں میں جس طرح ردو بدل کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف ہی ایسی تبدیلی کر سکتا ہے۔ مثلاً ایک مرثیہ میں ایک مصرعہ یوں اس طرح تبدیلی کی ہے۔

آنکھوں سے لاش دیکھے ہیں ہے ہے حسین کی

خط کشیدہ حروف کو قلمزد کر کے ان کے اوپر لکھا ہے :۔ آنکھوں میں لاش دیکھ رہے ہیں حسین کی

۷۳ اوراق۔ ۹ شعر فی صفحہ۔ ۴″ × ۸″

۱۹۷۔ بیاض مراثی وغیرہ۔ دبیر۔ تصور۔ انیس۔ مکتوبہ ۱۲۸۵ھ۔ کلام ا

اس بیاض میں سب سے پہلے مرزا دبیر کا مرثیہ درج ہے جس میں ۵۵ بند ہیں۔ اس کا پہلا اور آخری بند یہ ہے :۔

پہلا بند:۔ جب ربط خاک و آتش و آب و ہوا ہوا — ترتیب بند چار عناصر خدا ہوا
لیکن بلند مرتبہ خاک شفا ہوا — اس خاک سے خمیر شہ کربلا ہوا

آخری بند:۔ یہ سن کے وہ تو جانب کوثر رواں ہوا اور حلق پر حسین کے خنجر رواں ہوا
تاراجی خیام کو لشکر رواں ہوا پھر آگے آگے شمر ستم گر رواں ہوا
بس اے دبیر حشر ہے اب کائنات میں
سادات کی ردائیں ہیں اعدا کے ہات میں

اس مرثیہ کے بعد کسی صوفی شاعر تصور کے دو ترکیب بند ہیں۔ پہلے ترکیب بند میں ہر چار مصرعوں کے بعد حسب ذیل شعر دہرایا گیا ہے ؎

ارے فانی تو کر فکر انا کا بغل سے دور کر تکیہ انا کا

اس میں جملہ ۷ بند ہیں۔ آخری بند یہ ہے ؎

تصور کی صدا تو ان لے دل خدا کو آپ میں پہچان اے دل
ترے مرشد پہ میں قربان اے دل نکالیں گے ترا ارمان لے دل
ارے فانی تو کر فکر انا کا
بغل سے دور کر تکیہ انا کا

انہی تصور کا ایک اور ترکیب بند اس کے بعد درج ہے۔ اس میں جملہ ۱۳ بند ہیں۔ پہلا اور آخری بند یہ ہے۔

ماہ روئے پاک کا ہوں دل سے عاشق یا علی جلوہ گر ہو یہ فلک کا کر دو ارزق یا علی
تم سوا میں کو نسا رکھتا ہوں اشفق یا علی سب ہتو موجود تم با نور مطلق یا علی
ذات پاک مصطفیٰ سے تم ہو ملحق یا علی

اس مخمس کا آخری بند یہ ہے ؎

الغرض کب ہو صفت ہم سے تمہارا آشکار تم جو چاہو سو کرو ایسا تمہارا اقتدار
ہے تصور اس جناب پاک سے امیدوار مدعا کرنا عطا یا شاہ میرا ایک بار
دو محبت کا اپنے جام ارزق یا علی

اس کے بعد دبیر کا ایک مرثیہ درج ہے جس میں ۱۶ بند ہیں اور جس کا پہلا بند یہ ہے۔

زخمی جو ان میں اکبر شیریں سخن ہوا تر خون میں شبیہ رسول زمن ہوا
گھوڑے سے گر کے خاک میں غلطاں بدن ہوا گویا سوئے خیام وہ غنچہ دہن ہوا
جلد آئیے کہ غنچۂ امید کھل گئے
اے بابا جان ہم بھی شہیدوں میں مل گئے

اس مرثیۂ دبیر کے بعد دو سلام ہیں۔ پہلے سلام کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

مطلع :۔ سلامی لعینوں نے کیا کیا جفا کی نہ شہ کی ہوی آل مشکل کشا کی
مقطع :۔ بنا تیر لعنت کا ظالم نشانہ کماندار کہلاکے ایسی خطا کی

دوسرے سلام کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

آئی رن میں جگر ای شہ کی بہن دیکھی ریت پو بھائی کا ٹکڑے بدن
لگی رورو کے کہنے وہ تشنہ دہن پڑا ہائے حسین کا لہو میں تن

یہ سلام بطور ترکیب بند مربع لکھا گیا ہے۔ دس بند ہیں۔
اس کے بعد انیس کی حسب ذیل رباعی درج ہے ؎

داغ غم شہ سینے میں گل بوٹے ہیں کیا کیا گوہر بیش بہا لوٹے ہیں
ان مجلسوں میں غیر جو روتے ہیں انیس ان کے بھی ہیں موتی مگر جھوٹے ہیں

ان نظموں کے علاوہ مختلف منظوم سوال و جواب اور اردو و فارسی قطعات اور ۱۲۶۵ھ کے چند فرد ہائے حسابات اور آخر میں دو از دہ ائمہ کے تاریخ ہائے وفات بھی لکھی گئی ہیں۔

کاتب کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ ۱۲۶۵ھ سے ۱۲۸۵ھ تک اس میں اندراجات ہوتے رہے ہیں۔

۱۰ اوراق۔ ۱۵ شعر فی صفحہ۔ ۴" × ۶" ۔

۲۰۷۔ مجموعۂ بیدار۔ شاہ قبول اللہ بیدار۔ قریب ۱۲۳۵ھ۔ کلام اردو

شاہ قبول اللہ بیدار دل دکن کے ایک صوفی شاعر تھے جو شاعر سے زیادہ صوفی معلوم ہوتے ہیں۔ اس مجموعہ میں ان کی متعدد نظمیں محفوظ ہیں۔ مثنویاں، قصیدے اور ترکیب بند۔ ان کے حالات معلوم نہ ہوسکے۔ اندرونی شہادت سے اتنا پتہ چلا کہ وہ بہت مقروض تھے چنانچہ جگہ جگہ اپنے قرضہ کی ادائی کے لئے فکرمند نظر آتے ہیں۔ غالباً تفضیلی عقیدہ پر عمل پیرا اور شاہ محبوب اللہ کے مرید تھے۔ اکثر اشعار میں حضرت علی کے مناقب بیان کئے ہیں۔ اس کلام کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ قصیدہ احوال امام حسین۔ ۸۰ شعر۔ مطلع و مقطع یہ ہے۔

مطلع :۔ کروں میں پہلے حمد رب اکبر پھر اس کے بعد ہے نعت پیمبر
مقطع :۔ رہوگے سرخرو احمد کے تم پاس دل بیدار سے تا یوم محشر

۲۔ ترکیب بند مدح حضرت علی۔ مسدس کی شکل میں ہے۔ جملہ ۱۰ بند ہیں۔ پہلا بند یہ ہے۔

عاشق ذوالکرام شاہ نجف اس کا شاہد کلام شاہ نجف
تجھ کو خیر الانام شاہ نجف دیے اپنا مقام شاہ نجف
وارث خاص و عام شاہ نجف
اول و اختتام شاہ نجف

۳۔ مدح بارہ امام ۔ ۱۲ شعر کی ایک غزل ہے۔
مطلع :۔ ہے باغ احدیت میں خود خدا گل نبوت کے چمن میں مصطفےٰ گل
مقطع :۔ معطر مغز ہے بیدار دل کا امام مہدی ہادی کھلا گل
۴۔ قصۂ اصحاب کہف ۔ ۱۳۸ شعر کا ایک قصیدہ ہے جس میں اصحاب کہف کے حالات منظوم کئے ہیں۔
۵۔ منقبت حضرت علی ۔ ترکیب بند کی شکل میں ہے۔ مدس کے دس بند ہیں۔ پہلا بند یہ ہے ؎

محبوب کا حال عجب نو بہار ہے دیکھے سے جس کے دل کو مرے بس قرار ہے
یا مہر یا قمر ہے جو یاں جلوہ دار ہے چو طرف بلبلوں کا یہی غل پکار ہے
آنکھوں پہ جس کے ہر گھڑی نرگس نثار ہے
وہ کون یعنی صاحب دلدل سوار ہے

۶۔ نظم نسخۂ کیمیا ۔ ۱۰ بندوں کا ایک مخمس ہے جس کا آخری بند یہ ہے ؎

سن قبول اللہ یہ مرشد بتائے کیمیا اس کے کرنے سے غنی بیدار دل رہتو سدا
جو کہ تو اپنے بنا لیوے سدا نقرہ طلا اب تری حاجت کے تئیں محبوب ہے حاجت روا
بس وہی اکسیر اعظم دہر میں دلدار ہے

۷۔ قصیدہ مدح اہل بیت ۔ ۹۳ شعر کا قصیدہ ہے جو قصیدہ نمبر ا ہی کا اضافہ معلوم ہوتا ہے۔
۸۔ مثنوی معجزہ ۔ ۶۴ ابیات کی مثنوی ہے۔ جس کا آغاز اس طرح کیا ہے۔

حمد تجھ کو تو عالمین کا رب جز و کل ہے نظر میں تیرے سب
ہے تری ذات واحد اور صمد لم یلد اور ہے ولم یولد

آخری ابیات یہ ہیں۔

شاعراں ہیں شعر کہتے بہر زر میں ہوں مداح آل پیغمبر
خوب بیدار تو کیا یہ نظم پڑھ کے صلواۃ معجزہ کر ختم

۹۔ مثنوی بابرکات ۔ معراج کے مسائل بیان کئے ہیں ۔ ۶۷ ابیات ہیں۔ ابتدا اس طرح کی ہے ؎

سارے قرآن کے معنے رب کریم دیکھ الحمد میں رکھا ہے مقیم
اور الحمد کے وہ معنے تمام بسم اللہ میں دیا ہے قیام

۱۰۔ قصیدہ معجزات شاہ عجم ۔ ۱۰۶ اشعار کا ایک قصیدہ ہے جس میں حضرت علی کی ولادت کے واقعات بیان کئے ہیں۔ آخری شعر یہ ہیں ؎

ارے بیدار کر صلوات سے ختم زباں کو تیری جب دے جگ میں مولا
سنے سو دوست سب بولے ہیں شاباش عجب تو نے کہا ہے یہ قصیدا

۱۱۔ مثنوی۔ جس میں ایک معجزۂ حضرت علی بیان کیا گیا ہے۔ ۱۲۶ ابیات ہیں۔ ابتدا اس طرح سے کی ہے ؎

سرِ ہر نامہ پہ ہے نام خدا   سب سے بہتر ہے پڑھو کلام خدا
بعد اس کے نبی علی کا ذکر   اس سے بہتر نہیں ہے کوئی فکر

۱۲۔ مخمس معجزہ حضرت علی۔ یہ ۵۸ بند کا ایک مخمس ہے۔ اس کے ایک آخری بند میں بیدار لکھتے ہیں۔

دیا حق تمہیں دین کا راج مولا   ہوں میں قرضداری سے تاراج مولا
تم اس وقت رکھ لو مری لاج مولا   درس میں مرے نا ہو کل آج مولا
کرو مخلصی میری اس غم سے حیدر

۱۳۔ مثنوی مناقب۔ حضرت علی کی منقبت میں ۵۰ ابیات کی ایک مثنوی ہے جس کا اس طرح آغاز کیا ہے۔

للہ الحمد احمد مختار   ہے وصی جس کا حیدر کرار
وہ نبی رہبر ہدایت ہے   یہ وصی مالک امامت ہے
جز خدا و پیمبر و حیدر   میں سمجھتا نہیں ہوں کچھ دیگر

۱۴۔ مثنوی معجزہ حضرت علی۔ جس میں ۷۶ ابیات ہیں۔
۱۵۔ مثنوی منقبت حضرت علی۔ " ۵۶ " " "
۱۶۔ " " " " ۲۰۱ " " اس کے آخر میں لکھا ہے ؎

یا علی یہ کریجے عرض قبول   بہر حسنین و مصطفٰے و بتول
دل میں رکھتا ہوں آرزو دن رین   کہ رہوں چین سے ادا ہو دین
عرض دویم ہے یاشہ ابرار   دل بیدار نت رہے بیدار

۱۷۔ مثنوی منقبت علی۔ اس میں ۹۸ ابیات ہیں۔ اس کی آخری بیت یہ ہے ؎

مثنوی یہاں سے مختصر بیدار   پڑھ کے صلوات ختم کر بیدار

ان تمام مثنویوں کے آگے بسم اللہ کے طور پہ قطعے اور آخر میں خاتمہ کے اشعار دوسری بحروں میں لکھے ہیں۔ افتتاحی قطعے اس قسم کے ہیں ؎

میری ہر ایک بات بسم اللہ   ہے مرے دم کے سات بسم اللہ
اس سبب بولتا دلِ بیدار   ہر گھڑی دن اور رات بسم اللہ

یہی ہے اولیا اللہ کا اذکار بسم اللہ   کلام اللہ کے سر پہ بندھا دستار بسم اللہ
کیا کر ذکر بسم اللہ تو بیدار دل رکھ کر   دکھاتا تجھ کو رہوے گا سدا جلکار بسم اللہ

غرض اس طرح بسم اللہ پہ گویا ۱۸ قطعے لکھ دئے ہیں۔

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ آخری اور ابتدائی صفحات سادہ چھوڑ دئے گئے ہیں۔ ابتدائی صفحہ پر کسی صاحب سید احمد الدین نے چند فارسی شعر لکھ کر تاریخ ۵ شعبان ۱۳۱۱ھ لکھی ہے۔ مگر اصل بیاض اس سے قبل ۱۲۳۵ھ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کا کاتب بھی کم سواد ہے۔ خط معمولی نستعلیق۔ عنوانات سُرخ روشنائی میں ہیں۔

۶۷ ورق۔ ۱۳ شعر فی صفحہ۔ ½۷" × ½۵"۔

۱۲۷۔ کلیات شہید دہلوی۔ میر احمد علی خاں متوفی ۱۲۹۲ھ۔ کلام اُردو

میر احمد علی خاں ولد سید جعفر علی خاں ولد سید نوازش علی خاں گجرات کے صوبہ دار نواب سربلند خاں دلاور جنگ مبارز الدولہ مبارز الملک کی اولاد میں تھے جو محمد شاہی امرا میں سے تھے۔ دہلی میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ شاعری میں شاہ نصیر دہلوی کے شاگرد تھے۔ عربی، فارسی اور اُردو کے بلند پایہ ادیب اور شاعر تھے۔ نواب سکندر جاہ آصف جاہ ثالث کے عہد حکومت میں غالباً ۱۲۳۵ھ میں حیدرآباد آئے اور زمرۂ منصبداران میں شامل کر لئے گئے۔ سکندر جاہ نے اپنے فرزند فرخندہ علی خاں ناصر الدولہ کی پیشی میں متعین کر دیا تھا ان کی خوش قسمتی تھی کہ سکندر جاہ کی وفات ۱۲۴۴ھ کے بعد ناصر الدولہ ہی تخت نشین کئے گئے اور انہوں نے اپنے ندیم قدیم میر احمد علی خاں شہید کو خلعت اور خطاب میر الشعراء سے سرفراز کیا۔ اس وقت سے تمام امرا و عمائد حیدرآباد میں مقبول و مشہور ہوئے اور ہر ایک سے تعلقات پیدا کئے۔

ناصر الدولہ کی وفات کے بعد افضل الدولہ کے دربار میں بھی شامل رہے اور ان کی وفات کے سات سال بعد عہد میر محبوب علی خاں میں ۱۲۹۲ھ میں وفات پائی اس طرح شہید نے اپنی عمر کے آخری ستاون سال حیدرآباد ہی میں گذارے اور اپنے بعد کئی فرزند چھوڑ گئے جن میں میر کاظم علی خاں شعلہ (تفصیل کے لئے دیکھو جلد اول صفحات ۳۲۱ – ۳۲۳) مشہور ہوئے۔ شعلہ نے ۱۳۰۱ھ میں وفات پائی اور ان کے دو فرزند حکیم سید نوازش علی لمعہ اور حکیم سید نادر علی رعد مشہور ہوئے۔ رعد کے فرزند میر کاظم علی برق موسوی آج کل موجود ہیں اور اپنے خاندانی شغل شعر و سخن میں ممتاز ہیں۔ انہوں نے شہید کے مکتوبہ چند مخطوطات اور مطبوعہ دیوان (نظم شہید) کے دو نسخے ادارہ میں بطور تحفہ داخل کئے۔ (دیکھو فہرست مطبوعات کتب خانہ ادارہ صفحہ ۱۲۳)۔

شہید کے نبیروں لمعہ اور رعد نے ان کی غزلوں کا دیوان مرتب کیا تھا اور اس کا تاریخی نام نظم شہید (۱۳۰۹) رکھا مگر یہ ۱۳۱۱ھ سے پہلے نہ چھپ سکا۔ چنانچہ اس کے آخر میں متعدد ہمعصر شعرا میر تراب علی زور۔ میر سید علی فکر۔ الف خاں الفت۔ میر احمد علی عصر۔ میر واجد علی خاں واجد اور نوازش علی لمعہ کے قطعات تاریخی شریک ہیں۔ یہ دیوان ۱۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں صرف غزلیں شریک ہیں۔ آخری دو صفحات میں چند قطعات تاریخ ہیں۔ زیر نظر مخطوطہ شہید کے قصائد و قطعات پر مشتمل ہے جو غالباً اب تک نہیں چھپے۔ مگر تاریخی نقطۂ نظر سے بہت اہمیت

رکھتے ہیں۔

شہید دہلوی کے کلام کا یہ مجموعہ ان کے فرزند کاظم علی خاں شعلہ کا مکتوبہ معلوم ہوتا ہے۔ اس میں بعض جگہ خود شعلہ کا کلام بھی موجود ہے اور ایک جگہ لکھا ہے :-

"مرقوم بتاریخ نوزدہم ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ درمکان داؤد میاں روز دوشنبہ برائے مطالعہ نوشتہ شد"

یہ مخطوطہ ناقص الطرفین ہے۔ اس میں ابتداء کے پانچ ورق موجود نہیں ہیں۔ قصائد سے شروع کیا گیا ہے۔ بحالت موجودہ ان اشعار سے شروع ہوتا ہے ؎

رتبہ ایسا ہے بڑا کس کا یہی کہتے ہیں — ہو کے حور و پری و جن و بشر چاروں ایک

ہوتی رونق نہ زمانے کو نہ ہوتے یہ اگر — زہرہ و مشتری و شمس و قمر چاروں ایک

اس قصیدہ کے آخری شعر یہ ہیں ؎

خضر کے زیست کے ایام اور امواج بحار — سال عمران کے ہیں اور برگ و شجر چاروں ایک

ان کے فیض و کرم و جود دعا میری شہید — خوب رکھتے ہیں سعادت کا اثر چاروں ایک

اس کے بعد ایک مختصر قصیدہ مدح پنجتن پاک میں ۱۲ شعر کا ہے جس کا پہلا اور آخری شعر یہ ہے ؎

لالہ گل سرو سمن تیری جھک پانچوں ایک — مہر و مہ برق و شرر رخ کی چمک پانچوں ایک

پارس و سنگِ سیاہ حرم اور میری جبیں — سنگ در آپ کا اور سنگ محک پانچوں ایک

اس کے بعد کا قصیدہ فرخندہ علی خاں ناصرالدولہ آصفجاہ رابع کی مدح میں ہے اس میں ۳۵ شعر ہیں۔ اس کی تشبیب گریز اور مدح تمام بلند پایہ ہیں۔ گریز اس طرح کیا ہے ؎

الغرض ہے تو بیل و ماں زعم میں اپنے — اک مور ہے فرخندہ علی خاں کے مقابل

آصف کے مقابل ہے لقب فضل خدا سے — اور جاہ و حشم ان کا سلیماں کے مقابل

اس طرح اس مجموعہ میں متعدد قصائد ہیں جو سودا اور ذوق اور خود شہید کے استاد شاہ نصیر کے قصائد کے ہم پلہ ہیں۔ افسوس ہے کہ اردو ادب کی تاریخ میں شہید کو ان کا صحیح مرتبہ نہ مل سکا اس کی وجہ محض یہ ہے کہ وہ حیدرآباد ہی کے ہو کر رہ گئے۔ اور شمالی ہند میں ان کی شہرت نہ ہو سکی۔ حیدرآباد میں بھی شہید دہلوی زیادہ عرصہ تک سرخرد اور مرفہ الحال نہ رہ سکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آخر زمانہ میں نواب ناصرالدولہ ان پر اتنے مہربان نہ رہے تھے۔ اس لئے ایک قطعہ میں انہوں نے ان کی ہجو لکھی اور ان کو پیر نابالغ لکھا ہے۔ نواب افضل الدولہ کو تو شعر و سخن کا ذوق ہی نہ تھا اس طرح ان کی عمر کا آخری زمانہ عسرت اور تنگی میں گذرا۔ اپنے بیٹے کی شادی میں ان کو قرض لینا پڑا تھا جس کی وجہ سے ان کی آدھی ماہوار ادائی قرضہ میں چلی جاتی تھی۔ ان کو آخر عمر میں ماہوار بھی زیادہ نہیں ملتی تھی۔ ایک قطعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو صرف ۳۰ روپیہ ماہوار ملا کرتے تھے چنانچہ وہ کہتے ہیں ؎

قرض میں پانزدہ تو جاتے ہیں — پانزدہ خوردنی میں آتے ہیں

یہ کلیات شہید یوں تو ایک مجموعۂ کلام ہے لیکن اس میں حیدر آباد کی تقریباً ۶۰ سالہ سیاسی اور
محفوظ ہوگئی ہے اور بہت سے اہم اور دلچسپ واقعات کے ایسے صحیح سنہ معلوم ہوجاتے ہیں جن کو ال حید
میں اور اس شہر کی کسی تاریخ میں ان کا اندراج نہیں ہوا ہے ۔ شہید نے چونکہ شاہی دربار سے تعلق رکھنے کے
سیاسی وعلمی مشاہیر ملک سے تعلقات پیدا کر لئے تھے اس لئے ان سبھوں کی شادی اور غمی کی تقریبوں
تاریخ ان کو لکھنے پڑتے تھے ۔ اور یہ سب تاریخیں اس مجموعہ میں موجود ہیں ۔

اس مجموعہ میں سب سے قدیم مادۂ تاریخ ۱۲۳۵ھ کا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہید اس تار
حیدر آباد آچکے تھے ۔ اس مادۂ تاریخ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آصفی سلاطین بھی ہندوؤں کا راکھی پونم
کرتے تھے ۔ چنانچہ سکندر جاہ کی خدمت میں حاضر ہوکر ہندو امرا راکھی باندھتے اور اس عید کی خوشی
کرتے تھے ۔ ایک قطعے میں لکھا ہے کہ ؎

دینے کو تمہیں تہنیت اسکندر جاہ　　لائی نذر آج عید راکھی کی ہے
روشن رہے شمع بزم عمر و دولت　　جب تک کہ رواج عید راکھی کی ہے

اس کے علاوہ ایک قطعہ تاریخ بھی لکھا ہے جو یہ ہے ؎

روشن رہے شمع جشن اسکندر جاہ　　جب تک کہ رواج نذر راکھی کی ہے
تاریخ جو باد ہے تو کر عرض شہید　　تاریخ کہ آج نذر راکھی کی ہے ۱۲۳۵ھ

عہد سکندر جاہ کا ایک اہم واقعہ حیدر آباد میں مہدویوں اور سنیوں کے جھگڑے کا ہے ۔ جس
مہدوی پٹھانوں کا محلہ چنچل گوڑہ تاخت و تاراج ہوگیا تھا ۔ اس کی تاریخ شہید نے بطور تعمیہ اس طرح نکا

"زہا ایک غیر مہدی میں" ۱۲۳۸ھ

چونکہ اس قسم کی تاریخیں اس مجموعہ میں بلا ترتیب بکھری ہوئی ہیں اس لیے ان کو سنہ وار مرتب کر
وضاحت کے ساتھ ذیل میں درج کیا جاتا ہے تاکہ اس عہد کی سماجی اور سیاسی زندگی پر تحقیقی کام کرنے
کام آئے ۔

۱۲۳۹ھ ۔ نواب سکندر جاہ آصفجاہ سوم کو فرزند تولد ہونے کی مسرت میں دو قطعات تاریخ لکھے ہیں جو
یہ ہیں ؎

آفتاب اوج عزت جلوہ کرد　　۱۲۳۹ھ
ابد باد آفتاب شوکت و جاہ　　"

۱۲۴۴ھ ۔ نواب سکندر جاہ کی وفات　ع　پند عیف سکندر نکرد آب حیات

نواب ناصرالدولہ آصف جاہ چہارم کی تخت نشینی کا قطعہ تاریخ بھی لکھا ہے جس کا مادہ
شہ فرخندہ تاریخ جلوسش　　۱۲۴۴ھ

اس میں بادشاہ کے نام فرخندہ علی خاں کی رعایت بھی رکھی ہے۔
۱۲۴۷ھ۔ ناصرالدولہ کے فرزند اکبر تہنیت علی خاں افضل الدولہ آصف جاہ پنجم کی بسم اللہ خوانی کی مبارکباد میں ایک قطعہ لکھا ہے جس میں تاریخ اس مصرعہ سے نکالی ہے ع ہمایوں رسم بسم اللہ خوانی ۱۲۴۷ھ
۱۲۴۹ھ۔ ناصرالدولہ آصف جاہ رابع سخت علیل ہوگئے تھے۔ جب وہ صحت یاب ہوئے تو ملک میں بڑی خوشی منائی گئی۔ شہید نے مبارکباد کے متعدد قطعے لکھے اور نذر گذرانے۔ چار قطعوں میں تاریخ بھی نکالی ہے۔
ان کے مادہائے تاریخ یہ ہیں۔ ان سبھوں سے ۱۲۴۹ھ نکلتا ہے

۱۔ مجھ سے ہاتف نے کہا غسل ہمایوں ہو الٰہی
۲۔ صحت اب یوسفِ ثانی کو ہے۔
۳۔ شکر نواب کو صحت ہوی حصول
۴۔ آج با انبساط غسل کیا

۱۲۵۳ھ۔ ماہ لقا بائی چندا حیدرآباد کی مشہور رقاصہ اور شاعرہ تھیں۔ ان کی سوانح عمری چھپ چکی ہے اور مرقع سخن میں ان کے حالات درج ہیں۔ ان کی جانشین حسن لقا بائی تھیں جن کے مکان (واقع نام پلی) میں اب زنانہ ہائی اسکول ہے۔ اس مکان کے ساتھ انہوں نے باولی اور باغ بھی بنایا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اپنی والدہ کی طرح شعر و سخن کی دلدادہ اور شاعروں کی سرپرست تھیں۔ شہید نے اس باغ کی تعریف اور مبارکباد کے سلسلہ میں دو نظمیں لکھی ہیں۔ ایک کا مادہ تاریخ یہ ہے۔ ع

عقل فرمود باغ حسن لقا ۱۲۵۳ھ

۱۲۵۵ھ۔ شادی ابوالقاسم ؎

گفت از روے بشارت پیر عقل   نیک آمد وصل ماہ و مشتری

۱۲۶۲ھ۔ میر موجود علی کی وفات کے بعد ان کی قبر پر ان کی بیوی نے مقبرہ بنایا تو شہید نے یہ تاریخ لکھی ع

میر موجود علی واصل رحمت باللہ

نواب مختار الملک کے چچا نواب سراج الملک کو جب ناصرالدولہ نے وزیراعظم مقرر کیا تو شہید اس خاندان کے چونکہ متوسل خاص تھے اس لئے کئی قصیدے اور قطعے مبارکباد کے لکھے۔ ایک قطعے میں تاریخ اس طرح لکھی ہے ع   اب ہات ہے آصف کے سلیماں کی وزارت ۱۲۶۲ھ

۱۲۶۶ھ۔ سید جعفر علی خاں کی تاریخ وفات

شہید الہام با من گفت تاریخ وفات او   امام جعفر صادق شفیع سید اعلےٰ ۱۲۶۶ھ

تعمیر مسجد برہان الدین خاں۔

۱۲۶۷ھ - سراج الملک کا دوبارہ وزیر ہونا
۱- ہم زخوبی جہانِ دیگر شد
۲- خط ثانی یہ از اول آمد
۳- سراج عالم و آدم سراج مہر منیر
۴- فرمود مشیر صاحب تدبیر
۵- وزیر نیک ہوا آفتاب کا مہتاب

۱۲۶۸ھ - وفات سید اسد علی خاں ع سازند زو بحشر شہیدان کربلا

ولادت فرزند میر جہاندار علی خاں بہادر ع تاباں ہو مسند دہ مہ ایوان وزارت

۱۲۶۹ھ - حیدرآباد کا ایک زرخیز صوبہ برار تھا جس پر انگریز حکومت کی للچائی ہوئی نظریں عرصہ سے پڑ رہی تھیں۔ آخرکار انہوں نے فوج کے اخراجات کے سلسلہ میں یہ صوبہ اپنے انتظام کے تحت لے لیا۔ اور اہل حیدرآباد بہت رنجیدہ ہوئے۔ شہید نے اپنے قطعات میں ان کی نمایندگی کی ہے۔ چنانچہ اس کی تاریخ "آہ غریباں" ۱۲۶۹ نکالی ہے۔ ایک اور قطعہ کا مادۂ تاریخ یہ ہے ع

برفت از دکن حد ملک برار ۱۲۶۹

اسی سال ناصر الدولہ نے سالار جنگ مختار الملک کو وزیر اعظم بنایا تھا چونکہ وہ کم عمر تھے اس لئے ملک میں بڑی بے چینی تھی کہ نہ معلوم اب اس ملک کا کیا حشر ہو۔ ہر طرف چہ میگوئیاں ہونے لگیں اور بڑے بڑے امرا ناراض و دل گرفتہ ہو گئے۔ ناصر الدولہ نے جواب دیا کہ "میں نے کوڑیرے سے ایک ہیرے کو چن لیا ہے"۔

شہید نے اہل حیدرآباد کی ترجمانی میں ایک نہایت دلچسپ فارسی نظم لکھی ہے جس میں حکومتِ وقت کی سخت ہجو لکھی ہے۔ اور خود نظام وقت کی بھی ہجو لکھی ہے جو اس شاہی دور میں بڑی بے باکی اور نڈر پن کی دلیل ہے۔ اس نظم کے چند شعر یہ ہیں ؎

وزیر و پیشکار و شحنہ و منشی تو میدانی — کہ مستحکم اساس سلطنت زیں چار ارکاں شد
عسس طفلے است نابالغ۔ بود دیوان نو آموز — دبیری پیشکاری ہم سپرد خورد سالاں شد
بود صدر الصدور و قلعہ دار و خانہ ساماں ہم — کہ عقل شاں خجل از فہم اطفال دبستاں شد
زبا آں کاخ دولت زود می افتد اگر گاہے — یکے زیں جملہ خدمتہا سپرد طفل ناداں شد
رئیس مملکت پیر است لاکن پیر نابالغ — نشد گوسالہ ناگاہ و پیر از چرخ گرداں شد
زکار حیدرآباد و ز حال انتظام او — شد آگہ ہر کہ مثل من بجائے خویش حیراں شد

بفکر سال ایں دولت فرو رفتم ز گرد دنم
ندا آمد ریاست جملہ بازیگاہ طفلاں شد
۱۲۶۹ھ

۱۲۷۱ھ ۔ نواب محمد بہادر خاں بہادر یار جنگ حیدرآباد کے ایک خاندانی جاگیردار اور بالغ نظر رئیس تھے ۔ انہوں نے ہندستان کی جنگ آزادی میں محمد علی جناح کے ساتھ بڑی جدو جہد کی اور حیدرآباد کی بیداری اور یہاں کے مسلمانوں کی ترقی و خوشحالی کے لئے بھی عمدہ خدمات انجام دیں ان کے والد اور دادا کا خطاب نواب نصیب یاور جنگ تھا ۔ ان کا اصل نام نصیب خاں تھا یہ خطاب ان کے دادا کو ۱۲۷۱ھ میں ملا تھا ۔ چنانچہ شہید نے ان کے لئے مبارک باد کا ایک قطعہ لکھا تھا جس کا مادۂ تاریخ یہ ہے ۔

سدا خطاب ہو لایق نصیب یاور جنگ ۱۲۷۱ھ

۱۲۷۲ھ ۔ سید محمد خاں سخن اصفہانی فارسی کے ایک اچھے شاعر تھے اور امیر الامرا والی ارکاٹ کے یہاں ملازم تھے ۔ حیدرآباد بھی آئے تھے ۔ محبوب الزمن میں ان کی تاریخ وفات ۱۲۱۶ھ درج ہے ۔ شہید نے بھی سخن کا قطعۂ تاریخ وفات لکھا ہے جس سے ۱۲۷۲ھ برآمد کئے ہیں ۔ معلوم نہیں کہ یہ وہی سخن تھے یا کوئی اور ۔ مصرعہ ہے ۔

افسوس بدر آمدن جان سخن ۱۲۷۲ھ

۱۲۷۳ھ ۔ ناصر الدولہ کی وفات پر کئی نظمیں لکھی ہیں اور تاریخیں نکالی ہیں ۔ ان میں سے دو یہ ہیں ؎

حق روز وفات او برضواں فرمود   قصر جنت بناصر الدولہ بدہ

دوسری تاریخ کا مادہ تاریخ ہے ع   جعل الجنت مثواہ صمد ۱۲۷۳ھ

۱۲۷۴ھ ۔ راجہ رام بخش کے فرزند کی شادی کی مبارکبادی میں جو قطعہ لکھا ہے اس میں تاریخ اس طرح نکالی ہے ؎

از سر اقبال شد تاریخ عقد   نیک دانی وصل ماہ و مشتری ۱۲۷۴ھ

۱۲۷۵ھ ۔ ماما دل آرام عہد افضل الدولہ کی مشہور شاہی ماما تھی ۔ چونکہ افضل الدولہ آصف جاہ چہارم اکثر محل سے باہر نہیں آتے تھے اور ماماؤں اور خادماؤں کے ذریعہ سے احکام مختار الملک کے یہاں بھجواتے تھے اس لئے ان ماماؤں کی بڑی عزت اور توقیر تھی اور وزرائے سلطنت بھی ان سے ڈرتے تھے ۔ انہی میں سے ایک دل آرام نے ایک باولی بنائی تھی جس کی مبارکبادی کا قطعہ شہید نے لکھا ہے اور تاریخ نکالی ہے

ع   صاف پانی باولی کا تحفہ میٹھا واہ واہ ۱۲۷۵ھ

اسی سال افضل الدولہ نے مختار الملک کو ایک انگوٹھی عنایت کی تھی جس کی تعریف میں ایک نظم لکھی ہے اور اس مصرع میں تاریخ نکالی ہے ع   اے واہ عجب دست سلیماں کی انگوٹھی ۱۲۷۵ھ

۱۲۷۶ھ ۔ محلہ مسعود پورہ قلعہ گولکنڈہ کے راستہ پر پرانے پل سے آگے ایک بڑی آبادی ہے اس میں محبوب بی نے ایک مسجد بنائی تھی اس کی تاریخ لکھی ہے

قبلہ درحق بگو مسجد بیت الحرام ۱۲۷۶ھ

ماما دل آرام نے اس سال بھی ایک باولی بنائی تھی اور شہید نے اس کی بھی تاریخ لکھی ہے ؎

شہید دہلوی تاریخ بنوشت   شود لب ہا ز آب چشمہ شیریں

اسی سال افضل الدولہ کو فرزند تولد ہوا تھا جس کی مبارکباد کے تین قطعے ہیں۔ دو تاریخی مصرعے یہ ہیں

۱۔ روشن ہے نجم ماہ ہوا آفتاب سے ۱۲۷۶ھ

۲۔ وہ تارا جلوہ نما ہے قمر کے پہلو میں ؍؍

۱۲۷۷ھ۔ اس سال بھی افضل الدولہ کو ایک فرزند تولد ہوا تھا۔ ان کے اور مختار الملک کے فرزند کے تولد کے سلسلہ میں کئی تاریخیں لکھی ہیں۔ جن میں سے دو یہ ہیں ؎

۱۔ نیک باد اطالع از برج حمل شد آفتاب

۲۔ بشگوئے شہ ہیں سراج منیر

اسی سال نواب مختار الملک کی کوششوں سے شاید ملک برار کی واپسی کی توقع ہوگئی تھی اور انگریزوں سے معاہدہ ہوا تھا اس خوشی میں ایک بڑی عمدہ نظم لکھی ہے جس میں مختار الملک کی کاوش و کوشش کو سراہا ہے۔

دختر فخر الملک کی شادی کی تاریخ   بستہ شد عقد علی با فاطمہ باد انکو

تاریخ شادی نواب اعظم خاں بہادر   نیک ساعت ۱۲۷۷ دو ہوا سعدین کا لازم قران ۱۲۷۷

۱۲۷۸ھ۔ تاریخ شادی فرزند حسن منور خاں نواب بالکنڈہ

تاریخ ولادت فرزند مختار الملک

تاریخ وفات نواب فخر الملک۔ تین تاریخیں لکھی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔

شفیع روز حسابش امام پاک حسین ۱۲۷۸ھ

۱۲۷۹ھ۔ نواب شمس الامرا امیر کبیر نے وفات پائی۔ شمس بالائے زمیں حیف شد زیر زمیں ۱۲۷۹ھ

نواب رفیع الدین خاں عمدۃ الملک کو اپنے والد کا خطاب ملا تو کئی قطعات مبارکباد لکھے۔ تاریخی مصرع یہ ہیں۔

۱۔ دادہ آصف خطاب میر کبیر ۱۲۷۹ھ

۲۔ ثانی شمس الامرا اہل جاہ ؍؍

۳۔ نامور ماہ شمس دولت و ملک ؍؍

اس سال محلہ یاقوت پورہ کے باہر شیخ فیض نے ایک کمان بنائی تھی جو اب تک موجود ہے اور کمان شیخ فیض کہلاتی ہے۔ شہید نے اس کی تعمیر کی دو نظمیں لکھی ہیں۔ تاریخی مصرعے یہ ہیں۔

۱۔ ایجاد شہ چہ طور کمان رشک ماہ نو ۱۲۷۹ھ

۲۔ شاہانہ کماں آمد محراب در شاہ ؍؍

۱۲۸۰ھ ۔ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ فیض اس عہد کے بڑے دولتمند آدمی تھے انہوں نے اپنی دختر کی بسم اللہ خوانی کی تقریب دھوم دھام سے کی تھی ۔ اس کی تاریخ شہید نے یوں نکالی ۔

یہاں مبارک تم کو ہووے رسم بسم اللہ کی ۱۲۸۰ھ

۱۲۸۲ھ ۔ تاریخ تولد فرزند مختار الملک ع پہلوے قمر میں سچ ستارا چمکا ۱۲۸۲ھ

۱۲۸۳ھ " " " ع اختر باماہ زیب دادہ ۱۲۸۳ "

مختار الملک کو حکومت انگریزی سے اسٹار آف انڈیا کا خطاب ملنے پر جو مبارکباد منظوم کی ہے اس کا تاریخی مصرعہ یہ ہے :۔ تابندہ بماں ستارۂ ہند ۱۲۸۳ھ

تاریخ تولد فرزند افضل الدولہ ۔ مژدہ ہو دل کو وہ شمع خانداں پیدا ہوا ۱۲۸۳ھ

۱۲۸۴ھ ۔ کد خدائی حسن علی ۔ وصل پروانہ بودہ است ز شمع ۱۲۸۴ھ

" ٹیپو خاں ۔ بلبل آسودہ چو از باد سحر گل شگفتہ

۱۲۸۵ھ ۔ اکبر علی کو توال کو خان بہادر کا خطاب ملنے پر کئی مبارکبادیاں لکھی ہیں ۔ ان کو بعد میں جنگ دولہ اور ملک کا خطاب بھی ملا تھا ۔ اکبر الملک کے خطاب سے مشہور تھے ۔ دو تاریخی مصرعے یہ ہیں :۔

۱ ۔ خان بہادر آل حسین دلاوری ۱۲۸۵ھ

۲ ۔ میر صاحب آپ کو ہووے مبارک اب خطاب ۱۲۸۵ھ

فریزر صاحب فرنگی کو جب افواج آصفی کا میر بخشی مقرر کیا گیا تو کئی قطعات لکھے ۔ جن میں سے اکثر عیسوی سنہ برآمد کیا ہے ۔

ہجری سنہ کا مادہ تاریخ یہ ہے ۔ بخشی نامی بفوج آصفی ۱۲۸۵ھ

تاریخ قدر افزائی جعفر علی خاں ۔

تاریخ تخت نشینی میر محبوب علی خاں آصف جاہ ششم ۔

افضل الدولہ کی وفات کی کئی تاریخیں لکھی ہیں ۔ ایک کا مادہ تاریخ یہ ہے ۔

او بجنت رفت از دنیائے دوں ۱۲۸۵ھ

۱۲۸۶ھ ۔ صاحبہ بیگم زوجہ مختار الملک کی وفات پر عربی آیتوں میں تین تاریخیں نکالی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے :۔

سلمو روحٌ و ریحانٌ و جناۃ النعیم ۱۲۸۶ھ

۱۲۸۷ھ ۔ نواب مختار الملک جب دہلی، آگرہ اور کلکتہ کے سفر سے واپس ہوئے تو حیدر آباد میں بڑی خوشی منائی گئی ۔ شہید نے ۷ شعر کا ایک قطعہ لکھا جس میں بڑی عمدہ تاریخ نکالی ہے جو یہ ہے :۔

باز در برج حمل مہر جہاں تاب آمدہ ۱۲۸۷ھ

۱۲۸۸ھ ۔ مولوی احمد حسین نے (جو بعد میں سر امین جنگ صدر المہام عدالت و امور مذہبی ہوئے تھے) ایوان مرتفع

بنایا تو اس کی تاریخ لکھی اور غالباً اپنے فرزند شعلہ کی طرف سے پیش کی ہے ؎

بشعلہ سال بنایش سروش کرد ندا
بناز اوج ثریا شدہ بلند مکاں　　　۱۲۸۸ھ

اس کی اور ایک تاریخ بھی ہے ؎

شعلہ تاریخ بنایش نظم کرد
بس لطیف ایجاد شد بستاں سرا　　　۱۲۸۸ھ

مولوی محمد صدیق صاحب (بعد کو صدیق یار جنگ) نے اپنا مکان بنایا تو یہ تاریخ لکھی:

رقم زد شعلہ تاریخ بنایش
نفیس ایواں ہمچوں کاخ کسری　　　۱۲۸۸ھ

تاریخ وفات سید بدرالدین خلف آصف جاہ

تاریخ وفاتش ز شہید آمدہ موزوں　　　اللہ جمیلؒ جعل الجنتہ مثواہ

تاریخ تولد فرزند نواب نظام یار جنگ

نیر آفتاب عالم تاب　　　۱۲۸۸ھ

تاریخ وفات سید یعقوب وغیرہ

۹۱ ورق - ۱۵ سطور فی صفحہ - $\frac{1}{2}$ ۷" × $\frac{1}{2}$ ۵"

۲۲ ـ بیاض مراثی - انیس - مونس - دبیر -　　　کلام اردو

یہ ایک مختصر سی بیاض ہے جس میں کسی نامعلوم کاتب نے انیس، مونس اور دبیر کے مرثیے ۱۲۸۲ھ میں نقل کئے ہیں - جن کی تفصیل یہ ہے -

۱- مرثیہ انیس - انیس کے اس مرثیہ میں ۶۸ بند ہیں -

آغاز - جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے　　　جلوہ کیا سحر کے رخ بے حجاب نے

اختتام - بس اے انیس ضعف سے لرزاں ہے بند بند　　　عالم کو یادگار رہیں گے یہ چند بند

یہ فصل اور یہ بزم عزا یادگار ہے
پیری کے ولولے ہیں خزاں کی بہار ہے

۲- مرثیہ مونس - اس کے بعد مونس کا مرثیہ نقل کیا ہے جس میں جملہ ۶۱ بند ہیں -

آغاز - مشاطہ عروس سخن ہے زباں مری　　　نہر ارم کی موج ہے طبع رواں مری

اختتام:۔ مونسِ سخن کا اب یہاں لازم ہے اختتام تحسین کا غل ہے روتے ہیں مجلس میں خاص و عام
شیرینیٔ فصاحت و رنگینیٔ کلام تعلیم کا انیس کے یہ فیض ہے تمام
شایانِ مدح ورنہ میری گفتگو کہاں
کج مج زبانِ ہیچ مداں کا یہ رو کہاں

۴۔ مرثیہ دبیر:۔ اسی سلسلہ میں دبیر کا مرثیہ نقل کیا ہے جس میں صرف ۱۸ بند ہیں۔

آغاز:۔ دنیا اسی عزا کے لئے برقرار ہے ان مجلسوں پہ سایۂ پروردگار ہے
اختتام:۔ ناگاہ ظلم تازہ عمر نے بپا کیا سامانِ غارت حرمِ مصطفےٰ کیا
زہرا کی بہنوں بیٹیوں کو بے ردا کیا اب کیا کہوں دبیر کہ امت نے کیا کیا
ہلتا تھا عرش زلزلہ تھا مشرقین کو
لٹ کر حرم پکار رہے تھے حسین کو

اس مرثیہ کے بعد چار رباعیاں درج ہیں اور آخر میں تاریخ کتابت اس طرح لکھی ہے:۔ "مرقوم ۲۵ شوال ۱۳۰۰ھ"
خط معمولی نستعلیق ہے۔
۱۴ ورق۔ ۱۵ شعر فی صفحہ۔ $\frac{1}{4}$ ۵" × $\frac{1}{2}$ ۷"۔

۷۲۳۔ معراج نامہ۔ محمد مختار۔ ۱۰۹۴ھ۔ مثنوی اردو

محمد مختار بیجاپور کے ایک صوفی منش شاعر تھے جو اس شہر کے زوال ۱۰۹۷ھ سے قبل وہاں مثنوی نگاری میں مشغول تھے۔ ان کی دو مثنویوں کا اب تک پتہ چلا ہے۔ معراج نامہ اور نور نامہ۔ ممکن ہے کہ اور بھی کلام ہو جو بعد میں دستیاب ہو جائے۔

ان کا معراج نامہ ایک بہت ہی طویل مثنوی ہے جس میں تقریباً تین ہزار ابیات ہیں۔ اس کا ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں نمبر (۴۳۱) پر اور ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں نمبر (سیر ۲۶۷) پر موجود ہے۔ کتب خانہ سالار جنگ کی فہرست کے مرتب مولوی نصیر الدین ہاشمی صاحب نے لکھا ہے کہ

> "افسوس ہے کہ ہم اس کے حالات سے بے خبر ہیں۔ کسی قدیم اور جدید مورخ ادب یا تذکرہ نویس نے مختار کا ذکر نہیں کیا ہے۔" (فہرست صفحہ ۵۰۷)

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مختار کوئی درباری شاعر نہ تھے اور نہ اس آخری دور میں بیجاپور کا دربار اس قابل تھا کہ شعر و سخن کی سرپرستی کرتا۔ اورنگ زیب سے یرغاش شروع ہو چکی تھی اور بیجاپور کا کمسن حکمراں سکندر عادل شاہ پریشان حال تھا۔ اگر وہاں شعر و سخن کی قدر دانی ہوتی تو بھی محمد مختار قادری اس سے فیض پانے نہ جاتے وہ تو اپنے مرشد شاہ حضرت ہی کی بارگاہ کو سب کچھ سمجھتے تھے اور فقر و درویشی ہی میں مست تھے۔

مختار بیجاپوری کے مرشد سید محمد حسینی شاہ حضرت کے عرف سے مشہور تھے اور خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی اولاد میں تھے۔ بیجاپور کے دور آخر کے مشائخ کبار سے تھے۔ شیخ عبدالصمد کنعانی سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے اور غالباً قادریہ سلسلہ میں خلافت بھی پائی۔ دوسرے بزرگوں سے بھی استفادہ کیا اور حرمین کا بھی سفر کیا۔ حج و زیارت سے واپس ہونے کے بعد شادی کی۔ ایک ہی دختر ہوئیں جو بیجاپور کے ایک بزرگ زادے شاہ مرتضیٰ بن شاہ برہان حسینی علوی بن شاہ مرتضیٰ (شہید ۱۰۴۵ھ) ابن شاہ ہاشم الحسینی علوی سے بیاہی گئی تھیں۔ انہی شاہ مرتضیٰ کے فرزند حضرت حسینی اپنے نانا شاہ حضرت کی وفات (۱۱۰۰ھ) کے بعد ان کے جانشین اور خلیفہ ہوئے۔ اس خاندان کے بزرگوں کے حالات محبوب الزمن جلد دوم کے صفحات ۷۷۶، ۸۰۷ اور ۷۹۵ پر درج ہیں۔

خود مختار نے بھی اپنے مرشد اور ان کے پیر اور ان کے جد امجد کا ذکر اس مثنوی میں کئی ابیات میں کیا ہے اور انھوں نے ان کی جتنی خصوصیات اور خوبیاں بیان کی ہیں وہ محض مبالغہ نہیں ہیں بلکہ بعد کے تذکروں سے بھی ان کی توثیق ہوتی ہے۔

انتخاب مدح مرشد محمد حسینی عرف شاہ حضرت

رتن کا محمد حسینی ہے ناؤں — مرے سر پہ اس کی ہمیشہ ہے چھاؤں
کہ او شاہ حضرت سو مشہور ہے — کہ فیض اس کا دو جگ میں معمور ہے
زہے بخت بے مثل پایا ہوں پیر — کہ او ہے دو جگ میں مجے دستگیر
دیا فیض سب خاص ہور عام کوں — کیا فقر کے کام اتمام کوں
سو وحدت کے دریا کا گوہر ہے وو — تو سارے ولیاں میانے برتر ہے وو
نظر سوں کرے صاف دل کا بصر — دکھو ایسی کس کوں کہاں ہے نظر
زباں شکر میں اس کے آتی نہیں — درازی سخن کی بجاتی نہیں
کتے ناقصاں کوں او کامل کیا — کیتے کاملاں کوں او فاضل کیا
توکل کے میدان کا شہسوار — کیا فیض ایسی کا سو عالم پہ بار

(ورق ۹ ب)

جیسا کہ مختار کی ان ابیات سے ظاہر ہوتا ہے شاہ حضرت اس معراج نامہ کی تصنیف کے وقت زندہ تھے اور اس کے تیرہ سال بعد ۱۱۰۰ھ میں حسب بیان محبوب الزمن انہوں نے وفات پائی۔ شاہ حضرت کے مرشد شیخ عبدالصمد کنعانی کی توصیف مختار نے اس طرح لکھی ہے۔

توصیف شیخ عبدالصمد کنعانی

او سے پیر ہے شیخ عبدالصمد — سو پایا نہایت ولایت کا حد
کیا عشق کے کام اتمام سب — بھر یا ہے محبت کے او جام سب

کیتے اولیا اوس کی خدمت کریں | مبارک یو خدمت تے دولت کریں
یو خدمت کے کرنے کا پھل پائے تھے | عقیدے تے خدمت بجا لیائے تھے
کہ عرفان کا او سو دریا اتھا | سو سب فیض عرفان بھریا اتھا
کیا زندگانی او تجرید کی | کہ اوڑیا ہے چادر سو تفرید کی
سو تجرید تفرید کا شیر تھا | بھوکا ہور پیاسا وہاں سیر تھا
سرا نے سمجھنے تے برتر اتھا | کہ سب مرشداں کا او افسر اتھا

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عبدالصمد نے شادی نہیں کی تھی اور مجرد زندگی گذاری اس طرح شاہ حضرت ہی بیجاپور میں ان کے جانشین اور یادگار تھے۔

شیخ عبدالصمد کنعانی کی توصیف کے بعد مختار نے اپنے مرشد شاہ حضرت کے جد حضرت خواجہ بندہ نوازؒ گیسو دراز کی مدح لکھی ہے جس کی چند ابیات یہ ہیں۔

مدح حضرت خواجہ بندہ نوازؒ

مرے پیر کا جد ہے او سر فراز | محمد حسینی ہے گیسو درازؒ
او میدان لاہوت کا شاہ باز | جہاں کے ولیاں کوں کیا سرفراز
تجلّی کے دریا کا غواص او | جتے قطب میانے اتھا خاص او
بکھیریا ہے جب فیض جگ میں تمام | جو پائے ہیں فیض آن سب خاص و عام
طریقت اسے معرفت تھا عیاں | قلم میں نہ آتا ہے اس کا بیاں

(ورق ۱۱)

معلوم ہوتا ہے کہ مختار حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کا بید معتقد اور گرویدہ تھا۔ چنانچہ اس مثنوی میں حمد و نعت و مدح صحابہ و آل نبی کے بعد حضرت محبوب سبحانی کی مدح میں تقریباً ۱۷۰ ابیات لکھی ہیں جو بجائے خود ایک مختصر سی مثنوی بن گئی ہے۔ اتنی زیادہ تعریف و توصیف مختار نے کسی اور بزرگ کی نہیں کی ہے اور اس حصۂ کتاب میں بہت ہی زیادہ مذہبی غلو سے کام لیا ہے۔

اصل مثنوی کے آغاز میں معراج نبوی کے پانچ اسباب بیان کئے ہیں جن میں سے پانچواں سبب زمین اور آسمان کے مناظرہ پر مشتمل ہے۔ زمین اپنا تفوق دکھاتی ہے اور آسمان اپنی بڑائی ظاہر کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ شمس، قمر، زحل، مشتری، زہرہ، مریخ اور عطارد جیسے سیارے میرے پاس ہیں۔ ان سیاروں کی خصوصیات، ان کی گردش کے اوقات، ان کے عروج و شرف و رجعت کی منزلیں اور دیگر امور اس تفصیل سے بیان کئے ہیں کہ اس حصۂ کتاب کو علم نجوم پر ایک جداگانہ مثنوی کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ اس میں تقریباً ڈیڑھ سو ۱۵۰ ابیات ہیں جن کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ مختار قادری علم نجوم کے بھی ایک بڑے ماہر تھے۔

اس پوری مثنوی کے درمیان میں مختار نے کہیں اپنا نام یا تخلص ظاہر نہیں کیا ہے ۔ صرف آخری چند ابیات میں تخلص اور سنہ تصنیف لکھا ہے جو درج ذیل ہیں ؎

محمدؐ یہ مختار کوں کر فدا ۔ تو ایمان اس کوں اچھے گا سدا
یو معراج نامہ لکھیا یادگار ۔ نبی کے کرم کا اُسے ہے ادھار
جو کوئی یو سنے سو دیوے اس دعا ۔ دعا کار کھے گا او دین مدعا
خدا اس کے عیباں یہ ستار ہو ۔ گنہ گار کا او ہی غفار ہو
یو معراج نامہ ہوا ہے تمام ۔ سلامؑ علےٰ روح خیرالانام
سنہ تھا یو ہجرت کا اس درقرار ۔ تھے گذرے نود چار پر ایک ہزار

اس مثنوی کا آغاز ان ابیات سے ہوتا ہے ؎

کہوں حمد اول اوسی راج کا ۔ نبی کوں دیا تاج معراج کا
خلایق کو سارے کیا ہے ظہور ۔ ولے سب تے اول نبی کا ہے نور

مختار کی دوسری تصنیف نور نامہ کتب خانہ سالار جنگ مرحوم میں نمبر ۱۴۴ پر موجود ہے اور اس کا اجمالی ذکر مولوی نصیر الدین ہاشمی صاحب نے اپنی فہرست کے صفحہ ۲۱۱ پر کیا ہے۔ لیکن اس کی تفصیلات اور تعداد ابیات نہیں لکھی ۔ یہ ایک مختصر مثنوی ہے ۔

معراج نامہ کا یہ مخطوطہ صاف اور واضح خط شکست میں زردی مائل قدیم کاغذ پر لکھا گیا ہے ۔ آخر میں کاتب نے کوئی ترقیمہ نہیں لکھا ہے ۔ کتاب کرم خوردہ ہوگئی ہے ۔ کاغذ و روشنائی سے سنہ ۱۱۰۰ھ کے قریبی زمانہ کی کتابت معلوم ہوتی ہے ۔

یہ نسخہ حیدرآباد کے ایک مشہور شاعر اور حضرت شمس الدین فیض کے جانشین نواب اشرف جنگ فیاض کے کتب خانہ کا ہے اور انہی کے نبیرہ محمد حبیب الدین خاں نے اس کو ادارے میں فروخت کیا ہے ۔ فیاض کے تفصیلی حالات کے لئے دیکھو مرقع سخن جلد اول صفحات ۱۹۵-۲۱۴

اوراق ۱۲۸ - ۱۱ سطر فی صفحہ - ½۵″ × ½۸″

۲۴۷ ۔ تفسیر مرتضوی ۔ از غلام مرتضیٰ فیض آبادی ۔ سنہ ۱۱۹۴ھ ۔ تفسیر منظوم اردو

قرآن شریف کی یہ منظوم اردو تفسیر عہد نواب آصف الدولہ میں غلام مرتضیٰ ولد شاہ تیمور نے سنہ ۱۱۹۴ھ میں لکھی تھی ۔ وہ شاہ سید محمد کے مرید تھے جن کی تعریف اس مثنوی میں اس طرح کی ہے ؎

حضرت سید محمد تو ہی پیر ۔ دو نو عالم میں مرا ہے دستگیر
تو وسیلہ ہے مرا اور واسطہ ۔ بے وسیلہ کس کو ملتا ہے خدا

اس طرح سے حق نے ہیں قرآں میں کہا — اے کہ ہو گرویدۂ امر خدا
تم ڈرو خالق سے اور ڈھونڈھو شتاب — یک وسیلہ سوئے آں عالی جناب
بے وسیلہ کوئی یہاں پہنچا نہیں — کاش پہنچے تو کہیں ملجا نہیں
دست بیعت کا تمہیں جس نے دیا — فی الحقیقت ہے وہ بیعت باخدا

اسی سلسلہ میں متعدد ابیات کے بعد اپنے والد شاہ تیمور شاہ کا ذکر اس طرح کیا ہے ؎

بے گماں اے شاہ تیمور ولی — علم ہے عالم میں تیرا منجلی
عالم ظاہر تجھے حق نے کیا — علم باطن بھی تجھے ایسا دیا
کھل گئے اسرار قرآنی تمام — تب ہوا تو فیض بخش خاص و عام
چاہیے ہو باپ کا بیٹا شبیہ — کیونکہ ہے الولد سرٌ لابیہ
کیوں نہیں کھلتی مجھے قدرت کی شان — کیوں نہیں حاصل ہے سیر لامکان
کیوں ہوا نہ مجھ کو تیرا سا کمال — حال تھا تجھ کو مجھے ہے قیل و قال
لطف کر اے سایۂ پروردگار — ہوں میں تیرے لطف کا امیدوار
یک توجہ کر کہ تا عرفان ہو — خاتمہ دنیا سے با ایمان ہو

اس کے بعد اپنے استاد مولوی محمد برکت کی مدح لکھی ہے ؎

ہے مرا استاد فخر عالماں — مولوی برکت محیط بے کراں
علم کا عالم میں تھا بحر عمیق — لے گئے فیض اس سے شاگرد رفیق
اے بقدر ظرف و استعداد حال — ان سے ہر اک نے کیا کسب کمال
مجھ کو اس دریا سے یک قطرہ ملا — سو وہی قطرہ ہے اب دریا نما

اس کے بعد شاہ عالم بادشاہ دہلی اور وزیر الممالک نواب آصف الدولہ کی مدح لکھی ہے۔ مدح آصف الدولہ کے چند شعر یہ ہیں ؎

آصف الدولہ وزیر مملکت — حامی دین و مشیر سلطنت
آصف وقت و سلیمان زماں — ہے سکندر بخت و دارائے جہاں
وہ سعادت سے ہے منصور جہاں — ہے شجاعت اس سے بانام و نشاں
ہے تکلف گر کروں مدح وزیر — کہ دعائے خیر ہے کار فقیر

اسی سلسلہ میں ان کے لئے دعا لکھی ہے اور پھر در سبب تصنیف کتاب کے عنوان کے تحت کتاب کا اور اپنا نام اور سنہ تصنیف بیان کیا ہے۔ ؎

دل لگا کہنے بوقت اختتام — اس کا رکھ تفسیر مرتضوی تو نام

کیونکہ تو ہے گا غلام مرتضےٰ حکم سے مولےٰ کے ہے اس کو لکھا
سنہ ہجری ان دنوں تو جان لے یکہزار اور ایک سو چورا نوے

اس سے قبل ایک اور جگہ بھی اپنا نام ایک بیت میں اس طرح لائے ہیں ؎

یعنی اک بندہ غلام مرتضیٰ حق نما بارہ صدی میں ہوے گا

یہ مثنوی حسب روایت حمد و نعت و مدح صحابہ سے شروع کی ہے۔ درمیان میں عربی آیتیں اور حدیثیں سُرخ روشنائی میں لکھی ہیں اور ان کے نیچے اُردو نظم میں ان کی وضاحت کی ہے۔

یہ مخطوطہ ناقص الطرفین ہے اس لئے سنہ کتابت معلوم نہ ہوسکا لیکن کاغذ روشنائی وغیرہ کے لحاظ سے ۱۲۰۰ھ کے قریبی زمانہ کی کتابت معلوم ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ غلام مرتضیٰ نے پورے قرآن شریف کا منظوم ترجمہ کیا تھا جو ایک بہت بڑا کام ہے۔ یہ مخطوطہ خاص اہتمام سے خوش خط لکھا گیا ہے۔

ابتداء:۔ حکم ہے تجھ کو کہ کر فکر صفات کچھ نیا دے گا عبث ہے فکر ذات
کیا کروں میں حمد خالق کا بیاں جس سے قاصر ہے پیمبر کی زباں
اختتام:۔ یا قسم اس باد کی کہ میر خیر گرد بر و بحر ہی کرتی ہے سیر
یعنے وہ باد کرم کے پیے بہ پے یاں کوئی ہر زمیں کرتی ہے طے

۱۲۸ ورق۔ ۱۵ سطور فی صفحہ۔ ۵½" × ۹"۔

۷۲۵۔ بیاض نوحہ۔ بہادر۔ بہرہ ور۔ صابر۔ غضنفر۔ قاسم وغیرہ۔ کلام اُردو

اس چھوٹی سی بیاض میں ۶ غیر معروف اُردو شاعروں کے نوحے نقل کئے گئے ہیں جن میں بہادر کے نوحے زیادہ ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی اس کے کاتب بھی ہیں اپنے تخلص کو ہر جگہ انہوں نے بطور دستخط لکھا ہے۔

اس بیاض میں ان کا پہلا نوحہ ناقص الاول ہے۔ تیرہویں شعر سے شروع ہوتا ہے جو یہ ہے ؎

سن کے لگے رونے سرور بولے بہن کے پاس آکر آخر ہوئی منزل حکم ہے کیا واویلا صدواویلا

اس نوحہ میں جملہ ۱۲ شعر ہیں۔ مقطع یہ ہے ؎

خوب بہادر مرثیہ لکھا غرۂ ماہ محرم کا زہرا سے لے گا اس کا صلہ واویلا صدواویلا

بہادر کے دوسرے نوحہ میں ۱۰ شعر ہیں اس کا پہلا اور آخری شعر یہ ہے۔

مطلع :۔ تھی لاش شہ پر فاطمہ کی زاری حسینا جان حسینا
کیا جلتے ریتے پر پڑے ہو واری حسینا جان حسینا

مقطع :۔ بہادر پہنچے کربلا دوبارا وہ ذاکر ہے تمہارا
تمہارے روضہ میں دو قبر واری حسینا جان حسینا

ں میں صرف پانچ شعر ہیں مطلع یہ ہے ؎
اٹھتا ہے علم بپا کیجیو محشر یا حضرت عباس
اے بی بیو چہروں پہ ملو خاک سراسر یا حضرت عباس
مطلع ومقطع یہ ہے ؎
ں یہ رو کر علی اکبر علی اکبر مر گئی خوں میں نہا کر علی اکبر علی اکبر
ے تمہارا اس کو راحت دو خدارا اپنا بچپن سے ہے ذاکر علی اکبر علی اکبر
یں مطلع ومقطع یہ ہے۔
یوں مدینے میں کہتی تھی صغریٰ کربلا سے چلے آؤ بابا
سنتی ہوں میں دغا ہوگی اس جا کربلا سے چلے آؤ بابا
اے بہادر تھا یہاں حشر برپا وہاں گلا شاہ کا کٹ رہا ہے
صغریٰ کہتی وطن میں تھی چلا کربلا سے چلے آؤ بابا
مقطع یہ ہے ؎
لی کے تو شفا پایا بہادر عباس کی تائید بھی ہر وقت بڑی ہے
ں اس کا مطلع یہ ہے۔
پ کے روضہ پہ بلا لو ہے عرض بہادر یہ سدا او اسد اللہ
ہے اس میں بحالت موجود ۹ شعر ہیں یہ مطلع یہ ہے
اے اہل عزا ختم ہوا ماتم سرور سرور کا ہے چہلم
سجاد حزیں گاڑتے ہیں قبر کے اندر سرور کا ہے چہلم
ں ہے اس میں ۲۵ شعر ہیں۔ مقطع یہ ہے۔
بہادر تیری بنے گی اصغر علی کے روضہ سے ہٹکر
یہ بھی مستزاد کی شکل میں ہے۔ اس کا مقطع یہ ہے ؎
پیٹے سر کو بہادر نہ کیوں جاری گھوڑے کے تھے دو نو آنسو
چپتی تھی سکینہ جو رو کر ذوالجناح میرا بابا کہاں ہے
بعد اس بیاض میں بہرہ ور کے دو نوحے ہیں۔ پہلے نوحے کا مطلع ومقطع یہ ہے ؎
ے مقتل میں زینب پکاری اب وطن کو میں جاتی ہوں بھائی
وداع تم سے آخر ہماری اب وطن کو میں جاتی ہوں بھائی

مقطع:۔ بہرہ در حشر تھا کربلا میں اہل بیت رسول خدا میں
قبر شہ پر جو زینب پکاری اب وطن کو میں جاتی ہوں بھائی

بہرہ در کے دوسرے نوحے کا مقطع یہ ہے ؎

خاموش خاموش لمے بہرہ در بس — یاں سے بیاں کو کر مختصر بس
بخشش کا اپنے مانگ قبالہ — نوحہ سنا کر زین العبا کو

ایک نوحہ غالباً کسی خاتون ذاکرہ بی کا لکھا ہوا ہے یا ان کے لئے کسی نے لکھدیا ہے اس کا مقطع یہ ہے ؎

یہ ذاکرہ بی رنج و مصیبت میں گرفتار — اور سخت ہے لاچار
بر لاؤ مرا دیں جو ہیں یا سبط پیمبر — مولا میرے شبیر

اس کے بعد صابر کا ایک نوحہ ہے جس میں ۲۰ شعر ہیں ۔اس کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

مطلع:۔ کہتے تھے آل عبا یا علی مشکل کشا — ہم پہ ہے جور و جفا یا علی مشکل کشا
صابر خستہ جگر کہتا ہے شام و سحر — یا علی مشکل کشا یا علی مشکل کشا

پھر قاسم کا ایک نوحہ درج ہے جس میں ۱۰ شعر ہیں۔ مطلع و مقطع یہ ہے ؎

سر پیٹو کہ ہے دلبر حیدر کی شہادت — ہے آج دل و جان پیمبر کی شہادت
قاسم تو بیاں کیا کرے وہ حالت پر غم — ہے ان میں شہ بیکس و سرور کی شہادت

قاسم کے دوسرے نوحے میں ۸ شعر ہیں۔ مطلع و مقطع یہ ہے ؎

دروازے سے خیمہ کے یہ چلاتی ہے زینب — سر کٹتا ہے شبیر کا مرجاتی ہے زینب
بس کیا لکھے قاسم کہ بیان شہ مظلوم — مرجاتی ہے مرجاتی ہے مرجاتی ہے زینب

قاسم کے تیسرے نوحے میں بھی ۸ شعر ہیں اس کا مطلع و مقطع درج ذیل ہے۔

دسویں محرم ہیہات ہیہات — ہے شاہ کا غم ہیہات ہیہات
پیٹ تو قاسم حشر ہے بر پا — ہنگامہ ماتم ہیہات ہیہات

کسی صاحب پیر حسین کا یہ نوحہ حیدر آباد کی گلیوں میں اکثر فقیر اب بھی ایام عزا میں گاتے ہیں ؎

نعش اصغر پہ بانو پکاری — جھولا خالی تمہارا پڑا ہے
کرلو مجرا چلو اماں واری — جھولا خالی تمہارا پڑا ہے

آخر میں کسی اور کاتب نے سرخ روشنائی میں غضنفر کا نوحہ لکھا ہے۔ یہ بھی مستزاد کی شکل میں ہے اس کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

جنت سے نکل فاطمہ آتی ہے محبو محفل میں عزا کی — سر کھول کے بیٹھو
سب حور و ملک ساتھ لے آتی ہے محبو محفل میں عزا کی — سر کھول کے بیٹھو

یہ بیاض غالباً حیدرآباد ہی میں لکھی گئی ہے۔ کوئی ترقیمہ نہیں ہے البتہ ایک جگہ ہر مہینہ کا نیا چاند دیکھ کر کیا کرنا چاہیئے لکھا ہے اور اس کے آخر میں درج ہے کہ یہ نسخہ شاہ راجو قتال سے لکھا گیا۔ کاتب نے اپنا نام اور زمانۂ کتابت نہیں لکھا۔ سنہ ۱۲۰۰ھ کے قریبی زمانہ کی کتابت ہے۔

۳۶ ورق۔ فی صفحہ ۹ شعر۔ ½۴″ × ½۶″

۷۲۶۔ کلیات ناوک گلشنی۔ احمد حسین ناوک گلشن آبادی۔ ۱۳۱۹ھ۔ کلام اردو

گلشن آباد میدک حیدرآباد کے قریب ایک تاریخی قلعہ اور آبادی ہے اور اردو کے جدید ترقی پسند شاعر مخدوم محی الدین وہیں کے باشندے ہیں۔ آخری قطب شاہی بادشاہ اور شاعر ابوالحسن تاناشاہ کی پیدائش بھی اسی سے قریب تعلقہ سدی پیٹ میں ہوئی تھی۔ میدک کے قصبۂ ٹیکمال میں دکن کے ایک بڑے صوفی خاندان کی درگاہ اور خانقاہ ہے اور وہاں کے مشائخین حیدرآباد میں معزز و محترم سمجھے جاتے رہے ہیں۔ اس خاندان کے افراد میں حسینی بادشاہ۔ قاضی نیرالدین نیر۔ ابوالحسن قیصر اور احمد محی الدین موجودہ نائب وزیر حکومت ہند وغیرہ اپنے اپنے دور میں بہت مشہور ہوئے۔

ناوک حیدرآباد میں محکمۂ بندوبست میں ملازم تھے اور اسی محکمہ کے نائب مددگار ناظم لالہ مکندلال جوہری لکھنوی کے شاگرد تھے۔ چنانچہ اپنے استاد کے بارے میں اس دیوان میں لکھا ہے ؎

واہ کیا شستہ ہے پاکیزہ زبان لکھنو — عرش اعلیٰ ہے تو والا ہے وہ شان لکھنو
تا ابد قایم رہیں یہ جوہری نکتہ داں — لکھنو ہے جسم بے شک ہیں یہ جان لکھنو

ناوک کے حقیقی بھائی محمد حسین حشر مدرسہ کاماریڈی کے صدر مدرس تھے انہوں نے ۱۳۰۹ھ میں وفات پائی۔ ان کے ماموں محمد شہاب الدین کی بیوی کی تاریخ وفات ۱۳۱۸ھ کا قطعہ بھی اس دیوان میں موجود ہے۔ ناوک کے چھوٹے بھائی محمد اسمٰعیل اور دو برادرزادوں محمد عبدالحی اور دلدار علی کی پیدائش و وفات کی تاریخیں بھی ناوک نے لکھی ہیں۔ اسی طرح اپنی دختر کی ولادت کی تاریخیں بھی لکھی ہیں جو ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئی تھی۔ اپنے وطن میدک کے ایک باکمال محمد قاسم صاحب گلشن آبادی کی تاریخ وفات میں ان کے فضل و کمال کی بہت تعریف کی ہے۔ مہاراجہ کشن پرشاد کے زیر تقرر ہونے کی تاریخ ۱۳۱۹ھ بھی ایک طویل مبارکبادی قطعہ میں لکھی ہے۔ میر محبوب علی خاں آصف جاہ سادس کے سفر دہلی سے واپسی کی خوشی اور ان کی سینتیسویں سالگرہ پر بھی قطعات اور رباعیاں درج ہیں۔

احمد حسین ناوک کے بارے میں اس سے زیادہ معلومات حاصل نہ ہوسکیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی مشہور شاعر نہ تھے اور نہ حیدرآباد کی کسی تاریخ یا تذکرہ یا کتاب میں ان کا ذکر اب تک نظر سے گذرا ہے۔

زیر نظر مخطوطہ بہت ضخیم ہے اور خود مصنف ہی کا مکتوبہ ہے۔ پہلے صفحہ پر شاعر کے دستخط اور کتاب کی

جلد بندی کی تاریخ ۱۱ رجب ۱۳۱۹ھ درج ہے۔ اس کے ابتدائی ۴۰۶ صفحات میں غزلوں کا دیوان ہے جو ردیف وار مرتب کیا گیا ہے بعض ردیفوں کے بعد خالی صفحات غالباً اضافہ کے لئے چھوڑ دیے گئے ہیں۔ اس دیوان کے ابتدائی اور آخری شعر یہ ہیں ؂

آغاز:- خامہ نے کب ادائے حقِ حمد حق کیا لکھ لکھ کے گو سیاہ ورق پر ورق کیا
عصیاں ہمارے لکھ نہ سکا کاتب عمل کاغذ سے گرچہ ساتوں فلک کے طبق کیا

اختتام:- بانی ظلم ہے تو میں ہوں د خا کا خوگر تیری خصلت ہے اگر وہ مری عادت ہے ہی
یار سے ہو کے جدا جان نہ دوں کیوں ناوک دوں کسی اور کو دل شان شرافت ہے یہی

صفحہ ۴۰۷ سے قصائد۔ ترکیب بند۔ قطعات اور رباعیات درج ہیں اور یہ حصہ صفحہ ۵۶۹ پر ختم ہوتا ہے۔ گویا ۱۶۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں غفران مکاں میر محبوب علی خاں اور عسکر جنگ مشیر الملک کی مدح میں قصائد ہیں اور ایک مسدس اہل ملک کی مذمت میں لکھا ہے جس میں اس عہد کے جاگیر دارانہ احوال اور دکنیوں کی مذموم صفات کی دل کھول کر مذمت کی ہے اور آخر میں لکھا ہے ؂

جب حال یہ ہی قوم کا ہے کچھ نہیں یارا بس روک لے ناوک تو قلم اپنا خدا را
احوال جہاں لکھنے کا ہے کب تجھے یارا کر سکتی نہیں طبع مذمت سکو گوارا
کر عرض بصد عجز یہ درگاہ خدا میں
ہووے نہ گرفتار کوئی ایسی بلا میں

اس حصۂ دیوان کا آغاز و اختتام ان اشعار پر مشتمل ہے۔

آغاز:- اُٹھا بستر سے جس دم میں سحرگہہ نظر طرفہ مجھے آیا تماشہ
ہر اک جا عیش تھا شادی رچی تھی میں تھا حیرت زدہ یہ دیکھ جلوہ

اختتام:- اک شخص کو ملک اک کو خزانہ بخشا جو جس کے تھا لائق اسے اتنا بخشا
تم علم کی دولت سے ہوئے مالا مال خالق نے تمہیں رتبۂ اعلیٰ بخشا

صفحات ۵۶۹ - سطور ۱۷ فی صفحہ - "۶ × "۹ -

۲۷ - مختصر حسینی - از عبد الغفور حسین - ۱۰۹۲ھ - اُردو نثر (فقہ)

یہ اُردو نثر کی ایک قدیم تالیف ہے جس میں شافعی مذہب کے ایک مؤلف عبد الغفور حسین ابن شیخ احمد عرف حسینی نے اپنے مرشد حضرت مرشد حسین کے فیض و ہدایت سے ۱۰۹۲ھ میں حنفی مذہب کے مطابق مرتب اور قلمبند کیا اور اس کا نام مختصر حسینی رکھا۔ مؤلف اور ان کے مرشد دونوں کے بارے میں معلومات حاصل نہ ہو سکیں اور نہ یہ پتہ چل سکا کہ یہ کتاب کہاں لکھی گئی تھی۔ چونکہ یہ ایک نادر کتاب ہے اس لئے اس کا

دیباچہ بطور نمونۂ زبان واسلوب بیان یہاں نقل کیا جاتا ہے :-

" حمد ہور صلواۃ کے بعد از بولتا ہے فقیر حقیر احقر الناس عبدالغفور حسین ابن شیخ احمد عرف حسینی کہ بہوت مدت سوں آرزو رکھتا تھا کہ یک رسالہ مختصر شریعت ہور اسلام کے علم میں کتنیک مسائل جمع لیا کر بیان کروں لیکن بے وسیلہ کے سبب سوں ہستی کے پردہ تے (باہر نیں) آیا۔ اتال حق تعالیٰ کے فضل سوں ہور مرشد کامل عالم فاضل حضرت مرشد حسین اطال اللہ عمرہٗ وافاضۂ علی العالمین برۂ واحسانہٗ۔ انو کے کرم سوں اس مختصر کوں شریعت کا علم ناچاری سوں لیا کر مختصر حسینی نام رکھیا اور اس موتی بے بہا کوں نیک بختی کا دریا جو بے کنار ہے اس سوں لیا کر علم ہور عالماں کے جیو کے طبلہ میں ڈالیا۔ ہور عمر بے بنیاد فانی کو دیک کر مختصر دکھلا کر بنیاد کیا تا اس کے پڑنے سوں سب نتھوا دکو رنج نا ہوے۔ ہور تمام مبتدیاں کو رغبت ہوئے۔ کیا سبب کہ شریعت کا علم ٹوٹنے سوں ہور اسلام کے دین کی شرطاں بوجنے سوں . . . .

اگر کوئی اپنے اہل وعیال کو شریعت کا علم سکانے تقصیر کرے گا تو اس کی عورت کو واجب ہے کہ اپنے مرد کے بغیر رضا باہر جاوے ہور شریعت کا علم سیکے۔ اگر نا سکے تو گناہگار ہوئے گی اس واسطے حدیث میں آیا ہے کہ ایک عورت کے بدل پانچ مرداں گرفتار عذاب ہویں گے۔ اول باپ۔ دوسرا بھائی۔ تیسرا فرزند۔ چوتھا مرد۔ پانچواں سسرا۔ کہ انو بغیر محرم تر ونزدیک تر کوئی نیں۔ پس واجب ہے کہ اپے سیکے ہور عورتاں کو سکاوے۔ حضرت رسول کے زمانے سوں ایک ہزار نو پر دو برس ہوئے تھے کہ یہ کتاب لکھی گئی۔ اگرچہ یہ فقیر شافعی ہے لیکن خاص وعام کے واسطے اس رسالہ کو امام اعظم کے مذہب میں بیان کیا ہوں۔"

اس کے بعد اصل کتاب کی ترتیب بیان کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے :-

پہلا باب۔ صفت ایمان کے بیان میں

فصل ۱۔ ایمان ۲۔ مذہب ۳۔ شریعت

دوسرا باب۔ استنجا کے بیان میں

فصل ۱۔ استنجا ۲۔ آب دست ۳۔ استنجے کی سنتاں ۴۔ مستحب ۵۔ مکروہات ۶۔ استنجے میں کیا کیا منع ہے۔

تیسرا باب۔ وضو

فصل ۱۔ وضو ۲۔ وضو کی دعایاں ۳۔ فرایض ۴۔ سنتاں ۵۔ مستحب ۶۔ آداب ۷۔ مکروہات ۸۔ منع کئے سو کاماں ۹۔ وضو کے ٹوٹنے کے بیان میں

چوتھا باب - تیمم کے بیان میں
فصل ا - تیمم کے حکماں ہور شرعاں ۲ - جس سوں تیمم درست ہوتا ہے
پانچواں باب - غسل کے حکماں
فصل ا - غسل کے حکماں ۲ - فرض ۳ - سنت ۴ - مستحب
چھٹا باب - عورتاں کے حیض ہور عدتاں
فصل ا - حیض ۲ - نفاس ۳ - استحاضہ
ساتواں باب - بانگ نماز
آٹھواں باب - نماز
فصل ا - تارک الصلواۃ ۲ - نماز کی نیتاں ۳ - نماز کی صفتاں ۴ - قرات ۵ - وتر
۶ - فرضاں ۷ - واجباں ۸ - سنتاں ۹ - مستحباں ۱۰ - آداب ۱۱ - مباح
۱۲ - مکروہات ۱۳ - کیا کیا منع ہے ۱۴ - نماز ٹوٹنے کا بیان ۱۵ - نماز عصر قضا
نواں باب - رمضان کے روزیاں کے بیان میں
فصل ا - فرضاں ۲ - روزہ ٹوٹنے کا بیان ۳ - کفارہ
دسواں باب - زکواۃ و فطرہ
فصل ا - مال کا زکواۃ ہور اجناس ۲ - فطرہ ۳ - عید الضحیٰ
گیارہواں باب - نماز مسافرت
فصل ا - مسافرت ۲ - موزہ پر مسح کرنا ۳ - وقت پہچاننے کا بیان
بارہواں باب - متفرق مسائل
فصل ا - سوال ہور جواب ۲ - ذبح کرنا ۳ - متفرق مسائل
تیرہواں باب - عورت کا حق مرد پر اور مرد کا عورت پر
فصل ا - عورت کا حق مرد پر ۲ - مرد کا حق عورت پر
چودھواں باب - فرزند کا حق باپ پر
فصل ا - فرزند کا حق ۲ - ماں باپ کا حق
پندرھواں باب - کلمات کفر کے بیان میں - (اس میں ذیلی فصلیں نہیں ہیں)

یہ مخطوطہ روشن سیاہی میں بخط نستعلیق لکھا گیا ہے - عنوانات اور صفحہ کے اطراف چاروں طرف جدولیں سرخ روشنائی میں ہیں - قدیم کاغذ پر خاص اہتمام سے لکھا گیا ہے - اس کے کاتب سید عبداللہ ولد سید عبدالقادر ہیں جنہوں نے آخری صفحہ پر ترقیمہ کے بعد ایک مدور اور مستطیل نقش و نگار میں بھی اپنا نام اور ولدیت

اور وقت اتمام سب کچھ لکھا ہے مگر مقام و سنہ کتابت کہیں نہیں لکھا۔ سنہ ۱۲ھ سے قبل کی کتابت معلوم ہوتی ہے۔
مخطوطہ کی ابتدائی عبارت تو اوپر درج ہو چکی ہے۔ آخری عبارت یہ ہے :۔

"یا باری تعالےٰ اپنے کرم سوں مجھے ہور میرے فرزنداں کو ہور جمیع دوستاں ہور عزیزاں کوں شیطان کے مکر سوں محفوظ رکھے ہور ایمان نصیب کرے ہور طاعت ہور عبادت پر ہور سنت جماعت پر روزی کرے ہور کفر و بدعت سوں دوری بخشے۔"

ترقیمہ یہ ہے :۔

"این نوشتہ فقیر حقیر عاصی پر معاصی سید عبداللہ ولد سید عبدالقادر این کتاب نام نہاد مختصر حسینی تمام یافتہ۔ بوقت ظہر اتمام رسید۔"

۴۸ ورق۔ ۱۲ سطور فی صفحہ ۔ ½ ۷" × ۶" ۔

۷۲۸۔ لیلےٰ مجنوں (بہارستان عشق)۔ نامی ارکاٹی۔ ۱۲۱۳ھ ۔ مثنوی اُردو

عزیزالدین خاں (غلام اعزالدین خاں) مستقیم جنگ نامی ۱۱۸۰ھ میں چینا پٹن ارکاٹ میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۲۴۲ھ میں مدراس میں فوت ہوئے۔ مدراس کے مشہور شاعر اور عالم محمد باقر آگاہ کے شاگرد اور نواب عمدۃ الامرا والی ارکاٹ کے دربار کے ملک الشعرا تھے۔ ان کی حسب ذیل تصانیف مشہور ہیں :۔
(۱) شیریں خسرو (نوبہار عشق) مولفہ ۱۲۱۱ھ ۔ (۲) لیلےٰ مجنوں (بہارستان عشق) مولفہ ۱۲۱۳ھ ۔
(۳) وفات نبی ۔ (۴) قصہ بنارس اور (۵) سلیمان نامہ ۔

شیریں خسرو کا ایک قلمی نسخہ ادارے میں نمبر ۵۱۷ پر موجود ہے اور اس کی تفصیلات جلد اول صفحات ۹۳، ۹۴ اور جلد سوم صفحات ۴۴، ۴۵ پر درج ہو چکی ہیں اور اس سلسلہ میں مصنف کے حالات بھی آچکے ہیں۔ مدراس میں اُردو مؤلفہ ہاشمی صاحب میں بھی صفحات ۶۹ - ۷۲ پر ان کا تذکرہ درج ہے۔

لیلےٰ مجنوں کا ایک قلمی نسخہ نمبر ۳۶۵ پر موجود ہے اور اس کی تفصیلات جلد دوم صفحات ۱۰۱ تا ۱۰۳ ہو چکی ہیں۔

زیر نظر مخطوطہ اسی لیلےٰ مجنوں (بہارستان عشق) کا ایک ناقص الطرفین نسخہ ہے جو رواں نستعلیق خط میں نقل کیا گیا ہے۔ درمیان میں عنوانات کی ابیات سرخ روشنائی میں درج ہیں۔

اس مثنوی سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۱۳ھ تک اُردو کے حسب ذیل شعرا اساتذہ سخن سمجھے جاتے تھے اور ان کی شہرت اورنگ آباد سے حیدرآباد ہوتی ہوئی ارکاٹ اور مدراس تک پہنچ چکی تھی۔

ولی، سراج، آبرو، مظہر، میر، سودا، سوز، حشمت، آرزو، عزلت، عاجز، درد، بیان، فغاں، ممنون، منت، مصحفی، جرات، تاباں۔ چونکہ نامی دکنی کو اُردو سے جدا ایک زبان سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے

دکن کے قدیم شعرا کا اس فہرست میں نام نہیں لیا ہے۔
ناؔمی پہلے شاعر معلوم ہوتے ہیں جنہوں نے انگریزوں کی مذمت کی ہے اور ان کو صاف صاف موذی لکھا ہے۔ چنانچہ عمدۃ الامرا کی تعریف کے سلسلہ میں وہ لکھتے ہیں ؎

سب فرنگی رو برو اس کے ذرا — کر نہیں سکتے ہیں کچھ چون وچرا
یہ تو کیا ہیں بلکہ ان کا بادشاہ — حکم میں ہے اس کے ہر شام و پگاہ
بھیجتا ہے جو ولایت سے جہاز — بھیجتا ہے اس کو وہ نذر و نیاز
ایسے موذی ہوگئے محکوم جب — عقل کامل ہیچ اس کے کیا عجب

ناؔمی کی اس مثنوی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تالیف کے وقت یعنی سنہ ۱۲۱۳ھ میں ان کے والد اور والدہ دونوں زندہ تھے۔ ان کے بھائی اور بہن صاحب اولاد تھے اور خود ان کے دو لڑکے تھے جن کے نام حیدر حسین اور احمد حسین تھے۔ حیدر حسین کی عمر اس وقت سات سال کی تھی۔ چنانچہ ایک عنوان کے تحت اس کو متعدد مفید نصیحتیں لکھی ہیں۔ ناؔمی کی نسبت مزید معلومات اس تذکرہ کی پہلی تین جلدوں میں ملاحظہ ہوں۔

یہ نسخہ مولوی محمد احمد اللہ خاں صاحب مدرس مدرسہ گولکنڈہ کا عطیہ ہے۔

۷۳ ورق — ۱۳ سطور فی صفحہ — "۸ × "۶ —

۷۲۹ پنچھی باچھا۔ از حکیم شیخ ہدایت اللہ وجدی۔ سنہ ۱۱۴۶ھ — مثنوی اردو

یہ دکن کی ایک بہت ہی مقبول مثنوی ہے۔ اس کے متعدد نسخے ادارے میں محفوظ ہیں جن میں سے اکثر زمانۂ کتابت اور دوسرے امور کے لحاظ سے اہم ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے:۔

مخطوطہ نمبر ۵۸	کاتب خواجہ امین الدین سنہ ۱۲۶۳ھ بمقام رسول آباد۔	جلد اول	صفحہ ۶۱
" " ۱۵۸	" محمد قمر الدین۔ سنہ ۱۲۶۳ھ۔ بمقام قندھار۔	"	" ۶۰
" " ۲۲۸	" بہادر بیگ۔ سنہ ۱۱۶۵ھ۔	" دوم	" ۴۰
" " ۴۰۱	اوائل تیرھویں صدی۔	" اول	" ۱۱۲
" " ۵۱۱	ناقص الآخر۔ قبل سنہ ۱۱۸۶ھ۔	" سوم	" ۴۲
" " ۵۲۹	سنہ ۱۱۶۳ھ۔	"	" ۴۹
" " ۶۲۴	وفات وجدی کے قریبی زمانہ میں لکھا گیا۔	"	" ۲۳۷

یہ اس مثنوی کا آٹھواں مخطوطہ ہے۔ یہ مثنوی مدراس اور بمبئی میں کئی بار چھپ بھی چکی ہے۔ (دیکھو جلد اول)۔

وجدی کے حالات زندگی محمد بن عمر صاحب نے ایک تفصیلی کتاب "وجدی" میں قلم بند کرکے شایع کردئے ہیں۔ ان کی دوسری کتابیں یہ ہیں۔
تحفۂ عاشقاں ۱۱۱۵ھ۔ باغ جاں فزا ۱۱۴۵ھ۔
زیر نظر مخطوطہ خاص اہتمام سے ۱۲۱۱ھ سے قبل بمقام مدھرہ نقل کیا گیا ہے۔ ہر صفحہ پر حاشیہ میں اور درمیان میں دونوں مصرعوں کے درمیان سُرخ جدولیں کھینچی گئی ہیں۔ سرورق پر مالک کا نام واصل شاہ اور کاتب کے دستخط "محمد یعقوب ایپری ۱۲۱۱ھ بطور مُہر لکھے گئے ہیں۔ آخر میں یہ ترقیمہ ہے:۔

"اتمام رسیدن کتاب وتخلص وجدی شیخ ہدایت اللہ جامع الکمال تمت تمام شد بعون اللہ تعالیٰ کتاب پنچھی باچھا۔ اتمام رسید بتاریخ بستم جمادی الاول روز چہارشنبہ بوقت ظہر با تمام رسید مؤلف ایں کتاب محمد یعقوب ایپری ساکن مدھرہ۔

۱۳۲ ورق۔ ۱۴ سطور فی صفحہ۔ ۸" × ۶"۔

۷۳۰۔ پنچھی باچھا۔ از حکیم شیخ ہدایت اللہ وجدی ۱۱۴۶ھ۔ مثنوی اُردو

یہ اس مثنوی کا نواں نسخہ ہے جو ادارے میں محفوظ ہے۔ دوسرے نسخوں کے لئے دیکھو تفصیلات مخطوطہ نمبر ۷۲۹ جو ابھی درج ہو چکی ہیں۔
زیر نظر نسخہ اگرچہ ناقص الآخر ہے مگر خاص اہتمام سے قدیم دیسی کاغذ پر خوشخط لکھا گیا ہے۔ اس کے ہر صفحہ کے اطراف اور درمیان میں دوہری سُرخ جدولیں کھینچی گئی ہیں۔ آخری حصہ محفوظ نہ رہنے کی وجہ سے تاریخ ومقام کتابت کا پتہ نہ چل سکا۔ تحفہ مولوی احمد اللہ خاں صاحب بی۔ اے، ڈپ ایڈ مدرسہ گولکنڈہ ہائی اسکول۔

۱۱۹ ورق۔ ۱۵ سطور فی صفحہ۔ ۹½" × ۶½"۔

۷۳۱۔ سب رس مولانا وجہی۔ ۱۰۴۵ھ۔ قصۂ نثر۔ اُردو

سب رس اُردو زبان میں نثر کی قدیم ترین اہم کتاب ہے۔ اس کو مولوی عبدالحق صاحب نے مرتب کرکے اورنگ آباد سے ۱۹۳۲ء میں شایع کیا تھا۔ اس کے دو اور مخطوطے ادارے میں نمبر ۵۳۶ اور ۶۹۴ پر موجود ہیں۔ جن میں موخر الذکر مخطوطہ دلی کے ایک صوفی شاہ محب اللہ چشتی القادری نے ۱۸۳۰ء میں نقل کیا ہے اور اس کے ترقیمہ میں مولانا وجہی کا سلسلۂ رشد و ہدایت بھی لکھ دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وجہی شاہ علی متقی خلیفہ میاں شاہ باز چشتی کے مرید تھے۔
زیر نظر نسخہ بہت ہی قدیم ہے اور خاص اہتمام کے ساتھ خط ثلث میں قطب شاہی عہد میں نقل کیا گیا

ہے۔ حاشیہ کی جدولیں اور عنوانات سُرخ روشنائی میں درج ہیں۔ افسوس ہے کہ ناقص الآخر ہے۔ بحالتِ موجودہ اس میں اورنگ آباد کے مطبوعہ نسخے کے مطابق ۹۵ صفحات محفوظ ہیں۔

ابتدا میں عنوان اس طرح لکھا ہے۔

"ایں کتاب سب رس من تصنیف مولانا وجہی قدس اللہ سرہٗ"

آغاز:۔ تمام مصحف کا معنا الحمد للہ میں ہے مستقیم ہور تمام الحمد کا معنا بسم اللہ میں ہے قدیم۔

اختتام:۔ معشوق اپنی مشتاقی دل میں چھپاتی۔ عاشق کی بے تابی ظاہر ہو آتی۔

۳۴ ورق۔ ۱۵ سطور فی صفحہ۔ ۸″×۶″۔

۳۲۷۔ کلام فاروق ارکاٹی۔ خان عالم خاں فاروق ۱۲۳۷ھ۔ کلام اُردو و فارسی

یہ ایک بیاض ہے جس میں فاروق کے کسی شاگرد نے ان کا اُردو اور فارسی کلام ان کی زندگی ہی میں نقل کیا ہے۔ درمیان میں جگہ جگہ دوسرے مشاہیر شعرائے فارسی و اُردو مثلاً خسرو۔ خواجوے کرمانی۔ خیال احمد آبادی۔ خاکسار۔ خورم مرشد آبادی۔ خورشید۔ خوشدل گوپاموی۔ دانش مشہدی۔ دہلی اصفہانی۔ درگاہ قلی خالی۔ درد۔ ذرہ۔ رفیعی کاشی۔ راقم مشہدی۔ رایج سیالکوٹی۔ روغنی استرآبادی۔ رافع کشمیری۔ رضی اصفہانی۔ روح الامین۔ راسخ سہرندی۔ ریاضی۔ رومی۔ رفیق۔ زلالی۔ زماں۔ ذائر۔ سرخوش۔ سرمدی۔ سالک۔ سلیم۔ سرمد۔ سابق۔ سیادت۔ سراج اورنگ آبادی۔ سردری کابلی۔ سویدا لاہوری۔ سید سورتی۔ سیف خاں۔ سعید ملتانی۔ سامع۔ سودا۔ سخن۔ سخنور۔ شہیدی۔ شریف۔ حسن دہلوی۔ شکیبی۔ شوکت۔ شوکتی۔ شہرت۔ شاداں۔ شعلہ۔ شہید۔ شاہی۔ شیری۔ شفائی۔ صائب۔ واقف۔ صداقت۔ ضیا برہانپوری۔ صبیحی کشمیری۔ صہبائی۔ طفیلی فتحپوری۔ طفیل محمد بلگرامی۔ ظہوری۔ عراقی۔ عہدی۔ عرفی۔ عزیزی۔ فراق۔ عیسیٰ یزدی اور عریاں مروی وغیرہ کے زیادہ تر فارسی منتخب اشعار نقل کئے ہیں اور ان کے درمیان "حضرت فاروق مدظلہ العالی" یا "منہ مدظلہٗ" کے عنوان سے جگہ جگہ فاروق کا اُردو اور فارسی کلام نقل کیا ہے جس میں زیادہ تر غزلیں شامل ہیں۔

فاروق نامی (دیکھو مخطوطہ ۲۸۷) اور اظفری کے شاگرد تھے۔ ۱۱۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ موسیقی اور شاعری دونوں میں مہارت تامہ حاصل کی۔ نواب ارکاٹ غلام غوث خاں اعظم جاہ (۱۲۳۹ھ تا ۱۲۶۱ھ) کے مشاعروں میں شرکت کرتے تھے۔ کلام غالباً نہیں چھپا اور نہ کسی کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ ہاشمی صاحب نے مدراس میں اُردو میں صفحہ ۸۱ پر ان کا مختصر سا ذکر لکھا ہے۔

زیر نظر مخطوطے میں ان کا جو کلام ہے اس سے ان کے ذاتی حالات پر بہت کم روشنی پڑتی ہے سخت وہابی مسلمان تھے۔ ایک نظم میں علم اور تعزیہ کی ہجو لکھی ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں ؎

علم کے مرتبہ دانوں کے سینکڑوں ہیں گروہ
مثل سبحہ، چوبیں امام لکڑی کے
بجا ری چوب کے نصرانی اور شدہ پرست
صلیب جھنڈہ علم نیزہ نام لکڑی کے
علم کو سمجھے ہیں بے دین اپنے دین کا تھم
دئے ہیں اس کے تلے لاکے تھام لکڑی کے
الاؤ کھول کے اپنا دہان بے دنداں
لگا ہے کھانے کو لقمے حرام لکڑی کے
عجب تو یہ ہے کہ طفلان نے سوار کی طرح
سوار بن گئے شدّے تمام لکڑی کے

اس بیاض میں فاروقی کی غزلیں، رباعیاں اور قطعے بلا ترتیب ردیف درج کی گئی ہیں۔ معلوم نہیں کہ ان کا دیوان مرتب ہوا تھا یا نہیں۔ کلام اعلیٰ پایہ ہے۔ فارسی اور اُردو دونوں میں زورِ طبع دکھایا ہے۔

ایک رُباعی میں مندر ترد تور کا ذکر اس طرح کیا ہے ؎

دیکھا بت ترد تور کی جو توقیر
ہے قبر میں پیر بہلواں بھی دلگیر
کہتا ہے کہ سچے ہندوؤں کا بت بن
کہلا نہ کبھو جھوٹے مسلمانوں کا پیر

ایک قطعہ میں لکھتے ہیں ؎

کہتا تھا محمّدی سے ایک نوابی
خاطر یہ مرے ہے رات دن بے تابی
لڑکا مرا آتا ہے تمہارے گھر کو
ڈرتا ہوں نہ بن جائے کہیں وہابی

غزلوں کے بعض شعر یہ ہیں ؎

جانب دل ہیں ناز کی آنکھیں
صید ہی پر ہیں باز کی آنکھیں
اس کی چاہ ذقن سے ہوئیں خنک
تشنگان مجاز کی آنکھیں
کھل گئی دید کی حقیقت یہاں
بند کیجے مجاز کی آنکھیں
جگ میں ہیں اس طرف ہی اے فاروقی
سب کی راز و نیاز کی آنکھیں

ہے وہ مہمان آج یا کل کا
کیا کہوں حال تیرے بے کل کا
تیرے کوچہ سے کیونکہ اُٹھ جاویں
زور کس کو رہا ہے ہل چل کا
بے سبب زار زار روتا ہے
کوئی جانے ہے درد یا دل کا
نظر آئی نقاب سے ابرو
خوب تیغا نیام سے سل کا
دل کو اس طفل دلستاں نے دیکھ
کہا کچھ نام بھی ہے اس پھل کا
میں چھپاتا تھا دل میں مہر ترا
لیک یہ نور خود بخود جھلکا

رُخ کریے جدھر اُدھر منہ اس کا
ہیں سب جہتیں جہات اس کی
تجھ رنگ کو دیکھ کان پکڑا
کیا زر کیا کائنات اس کی
ہے اس رُخ و زلف کا زمانہ
دن اس کا ہمیشہ رات اس کی

صحرائے فراق یار میں ہوں کیا پوچھئے واردات اس کی
فاروق کی کیا بنی ہے یہاں روز آتی ہے نئی برات اس کی
اشک گلرنگ جو آن کے مژگاں کے تلے خوب گلزار بنا خار مغیلاں کے تلے
اپنا رونا ترے قدموں کے تلے یاد آیا دیکھ کر آب رواں سرو خراماں کے تلے
حق پرستی میں نہ کر نفس پرستی فاروق کفر کی جنس نہ رکھو دین کے ساماں کے تلے

یہ مخطوطہ نیلگوں انگریزی کاغذ پر بطور بیاض نہایت خوش خط لکھا گیا ہے۔ ناقص الآخر ہے۔ مولوی احمد اللہ خاں صاحب نے ادارے میں بطور عطیہ داخل کیا ہے۔

۱۲۶ ورق۔ فی صفحہ اوسطاً ۲۵ شعر۔ ″۸ × ″۶۔

۷۴۳۔ قصۂ زیتون۔ مصنف نامعلوم۔ قبل ۱۲۵۰ھ۔ مثنوی اردو

شہزادی زیتون دختر شاہ روم اور محمد ابن حنفیہ کی لڑائی کا قصہ مثنوی میں لکھا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ کسی بڑے جنگ نامہ محمد حنیف کا حصہ ہو جس کو محمد ہاشم نے ایک علحدہ مثنوی کے طور پر علیحدہ نقل کر دیا ہے۔ محمد حنیف کی جنگوں سے متعلق متعدد مثنویاں متعدد شاعروں نے موزوں کی ہیں جن کی تفصیلات کے لئے دیکھو جلد سوم صفحات ۱۷۰ تا ۱۷۵۔ اس قصہ کا ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ (دیکھو فہرست صفحہ ۶۲۴) اور ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے (دیکھو مثنوی نمبر ۳۷۷)۔ کتب خانہ سالار جنگ کا نسخہ بمبئی کے مطبوعہ نسخہ کی نقل معلوم ہوتا ہے اور اسی کے ترقیمہ کے پیش نظر ہاشمی صاحب نے اس کے مصنف کا وطن بمبئی لکھا ہے جو قابل ترمیم ہے۔

اس مثنوی کا مصنف اور کاتب دونوں کم سواد ہیں۔ مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ ہاشمی صاحب نے فہرست کتب خانہ سالار جنگ میں ہوتی نام لکھا ہے جو مشتبہ ہے۔ زبان کے لحاظ سے سنہ ۱۲۵۰ھ کے قریبی زمانے کی مثنوی معلوم ہوتی ہے۔ اس کے کاتب محمد ہاشم ہیں جنہوں نے ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۵۰ھ کو ولی محمد کے لئے اس مثنوی کی کتابت مکمل کی ہے۔ اس کا ترقیمہ یہ ہے:۔

"قصۂ متبرکہ زیتون از احقر العباد محمد ہاشم بتاریخ ۱۲ ماہ ربیع الثانی ۱۲۵۰ھ تمت۔
تحریر یافت جہت ولی محمد خاں۔

بزاں اس کے ماں باپ کو یا الٰہ عذاب و عقوبت سے رکھو نگاہ
ازاں بعد احباب یاراں سبھی رہیں شاد و خرم بحرمت نبی
الٰہی ولی خاں رہے خوش خرام بحرمت نبی اور آل کرام

تمام شد قصۂ زیتون و محمد حنیف۔"

یہ مثنوی ناقص الاول ہے ۔ ان ابیات سے شروع ہوتی ہے ؎

حقیقت میں معشوق زیتون تھی — امیر پر ازل سے وہ مفتون تھی
وگرنیں تو عورت کی طاقت کہاں — لڑے شیر کے شیر سے جو یہاں

آخری ابیات یہ ہیں ؎

نقارہ بجائے مدینے منے — میٹھائی دئے بانٹ سب شہر میں
ہوئے جگ میں خوشحال علی ہوروں — دو جگ میں سراسر خوشحالی ملی

۴۲ ورق ۔ ۱۵ سطور فی صفحہ ۔ ″۹ × ″$4\frac{1}{2}$ ۔

۴۳۷ ۔ ہفت سیر حاتم از مہمان ۔ ۱۲۱۵ھ ۔ مثنوی اُردو

یہ مثنوی ایک زمانہ میں بہت مقبول رہی چنانچہ کتب خانہ سالار جنگ میں اس کے دو نسخے (دیکھو فہرست صفحات ۶۸۰ تا ۶۸۱)، کتب خانہ آصفیہ میں چار نسخے (مثنوی ۷ ۔ ۸۵ ۔ ۱۷۲ ۔ ۳۴۵) اور کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں ایک نسخہ (فہرست نمبر ۵۸) موجود ہیں ۔ ادارے کا یہ نسخہ ناقص الطرفین ہے ۔ لیکن اس میں چونکہ ہر ساتوں حصوں یا سیروں کے آخر میں اس کے کاتب رام پرشاد نے ترقیمہ لکھا ہے اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ ۱۲۴۲ھ میں حیدرآباد میں یہاں کے ایک مشہور علم دوست امیر راجہ روپ لعل کے لئے نقل کیا گیا ہے ۔

ہاشمی صاحب نے فہرست کتب خانہ سالار جنگ میں لکھا ہے کہ اس کا مصنف مہمان حیدرآباد سے تعلق رکھتا تھا اور امرائے پائیگاہ کا متوسل تھا ۔ اس کا نام بھی معلوم نہ ہوسکا ۔ ادارہ کا یہ نسخہ نامکمل ہے اس لئے اس سے ان معلومات کی توثیق نہ ہوسکی ۔ اور نہ مہمان کے بارے میں مزید معلومات حاصل ہوسکیں ۔ (مزید معلومات کے لئے دیکھو نمبر ۷۳۵) ۔

یہ مخطوطہ نہایت خوش خط نستعلیق میں خاص اہتمام سے لکھا گیا ہے ۔ عنوانات سرخ روشنائی میں درج ہیں ۔ اس کا آغاز سیر دوم کی اس بیت سے ہوتا ہے ۔

جس حجرے میں رہتی تھی اس کی نشست — جو دیکھا تو ہیں خواب غفلت میں مست

سیر دوم کے خاتمہ پر یہ ترقیمہ درج ہے :۔

"بتاریخ پانزدہم شہر شوال المکرم ۱۲۴۲ھ روز جمعہ بوقت سہ پہر سیر دوم از ہفت سیر حاتم بدست رام پرشاد باتصرام رسید ۔"

سیر سوم کے خاتمہ پر جو ترقیمہ ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حصہ پانچ ماہ میں ۱۱ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ کو تکمیل کو پہنچا ۔ اس ترقیمہ کے محاذی کسی شخص کے دستخط ہیں جو غالباً کاتب رام پرشاد کے کام کا نگران کار تھا نام پڑھا نہیں جاتا صرف اتنا پڑھا جاتا ہے ۔

"کار پرداز علاقہ حضرت راجہ روپ لعل - ۲۱-۳م - ۲۹ ۱۲۲ف -"

سیر چہارم کی تکمیل رام پرشاد نے دو ماہ بعد ۱۲ جمادی الاول ۱۲۲۱ھ کو کی - اسی طرح پانچویں سیر کی ۲۰ جمادی الاول ۱۲۲۱ھ کو اور چھٹی سیر کی تکمیل ۳ جمادی الثانی ۱۲۲۱ھ کو کی ہے - ساتویں سیر مکمل نہیں ہے یہ نسخہ اس بیت پر ختم ہوتا ہے -

خلایق نے ان پر کیا اژدہام　　تحیر میں آیا وہ لشکر تمام

ہر سیر ایک نئے صفحہ سے شروع کی ہے -

۱۳۶ ورق - ۱۵ سطور فی صفحہ - ½۸" × ۵" -

۷۳۵ - ہفت سیر حاتم - از مہمان - ۱۲۱۵ھ - مثنوی اردو

مخطوطہ نمبر ۷۳۴ کے بیان میں اس مثنوی کے ایک نامکمل نسخہ کا ذکر گزر چکا ہے - یہ نسخہ مکمل مثنوی پر مشتمل ہے اور تصنیف کے ۴۸ برس بعد خاص اہتمام سے لکھا گیا ہے - اس کے سرورق پر کسی نے مثنوی اس کے مصنف اور زبان وغیرہ کے بارے میں جو یادداشت لکھی ہے اس میں "مہمان دکھنی المتوفی ۱۲۱۵ھ" درج کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمان نے اس مثنوی کو منظوم کرنے کے بعد ہی اسی سال وفات پائی - مگر اس کے بارے میں جب تک کوئی مزید توثیق نہ ہو، تاریخ وفات متعین نہیں کی جاسکتی -

مثنوی میں حمد و نعت کے بعد ایک عنوان "در تعریف پادشاہان" کے تحت مغل سلاطین کے ذکر میں تالیف مثنوی کے وقت عالی گوہر محمد شاہ کی بادشاہت کا ذکر کیا ہے اور ان کے ایک وزیر اور حاکم دکن نظام علی خاں آصف جاہ ثانی اور ان کے امرا کی مدح کی ہے - اس حصہ کی چند منتخب ابیات یہ ہیں ؎

ہوا بادشاہ آخری دور کا　　یہ عالی گہر ہے عجب طور کا
کہ اس کی عدالت میں ہیں سب بہم　　کبوتر و شاہین یہ شیر و غنم
ہے دانائے وقت ایک اس کا وزیر　　وزیروں میں ہے وہ وزیر کبیر
کہ جس کی ہر اک ملک میں دھوم ہے　　مگر یک دکھن اس کے محکوم ہے
وہ سردار ہے فوج اسلام کا　　نظام علی اپنے ہے نام کا
نیازیں کرے ہے بنام علی　　محب علی ہے نظام علی
سپہ خوش رعیت سبھی شاد ہے　　یہ آسودگی ملک آباد ہے
ریاست میں اس کی ہے یک یک امیر　　بجائے ریاست بجائے وزیر
خصوصاً جو ہے شمس الامرائے عالی　　نہیں عصر میں کوئی اس کی مثال
ولا امجد الملک ہے بے فریب　　کہ ہے ان سے ساری ریاست کو زیب

الٰہی ہمیشہ وہ آسودہ حال نہ آوے کبھو اس کے اُوپر زوال

اس کے بعد ہی اصل قصہ شروع کر دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امجد الملک کا متوسل تھا جو شمس الامرا کے عزیز تھے۔ اس خاندان کے علمی و ادبی ذوق کے لئے ملاحظہ ہو داستان ادب حیدر آباد۔ مثنوی کے آخری حصہ میں یعنے سیر ہفتم کے خاتمہ پر مہمان نے لکھا ہے کہ میں نے حاتم کی یہ تاریخ ہندی زبان میں لکھی ہے اور اس کے لکھنے میں عمر صرف کر دی ہے۔ اپنی بے نیازی اور توکل کے ذکر کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ اے خدا میں تیرا ہی مہمان ہوں اور اسی لئے یہ تخلص رکھا ہے ان کے شعر ہیں ؎

یہی جان کر اے مرے کبریا میں مہمان اپنا تخلص کیا
سنا ہوں و لے اپنی ہی شان کوں بٹھلائے ہیں عزت سے مہمان کوں
الٰہی عجب ہے یہ دنیائے دوں کسی کا غرض ملتجی میں نہ ہوں

آخری ابیات میں مثنوی کی تاریخ تصنیف بھی "مقدم کار خیر" سے نکالی ہے۔ تاریخی بیت یہ ہے۔

جو حاتم کیا راہ مولا میں سیر ہے تاریخ بھی مقدم کار خیر [۱۲۱۵]

اسی طرح تاریخ سے متعلق کئی بیتیں لکھی ہیں۔

آغاز:- کرے کیا کوئی اس کا حمد و سپاس کہ ہے ذات وہ بے گماں بے قیاس
ہوا تھا جو اس کو تماشے کا ذوق سو یک آن میں بن گیا تحت و فوق

اختتام:- یہ باتیں جو مہمان نے کہہ گیا رہا وہ تو نہیں پر مزہ رہگیا
خدا بن نہیں ہے کسی کو قیام ہے سب صاحبوں کو مرا اب سلام

یہ مثنوی کرم علی ساکن بیرون دروازہ یاقوت پورہ متصل مسجد الماس نے مرزا لطف علی بیگ کی فرمائش پر لکھی تھی اور ۲۶ ذیقعدہ ۱۲۶۳ھ کو اس کی تکمیل ہوئی تھی۔ انہی کرم علی صاحب کے نبیرہ سید اکرم علی صاحب اب بھی اسی گھر اور محلہ میں قیام پذیر ہیں اور ادارۂ ادبیات اُردو کی کتابیں مثلاً تاریخ گول کنڈہ وغیرہ انہی کی کتابت کے ساتھ چھپی ہیں۔ وہ جامعہ عثمانیہ کے دار الطبع میں کاتب تھے اور پولس ایکشن کے بعد وظیفہ متناسبہ لے کر ملازمت ترک کر دی ہے۔

یہ کتاب نواب میر عالم علی خاں بی۔ اے، بی سی۔ ایل بار ایٹ لا عالم یار جنگ بہادر سابق چیف جسٹس اور وزیر عدالت امور مذہبی ریاست حیدر آباد کا عطیہ ہے جو چند اور مخطوطات کے ساتھ کتب خانہ ادارہ میں داخل ہوئی ہے۔ اس کی جلد پر اندر کی طرف ان کے دستخط میر عالم علی۔ ۲۵-۱۱-۴۶ء ثبت ہیں۔ اس کا ترقیمہ یہ ہے:-

"ایں کتاب ہفت سیر حاتم ابن طے بادشاہ یمن مہمان بحسب فرمایش مرزا لطف علی بیگ
بخط کرم علی ساکن بیرون دروازہ یاقوت پورہ متصل مسجد الماس بتاریخ بست و ششم ماہ ذیقعدہ
۱۲۶۳ ہجری بروز شنبہ بوقت یک پاس باتمام رسید۔"

۱۳ سطور فی صفحہ - ۹" × ۶"

۷۳۶ - روضۃ الشہدا - از ولی ویلوری - ۱۱۳۷ھ - نظم اردو

یہ دکنی کی ایک مشہور اور مقبول کتاب ہے جو بطور دہ مجلس ۱۱۳۷ھ میں لکھی گئی تھی۔ اس کے اور چھ نسخے ادارے میں محفوظ ہیں۔ دیکھو مخطوطات نمبر ۸ - ۱۳۰ - ۳۰۲ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - تذکرہ جلد اول صفحات ۵۸ - ۵۹ - ۱۱۳ - ۱۱۸ - جلد سوم صفحات ۲۳۰ - ۲۳۱ -

اس مثنوی اور اس کے مصنف کے بارے میں انہی مخطوطات کے سلسلہ میں تفصیلی معلومات درج کردی گئی ہیں۔

یہ مخطوطہ رواں نستعلیق خط میں ۱۲۴۳ھ میں نقل کیا گیا ہے اور کسی صاحب علی نقی نجفی کی ملک رہچکا ہے جن کی مہریں اس میں جگہ جگہ ثبت ہیں ابتدائی چند اوراق محفوظ نہیں ہیں۔

اس کے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ صرف تاریخ تکمیل لکھدی ہے جو یہ ہے۔

"بتاریخ یازدہم جمادی الثانی ۱۲۴۳ھ باتمام رسید"

ادارے میں مولوی احمد اللہ خاں صاحب نے بطور عطیہ داخل کیا ہے۔

۱۷۷ ورق - ۱۵ سطور فی صفحہ - ۹½ × ۶" -

۷۳۷ - رسائل نجوم از سعد اللہ حسین 'خاکی' فقیر وغیرہ - قبل ۱۱۹۷ھ - نظم ونثر اردو

۱۹۲ صفحات کی اس مجلد کتاب میں علم نجوم سے متعلق متعدد فارسی و اردو رسائل درج ہیں۔ لیکن کسی رسالہ میں نہ مصنف کا نام درج ہے اور نہ کاتب کا۔ ابتدا میں فارسی نثر کے رسالے ہیں ان کے بعد سرخ روشنائی میں دکن کے مشہور شاعر خاکی (دیکھو جلد سوم صفحہ ۳۸۰) کی ایک غزل سرخ روشنائی میں لکھی ہے جس کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

مطلع :- جو کچھ کرتا سو توں کرتا سبب دُسریاں کے درمیانے
نہ جانے تیوچ رہتا ہے ہمیں انجان کیا جانے

مقطع :- ایس کوں آپ جب پایا نہ یاوے کوئی بھی تجہ کوں
کہ خاکی بو بچارا اُس سکت کاں سے تجے پانے

ا - مثنوی سات دن - مذکورہ غزل کے بعد صفحہ ۹۹ سے ایک اردو مثنوی لکھی گئی ہے جس کے مصنف نے اپنا نام تو نہیں لکھا البتہ اپنے مرشدوں شاہ عبد الرسول اور شاہ جان اللہ چشتی کا نام لیا ہے اور اپنا وطن کھمم (تلنگانہ) ظاہر کیا ہے۔ اس مثنوی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

زباں کوں اپنی بسم اللہ سوں کھولوں بزاں نسخہ امرسوں اوس کے بولوں
دراں پنداں محمد مصطفیٰ کے ہوے افسر ہیا اہل باصفا کے

کتے پیدا کیے ہیں اس میں حکماں | لیکھا ہوں تجربہ دیکھ اس میں باجاں
اتا ظاہر کروں منجہ پیر کا نام | کیے ہیں شاہ عبدالرسول نیک فہام
بھی مرشد شاہ جان اللہ چشتی | کیے ہیں راہ حق سوں مجکوں پشتی
یقیں طبقات کا دریا میں ہے بر | صدف دیوان کا میانے بہادر
فقیر و ناتواں ساکن ہے کھم | خدا کی یاد میانے بیش و یا کم

اس کے بعد رسالہ کا موضوع بیان کیا ہے کہ اس میں ہفتہ کے سات دنوں کی نجومی تفصیلات کسی فارسی رسالۂ نثر سے منظوم کی گئی ہیں۔ شاعر اپنی زبان کو دکھنی بیان کرتا ہے چنانچہ لکھا ہے۔

اسے دکھنی سو لکھنے بیچ لایا

اس میں ہر روز کے سعد و نحس، سفر، کپڑا سلانے، پہلنے، غسل کرنے، بچوں کے نام رکھنے، گھر کی بنیاد رکھنے، حیض جاری ہونے، نوروز ہونے اور چھینکنے کے اثرات اور تفصیلات بیان کی ہیں۔

آخری ابیات میں تاریخ تالیف بھی لکھی ہے۔ وہ ابیات یہ ہیں ؎

بہا دیوان کا تُرں بھید پایا | جو کچھ بولے سو عالم کا کفایا
پندرویں ماہ رجب جمعہ کے دن | ظہر کے وقت میں آخر ہوا کن
اتھاسن بعد ہجرت کی کہوں بات | اگیارہ سو پو نود سال تھے سات ۱۱۹۷
مشقت جگ منیں نیں ضایع تیری | رہیں گی خلق میں یو یادگاری

اس مثنوی میں دو سو سے زیادہ ابیات ہیں۔ مؤلف معمولی درجہ کا شاعر ہے۔ کاتب بھی کم سواد ہے۔ قدیم دکھنی کتابوں کی طرح خط ثلث میں لکھی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دکن میں اس خط کا رواج قطب شاہی عہد کے سو سال بعد تک بھی اضلاع اور دیہات میں جاری تھا۔ حالانکہ شہر حیدرآباد و اورنگ آباد میں اس وقت تک خط نستعلیق عام طور پر مقبول و رائج ہو چکا تھا۔

۲۔ رسالہ ۱۱۰۹ھ ۔ مثنوی سات دن کے بعد فارسی نثر میں ایک رسالہ ہے جس میں ۱۱۰۹ھ کے آغاز اور اس کی نجومی خصوصیات اور سال بھر کی پیش قیاسی تفصیل سے لکھی گئی ہے۔

۳۔ قصیدہ در معرفت دشا۔ یہ ایک اردو قصیدہ ہے جس میں ۷ اشعر ہیں اور خط ثلث میں نجومی دشاؤں کی خصوصیات اور اثرات بیان کیے گئے ہیں۔ مصنف کا نام اس میں بھی درج نہیں ہے۔

آغاز:- آفتاب کی دشا میں گھرسٹ عزیز جائے گا
غم درد ہور سینے کا آزار بھوت پائے گا

اختتام:- بد کام اوکرے تو خوبی کا لاب پاوے
اور مال غلہ بھر کر تندرس ہو اچھے گا

۴۔ مثنوی منازل سیارگاں۔ یہ فارسی میں ہے۔ اس کے مصنف سعد اللہ حسین نے اس کے آخر میں اپنا نام لکھ دیا ہے۔ اس میں ۲۵ ابیات ہیں۔

آغاز:۔ چوں ذنب پس زہرہ و آفتاب است و قمر
باز مریخ است راس و مشتری و زحل و تیر

اختتام:۔ ہست ایں تفصیل در کنہ ستارہ اے عزیز
از سعاد اللہ حسین از بر بکن اے با تمیز

۵۔ رسالہ انتر و شا۔ فارسی نثر میں ایک رسالہ ہے جس میں ہندی نجوم کی متعدد اصطلاحیں بھی استعمال کی گئی ہیں۔ اس کے خاتمہ پر ایک اُردو مثنوی ہے جس کا پہلا اور آخری شعر یہ ہے۔

کہ یلو دسن بھی جس طرف ہووے تو نحس بھوت ہے سامنے جانکو
غرہ اس کا ہووے گا سو اماس کا کہ اس طور سے اس کی گردش ہے پایا

۶۔ فالنامہ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری۔ پہلے نثر میں ترکیب فال لکھی ہے اس کے بعد ۳۰ ابیات کی ایک اُردو مثنوی میں فال کی تعبیریں لکھی ہیں۔ اس مثنوی کی پہلی اور آخری بیت یہ ہے ؎

ابتدا:۔ نہ تو فکر میں پڑ نہ کر دل اداس
جو کچھ دل میں ہے سو وہ پونچے گی آس

انتہا:۔ ہے مشکل نہایت مشقت تمام
نہ ہر چند اس بات کا کر خیال

اس جلد میں شامل اور انگریزی رسم الخط میں بھی کچھ عبارتیں اور فارسی و عربی میں متعدد دعائیں اور تعویذیں بھی درج ہیں۔ اُردو خط بھی مختلف ہیں۔ ابتدائی ورق پر غالباً مالک کتاب کا نام بال رس بنت اسمٰعیل بی صاحبہ لکھا ہوا ہے۔

۸۴ ورق۔ ۲۲ سطور فی صفحہ۔ ۸″ × ۵″۔

۳۸۔ مثنوی لیلےٰ مجنوں۔ از غلام احمدی ابن ہاشمی۔ ۱۲۴۵ھ۔ مثنوی اُردو

قدیم اُردو میں لیلےٰ مجنوں کے موضوع پر کئی مثنویاں لکھی گئی تھیں جن میں سے حسب ذیل کا اب تک پتہ چلا ہے:۔

۱۔ مولفہ عاجز۔ ۱۰۹۰ھ۔ کتب خانہ سالار جنگ نمبر ۴۱ء
۲۔ " محبوب عالم۔ ۱۱۰۶ھ۔ " " " ۴۷۰ء
۳۔ " مرزا محمد تقی ہوس۔ ۱۱۹۵ھ۔ " " " ۸۲۱ء

علم کے مرتبہ دانوں کے سینکڑوں ہیں یہ گروہ | مثل سبحہ چوبیں امام لکڑی کے
بجاری چوب کے نصرانی اور شدہ پرست | صلیب جھنڈہ علم نیزہ نام لکڑی کے
علم کو سمجھے ہیں بے دین اپنے دین کا علم | دئے ہیں اس کے تلے لاکے تھام لکڑی کے
الاوہ کھول کے اپنا دہان بے دنداں | لگا ہے کھانے کو لقمے حرام لکڑی کے
عجب تو یہ ہے کہ طفلان نے سوار کی طرح | سوار بن گئے شدّے تمام لکڑی کے

اس بیاض میں فاروقی کی غزلیں، رباعیاں اور قطعے بلا ترتیب ردیف درج کی گئی ہیں۔ معلوم نہیں کہ ان کا دیوان مرتب ہوا تھا یا نہیں۔ کلام اعلیٰ پایہ ہے۔ فارسی اور اردو دونوں میں زورِ طبع دکھایا ہے۔

ایک رُباعی میں مندر ترو تور کا ذکر اس طرح کیا ہے ؎

دیکھا بت ترو تور کی جو تو فیسر | ہے قبر میں پیر پہلواں بھی دلگیر
کہتا ہے کہ سچے ہندوؤں کا بت بن | کہلا نہ کبھو جھوٹے مسلمانوں کا پیر

ایک قطعہ میں لکھتے ہیں ؎

کہتا تھا محمّدی سے ایک نوابی | خاطر یہ مرے ہے رات دن بے تابی
لڑکا مرا آتا ہے تمہارے گھر کو | ڈرتا ہوں نہ بن جائے کہیں وہابی

غزلوں کے بعض شعر یہ ہیں ؎

جانبِ دل ہیں ناز کی آنکھیں | صیدہی یہ ہیں باز کی آنکھیں
اس کی چاہ ذقن سے ہوئیں خنک | تشنگانِ حجاز کی آنکھیں
کھل گئی دید کی حقیقت یہاں | بند کیجے مجاز کی آنکھیں
جگ میں ہیں اس طرف ہی اے فاروقی | سب کی راز و نیاز کی آنکھیں

ہے وہ مہمان آج یا کل کا | کیا کہوں حال تیرے بے کل کا
تیرے کوچہ سے کیونکہ اٹھ جاویں | زور کس کو رہا ہے ہل چل کا
بے سبب زار زار روتا ہے | کوئی جانے ہے درد یا دل کا
نظر آئی نقاب سے ابرو | خوب تیغا نیام سے سل کا
دل کو اس طفل دلستاں نے دیکھ | کہا کچھ نام بھی ہے اس پھل کا
میں چھپاتا تھا دل میں مہر ترا | لیک یہ نور خود بخود جھلکا

رُخ کریے جدھر ادھر منہ اس کا | ہیں سب جہتیں جہات اس کی
تجھ رنگ کو دیکھ کان پکڑا | کیا زر کیا کائنات اس کی
ہے اس رُخ و زلف کا زمانہ | دن اس کا ہمیشہ رات اس کی

صحرائے فراقِ یار میں ہوں کیا پوچھئے واردات اس کی
فاروق کی کیا بنی ہے یہاں روز آئی تھی نئی برات اس کی
اشک گلرنگ جسے آن کے مژگاں کے تلے خوب گلزار بنا خار مغیلاں کے تلے
اپنا رونا ترے قدموں کے تلے یاد آیا دیکھ کر آب رواں سرو خراماں کے تلے
حق پرستی میں نہ کر نفس پرستی فاروق کفر کی جنس نہ رکھ دین کے ساماں کے تلے

یہ مخطوطہ نیلگوں انگریزی کاغذ پر بطور بیاض نہایت خوش خط لکھا گیا ہے۔ ناقص الآخر ہے۔ مولوی احمد اللہ خاں صاحب نے ادارے میں بطور عطیہ داخل کیا ہے۔

۱۲۶ ورق۔ فی صفحہ اوسطاً ۲۵ شعر۔ ۸" × ۶"۔

۳۴۷۔ قصۂ زیتون۔ مصنف نامعلوم۔ قبل ۱۲۵۰ھ۔ مثنوی اردو

شہزادی زیتون دخترِ شاہِ روم اور محمد ابن حنفیہ کی لڑائی کا قصہ مثنوی میں لکھا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ کسی بڑے جنگ نامہ محمد حنیف کا حصہ ہو جس کو محمد ہاشم نے ایک علیحدہ مثنوی کے طور پر علیحدہ نقل کر دیا ہے۔ محمد حنیف کی جنگوں سے متعلق متعدد مثنویاں متعدد شاعروں نے موزوں کی ہیں جن کی تفصیلات کے لئے دیکھو جلد سوم صفحات ۱۷۰ تا ۱۷۵۔ اس قصہ کا ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ (دیکھو فہرست صفحہ ۲۴۴) اور ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے (دیکھو مثنوی نمبر ۳۰۷)۔ کتب خانہ سالار جنگ کا نسخہ بمبئی کے مطبوعہ نسخہ کی نقل معلوم ہوتا ہے اور اسی کے ترقیمہ کے پیشِ نظر ہاشمی صاحب نے اس کے مصنف کا وطن بمبئی لکھا ہے جو قابلِ ترمیم ہے۔

اس مثنوی کا مصنف اور کاتب دونوں کم سواد ہیں۔ مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ ہاشمی صاحب نے فہرست کتب خانہ سالار جنگ میں ہوتی نام لکھا ہے جو مشتبہ ہے۔ زبان کے لحاظ سے ۱۲۵۰ھ کے قریبی زمانے کی مثنوی معلوم ہوتی ہے۔ اس کے کاتب محمد ہاشم ہیں جنہوں نے ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۵۰ھ کو ولی محمد کے لئے اس مثنوی کی کتابت مکمل کی ہے۔ اس کا ترقیمہ یہ ہے:-

"قصۂ متبرکہ زیتون از احقر العباد محمد ہاشم بتاریخ ۱۲ ماہ ربیع الثانی ۱۲۵۰ھ تمت۔

تحریر یافت جہت ولی محمد خاں۔

بزاں اس کے ماں باپ کو یا الٰہ عذاب و عقوبت سے رکھ نگاہ
ازاں بعد احباب یاراں سبھی رہیں شاد و خرم بحرمت نبی
الٰہی علی خاں رہے خوش تمام بحرمت نبی اور آل کرام

تمام شد قصۂ زیتون و محمد حنیف۔"

یہ مثنوی ناقص الاول ہے ۔ ان ابیات سے شروع ہوتی ہے ؎

حقیقت میں معشوق زیتون تھی — امیر پر ازل سے وہ مفتون تھی
دگر نیں تو عورت کی طاقت کہاں — لڑے شیر کے شیر سے جو یہاں

آخری ابیات یہ ہیں ؎

نقارہ بجائے مدینے سنے — میٹھائی دئے بانٹ سب شہر میں
ہوئے جگ میں خوشحال علی ہوروں — دو جگ میں سراسر خوشحالی ملی

۴۲ ورق ۔ ۱۵ سطور فی صفحہ ۔ "۹ × "۱/۲ ۴ ۔

۷۳۴ ۔ ہفت سیر حاتم از مہمان ۔ ۱۲۱۵ھ ۔ مثنوی اردو

یہ مثنوی ایک زمانہ میں بہت مقبول رہی چنانچہ کتب خانہ سالار جنگ میں اس کے دو نسخے (دیکھو فہرست صفحات ۶۸۰ تا ۶۸۱)، کتب خانہ آصفیہ میں چار نسخے (مثنوی ۷ - ۸۵ - ۱۷۲ - ۳۴۵) اور کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں ایک نسخہ (فہرست نمبر ۵۸) موجود ہیں ۔ ادارے کا یہ نسخہ ناقص الطرفین ہے ۔ لیکن اس میں چونکہ ہر ساتوں حصوں یا سیروں کے آخر میں اس کے کاتب رام پرشاد نے ترقیمہ لکھا ہے اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ ۱۲۲۰ھ میں حیدر آباد میں یہاں کے ایک مشہور علم دوست امیر راجہ روپ لعل کے لئے نقل کیا گیا ہے ۔

ہاشمی صاحب نے فہرست کتب خانہ سالار جنگ میں لکھا ہے کہ اس کا مصنف مہمان حیدر آباد سے تعلق رکھتا تھا اور امرائے پائیگاہ کا متوسل تھا ۔ اس کا نام بھی معلوم نہ ہو سکا ۔ ادارہ کا یہ نسخہ نامکمل ہے اس لئے اس سے ان معلومات کی توثیق نہ ہو سکی ۔ اور نہ مہمان کے بارے میں مزید معلومات حاصل ہو سکیں ۔ (مزید معلومات کے لئے دیکھو نمبر ۷۳۵) ۔

یہ مخطوطہ نہایت خوش خط نستعلیق میں خاص اہتمام سے لکھا گیا ہے ۔ عنوانات سرخ روشنائی میں درج ہیں ۔ اس کا آغاز سیر دوم کی اس بیت سے ہوتا ہے ۔

جس حجرے میں رہتی تھی اس کی نشست — جو دیکھا تو ہیں خواب غفلت میں مست

سیر دوم کے خاتمہ پر یہ ترقیمہ درج ہے :۔

"بتاریخ پانزدہم شہر شوال المکرم ۱۲۲۰ھ روز جمعہ بوقت سہ پہر سیر دوم از ہفت سیر حاتم بدست رام پرشاد باتمام رسید ۔"

سیر سوم کے خاتمہ پر جو ترقیمہ ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حصہ پانچ ماہ میں ۱۱ ربیع الاول ۱۲۲۱ھ کو تکمیل کو پہنچا ۔ اس ترقیمہ کے محاذی کسی شخص کے دستخط ہیں جو غالباً کاتب رام پرشاد کے کام کا نگران کار تھا نام پڑھا نہیں جاتا صرف اتنا پڑھا جاتا ہے ۔

" کار پرداز علاقہ حضرت راجہ ردیپ لسل - ۲۱ - ۴ - ۱۲۲۹ف - "

سیر چہارم کی تکمیل رام پرشاد نے دو ماہ بعد ۱۲ر جمادی الاول ۱۲۳۱ھ کو کی - اسی طرح پانچویں سیر کی ۲۰ر جمادی الاول ۱۲۳۱ھ کو اور چھٹی سیر کی تکمیل ۳ر جمادی الثانی ۱۲۳۱ھ کو کی ہے - ساتویں سیر مکمل نہیں ہے یہ نسخہ اس بیت پر ختم ہوتا ہے -

خلایق نے ان پر کیا اژدہام　　　　تحیر میں آیا وہ لشکر تمام

ہر سیر ایک نئے صفحہ سے شروع کی ہے -

۱۳۶ ورق - ۱۵ سطور فی صفحہ - ½۸" × ۵" -

۷۳۵ - ہفت سیر حاتم - از مہمان - ۱۲۱۵ھ -　　　　مثنوی اردو

مخطوطہ نمبر ۷۳۴ کے بیان میں اس مثنوی کے ایک نامکمل نسخہ کا ذکر گزر چکا ہے - یہ نسخہ مکمل مثنوی پر مشتمل ہے اور تصنیف کے ۴۰ برس بعد خاص اہتمام سے لکھا گیا ہے - اس کے سرورق پر کسی نے مثنوی اس کے مصنف اور زبان وغیرہ کے بارے میں جو یادداشت لکھی ہے اس میں " مہمان دکھنی المتوفی ۱۲۱۵ھ " درج کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمان نے اس مثنوی کو منظوم کرنے کے بعد ہی اسی سال وفات پائی - مگر اس کے بارے میں جب تک کوئی مزید توثیق نہ ہو یہ تاریخ وفات متعین نہیں کی جا سکتی -

مثنوی میں حمد و نعت کے بعد ایک عنوان " در تعریف پادشاہان " کے تحت مغل سلاطین کے ذکر میں تالیف مثنوی کے وقت عالی گوہر محمد شاہ کی بادشاہت کا ذکر کیا ہے اور ان کے ایک وزیر اور حاکم دکن نظام علی خاں آصف جاہ ثانی اور ان کے امرا کی مدح کی ہے - اس حصہ کی چند منتخب ابیات یہ ہیں -

ہوا بادشاہ آخری دور کا　　　　یہ عالی گہر ہے عجب طور کا

کہ اس کی عدالت میں ہیں سب بہم　　　　کبوتر و شاہین ، شیر و غنم

ہے دانائے وقت ایک اس کا وزیر　　　　وزیروں میں ہے وہ وزیر کبیر

کہ جس کی ہر اک ملک میں دھوم ہے　　　　مگر یک دکھن اس کے محکوم ہے

وہ سردار ہے فوج اسلام کا　　　　نظام علی اپنے ہے نام کا

نیازیں کرے ہے بنام علی　　　　محب علی ہے نظام علی

سپہ خوش رعیت سبھی شاد ہے　　　　بہ آسودگی ملک آباد ہے

ریاست میں اس کی ہے یک یک امیر　　　　بجائے ریاست بجائے وزیر

خصوصاً جو ہے شمس الامرائے حال　　　　نہیں عصر میں کوئی اس کی مثال

ولا امجد الملک ہے بے فریب　　　　کہ ہے ان سے ساری ریاست کو زیب

الٰہی ہمیشہ وہ آسودہ حال نہ آوے کبھو اس کے اوپر زوال

اس کے بعد ہی اصل قصہ شروع کر دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امجد الملک کا متوسل تھا جو شمس الامرا کے عزیز تھے۔ اس خاندان کے علمی و ادبی ذوق کے لئے ملاحظہ ہو داستان ادب حیدرآباد۔ مثنوی کے آخری حصہ میں یعنے سیر ہفتم کے خاتمہ پر مہمان نے لکھا ہے کہ میں نے حاتم کی یہ تاریخ ہندوی زبان میں لکھی ہے اور اس کے لکھنے میں عمر صرف کر دی ہے۔ اپنی بے نیازی اور توکل کے ذکر کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ اے خدا میں تیرا ہی مہمان ہوں اور اسی لئے یہ تخلص رکھا ہے ان کے شعر ہیں ؎

یہی جان کر اے مرے کبریا میں مہمان اپنا تخلص کیا
سنا ہوں ولے اپنی ہی شان کوں بھلائے ہیں عزت سے مہمان کوں
الٰہی عجب ہے یہ دنیائے دوں کسی کا غرض ملتجی میں نہ ہوں

آخری ابیات میں مثنوی کی تاریخ تصنیف بھی " مقدم کار خیر " سے نکالی ہے۔ تاریخی بیت یہ ہے۔

جو حاتم کیا راہ مولا میں سیر ہے تاریخ بھی مقدم کار خیر ۱۲۱۵

اسی طرح تاریخ سے متعلق کئی بیتیں لکھی ہیں۔

آغاز:- کرے کیا کوئی اس کا حمد و سپاس کہ ہے ذات وہ بے گماں بے قیاس
ہوا تھا جو اس کو تماشے کا ذوق سو یک آن میں بن گیا تحت و فوق

اختتام:- یہ باتیں جو مہمان نے کہہ گیا رہا وہ تو نیں پر مزہ رہگیا
خدا بن نہیں ہے کسی کو قیام ہے سب صاحبوں کو مرا اب سلام

یہ مثنوی کرم علی ساکن بیرون دروازہ یاقوت پورہ متصل مسجد الماس نے مرزا لطف علی بیگ کی فرمائش پر لکھی تھی اور ۲۶ ذیقعدہ ۱۲۶۳ھ کو اس کی تکمیل ہوئی تھی۔ انہی کرم علی صاحب کے نبیرہ سید اکرم علی صاحب اب بھی اسی گھر اور محلہ میں قیام پذیر ہیں اور ادارۂ ادبیات اردو کی کتابیں مثلاً تاریخ گولکنڈہ وغیرہ انہی کی کتابت کے ساتھ چھپی ہیں۔ وہ جامعہ عثمانیہ کے دارالطبع میں کاتب تھے اور پولس ایکشن کے بعد وظیفہ متناسبہ لے کر ملازمت ترک کر دی ہے۔

یہ کتاب نواب میر عالم علی خاں بی۔ اے، بی۔ سی۔ ایل بار ایٹ لا عالم یار جنگ بہادر سابق چیف جسٹس اور وزیر عدالت امور مذہبی ریاست حیدرآباد کا عطیہ ہے جو چند اور مخطوطات کے ساتھ کتب خانۂ ادارہ میں داخل ہوئی ہے۔ اس کی جلد پر اندر کی طرف ان کے دستخط میر عالم علی - ۲۵ - ۱۱ - ۴۶ء ثبت ہیں۔ اس کا ترقیمہ یہ ہے:-

" ایں کتاب ہفت سیر حاتم ابن طے بادشاہ یمن مہمان بحسب فرمائش مرزا لطف علی بیگ بخط کرم علی ساکن بیرون دروازہ یاقوت پورہ متصل مسجد الماس بتاریخ بست و ششم ماہ ذیقعدہ ۱۲۶۳ ہجری بروز شنبہ بوقت یک پاس با تمام رسید۔

۱۳ سطور فی صفحہ - ۹" × ۶"

۷۳۶۔ روضۃ الشہدا۔ از ولی ویلوری ۔ ۱۱۳۷ھ۔ نظم اردو

یہ دکن کی ایک مشہور اور مقبول کتاب ہے جو بطور دہ مجلس ۱۱۳۷ھ میں لکھی گئی تھی۔ اس کے اور چھ نسخے ادارے میں محفوظ ہیں۔ دیکھو مخطوطات نمبر ۸۔ ۱۳۰۔ ۴۰۲۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ تذکرہ جلد اول صفحات ۵۸۔ ۵۹۔ ۱۱۳۔ ۱۱۸۔ جلد سوم صفحات ۲۳۰۔ ۲۳۱۔

اس مثنوی اور اس کے مصنف کے بارے میں انہی مخطوطات کے سلسلہ میں تفصیلی معلومات درج کردی گئی ہیں۔
یہ مخطوطہ رواں نستعلیق خط میں ۱۲۴۳ھ میں نقل کیا گیا ہے اور کسی صاحب علی نقی نجفی کی ملک رہچکا ہے جن کی مہریں اس میں جگہ جگہ ثبت ہیں ابتدائی چند اوراق محفوظ نہیں ہیں۔
اس کے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ صرف تاریخ تکمیل لکھدی ہے جو یہ ہے۔

"بتاریخ یازدہم جمادی الثانی ۱۲۴۳ھ باتمام رسید"

ادارے میں مولوی احمد اللہ خاں صاحب نے بطور عطیہ داخل کیا ہے۔
۱۷۷ ورق۔ ۱۵ سطور فی صفحہ۔ ۹½ × ۶″۔

۷۳۷۔ رسائل نجوم از سعد اللہ حسین، خاکی، فقیر وغیرہ۔ قبل ۱۱۹۷ھ۔ نظم و نثر اردو

۱۹۲ صفحات کی اس مجلد کتاب میں علم نجوم سے متعلق متعدد فارسی و اردو رسائل درج ہیں۔ لیکن کسی رسالہ میں نہ مصنف کا نام درج ہے اور نہ کاتب کا۔ ابتدائیں فارسی نثر کے رسالے ہیں ان کے بعد سُرخ روشنائی میں دکن کے مشہور شاعر خاکی (دیکھو جلد سوم صفحہ ۳۸۰) کی ایک غزل سُرخ روشنائی میں لکھی ہے جس کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

مطلع:۔
جو کچھ کرتا سو توں کرتا سبب دُسریاں کے درمیانے
نہ جانے تیوچ رہتا ہے ہمیں انجان کیا جانے

مقطع:۔
اپس کوں آپ جب پایا نہ یادے کوئی بھی تجھ کوں
کہ خاکی یو بچارا اُس سکت کاں سے تجے پانے

۱۔ مثنوی سات دن۔ مذکورہ غزل کے بعد صفحہ ۹۹ سے ایک اُردو مثنوی لکھی گئی ہے جس کے مصنف نے اپنا نام تو نہیں لکھا البتہ اپنے مرشدوں شاہ عبد الرسول اور شاہ جان اللہ چشتی کا نام لیا ہے اور اپنا وطن کھمم (تلنگانہ) ظاہر کیا ہے۔ اس مثنوی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

زباں کوں اپنی بسم اللہ سوں کھولوں ۔۔۔ بزاں نسخہ امر سوں اوس کے بولوں
دراں بنداں محمد مصطفیٰ کے ۔۔۔ ہوے افسر ہیں اہل باصفا کے

کتے پیدا کیئے ہیں اس میں حکماں | لیکھا ہوں تجربہ دیکھ اس میں باجاں
اتا ظاہر کروں منجہ پیر کا نام | کیئے ہیں شاہ عبدالرسول نیک فہام
بھی مرشد شاہ جان اللہ چشتی | کیئے ہیں راہ حق سوں مجکوں پشتی
یقیں طبقات کا دریا میں ہے بر | صدف دیوان کا میانے بہادر
نفیر و ناتواں ساکن ہے کھم | خدا کی یاد میانے بیش و یا کم

اس کے بعد رسالہ کا موضوع بیان کیا ہے کہ اس میں ہفتہ کے سات دنوں کی نجومی تفصیلات کسی فارسی رسالۂ نثر سے منظوم کی گئی ہیں۔ شاعر اپنی زبان کو دکھنی بیان کرتا ہے چنانچہ لکھا ہے۔

اسے دکھنی سو لکھنے بیچ لایا

اس میں ہر روز کے سعد و نحس، سفر، کپڑا اسلانے، پہننے، غسل کرنے، بچوں کے نام رکھنے، گھر کی بنیاد رکھنے، حیض جاری ہونے، نوروز ہونے اور چھینکنے کے اثرات اور تفصیلات بیان کی ہیں۔

آخری ابیات میں تاریخ تالیف بھی لکھی ہے وہ ابیات یہ ہیں ؎

بہا دیوان کا توں بھید پایا | جو کچھ بولے سو عالم کا کفایا
پندرویں ماہ رجب جمعہ کے دن | ظہر کے وقت میں آخر ہوا کن
اتھاسن بعد ہجرت کی کہوں بات | اگیارہ سو پو نودِ سال تھے سات ۱۱۹۷
مشقت جگ منیں نیں ضایع تیری | رہیں گی خلق میں یو یادگاری

اس مثنوی میں دو سو سے زیادہ ابیات ہیں۔ مؤلف معمولی درجہ کا شاعر ہے۔ کاتب بھی کم سواد ہے۔ قدیم دکھنی کتابوں کی طرح خط ثلث میں لکھی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دکن میں اس خط کا رواج قطب شاہی عہد کے سو سال بعد تک بھی اضلاع اور دیہات میں جاری تھا۔ حالانکہ شہر حیدرآباد اور اورنگ آباد میں اس وقت تک خط نستعلیق عام طور پر مقبول و رائج ہو چکا تھا۔

۲۔ رسالہ ۱۱۰۹ھ۔ مثنوی سات دن کے بعد فارسی نثر میں ایک رسالہ ہے جس میں ۱۱۰۹ھ کے آغاز اور اس کی نجومی خصوصیات اور سال بھر کی پیش قیاسی تفصیل سے لکھی گئی ہے۔

۳۔ قصیدہ در معرفت دشا۔ یہ ایک اردو قصیدہ ہے جس میں ۱۷ شعر ہیں اور خط ثلث میں نجومی دشاؤں کی خصوصیات اور اثرات بیان کیئے گئے ہیں۔ مصنف کا نام اس میں بھی درج نہیں ہے۔

آغاز :۔ آفتاب کی دشا میں گھر سٹ عزیز جائے گا
غم درد ہور سینے کا آزار بھوت پائے گا

اختتام :۔ بدکام اوکرے تو خوبی کا لاب پاوے
اور مال غلہ بھر کر تندرس ہو اچھے گا

۴۔ مثنوی منازل سیارگاں۔ یہ فارسی میں ہے۔ اس کے مصنف سعد اللہ حسین نے اس کے آخر میں اپنا نام لکھدیا ہے۔ اس میں ۲۵ ابیات ہیں۔

آغاز:۔ چوں ذنب پس زہرہ و آفتاب است و قمر
باز مریخ است راس و مشتری و زحل و تبر

اختتام:۔ ہست ایں تفصیل در کنہ ستارہ اے عزیز
از سعاد اللہ حسین از بر بکن اسے باتمیز

۵۔ رسالہ اشتروشا۔ فارسی نثر میں ایک رسالہ ہے جس میں ہندی نجوم کی متعدد اصطلاحیں بھی استعمال کی گئی ہیں۔ اس کے خاتمہ پر ایک اُردو مثنوی ہے جس کا پہلا اور آخری شعر یہ ہے۔

کہ یلو دس بھی جس طرف ہوے تو نحس بھوت ہے سامنے جانکو
غرہ اس کا ہوے گا سو اس کا کہ اس طور سے اس کی گردش ہے پا

۶۔ فالنامہ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری۔ پہلے نثر میں ترکیب فال لکھی ہے اس کے بعد ۴۰ ابیات کی ایک اُردو مثنوی میں فال کی تعبیریں لکھی ہیں۔ اس مثنوی کی پہلی اور آخری بیت یہ ہے ؎

ابتدا:۔ نہ تو فکر میں پڑ نہ کر دل اداس
جو کچھ دل میں ہے سو وہ پونچے گی آس

انتہا:۔ ہے مشکل نہایت مشقت تمام
نہ ہر چند اس بات کا کر خیال

اس جلد میں ٹامل اور انگریزی رسم الخط میں بھی کچھ عبارتیں اور فارسی و عربی میں متعدد دعائیں اور تعویذیں بھی درج ہیں۔ اُردو خط بھی مختلف ہیں۔ ابتدائی ورق پر غالباً مالک کتاب کا نام بال رس بنت اسمٰعیل بی صاحبہ لکھا ہوا ہے۔

۸۴ ورق۔ ۲۲ سطور فی صفحہ۔ ۸" × ۵"۔

۳۸۔ مثنوی لیلےٰ مجنوں۔ از غلام احمدی ابن ہاشمی۔ ۱۲۲۵ھ۔ مثنوی اُردو

قدیم اُردو میں لیلےٰ مجنوں کے موضوع پر کئی مثنویاں لکھی گئی تھیں جن میں سے حسب ذیل کا اب تک پتہ چلا ہے:۔

۱۔ مؤلفہ عاجز۔ ۱۰۹۰ھ۔ کتب خانہ سالار جنگ۔ نمبر ۱۳۷
۲۔ " محبوب عالم۔ ۱۱۰۶ھ۔ " " " ۷۷۰
۳۔ " مرزا محمد تقی ہوس۔ ۱۱۹۰ھ۔ " " " ۸۲۱

۴ا۔ مولفہ میر تجلی دہلوی ۔ سنہ ۱۲۴۹ھ ۔ کتب خانہ سالار جنگ نمبر ۸۷۶
۴ب ۔ " " " ادارۂ ادبیات اُردو نمبر ۷۱۱۴
۵ ۔ " فضل حسین لکھنوی ۔ سنہ ۱۲۶۳ھ ۔ " " " ۳۴۰
۶ ۔ " نامی ارکاٹی ۔ سنہ ۱۲۱۳ھ " " ۷۲۹

یہ اس موضوع پر ساتویں مثنوی ہے جس کو غلام احمدی ابن فتح ہاشمی گجراتی نے بمقام راجپوری سنہ ۱۱۴۵ھ میں منظوم کیا ہے ۔ اس میں قدیم مثنویوں کی عام روایات کے مطابق حمد و نعت و منقبتِ اصحاب کبار کے بعد سببِ تالیف بیان کیا گیا ہے ۔ جس میں خودستائی کی متعدد ابیات کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ ؎

مجھے قصہ کہنے کا کب کار تھا ۔۔۔ یو ہندی بچن بولنا عار تھا
ولے ایک دلدار میرا اچھے ۔۔۔ محبت نے اس دل کو گھیرا اچھے
ابو محمدؐ اس نام ظاہر عیاں ۔۔۔ نبی راز کا ہے او ماہر عیاں
جناب محی الدین کا داس ہے ۔۔۔ مرے سوں اُسے بھوت اخلاص ہے
جواں صالح و باخبر ہوش مند ۔۔۔ بزرگاں سوں پایا اچھے رمز و پند
مرا پیر بھائی ہے مشہور وہ ۔۔۔ ہے ذکر ہُوَ اللہ سوں معمور وہ

غرض کہ ابن فتح نے اپنے پیر بھائی ابو محمدؐ کی فرمائش پر یہ مثنوی لکھی ہے اور اس سے قبل انہی کی فرمائش پر گلشن عشق ۔ درپن عشق ۔ چند وچکور ۔ مناقب المحبوب اور تحفۃ العاشقین مثنویاں لکھ چکا تھا ۔ اسی سلسلہ میں اپنے بارے میں یہ معلومات بھی لکھ دی ہیں ؎

شہر راجپوری میں اے نامدار ۔۔۔ لکھا قصۂ لیلیٰ گلعذار
مرا وطن بھی راجپوری اچھے ۔۔۔ الا امر پر مجہ صبوری اچھے
ولے باپ کا ملک گجرات ہے ۔۔۔ کہ گجرات سچہ مثل جنّت ہے
نبی بعد ہزار و صد و چہل و پانچہ ۔۔۔ گذارے تھے سالاں یوہی راست پانچہ
غلام احمدی نام میرا عیاں ۔۔۔ قریشی نسب ہاشمی خانداں
ولے ابن فتح تخلص کیا ۔۔۔ بھی بن فتحی شعر اندر لولیا

اس مثنوی کا آغاز ان ابیات سے ہوتا ہے ؎

ہو اللہ ہادی محمدؐ سعید ۔۔۔ کرم است و معروف عارف رسید
اچھے جامع الاسما اللہ کا نام ۔۔۔ مرتب دو جگ اس ستیں ہے تمام

آخری ابیات یہ ہیں ؎

اے دلبر جہاں کا یہی کاروبار ۔۔۔ جو آیا سو جاوے گا پھر اپنے ٹھار

فدا روح مجنوں سوں راضی اچھو — مجھے جگ اندر سرفرازی اچھو

اس مثنوی میں پندرہ سو سے زیادہ ابیات ہیں۔ جگہ جگہ غزلیں بھی لکھی ہیں جو تعداد میں ۱۲ ہیں یعنی غزلوں کے مقطع اور مطلع یہ ہیں :-

مطلع :- جسے عشق سوں بے قراری اچھے — اُسے غیر سوں کب پیاری اچھے
مقطع :- کہیں ابن فتحی غزل عشق کا — بغیر عقل ساری بچاری اچھے
مطلع :- اسی کے چرن سیس لاؤں گی میں — لکھا اپنا اوپگ پر رکھاؤں گی میں
مقطع : جیتی ہوی میرے سبب آرزو — وصل کا سہیلا تو گاؤں گی میں
مطلع :- کہا حیف صد حیف دلبر گئی — سیلے نازنیں ماہ انور گئی
مقطع :- ولے شرط اخلاص یونا اتھا — گئی آپ ہور مجھ بسر کر گئی

ابن فتح کی دوسری مثنویوں کا اب تک کوئی پتہ نہ چل سکا اور نہ زیر نظر مثنوی کے کسی اور نسخے کا علم ہے۔ ابن فتح کوئی اعلیٰ درجہ کے شاعر نہیں معلوم ہوتے۔ یا ممکن ہے کہ کاتب نے یہ مثنوی بہت غلط نقل کی ہو۔ خط معمولی نستعلیق ہے۔ اس کا ترقیمہ یہ ہے :-

"کاتب الحروف کریم بخش ولد عبدالقادر۔ یہ قصہ لیلےٰ مجنوں کا شیخ بڑے حوالدار رجمنٹ ہشتم کمپنی چہارم چھاؤنی اورنگ آباد جنوری ۱۸۶۹ء ماہ ہجری صفر ۱۲۶۷ھ"

۶۱ ورق ۔ ۱۲ سطور فی صفحہ ۔ "۹ × "۶ ۔

۴۹ ۔ روضۂ صفا عرف غوثیہ ۔ از شاہ غوث جامی ارکاٹی ۱۱۸۸ھ ۔ مثنوی اردو

شاہ غوث جامی ارکاٹ کے صوفی واعظ اور شاعر تھے۔ ۱۲۲۵ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی اب تک تین نظموں کا پتہ چلا ہے جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ روضۂ صفا عرف غوثیہ ۱۱۸۸ھ (زیر نظر مخطوطہ)
۲۔ ریاض مسعود عرف قصص الانبیا ۱۱۹۱ھ دیکھو مخطوطہ نمبر ۱۳۲۔ جلد اول صفحہ ۹۴
۳۔ ضیافت نامہ بشکل قصیدہ " " " ۱۳۸ ۔ " " ۹۱

ریاض مسعود کا ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں بھی نمبر ۶۵۸ پر موجود ہے اور ہاشمی صاحب نے مدراس میں اردو میں بھی ان کا مختصر حال درج کیا ہے۔

زیر نظر مثنوی کے کسی اور نسخے کا پتہ نہیں چلا اور نہ اس کا ذکر کسی تذکرے یا کتاب میں اب تک شائع ہوا ہے۔ یہ نسخہ ناقص الاول ہے۔ غالباً ابتدائی چند اوراق غائب ہیں۔ بحالتِ موجودہ ان ابیات سے

شروع ہوتا ہے ؎

دویم صف منے روح نہ لیکو قرار — اول صف میں آتا اتھا بار بار
بچھڑ پیشکاراں جو تھے سامنے — کیئے عرض حضرت نبی کے کنے

اس سلسلے میں اور پانچ ابیات لکھنے کے بعد یہ سرخی قائم کی ہے :-

پاکی وصلاحیت حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ

اور اس طرح متعدد سرخیوں کے تحت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی غوث اعظمؓ کے اوصاف اور کمالات بیان کیئے ہیں۔

کتاب کے خاتمہ میں اپنی اولاد کے لیئے ایک طویل پندنامہ لکھا ہے۔ اس وقت ان کے بچے صغیر سن تھے اور غوثی چاہتے تھے کہ بڑے ہوکر وہ ان کی ان نصیحتوں پر عمل کریں۔ یہ نصیحتیں بالکل عام طرح کی ہیں اور نیکی شرافت و اخلاق سے متعلق ہیں۔

اس حصۂ مثنوی سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی تالیف کے وقت غوثی کی والدہ بھی زندہ تھیں اور وہ چاہتے تھے کہ ان کے بچے اپنی دادی کی عزت و خدمت کا خاص خیال رکھیں کیونکہ

سو وہ قوم میں رابعہ عصر ہیں — اولی بیاں منے عابد دہر ہیں
وہ واصل ہے عابد ہے شب زندہ دار — خدا کی تجلی انو پر ہزار

اسی کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ ؎

نکو صحبت شہ کرو اختیار — کہ سلطاں کی صحبت ہے مانند مار
رہنا آگ سوں دور بہتر ہے بات — کہ سلطاں سوں ڈرنا ہے وسیع بات

اس سلسلے میں سنی مذہب پر قایم رہنے اور رافضیوں کو بیٹی نہ دینے کی بھی سخت تاکید کی ہے۔

کتاب کا سنہ تالیف بھی اس طرح لکھا ہے ؎

اگیارہ سو اسی اُپر آٹھ سال — وہ روضہ صفا بیچہ گن کر نکال
کیا شہر رمضان میں اختتام — ستاویسویں شب کی تھی جبکہ شام

غوثی نے اپنی زبان کو دکھنی قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں ؎

کیا ہوں قریب الفہم اس سبب — کہ ہر کوئی دکھنی پڑے روز و شب

اس مثنوی کا اختتام ان ابیات پر ہوتا ہے ؎

تمام اب ہوا نسخۂ غوثیہ — جو فی مدح سلطان معشوقیہ
محمد یو ہور آل پر کر سلام — کیا غوث جامی یو نسخہ تمام

اس کے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ قریب سنہ ۱۲۰۰ھ ہجری کی کتابت معلوم ہوتی ہے۔ خط، روشنائی

اور کاغذ قدیم ہیں۔
ورق ۔ ۱۵ سطور فی صفحہ ۔ "۸ × "۵ ۔

۴۰۷۔ اسناد دعائے عکاسہ وغیرہ ۔ نثر اُردو

یہ اُردو نثر میں ایک رسالہ ہے جس کی کتابت ۱۸۶۹ء میں کی گئی ہے۔ اصل رسالہ اس تاریخ سے قبل لکھا گیا ہے۔ درمیان میں عربی دعائیں اور فارسی تحریریں بھی شامل ہیں۔ زبان شمالی ہند کی ہے۔ غالباً بہار کے کسی صاحب نے اس کو تالیف کیا ہے۔ ابتدا اس عبارت سے ہوتی ہے:۔

"اسناد دعائے عکاسہ کی۔ روایت ہے کہ ایک دن جناب حضرت رسالت مآب صلعم مسجد میں مدینہ کے بیٹھے تھے کہ جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ خدا نے آپ کو سلام اور تحفہ درود کا بھیجا ہے۔"

اس کا ترقیمہ یہ ہے۔

"تمام شد اسناد دعائے عکاسہ بخط خام سید امداد حیدر بتاریخ ۷ اکٹوبر ۱۸۶۹ء یوم سہ شنبہ وقت دوپہر خاص تحریر شد۔"

اس کے بعد عربی دعائیں اور فارسی نثر ہے۔ پھر اُردو عبارت شروع کی گئی ہے جس کا آغاز یہ ہے:۔

"بارہ نام خدا کے ہیں (جو) بڑا اسی خاصیت رکھتے ہیں۔ جناب پیغمبر خدا صلعم نے بازو بند اپنا کیا تھا اور کسی وقت میں جدا نہ فرماتے تھے۔"

یہ عبارت چھ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا اختتام اس طرح ہوتا ہے۔

"جو شخص تیرہ بار اس کو پڑھے وسعت رزق زیادہ ہو۔ جو شخص پندرہ روز اس کو پڑھے عذاب قبر سے بے وحشت رہے گا۔ فائدے اس دعا کے مختصر لکھے گئے۔ کار ضروری کو کافی ہیں۔ فقط بتاریخ ۱۳ اکٹوبر ۱۸۶۹ء یوم دوشنبہ۔ وقت شام کے یہ دعائیں بعجلت تمام تحریر کی گئی ہیں۔"

ورق ۴۰ سطور ۱۲ فی صفحہ ۔ "½۸ × "½۵ ۔

۴۰۸۔ کشف الخلاصہ از حافظ میر شجاع الدین حسین (۱۹۱۱-۱۲۵۶) - ۱۲۳۲ھ - مثنوی اُردو

اس مثنوی کے اور دو نسخے ادارے میں نمبر ۱۳۱ اور ۸۰۹ پر موجود ہیں۔ اور ان کی اور مصنف کی نسبت تفصیلات جلد اول صفحات ۱۷۴ و ۳۲۵ پر لکھی جا چکی ہیں۔ یہ نسخہ بھی مکمل ہے اور نیلگوں انگریزی کاغذ پر خوشنما خط نستعلیق میں ۱۲۷۲ھ سے قبل متعدد مذہبی مثنویات کے ساتھ نقل کیا گیا ہے اور ایک ہی

جلد میں شامل ہے۔
اس سے قبل کئی عربی ادعیہ درج ہیں اور اُردو نثر میں ان کا ترجمہ لکھا گیا ہے۔
آغاز:- سب ثنا ہے حضرت رحمان کو جان عقل و دیں دیا انسان کو
اختتام:- اور جور کد چھوڑے سکھا کر کچھ کتب وہ بھی جائز ہے ہوئی پوری کتاب
کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ البتہ اسی کاتب نے ایک دوسری مثنوی کے آخر میں صفحہ ۹۵ پر اپنا نام محمد عثمان مقام بلہاری اور تاریخ، ۲ شعبان ۱۲۷۳ھ لکھا ہے۔ دیکھو مخطوطہ ۷۴۵۔
ورق - ۹ سطور فی صفحہ - ۸" × ۶" -

۷۴۲ - سراج العقائد - از محمد حیات - ۱۲۴۴ھ - مثنوی اردو

حیات کی اور بھی کتابیں اور کلام ادارے میں اور کتب خانہ سالار جنگ اور کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔ ان کے بارے میں اب تک کوئی تفصیلی معلومات حاصل نہ ہوسکیں۔ ان کا ذکر حسب ذیل کے سلسلہ میں درج ہو چکا ہے۔

۱ - آب حیات مخطوطہ نمبر ۱۲۷ - جلد اول صفحہ ۳۰۹
۲ - غزل حیات " ۱۲۸ - " " ۲۱۲
۳ - سراج الفقہ - سالار جنگ نمبر ۳۰۵ و ۴۸۸ آصفیہ سیر ۴۶۷
۴ - نور الہدیٰ - " " ۳۴۳ ۵ - تاج العقاید - ۶ - نجات نامہ - ۷ - نور الاسلام
۸ - شرف الایمان - ۹ - ہدایت نامہ - ۱۰ - مفتاح الایمان -

حیات ایک اچھے شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی زیر نظر مثنوی سراج العقاید تقریباً سوا سو ابیات پر مشتمل ہے۔ اس میں عام اسلامی عقاید بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے نسخے سالار جنگ (۳۰۵) اور کتب خانہ آصفیہ (مجامع ۱۰۶ - مثنوی ۴۴۵) پر بھی موجود ہیں۔

آغاز:- کروں ابتدا میں بنام خدا عدم تھے ہمیں ہم کو پیدا کیا
یقیں ہے محمد خدا کا رسول کرے حکم اس کا دل و جاں قبول
اختتام:- حیات یہ عقاید لکھے مختصر کہو اپنے دل سے دعا خیر کر
رحم کر تو یارب مؤلف اپر جو کوئی پڑھے دل ستے اس اپر
سراج العقاید ہوا ہے تمام بحق محمد علیہ السلام
اس کے بعد چار اور ابیات ہیں جو پند و نصائح سے مملو ہیں۔ کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔
۹ صفحات - فی صفحہ ۱۳ سطور - ۸" × ۶" -

۴۳۔ کفایت الاسلام۔ ۵۹۹ھ۔ مثنوی فارسی

اُردو مثنویوں کشف الخلاصہ، سراج العقاید اور شرف النسا وغیرہ کے درمیان انہی کے کاتب نے یہ فارسی مثنوی بھی نقل کردی ہے۔ یہ سب ایک ساتھ مجلد ہیں۔ اسی فارسی مثنوی کا اُردو مثنوی میں ایک دکنی شاعر نے ۱۲۰۰ھ کے قریبی زمانہ میں ترجمہ کیا تھا۔ چنانچہ یہ اُردو ترجمہ ادارے میں نمبر ۶۶۰ پر موجود ہے اور اس کی تفصیلات جلد اول صفحہ ۱۵۶ اور جلد سوم ۲۸۴ پر درج ہوچکی ہیں۔ اس فارسی مثنوی کی ابتدائی اور آخری ابیات یہ ہیں۔

ابتدا:۔ حمد بے حد خدائے یکتا را — آنکہ جاں داد و عقل و دیں ما را

انتہا:۔ بیشتر در فساد می کوشند — حق تبلبیس و مکرمت پوشند

سنہ تالیف اس بیت میں لکھا ہے ؎

نظم ایں مختصر محرم بود — سال شش صد یکے ز وے کم بود

مصنف نے اپنا نام نہیں لکھا۔ محمد عثمان کاتب نے اپنا نام اور سنہ کتابت صفحہ ۹۵ پر درج کیا ہے۔ نیلگوں انگریزی کاغذ پر ۱۲۷۳ھ سے قبل کتابت کی گئی ہے۔

۱۵ صفحات۔ فی صفحہ ۱۳ سطور۔ ۸" × ۶"۔

۴۴۔ شرف النسا۔ از لعل۔ قریب ۱۲۰۰ھ۔ مثنوی اُردو

تقریباً سو ابیات کی ایک مختصر سی مثنوی ہے جس میں عورتوں کو نصیحتیں کی گئی ہیں۔ اس کے مصنف لعل کے بارے میں کوئی معلومات حاصل نہ ہوسکیں۔ ایک بزرگ لعل شاہ اورنگ آبادی علم تصوف میں ماہر تھے۔ بعد میں بھی اکثر قیام کیا اور آخر کار حیدر آباد میں ۱۱۹۸ھ میں فوت ہوئے اور چنچل گوڑے کے میدان میں دفن ہوئے۔ تذکرہ اولیائے دکن از عبدالجبار خاں صوفی جلد دوم صفحہ ۷۳۸ پر لکھا ہے کہ

"وحدت الوجود کا مسئلہ اس خوبی سے سمجھاتے تھے کہ سننے والے اور پڑھنے والے نہایت ہی محظوظ ہوتے تھے۔"

ممکن ہے کہ یہ انہی کی مثنوی ہو۔ اس مثنوی میں عورتوں کو ماں۔ بیوہ۔ بالغہ اور سہاگن کی حیثیت میں پیش کرکے نصیحتیں کی گئی ہیں۔

ابتدا:۔ ہزاروں سے ہے شکر پروردگار — کیا پیدا جس نے نراں اور نار

دیا زیب عورت سے نہ مرد کو — دیا مرد سے پھر وہ عورات کو

اختتام:- یہی ہے دعا لعل کی نت کریم ‏ ‏ تا یوہ کریں جا کے جنت مقیم
کیا میں یہ شرف النسا کو تمام ‏ ‏ بحق نبی آل ذی الاحترام

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔
۸ صفحات - فی صفحہ ۱۳ سطور - ۸"×۶"۔

۷۴۵- چار کرسی مسائل - از احمد خاں شیرانی کولاری ۱۱۹۶ھ - قصیدہ اردو

یہ ۶۲ صفحات کا ایک طویل اردو قصیدہ ہے جو نواب حیدر علی خاں والی میسور کے عہد حکومت میں لکھا گیا ہے۔ مصنف نے خاتمہ کتاب میں جو حالات لکھے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کولار کے باشندے تھے اور قصبہ گرم کنڈہ اور مڑواگل میں عرصہ تک قیام پذیر رہے تھے۔ اس قصیدہ کی تصنیف کے وقت ان کا قیام مدن پلی میں شاہ غلام علی کے مکان پر تھا۔ وہاں کا حاکم امام بیگ تھا۔ مصنف کے تین فرزند حیدر خاں، محی الدین خاں اور عثمان خاں تھے جن کو اس کتاب کے مسائل پڑھنے کی طرف متوجہ کیا ہے۔ اور اپنے تین بھائیوں بہادر خاں، حمید خاں اور رحمان خاں کے لئے خدا سے نظر کرم کی دعا کرتے ہیں۔ قصبۂ مڑواگل میں حاجی مکی اور حیدر ولی دو ولیوں کی تربتوں کا ذکر کیا ہے اور آخر میں ۱۱۹۶ھ تاریخ تالیف بھی منظوم کردی ہے۔ حاشیہ پر درج ہے کہ ۴ صفر کو تکمیل کو پہنچی۔

ابتدا میں سبب تالیف لکھا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب پہلے فارسی میں لکھی تھی پھر افادۂ عام کی خاطر اردو میں منظوم کی۔ آنحضرت رسالت مآب نے خواب میں ان کو یہ کتاب لکھنے کی تلقین کی تھی جس کی بنا پر انہوں نے اس کی تکمیل کی ہے۔ لکھتے ہیں ؎

میری طرف آیا حکم ‏ ‏ احمد شیرانی بیٹھ کر
تو چار کرسی یک بنا ‏ ‏ مسلے ملا اے فقہ داں
لاکر دئے مجھ یک قلم ‏ ‏ کاغذ دئے دوات بھی
بولے جو تو کرسی بنا ‏ ‏ مسلے یہ سب کر تو عیاں
اول بنا کر فارسی ‏ ‏ دکھنی کیا میں اس سبب
معلوم سب مسلے کریں ‏ ‏ میرے برادر طفلگاں

نواب حیدر علی خاں کا ذکر آخر کتاب میں اس عنوان کے تحت کیا ہے۔

در بیان اتمام چار کرسی ‏ ‏ در عمل نواب حیدر علی خاں گوید
کرسیاں ہوئے ہیں اب تمام ‏ ‏ نواب حیدر کے عمل
قصبہ مدن پلی معنے ‏ ‏ غلام علی شاہ کا مکاں

اس قصیدے میں پہلے رسول خدا کا شجرہ نسب اور اعزہ و اقربا کا ذکر کیا ہے۔ پھر ان کی ولادت، فرزند، اصحاب، بیویاں، عشرۂ مبشرہ کے حالات اور وفات کی تاریخیں اور کیفیتیں لکھی ہیں۔ پھر خلفا اور پنجتن پاک کے حالات بیان کئے گئے ہیں اور اس کے بعد مذہب اسلام اور اس کے مسائل وضو۔ مسح۔ تیمم۔ غسل۔ ایمان۔ نماز۔ ذبح۔ فاتحہ۔ میثاق اور مذہب تسنن کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

احمد خاں شیرانی کوئی اعلیٰ پایہ کے شاعر نہیں ہیں۔ البتہ فقہ کے ماہر تھے اور اس کتاب کو شاعری سے زیادہ مذہب کا رسالہ سمجھنا چاہیے۔

آغاز:- اوحق تعالیٰ ایک ہے لائق ہے اس کو پاکیاں
او باپ ماں سے نہیں ہوا فرزند نہ اس عورتاں
نہیں کوئی خدا اور ما سجہ سچ ہے خدا جن جیو دیا
محمد رسول اللہ کو قاصد خدا کے تو پہچان

اختتام:- تاریخ بھی چوتھی سفر لو چار کرسی ہوئی تمام
سنہ یک ہزار ایک سو پو تھے نود یہ جو آغاز جان
پڑھ تو بہ نیت فاتحہ سورہ اذا جایا دیر
حق سو دعائے خیر منگ فرزند برادر دوستاں

اس قصیدہ کے آخر میں کاتب نے یہ ترقیمہ لکھا ہے:-

"کاتب الحروف محمد عثمان عفی اللہ عنہ در مقام بلہاری مورخہ شعبان المعظم
ہفتم ۱۲۰۳ھ بوقت ۸ جرس اتمام یافت۔"

نواب حیدر علی خاں کے عہد حکومت اور ان کی ریاست کی تصنیف ہونے کے باعث یہ مخطوطہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس کتاب کے چار مخطوطے کتب خانہ سالار جنگ میں بھی موجود ہیں۔ دیکھو فہرست صفحات ۷۶ تا ۷۹۔

۶۲ صفحات۔ فی صفحہ ۱۳ سطور۔ ″۸ × ″۶۔

۳۶۷۔ چار کرسی۔ از عبد الحق۔ قبل ۱۲۰۳ھ۔ قصیدہ اردو

یہ سات صفحات کا ایک قصیدہ ہے جس کو محمد عثمان کاتب مخطوطہ نمبر ۳۶۵، نے اس کے ساتھ ہی ۱۲ ذیقعدہ ۱۲۰۳ھ کو مکمل کیا ہے۔ اس کے مصنف عبد الحق کوئی غیر معروف دکنی عالم ہیں جن کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔ اس اردو قصیدے میں مذہب اسلام کی عام معلومات درج کی ہیں:-

آغاز:-
بر چار کرسی فرض ہے کہتا ہوں تجھ کو یاد کر
سکھنا مسلمان کو فرض ہے جا کرے استاد گھر
سن تو نبی کے باپ کا ہے نام عبداللہ مگر
دادے محمدؐ کے الو عبدالمطلب ہو وے کر

اختتام:-
آبیک تو شاگرد ہو استاد سے منکر نہ ہو
فرضاں جو یکس تو یو دل کے سینے پر نقش کر (؟)
جو یہاں سکے برحق اسے دیدار حق مطلق دے
دکھلائے عبدالحق اسے کس میں ہے مسلیاں کا اثر

کوئی ترقیمہ نہیں ہے صرف تاریخ "مورخہ ذیقعدہ ۱۱ ۱۲۷۳ھ -" درج ہے - نیلگوں انگریزی کاغذ پر لکھا گیا ہے -
۷ صفحات - فی صفحہ ۱۳ سطور - ۸" × ۶" -

۴۷ - قبر نامہ از فقیر - قبل ۱۲۷۳ھ - مثنوی اردو

فقیر تخلص ایک شاعر کی دو نظمیں ادارے میں موجود ہیں جن کا ذکر جلد اول صفحہ ۳۱۹ پر درج ہے مگر یہ فقیر ان سے بھی پرانے شاعر ہیں جن کے دادا شاہ بدر عالم اور مرشد غالباً سید حسینی تھے جو خواجہ بندہ نوازؒ کے سلسلہ میں شامل تھے - ان کی اور کتابیں تناولی نمبر ۱۲۵، نظم انور ۱۲۶ اور چار کرسی طریقت نمبر ۴۰۸ ادارے میں موجود ہیں

زیر نظر مثنوی میں تقریباً ۸۵ ابیات ہیں جن میں قبر کے بارے میں احادیث کے حوالے سے معلومات درج کی ہیں - قبر میں دفن ہونے کے بعد مختلف قسم کے مردوں پر کیا گذرتی ہے اس کی تفصیلات بیان کی ہیں - مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو عذاب قبر سے ڈرا کر دین داری اور نیکی کی طرف مائل کیا جائے -

آخر میں اس تصنیف اور احادیث کے پڑھنے کا ثواب کسی خاتون فیض النسا کو بخشا ہے - لکھتے ہیں ؎

یا الٰہی قبر کو فیض النسا کے کر چمن — فاطمہ زہرا کا اس کو بخش دامن کا امن
اس حدیثاں کی برکت جو ثواب حاصل اچھے — قبر میں فیض النساء کے نور حق شامل اچھے

اس آخری حصۂ مثنوی میں مصنف نے اپنا تخلص فقیر اور اپنے بزرگوں کا ذکر اس طرح لکھا ہے ؎

جد مرے شاہ بدر عالم یوں کہے ہیں ذر کتاب — خواجۂ بندہ نواز گیسو دراز مستطاب
کھا قسم سید حسینی لائے ہیں ارشاد میں — یوں مری آنکھوں نے دیکھا قبر کے درمیان میں
اس حدیثاں کو کیا اتمام یہ جامع فقیر — ڈر نکو جامع ترا حاجی محمدؐ پاک پیر

آغاز:۔ یاالٰہی تو سچا پاکیزہ نر پروردگار — میں ترا عاصی گرفتار ہوں گنہہ بے شمار
حمد تیرا لاکھ بار ہر بن مو سے کہوں — ایک ذرہ لطف کا ہرچند نا اترائے ہوں
اختتام:۔ اے خدا رحمت سے تیرے قبر کو پُر نور کر — تا حشر الفت میں اس کی پاک لو یک جو کر
یہ دعا میری قبول یارب الاالعالمین — تیرے بندوں میں عاجز نہایت ہو گئیں

یہ مخطوطہ نستعلیق خط میں نیلگوں کاغذ پر مخطوطات ۷۴۴، ۷۴۵ کے سلسلہ میں لکھا گیا ہے لیکن اس کے کاتب محمد امام الدین ہیں جنہوں نے ۱۲ ذیقعدہ ۱۲۳۸ھ کو اس کی کتابت مکمل کی ہے۔ یہ نسخہ زین العابدین کی ملک میں رہ چکا ہے جن کے دستخط اس کے آخر میں ثبت ہیں۔ وہ اس وقت نہایت کم سن تھے جیسا کہ ان کے خط اور املا سے ظاہر ہوتا ہے۔

صفحات ۔ ۴ سطور فی صفحہ ۔ ″۸ × ″۶ ۔

۷۴۸ ۔ ترجمۂ طب شہابی ۔ مصنف نامعلوم ۔ قریب ۱۲۵۰ھ ۔ مثنوی و نثر اردو

کسی غیر معروف طبیب نے طب شہابی کا اس رسالہ میں منظوم ترجمہ کیا ہے جس کے آخر میں اسی موضوع پر اردو نثر بھی شامل ہے۔ اس مثنوی میں مختلف امراض کے پہچاننے کے طریقے اور ان کے علاج منظوم کئے ہیں۔ مصنف کے بارے میں علم نہ ہو سکا۔

آغاز:۔ اول حمد حق بعد نعت رسول — درود آل واصحاب پر ہے نزول
سنو علم حکمت کا مجھ سے بیاں — شہابی کی طب کا یہ ہے ترجماں
اختتام:۔ میٹھا کڑوا کھارا ہے چکنے و تیز — تو اس پانچ گرم ہے کر تمیز
او ہے معتدل جو کہ کھینچے زباں — کھٹا اور پھیکا بہت سرد جاں

اس کے بعد نثر شروع کی ہے جس کا آغاز یوں ہوتا ہے :۔

”ہات کے انگوٹھے کے نیچے برابر ایک انگوٹھے چھوڑ کر تین انگلیاں برابر رکھ کر دیکھنا ۔“

یہ اردو نثر اس طرح ختم ہوتی ہے :۔

”اگر تینو ناڑیاں برابر چلیاں اچھیاں تو اس کو بلود ناڑ کر کر جاننا ضرور ہے ۔“

حصۂ نثر صرف دو صفحات پر مشتمل ہے۔ آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے البتہ لوح کتاب پر لکھا ہے کہ ”در ۱۲۶۹ھ ہجری بدست حمید رقم شد ۔“

۴۱ صفحات ۔ فی صفحہ ۱۱ سطور ۔ ″۸ × ″۶ ۔

۷۴۹ - طب اُردو - مصنف نامعلوم - سنہ ۱۲۶۹ھ -   طب نثر اُردو

یہ اُردو نثر کا ایک رسالہ ہے جس میں مختلف امراض کے علاج بیان کئے ہیں - ابتدا میں فارسی نثر میں ایک دیباچہ ہے جس میں سنہ تالیف ۱۲۶۹ ہجری درج ہے - اُردو حصہ اس طرح شروع ہوتا ہے :-

"ترکیب گھوڑا چولی کی مختصر حضرت خواجہ صدر الدین محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ سے ہر مرض کو کافی ہے -"

یہ اُردو رسالہ نثر ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے - آخر اس بیان پر ہوتا ہے :-

"علاج خون بند ہونے کا - خشخاش ایک ٹانک - جو تری نیم ٹانک دونو باریک پیس کر تین گولیاں کر کر تین روز کھانا دفع می شود -"

دیباچہ کی فارسی عبارت کا نمونہ یہ ہے :-

"در ہنگام نیک سرانجام فی سنہ ہجریہ مقدسہ یکہزار و دو صد و شصت و ہشت عدد بود نسخہ جات وعلویات و داروی جزوی امراض تجربہٗ بزرگان در آزمودہ خود بصد محنت و مشقت آوردہ بزبان اُردو کہ مردماں را آسان افتد تحریر یافت -"

کوئی ترقیمہ نہیں ہے - خط نستعلیق شکستہ ہے - اس کے بعد دوسرے صفحہ سے فارسی میں پند کے عنوان سے کسی دوسرے کاتب نے چھ صفحات کی نصیحتیں لکھی ہیں اور آخری ورق پر "راقم عبدالغفور" لکھا ہے - مگر سنہ کتابت و مقام درج نہیں ہے -

کشف الخلاصہ (۷۴۱) سے اس ترجمۂ طب شہابی تک جملہ ۹ رسائل ایک ہی جلد میں شامل ہیں - البتہ کاتب اور کاغذ اور خط مختلف ہیں -

۳۲ صفحات - ۱۶ سطور فی صفحہ - "۸ × "۶ -

۷۵۰ - چار کرسی طریقت از فقیر اللہ شاہ حیدر - قریب سنہ ۱۲۵۰ھ -   قصیدہ اُردو

مثنوی قبر نامہ (مخطوطہ نمبر ۷۴۷) کے مصنف کی یہ ایک اور نظم ہے جو بطور قصیدہ لکھی گئی ہے - اس تخلص کے ایک اور شاعر اور ان کی نظموں کا ذکر جلد اول صفحہ ۳۱۹ پر بھی گذر چکا ہے - فقیر کے بارے میں دیکھو جلد اول صفحہ ۱۹۳ -

اس نظم میں ۱۳۰ مسائل بیان کئے گئے ہیں - قطب رازی نے جس زمین میں تحفۃ النصائح لکھی تھی فقیر نے بھی وہی زمین اختیار کی ہے - اس کا ایک نسخہ ادارے میں ۴۸ ب پر موجود ہے اور اس کی

تفصیلات جلد اول صفحہ ۹۳ پر گذر چکی ہیں۔

زیر نظر مخطوطہ شکستہ نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔ کاغذ کرم خوردہ ہوگیا ہے۔ اس کا آغاز و اختتام بالکل نسخہ ۴۰۸ ب کے مطابق ہے۔ البتہ کتابت اس سے زیادہ قدیم معلوم ہوتی ہے کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی نظم سی حرفی اور امین الدین اعلےٰ کے رسائل نظم و نثر نقل کئے گئے ہیں جن کی تفصیلات آگے ملاحظہ ہوں۔

۴ ورق ۔ ۱۵ اسطور فی صفحہ ۔ ۸" × ½۵" ۔

۱۵۷ ۔ نظم سی حرفی ۔ مصنّف (غالباً) معظم ۔ قبل ۱۱۰۰ھ ۔ مثنوی اردو

اس مثنوی میں عربی کے حروف تہجی کی اس طرح تشریح کی گئی ہے کہ ہر بیت ایک حرف سے شروع کی ہے اور اس کے ساتھ ہی ایک ایک آیت قرآنی بھی بطور تشریح یا وضاحت درج کی ہے ۔ مصنّف کا نام معظم معلوم ہوتا ہے ۔ چونکہ اس کے بعد شاہ امین الدین اعلےٰ بیجاپوری کی نثر و نظم درج ہے اس لئے ممکن ہے کہ یہ ان کی تصنیف ہو۔ آخری بیت میں معظم درج ہے مگر واضح نہیں ہوتا کہ یہ تخلص ہے یا نہیں۔

آغاز :۔

الف احد میں مخفی تھا سو شو توں بھار آیا
حرف حرف میں روپ بدل کر میم کا گھونگٹ لایا
لا تتحرك ذرة الا باذن الله
بے باندھا رشتہ روز ازل سیں عشق محبت گل میں
جن کو حق کا بیم پیارا عاشق ہوتے پل میں
ختم الله علےٰ قلوبهم وعلےٰ سمعهم وعلےٰ ابصارهم غشاوه
تے تعلیم جنو کو دیتا ادن کا شوق بند یارا
من عرف کو حق کوں پاوے عارف عاشق سارا
من عرف نفسهٗ فقد عرف ربهٗ

اختتام :۔

واو ولایت جاری چشمہ بولے شاہ ولایت
حواس خمسہ سے دل کو دھونا تو تو پاوے ہدایت
من اراد المولےٰ فهو المولےٰ
لام الف کو ایک ہوا ہے کیونکر کھولا جاے
قادر جس پر کرم کرے تو راز رموز پاوے
و فی انفسكم فلا تبصرون

ی تھیں جب کیا معظم سب یو خطاب پایا
جیسا جس کا قال اچھے گا ویسا اس کا مایا
من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ نظم چار کرسی ہی کے کاتب نے اس کو خط نستعلیق شکستہ میں لکھا ہے۔ عربی آیتیں خط نسخ میں ہیں۔ اس کے بعد ہی فارسی نثر میں تصوف کا ایک مختصر رسالہ ہے۔

۵ صفحات ۔ ۱۴ سطور فی صفحہ ۔ ۸″ × ۵½″ ۔

۵۲ ۔ ملفوظات حضرت خواجہ امین الدین علی اعلیٰ ۔ قبل سنہ ۱۱۱۱ھ ۔ نثر اردو و فارسی

حضرت امین الدین علی خلف شاہ برہان الدین جانم بیجاپور کے ایک بہت بڑے صوفی اور شاعر ادیب تھے۔ اس مخطوطے میں ان کے اردو و فارسی ملفوظات بلا ترتیب بطور یادداشت نقل کئے گئے ہیں۔ ان کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

"لا الہ نہیں ہے کوئی بندگی لینے کے اور خدائی کے لایق ۔ الا اللہ مگر اللہ تعالیٰ ۔ محمد رسول اللہ محمد بھیجے گئے ہیں اللہ تعالیٰ کے ۔ اس سے مقصود نفی اسبات نفی الٰہ باطلہ اثبات الٰہ بحق کا ۔ الٰہ بحق کون جن کا بیان محمد مصطفےٰ صلعم کئے ۔ کیا بیان کئے! اللہ ایک ہے ۔ لاشریک ہے کوئی چیز اس سریکی نہیں اور کسی چیز سریکا نہیں ......"

بیچ بیچ میں فارسی عبارتیں یا اقوال بھی آگئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امین الدین عالم جذب میں اردو اور فارسی دونوں زبانیں ساتھ ساتھ تلقین و ہدایت کے لئے استعمال کرتے تھے اور آیات و احادیث عربی بھی بیان کرتے جاتے تھے ۔ اسی سلسلہ میں آگے لکھا ہے :۔

"حضرت امین الدین علی صاحب نے حاجی نور محمد صاحب کو پوچھے کہ تمہیں طبیب ہو ؟ تو کہے ہو صاحب ہمیں طبیب ہیں ۔ تو کہے کچھ اللہ کے فراق کی دارو ہے ؟ تو کہے ہے صاحب ۔ پھر تن کا جھاڑ ہور من عرف کی بوٹی ہور تقدیر کی چھال ان تینوں کرنا"

درمیان میں جگہ جگہ فارسی اور اردو اشعار بھی درج ہیں۔

اس مخطوطے کے خاتمہ کے بعد نئے صفحہ پر کسی شاعر شرف کی ایک نظم معراج کے موضوع پر ہے۔ اس میں ۹ شعر ہیں ۔ پہلا اور آخری شعر یہ ہے ؎

جب گئے معراج کو وہ حضرت خیر الوریٰ — دہاں کو پہنچے ہیں جہاں نا ہو گذر کچھ عقل کا
کس طرح سے جان دیں ایمان کس لے جائینگے — عارفوں سے ہے ترا ایسا سوال اے شرفیا

اس نظم پر عنوان "ریختہ کیفیت معراج" لکھا ہے۔ دکن میں ریختہ کا لفظ اُردو کے لئے شاید ہی استعمال کیا گیا ہے۔ ہندی۔ ہندوی یا دکھنی یعنی اُردو رائج رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ ایسے زمانہ میں لکھا گیا ہے جب کہ شمالی ہند میں ریختہ کی اصطلاح عام طور پر رائج ہو چکی تھی اور دکن بھی پہنچ گئی تھی۔

۱۶ ورق - ۱۴ اسطور فی صفحہ - ۸" × ½ ۵"

۷۵۳ - اذکار واشغال - خواجہ امین اعلیٰ - قبل سنہ ۱۲۰۰ھ - نثر اُردو و فارسی

اس طویل رسالے میں مختلف اوراد و اشغال بلا ترتیب نقل کردئے گئے ہیں۔ ابتدا اس طرح ہوتی ہے :-

"سوتے وقت اے کلام پڑھنا۔ کلہ برزمین سجدہ من اللہ۔ تن پیر۔ پیرہن فقیر فقیر من اللہ۔ لا الہ الا اللہ۔ فقیر تاب اللہ ہادی۔ ہو اللہ۔ اول دیکھ آفتاب کا۔ دوسرا دیکھ مہتاب کا۔ تیسرا دیکھ قطب کے تارے کا۔ چوتھا دیکھ عالم ارواح کا۔ پانچواں دیکھ عالم اجسام کا۔

یہ اُردو عبارت پانچ صفحات میں ختم ہوجاتی ہے۔ آخری جملہ یہ ہے :-

"اللہ کے ناؤں کی برزخ جو ہے اُسے دیکھتے رہنا۔ او حرفاں نورانی ہوکر نظر آتے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی یعنی مسلسل فارسی عبارت شروع کر دی گئی ہے۔ جو تیرہ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اس کے بعد اسی کے سلسلہ میں پھر اُردو نثر شروع ہوتی ہے جو دو صفحات پر درج ہے اور ساتھ ہی فارسی نثر شروع ہوجاتی ہے اس طرح یہ رسالہ اُردو و فارسی نثر کا مجموعہ ہے۔ یہ ناقص الآخر ہے۔ کوئی ترقیمہ نہیں۔ معمولی نستعلیق خط میں فارسی و اُردو نثر لکھی گئی ہے اور عربی آیات واحادیث وادعیہ معمولی نسخ خط میں ہیں۔ کاغذ قدیم اور کرم خوردہ ہے۔

۱۵ ورق - ۱۷ اسطور فی صفحہ - ۸" × ½ ۵" -

۷۵۴ - بیاض منقبت و تبریٰ - غواصی - خواجہ بندہ نواز - میران - شفیع وغیرہ - قریب سنہ ۱۱۸۵ھ - کلام فارسی واُردو

اس بیاض میں بعض مشاہیر شعرا کا ایسا کلام جمع کیا گیا ہے جو منقبت اہل بیت اور اہل بیت کے دشمنوں اور سنیوں کی مذمت پر مشتمل ہے۔ اس کی بعض نظمیں بہت ہی دلچسپ ہیں لیکن جن شاعروں اور مصنفوں سے منسوب ہیں ان کے کلام کے مجموعوں میں یہ شامل ہیں یا نہیں یہ امر تحقیق طلب ہے۔

معلوم نہ ہوا کہ اس کاتب کا ماخذ کیا تھا۔ بہرصورت یہ سب نظمیں اس لحاظ سے بہت اہم ہیں کہ کسی کتب خانہ میں یا کسی اور بیاض میں ان کا پتہ نہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ قصیدہ فارسی۔ منقبت حضرت علی۔ از حکیم۔ یہ ناقص الاول ہے۔ بحالت موجودہ ۴۵ شعر ہیں۔ اس شعر سے اس بیاض میں شروع ہوتا ہے۔

حضرت آدم بمنع دست ز گندم نداشت　　آں بجہاں واگذاشت نعمت الوان او

آخری شعر یہ ہے ؎

تاکہ فضائے جہاں عرصۂ جولاں بود　　باز فلک ہم چو گوے درخم چوگان او

۲۔ قصیدہ فارسی۔ منقبت حضرت علی۔ از ملا غواصی ملک الشعراے گولکنڈہ۔ غواصی اردو کا مشہور شاعر ہے جس نے ۱۰۳۵ھ میں سیف الملوک و بدیع الجمال اور ۔۔۔ میں طوطی نامہ مثنویاں لکھی تھیں اور یہ دونوں مثنویاں مجلس اشاعت دکنی مخطوطات کی طرف سے شائع ہوچکی ہیں اور ان کے دیباچہ میں غواصی کے حالات بھی درج ہیں۔ یہ قصیدہ اس لئے اہمیت رکھتا ہے کہ غواصی کا فارسی کلام عام طور پر نہیں ملتا۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فارسی کا بھی اعلےٰ پایہ کا شاعر تھا۔ اس کی اردو کلیات کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے جس میں قصائد بھی شامل ہیں۔

زیر نظر قصیدے میں حضرت علی کی مدح کے ساتھ ان کے مخالفوں پر سب وشتم کیا گیا ہے اور غالباً ابتدائی تین خلفا کو کئی اشعار میں گالیاں دی گئی ہیں۔ نام تو نہیں لئے ہیں مگر تین کی طرف بار بار اشارہ کیا ہے۔ اس قصیدہ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے ؎

منم کہ تیغ زبانم چو ذوالفقار دو سر　　زباں کشودہ باوصاف حیدر صفدر
منم کہ لاف غلامی مرتضیٰ زدہ ام　　دراں ومیکہ نبودہ ز کائنات اثر

اس قصیدہ میں ۴۸ شعر ہیں۔ آخری اشعار یہ ہیں ؎

علی است آں کہ سخن گفت بارسول خدا　　دراں مقام کہ نازادہ بود از مادر
بمدح شاہ نجف بیحد است غواصی　　ولے ز بحر مراد است ودانۂ گوہر

۳۔ رباعی تصنیف سید محمد گیسو دراز۔

دوش دیدم شہ حسین اندر ملا　　گفتم اے شاہ شہید کربلا
سیداں سنی از نسل تو اند　　گفت لا واللہ لا واللہ لا

۴۔ قصیدہ منقبت۔ از سعدی شیرازی۔ یہ دس اشعار کا ایک قصیدہ ہے جس میں قصیدۂ غواصی کی طرح تین اصحاب کی ہجو کی گئی ہے۔ مقطع ومطلع یہ ہے ؎

مطلع :۔ منم از جان و دل مولائے حیدر　　امیرالمومنیں آں شاہ صفدر
مقطع :۔ ایا سعدی تو نیکو اعتقادی　　زدیں و اعتقادِ خویش برخور

۵۔ قصیدہ منقبت ۔ از نعانی ۔ ۲۱ اشعار کا قصیدہ ہے ۔ مطلع و مقطع یہ ہے ؎

مطلع :۔ قسم بخالق بے چوں و صدرہ بدرانام　　کہ بعد سید کونین حیدر است امام
مقطع :۔ نعانی از ازل آورد بہ مہر حیدر و آل　　بخود نہ ساخت از اں بہر لتفات عوام
خمیدہ باد قد خارجی چو گردن دال　　شکستہ باد دل ناصبی چو حلقۂ لام

۶۔ قصیدہ شمس تبریز ۔ یہ ۸ اشعر کا قصیدہ ہے ۔ چاروں آئمہ فقہ پر تبرٰی کیا گیا ہے ۔

باسم خالق سبحان خدا دند ہمہ دوراں　　علی را داں علی را داں علی را داں علی را داں
ز جام عشق شاہ دیں اگرچہ شمس کسکیں　　نبو شد جرعۂ گوید ضمیرش روشن و تاباں

۷۔ قصیدہ مردم کاشانی ۔ اس میں بھی تینوں اصحاب پر لعنت بھیجی گئی ہے ۔ ۳۰ شعر ہیں مطلع یہ ہے ؎

منم کہ آل نبی را ز جاں شدم چاکر　　غلام آل رسولیم و بندۂ حیدر

۸۔ مسدس اُردو ۔ از میرن سبزواری دہلوی ۔

میرن سبزواری کے بارے میں تفصیلی معلومات جلد اول صفحات ۲۹۴ ۔ ۳۰۹ ۔ جلد چہارم صفحہ ۳۵ پر درج ہیں ۔ دہلی کے رہنے والے تھے ۔ آخر عمر میں لکھنو چلے گئے تھے ۔ ان کا اُردو کلام ادارے کے مخطوطات نمبر ۷۰۶ اور ۷۱۱ میں بھی موجود ہے ۔ زیر نظر بیاض میں ان کا ایک ترکیب بند (مسدس) حسب ذیل عنوان کے تحت درج ہے :۔

"در منقبت علی مرتضٰی علیہ الصلوات والسلام وور تبرائے اعدائے اہل بیت صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین ۔ از میرن صاحب سبزواری ۔"

اس میں دس بند ہیں ۔ پہلا بند اور آخری بند یہ ہے ؎

پہلا ۔ جس گھڑی ہزدہ ہزار حق نے بنایا خلقت　　اس گھڑی بولا الست بندوں اوپر کر شفقت
جس نے قالو کہا ان سب کو ملی ہے رحمت　　جو کہ ثابت نہ رہا اس کو کیا در لعنت
بر سر دلگی و منبر کہوں ان پہ لعنت
جو کہ لعنت نہ کرے اس کے پدر پر لعنت

آخری۔ کیا ہوے ابن لعین شیخ برہمن مردود کیا ہوے رستم بن زال اور کیا ہوے نمرود
کوئی کیسا ہو خوارج جو کرے گفت و شنود میرن اس بیت کے تئیں اوسکوں سناوے در زود
برسر دنگل و منبر کہوں اون پر لعنت

۹۔ **لعنت نامہ اُردو**۔ از شوق علی۔ یہ ۱۱ شعر کا لعنت نامہ ہے جس کے عنوان پر منقبت مولا لکھا ہے لیکن اس میں کوئی شعر منقبت کا نہیں ہے۔ پہلا اور آخری شعر یہ ہے۔

پہلا شعر۔ پہلے ناصب امیر پر لعنت اس کے اندھے ضمیر پر لعنت
آخری شعر۔ شوق علی دین دن کہا کرتوں ان کے اخوان و پیر پر لعنت

۱۰۔ **مثنوی ساقی نامہ تبرا اُردو**۔ از میرن سبزواری۔ یہ ۴۸ ابیات کی ایک مثنوی ہے جس میں میرن نے پہلے تین خلفا اور بنو امیہ کے علاوہ خالد، طلحہ، زبیر، عتبہ، سعد وقاص، عمرو ابن عاص، ابو ہریرہ، ابو حنیفہ، مالک، حنبل، شافعی، عائشہ، حفصہ، وغیرہ پر بھی سخت اور مذموم الفاظ میں لعنت بھیجی ہے۔ ابتدائی اور آخری بیت یہ ہے۔

بیا ساقیا جام بخش بہار بعشق علی صاحب ذوالفقار
تبرا کرے میرن سبزوار لعیں خارجی پر ہزاراں ہزار

۱۱۔ میرن کے اردو ساقی نامۂ تبرا کے بعد سعدی، حکیم ثنائی، نظامی گنجوی، ملا حسین، ملا جامی، میر مبارک اللہ واضح اور غلام علی آزاد بلگرامی کی فارسی رباعیاں اور اشعار درج ہیں جو تبرا سے متعلق ہیں۔

۱۲۔ **کلام میر محمد شفیع**۔ یہ اُردو اور فارسی دونوں میں شعر کہتے تھے۔ سودا اور میر تقی میر کے دوست تھے اور لکھنؤ میں قیام تھا۔ تذکرہ علی ابراہیم خاں خلیل اور تذکرہ عشقی میں ان کا ذکر درج ہے (یادگار شعرا صفحہ ۱۱۹) اس بیاض میں ان کا اُردو کلام بھی ہے اور فارسی بھی۔ اور ان سب اشعار میں تبرا کیا گیا ہے۔ اُردو کلام سے کچھ نرم نمونہ یہ ہے۔

علی کے دشمناں کی دوستی دل کو کرے کالا خدا کی یاد کی جاگہ کو ملک شام نا کرنا
نبی کی آل کا دشمن پھرے رسوا ہو محشر میں شفیع کی ہے کمند کا دن محباں روز محشر میں
عبث امید رکھتا ہے قیامت میں شفاعت کا کہ جن دعوی کیا ہے یاں جہالت سے خلافت کا
اپس کے گوں کے لوگاں کوں بلا سند یہ جو بیٹھا دو نیں اک باپ کا بیٹا وہ بیٹا ہے جماعت کا

۱۳۔ **ترکیب بند فارسی**۔ از نقد علی خاں ایلچی متوفی ۱۱۸۵ھ (حالات کے لئے دیکھو مرقع سخن جلد دوم صفحہ ۳۹۰) اس میں سات بند ہیں۔ ہر بند میں تقریباً ۱۲ شعر ہیں جن میں بہت سخت اور فحش انداز میں تبرا کیا گیا ہے۔

۱۴- لعنت نامہ فارسی از ملا عباس ناسخ - یہ کوئی غیر معروف شاعر ہیں - ان کے اس ترکیب بند میں ۷ بند ہیں اور ہر بند میں ۱۳ شعر ہیں -

۱۵- مخمس فارسی از ایجاد - نقد علی خاں ایجاد کا ایک ترکیب بند بھی اس بیاض میں موجود ہے جس کا ذکر ابھی گذر چکا ہے - اس مخمس میں ۲۶ بند ہیں اور اس میں حضرت عمر خلیفہ دوم پر تبرا لکھا گیا ہے -

۱۶- ہفت بند فارسی از ملا باقی - یہ بھی ایک غیر معروف فارسی شاعر ہیں - ان کی اس طویل فارسی نظم کے ہر بند میں ۱۳ مخمس ہیں - اس نظم کے عنوان میں لکھا ہے کہ "ہفت بند تصنیف ملا باقی کہ مرزا مظہر مخمس نمود -" اس کا آخری بند یہ ہے ؎

می کند لعن تو مظہر ہر دم از راہ یقیں — می کند نفریں ترا ہر کس کہ باشد دوربیں
می کند پیوستہ لعنت در رحم طفل جنیں — دشمنانت را بہ محشر بر در خلد بریں
می رسد آواز طبتم فادخلوہا خالدیں

۱۷- ہفت بند فارسی از ملا باقی - اس ہفت بند میں حضرت عمر پر تبرا کیا گیا ہے - اس کے ہر بند میں ۱۳ شعر ہیں -

اس بیاض کی تمام نظمیں نہایت خوشخط نستعلیق میں صاف پاک طریقہ پر لکھی گئی ہیں - جملہ عنوانات سُرخ روشنائی میں ہیں - آخر میں بیاض کے متعدد صفحات خالی چھوڑ دیے گئے ہیں - کوئی ترقیمہ نہیں - یہ بیاض ۱۱۸۵ھ کے بعد یا قریبی زمانہ میں لکھی گئی ہے - کاتب کا نام معلوم نہ ہو سکا -

۴۱ ورق - فی صفحہ ۱۲ شعر - ۹" × ۴" -

۷۵۵ - کلیات فارسی و اُردو - مرزا رفیع سودا - قریب ۱۲۰۰ھ - کلام فارسی و اُردو

اُردو کے مشہور شاعر سودا کے کلام کے اور آٹھ مخطوطے حسب تفصیل ذیل ادارے میں موجود ہیں -

۱ - کلیات سودا مکتوبہ ۱۲۱۳ھ	نمبر ۱۱۶	جلد اول	صفحہ	۱۰۲
۲ - " " " ۱۱۹۵ھ	" ۱۴۸	"	"	۱۰۳
۳ - دیوان " " ۱۲۲۳ھ	" ۵۲۰	"	"	۹۹
۴ - منتخب دیوان سودا	" ۱۳۶ اب	"	"	۱۰۴
۵ - انتخاب کلام سودا		جلد دوم		
۶ - " " "	" ۵۳۵	جلد سوم	"	۶۹
۷ - دیوان سودا فارسی	" ۵۹۸	"	"	۲۰۵
۸ - قصائد سودا	" ۵۹۹	"	"	"

لیکن یہ مخطوطہ ان سب سے زیادہ اہم مکمل اور خوشخط ہے۔ سوداؔ کی وفات کے بعد ہی لکھنؤ میں خاص احتیاط اور صحت کے ساتھ لکھوایا گیا ہے۔ اس میں ان کا جملہ فارسی و اردو کلام درج ہے۔ ہر صفحہ کے حاشیہ پر پہلے نیلگوں خطوط کی جدولیں کھینچی ہیں اور اس کے بعد ڈیڑھ انچ کے فاصلہ پر سنہری جدول ہے۔ ہر حصۂ کلام کی پیشانی پر طلائی لاجوردی نقش و نگار بنائے گئے ہیں اور ہر حصہ کے پہلے دو صفحوں کی جدولوں کے درمیان سبز و نیلگوں بیل بوٹے اتارے گئے ہیں۔

اس کا آغاز ایک مسجد کے تاریخی قصیدے سے ہوتا ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

با عندلیب گلشن ایماں برابر است　　　　گل بانگ مرغ خانہ ام اللہ اکبر است

اس کے بعد غزلیات شروع کی ہیں جن کا پہلا شعر ہے ؎

زد شعلہ بر دل از نفس سرد داغ ما　　　　روشن شود ز باد سحر گہ چراغ ما

فارسی غزلیں جملہ ردیفوں میں ہیں۔ ان کے بعد فارسی قطعات ہیں۔ پھر اردو قصائد سے کلیاتِ اردو شروع ہوتی ہے۔

اس کتاب کی تاریخی اہمیت بھی ہے۔ محمدؐ اختر علی ولد مولوی بہادر علی متوطن علی گڈھ نے سنہ ۱۹۱۹ء میں یہ مخطوطہ مولوی ضیاء الدین احمد صاحب بنی اسرائیلوی ساکن علی گڈھ سے خریدا تھا اور بعد کو اس تحریر کے ساتھ مولانا حسرت موہانی کے نذر کردیا تھا:۔

"بخدمت شریف مکرمی مشفقی جناب مولوی فضل الحسن صاحب حسرتؔ موہانی
از طرف احقر العباد محمدؐ اختر علی عفی عنہ متوطن علی گڈھ پسر جناب مولوی بہادر علی صاحب
مرحوم و مغفور علی گڈھ مورخہ ۱۶ ستمبر سنہ ۱۹ء۔"

چنانچہ یہ مخطوطہ مولانا حسرت موہانی کے عرصہ تک زیر مطالعہ رہا۔ اور انہوں نے جلد کے اندر پہلے صفحہ پر "حسرت موہانی کانپور" دستخط کئے ہیں۔

معطی نے مولانا حسرت موہانی کو تحفہ دیتے وقت اس کتاب پر یہ عبارت بھی لکھدی ہے:۔

"محمدؐ اختر علی نے اس کتاب کو قیمتاً خریدا مولوی ضیاء الدین احمد صاحب
بنی اسرائیلوی علی گڈھ سے۔"

بعد کو یہ نسخہ ڈاکٹر حفیظ سیّد صاحب الہ آباد کے یہاں رہا اور انہوں نے دیگر متعدد مخطوطات کے ساتھ اس کو بھی سنہ ۱۹۵۵ء میں ادارے میں بطور تحفہ داخل فرمایا۔ چنانچہ راقم الحروف نے ایک تحریر مورخہ ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۵۵ء کے ذریعہ سے اس کے ابتدائی ورق پر اس کا اظہار کر دیا ہے۔

۳۹۶ ورق۔ ۱۴ سطور فی صفحہ۔ ½۱۱" × ½۷"۔

۷۵۶ - خلاصۃ الانبیا ترجمہ قصص الانبیا - از غلام نبی ابن عنایت اللہ - ۱۲۶۳ھ - } نثر اردو

غلام نبی ابن عنایت اللہ ابن محمد امیر نے فارسی قصص الانبیا کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب تالیف کی ہے اور اس کی ترتیب میں روضۃ الصفا ۔ معارج النبوہ ۔ تاریخ گزیدہ ۔ تاریخ اعثم کوفی اور تاریخ حبیب السیر وغیرہ سے بھی استفادہ کیا ہے اور خود ہی ۱۲۶۳ھ میں کلکتہ میں اس کو چھپوایا تھا۔ لیکن بہت جلد یہ کتاب کم یاب ہوگئی تو شیخ محمد داؤد نے مولوی نور الہدیٰ، مولوی محمد اسمٰعیل رتناگری، اور منشی حرمت خاں سے نظر ثانی کرا کے دوسری بار بمبئی کے مطبع محمدی میں چھپوایا ۔

بمبئی کے اسی مطبوعہ نسخے سے کسی صاحب نے یہ نسخہ ۱۲۷۹ھ میں نقل کیا ہے اور آخر میں ایک ترقیمہ لکھا ہے جس کا ابتدائی حصہ یہ ہے ۔

"الحمد للہ کتاب قصص الانبیا بتاریخ چہار دہم رمضان المبارک ۱۲۷۹ ہجری روز پنجشنبہ انصرام یافت۔"

لیکن افسوس ہے کہ نہ اپنا نام لکھا اور نہ مقام کتابت درج کیا ۔ کتاب کے سرورق پر بھی اوپر کے گوشہ میں حسب ذیل تحریر سرخ روشنائی میں ثبت ہے ۔

"آغاز تحریر دہم ربیع الاول ۱۲۷۹ھ روز پنجشنبہ اتمام کتاب چہاردہم رمضان روز پنجشنبہ ۱۲۷۹ھ ۔"

یہ مخطوطہ کسی صاحب علی نقی نجفی کی ملک رہ چکا ہے چنانچہ اسی ابتدائی صفحے کے نیچے ان کی ایک مہر ثبت ہے ۔ ادارے میں مولوی احمد اللہ خاں صاحب نے بطور عطیہ داخل کیا ہے ۔ خفی خط نستعلیق میں صاف پاک لکھا گیا ہے ۔ عنوانات سرخ روشنائی میں ہیں ۔ غالباً مطبوعہ کتاب کی صفحہ بہ صفحہ نقل کی ہے ۔

۲۶۴ ورق - ۱۷ سطور فی صفحہ - ½۱۱ × ½۷"

۷۵۷ - روضۃ الانوار - از شاہ تجلی علی - قبل ۱۲۱۵ھ - مثنوی اردو

شاہ تجلی علی (۱۱۵۱ھ - ۱۲۱۵ھ) حیدر آباد کے مشہور مورخ، شاعر، مصور اور حسن کار تھے ۔ انہوں نے آصف جاہ ثانی کی ایک قد آدم تصویر اتاری تھی اور اپنی تاریخ تزک آصفیہ کا ایک باتصویر نسخہ بھی تیار کیا تھا جس کے صلہ میں پچاس ہزار روپے کا انعام حاصل کیا تھا ۔ حیدر آباد کے ایک ملک الشعرا شیر محمد خاں ایمان انہی کے شاگرد تھے اور فن مصوری میں بھی ان کے شاگردوں کا سلسلہ

عرصہ تک حیدرآباد میں موجود رہا۔ ادارے کی ایک کتاب مرقع سخن جلد اول اور محبوب الزمن و گلزار آصفی وغیرہ میں ان کے حالات درج ہیں۔

ارسطو جاہ کی مدح میں جن شعرا نے قصیدے لکھے تھے ان کا ایک مجموعہ بھی تجلی کے ایک مقدمہ کے ساتھ مرتب ہوا تھا۔ اس میں خود ان کے بھی کئی قصیدے شامل ہیں۔ یہ معلوم نہ تھا کہ انہوں نے طویل مثنویاں بھی لکھی ہیں۔ کتب خانہ سالار جنگ میں ان کی ایک مثنوی روضۃ الانوار کے نام سے موجود ہے جس کو غلط فہمی کی بنا پر فہرست کے مرتب مولوی نصیر الدین ہاشمی صاحب نے میر محمد حسین کلیم کے فرزند اور میر تقی میر کے بھانجے تجلی علی کی تصنیف قرار دیا ہے۔ حالانکہ جو نمونہ اشعار درج ہے اس سے خود یہ پتہ چلتاہے کہ یہ کسی دکنی شاعر کا کلام ہے۔

زیر نظر مخطوطہ اسی روضۃ الانوار کا حصۂ دوم معلوم ہوتا ہے۔

حصۂ اول میں جو کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے صرف آنحضرت رسول خدا کے حالات درج ہیں۔ زیر نظر حصہ میں حضرت امام زین العابدین سے حضرت امام المنتظر مہدی علیہ السلام تک (یعنے جملہ آئمہ) کے حالات اور واقعات منظوم کئے ہیں۔

یہ حصہ بھی کافی ضخیم ہے تقریباً ۱۸۵۰ ابیات ہیں۔ اس کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے ؎

خدا کی ہے عجب قدرت نمائی — جہاں اپنی دکھا دے کبریائی
اگر شمشیر کوئی سر پہ پھراوے — وہاں سے بھی وہی اس کو بچاوے

اس کے آخری حصہ میں امام مہدی کی زندگی کے حالات لکھنے کے بعد ان کے دوبارہ ظاہر ہونے کے وقت اہل عالم کے اخلاق و عادات کس طرح بگڑ جائیں گے ان کی تفصیل درج کرکے اس مثنوی کو ختم کیاہے۔ آخری ابیات یہ ہیں۔

جہاں کو دیویں ترجیح آخرت پر — یہ سب دجال آنے کی علامت
رکھے محفوظ حق سب مومنیں کو — یہ کاموں میں نہ ڈالے اہل دیں کو

معلوم ہوتاہے کہ اس حصہ میں بھی بعض اجزا نقل نہیں کئے گئے ہیں۔ اور شاہ تجلی نے یہ مثنوی بہت طویل لکھی تھی۔ اس مخطوطہ کے کاتب کم سواد معلوم ہوتے ہیں۔ صاف نستعلیق خط میں لکھا ہے۔ کاغذ بہت کرم خوردہ ہوگیا ہے۔ اس کا ترقیمہ یہ ہے:۔

"تمت الکتاب بعون الوہاب روضۃ الانوار من تصنیف تجلی علی شاہ مرحوم و مغفور۔ از دست میر محمود در بلدۂ حیدرآباد بتاریخ ۲۷ شہر رمضان ۱۲۵۱ھ قلمی گشت۔"

اس کے نیچے سید علی مہدی نے لکھا ہے:۔

"غرہ ماہ جمادی الاول ۱۲۰۵ھ از میر واحد علی گرفتہ شد۔"

واحد علی نے اس جلد میں کئی اور فارسی کتابیں نقل کی ہیں جن کی تفصیلات اس کے بعد کے نمبروں میں درج ہیں۔

۶۲ ورق۔ ۱۵ سطور فی صفحہ۔ ۹″ × ۶″۔

۷۵۸۔ کلمات طیبات۔ حضرت علی علیہ السلام۔ نظم و نثر فارسی و عربی

اس رسالہ میں حضرت علی کے ایکسو اقوال اصل عربی میں لکھکر فارسی نظم میں ان کی تشریح کی گئی ہے۔ مترجم کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ ابتدا اس طرح کی ہے:۔

بہترین ہر کلام اے نور چشم مرداں — ہست نام خالق بسیار بخش و مہرباں
قال امیر المومنین علی علیہ السلام — "لوکشف الغطا ما ازددت یقیناً"
گفت امیر المومنین سرچشمۂ صدق و صفا — شاہ مرداں شیر یزداں ابن عم مصطفےٰ
گر اجل بردارد از میم حیات مستعار — در یقیں من نیفزاید بذات کردگار

آخر میں یہ ترقیمہ لکھا ہے:۔

"نوشتہ شد ایں رسالہ شریفہ در ۱۲۰۵ھ ونقل کردہ شد از رسالۂ کہ نوشتہ بود آں را قاسم کاتب در مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔"

کاتب نے اپنا نام اور مقام کتابت نہیں لکھا۔ کاغذ بہت کرم خوردہ ہو گیا ہے۔ سرورق پر لکھا ہے کہ:۔

"صاحب ایں کتاب والدہ صاحبہ غلام حسن صاحب۔ از میر واحد علی گرفتہ شدہ بتاریخ غرہ شہر جمادی الاول ۱۲۰۵ھ۔"

یہ رسالہ مخطوطہ نمبر ۷۵۷ کے ساتھ ایک ہی جلد میں مجلد ہے۔

۷ ورق۔ ۱۵ سطور فی صفحہ۔ ۹″ × ۶″۔

۷۵۹۔ رسالہ نماز۔ عقائد شیعی۔ نثر فارسی

اس فارسی رسالہ میں مذہب اثنا عشری کے اصول و فروعِ دین لکھے گئے ہیں۔ یہ ایک مقدمہ اور بارہ فصلوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں اصول و فروع دین کی وضاحت کی گئی ہے۔ مضمون کے عنوان یہ ہیں:۔

۱۔ بیان وجوب نماز پنجگانہ ۲۔ اوقات نماز ۳۔ اذان و اقامت

۴۔ نیت نماز و قرأت سورہ ۵۔ دعا ہائے بعد نماز ۶۔ سجدتین شکر
۷۔ نماز غفیلہ و وتیرہ ۸۔ دعا ہائے وقت خواب ۹۔ نماز شب
۱۰۔ نماز کسوف خسوف ۱۱۔ شک و سہو ۱۲۔ نماز شب اول

خاتمہ میں اعمال ہفتہ بیان کئے گئے ہیں۔ مصنف نے اپنا نام نہیں لکھا اور نہ سنہ تصنیف معلوم ہو سکا۔ کوئی ترقیمہ نہیں ہے اس لئے کاتب و مقام و تاریخ کتابت کی تفصیلات بھی معلوم نہ ہوسکیں۔ ۱۲۵۰ھ کے قریب کی کتابت ہے۔

اس رسالہ کے ساتھ ہی فالنامۂ کلام مجید اور اس کے بعد طریق استخارہ بھی درج کردیا ہے اور ساتھ ہی ایک تیسرا رسالہ اولاد کرام مرتضیٰ علی کی تفصیلات پر لکھا ہے جو ناقص الآخر ہے۔ یہ کتاب روضۃ الانوار شاہ تجلی علی (نمبر ۷۵۷) کے ساتھ ہی مجلد ہے اور کرم خوردہ ہے۔

۲۰ ورق۔ ۱۵ سطور فی صفحہ۔ ۹"×۶"۔

۷۶۰۔ تعلیم الصبیان از ملا باقر مجلسی۔ عقاید نثر فارسی

یہ مشہور و مقبول رسالہ بہت مختصر ہے اور اس میں شیعہ مذہب کے عقاید بچوں کو سمجھائے گئے ہیں۔ اس کو میر واحد علی نے ۱۲۵۰ھ ہی میں نقل کیا ہے اور ایک ہی جلد میں روضۃ الانوار شاہ تجلی علی کے ساتھ مجلد کیا ہے۔ ترقیمہ یہ ہے:-

"تحریر رسالہ تعلیم الصبیان من تصنیف ملا باقر مجلسی علیہ الرحمۃ در ۱۲۵۰ھ
چہارم بست شہر صفر المظفر روز پنجشنبہ از دست عاصی میر واحد علی بانام رسید"

۶ ورق۔ ۱۵ سطور فی صفحہ۔ ۹"×۶"۔

۷۶۱۔ رسالہ اصول دین۔ از حافظی۔ عقاید نظم فارسی

میر واحد علی کاتب نمبر ۷۶۰ نے یہ منظوم رسالۂ حافظی ۱۲۵۰ھ میں نقل کیا ہے۔ اس میں بھی شیعہ عقاید بیان کئے گئے ہیں۔ آغاز اس طرح ہوتا ہے ؎

اے دل اول بگو تو بسم اللہ کن ادا شکر نعمت اللہ
بعد حمد خدا و نعت رسول بکشا لب بہ مدح زوج بتول

اختتام۔ حافظی ایں رسالہ مختصر بست از برائے عوام ما حضریست
آں سبب نظم کردہ ام ایں را تا بدانند عامیاں دیں را
بندہ را ہم بود ثواب تمام یاد گیرند آں خواص و عوام

ترقیمہ ۔ درماہ صفر المظفر چہار دہم ۱۲۵۰ھ تمت تمام شد ۔''

۶ ورق ۔ ۱۵ سطور فی صفحہ ۔ ۹ × ۶ ۔

۷۶۲ ۔ تنبیہ الغافلین ۔ از بہاء الدین محمد ۔ نثر فارسی

میر واحد علی کاتب مخطوطات نمبر ۷۶۰ و ۷۶۱ نے بہاء الدین محمد ابن ابراہیم الترمذی کا یہ فارسی رسالۂ نثر ۱۲۴۶ھ میں نقل کیا ہے ۔ یہ رسالہ حسب ذیل ابواب پر مشتمل ہے :۔

۱۔ فضیلت علم و علما ۲ ۔ فضیلت نماز ۳ ۔ عذاب مانع الزکات ۴۔ عذاب خمر و خمار
۵ ۔ صفت بہشت و دوزخ ۶ ۔ اوامر ۷ نہی ۸ ۔ اکرام مہمان و ثواب ۔
خاتمہ ۔ معاصی و عمل خالص ۔

اس کا ترقیمہ یہ ہے :۔

'' در حیدرآباد فرخندہ بنیاد بتاریخ بست و ہفتم شہر ذیحجہ ۱۲۴۹ھ
بخط فقیر حقیر میر واحد علی بجلدی تمام باتمام رسید ۔''

یہ جلد علی نقی نجفی کی ملک رہچکی ہے ۔ چنانچہ پہلے ورق پر ان کے دستخط اور درمیان میں مُہر ثبت ہے ۔ ادارے میں مولوی احمد اللہ خاں صاحب بی ۔ اے ، بی ایڈ مدرس گول کنڈہ ہائی اسکول نے بطور عطیہ داخل کی ہے ۔

جلد چمڑے کی بہت قدیم ہے مگر پوری کتاب کرم خوردہ ہوگئی ہے ۔

۳۶ ورق ۔ ۱۵ سطور فی صفحہ ۔ ۹ × ۶ ۔

۷۶۳ ۔ گلستان خیال ۔ از سید محمد والہ موسوی (متوفی ۱۱۸۴ھ) مثنوی فارسی

سید محمد والہ موسوی کی اُردو مثنوی طالب و موہنی ۱۹۵۸ء میں ادارے کی طرف سے مرتب کرکے شایع کردی گئی ہے ۔ اس کا قلمی مخطوطہ صرف ادارے ہی میں موجود ہے (نمبر ۵۴۹) ہندوستان کے کسی اور کتب خانہ میں اس کا کوئی اور نسخہ نہیں ملا ۔ جلد سوم صفحات ۹۱ تا ۹۴ پر اس کی تفصیلات درج ہوچکی ہیں اور مطبوعہ کتاب کے دیباچہ میں بھی شایع ہوئی ہیں ۔ ان دونوں میں والہ کی تصنیفات کی فہرست بھی دی گئی ہے ۔ وہاں گلستان خیال کی نسبت یہ خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ والہ کے فارسی دیوان کا نام ہے لیکن اب یہ مخطوط ادارے میں دستیاب ہوا ہے جس کے مطالعہ سے پتہ چلا کہ یہ دیوان سے علحدہ ایک طویل مثنوی ہے جس میں تقریباً ۵۲۵ ابیات ہیں ۔

اس مثنوی میں حمد ، مناجات ، نعت اور منقبت شاہ ولایت پناہ کے عنوانات حسب روایت

قائم کرنے اور ان پر تقریباً ایکسو ابیات لکھنے کے بعد " سبب نظم گلستان خیال " کا عنوان قائم کیا ہے اور اس میں لکھتے ہیں کہ میں ایک روز دنیا کے کاروبار سے بیزار ہوکر شہر سے باہر نکلا اور ایک چشمۂ آب کے کنارے بیٹھا تھا۔ میرے ہاتھ میں زلالی کی مثنوی تھی جس میں محمود اور ایاز کا قصہ درج تھا اور میں اس کو پڑھ رہا تھا۔ اس کے بعد مثنوی زلالی کی خوبیاں بیان کی ہیں جن سے وہ اتنے متاثر ہوے کہ ؎

یکایک بے خبر از خویش رفتم — دو گام از دل بوحشت پیش رفتم
زجام بے خودی سرشار گشتم — گلستان خیال یار گشتم
تماشا ہاے رنگیں جلوہ گر شد — نظارہ محو شد دل بے خبر شد

اس محویت کے عالم میں خیال آیا کہ میں بھی ایک ایسی ہی مثنوی لکھوں چنانچہ اس کے ساتھ ہی " حقیقت عشق کار افروز " کا عنوان قائم کرکے اصل مثنوی لکھنی شروع کر دی ہے۔ اس کے بعد حسب ذیل عنوان قایم کئے ہیں

۲۔ صفت باغ و بہار و اضطراب بے یار ۳۔ نامۂ شوق بمعشوق ۴۔ صفت صبح
۵۔ صفت شکار و نخچیر گاہ ۶۔ رسیدن بکوشۂ محبوب و صفت حسن آں
۷۔ بیان مجلس آرائی و صفت شیشہ و پیالہ و مے ۸۔ صفت دل الفت منزل ۹۔ خاتمۂ گلستان خیال

اس مثنوی کا آغاز ان ابیات سے ہوتا ہے ؎

بنام آں کہ نامش نقش جان است — گرامی گوہر بحر بیان است
کریمے کش بہ گلزار تفضل — زنخل جرم آمرزش کند گل

آخری ابیات یہ ہیں جن میں مثنوی کا نام بھی لکھدیا ہے ؎

چنیں زیبا ازاں سفتم لآلی — کہ ہمت جستم از روح زلالی
بساعت سعی در اتمام کردم — گلستان خیالش نام کردم
امیدم ایں کہ تا باشد بہ عالم — سخن بیش سخن سنجاں مکرم
سرش از نشۂ معنی گراں باد — پسند طبع دانش پروراں باد

یہ نسخہ واؔلہ کے فرزند میر علی مردان خاں یکدل موسوی نے نقل کیا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد واؔلہ کا اور اپنا اور مرزا مظہر کا اس طرح تین دیوان یکے بعد دیگرے نقل کئے ہیں (دیکھو مخطوطات نمبر ۷۶۴ تا ۷۶۵) ترقیمہ میں صرف اتنا لکھا ہے :۔

" تمام شد گلستان خیال ۔ ہفدہم رمضان ۱۱۷۹ھ "

یکدل کا خط نہایت عمدہ ہے اور واؔلہ کے خط سے مشابہ ہے۔

نہایت پاکیزہ نستعلیق میں یہ مخطوطہ لکھا گیا ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی میں ہیں۔ یکدل نے واؔلہ کی یہ مثنوی اُن کی زندگی ہی میں نقل کی ہے۔ واؔلہ اس کی کتابت کے پانچ سال بعد ۱۱۸۴ھ میں

فوت ہوئے۔
۱۲ ورق۔ ۱۷ سطور فی صفحہ۔ ۸" × ۵"۔

۷۶۴۔ منتخب دیوان واؔلہ۔ سید محمد واؔلہ موسوی (متوفی ۱۱۸۴ھ) کلام فارسی

واؔلہ کی مثنوی گلستان خیال (نمبر ۷۶۳) کے بعد ہی ان کے فرزند علی مردان خاں یکدلؔ موسوی نے ان کا دیوان غزلیات نقل کیا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکمل دیوان نہیں ہے بلکہ انتخاب ہے۔ ان کے مکمل دیوان کے بارے میں جلد سوم صفحہ ۹۴ پر لکھا گیا تھا کہ

"یہ کتاب بڑی سائز کے ۲۸۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس دیوان کا مکمل مخطوطہ نہ معلوم کہیں محفوظ بھی ہے یا نہیں۔"

غرض مکمل دیوان کا تو اب تک کہیں پتہ نہیں چلا یہ منتخب دیوان ادارے ہی میں نکل آیا۔ اس کے پہلے صفحہ کی پیشانی پر یکدلؔ نے لکھا ہے:۔

"غزل ہائے چند قبلہ گاہ سید محمد واؔلہ موسوی۔"

جس غزل سے دیوان شروع کیا گیا ہے اس کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

کجائی اے سپند آتش حسن تو اخترہا	کہ می پیچد بہ چرخ امشب چوآہم دود مجمرہا
زراہ چاک دل در بزم قربش یا بنہد ورنہ	امید فتح یابی نیست واؔلہ را ازیں درہا

اس غزل سے قبل صفحہ کی پشت پر یعنے دیوان شروع کرنے سے پہلے ایک دلچسپ قطعہ لکھا ہے جو حسب ذیل ہے ؎

شبے بواقعہ گفتم بہ حافظ شیراز	کہ اے اساس سخن را بود بنا ہت بس
بہ ایں کمال و ہنر من چرا پریشانم	بگو کہ بہر نوازش مرا نگاہت بس
جواب داد کہ واؔلہ تو گر تہی دستی	بہ ملک نظم معانی است شنگاہت بس
مناسب تو بدیوان نوشتہ ام بیتے	کہ بہر حال پریشاں بود گواہت بس

فلک بہ مردم ناداں دہد زمام مراد
تو اہل فضلی و دانش ہمیں گناہت بس

یہ دیوان جس غزل پر ختم ہوتا ہے اس کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

پریشاں گر نمائی زلف شب را بر سحر پیچی	دگر در ہم بہ پیچی نافہ را خون جگر پیچی
بود آویزۂ گوش سخنداں نظم تو واؔلہ	گر بر مسطر خط رشتہ از تار گہر پیچی

اس دیوان میں تقریباً جملہ ردیفوں میں غزلیں منتخب کی گئی ہیں جن کے اشعار کی تعداد صرف

دوسو ہے۔ غزلوں کے بعد ایک قصیدہ در مدح امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام اور چار رباعیاں ہیں۔ قصیدے میں ۳۶ شعر ہیں۔ پہلا اور آخری شعر یہ ہے ؎

صبحدم چوں قلم صنعت نقاش ازل — کشد از سیم سحر اصفر شب را جدول

ہفت اندام عدو تا کہ شود غرق بخوں — زندش نیشتر عقرب دوزخ الحل

رباعیوں کے بعد پانچ بندوں کا ایک مخمس ہے جو بیدل کی اس غزل پر لکھا گیا ہے جس کا مطلع ہے ؎

شانہ را بگیسویش میل ہم زبانی ہاست — سرمہ را بچشم او صحبت نہانی ہاست

اس کے بعد یہ دیوان ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ والہ کی وفات سے پانچ سال قبل ۱۱۷۹ھ میں ان کا یہ کلام نقل کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ انتخاب خود والہ نے کیا ہو۔ اس مخطوطہ کا خط نہایت صاف نستعلیق ہے مگر کاغذ بوسیدہ اور کرم خوردہ اتنا زیادہ ہے کہ اکثر اشعار پوری طرح پڑھے نہیں جاتے۔ اس کے بعد ہی کلیات یکدل شروع کر دیا گیا ہے۔ (مخطوطہ نمبر ۷۶۵)۔

۱۲ ورق۔ ۱۷ سطور فی صفحہ۔ ۸″×۵۔

۷۶۵۔ کلیات یکدل۔ از میر علی مردان خاں یکدل موسوی (متوفی ۱۲۰۶ھ)۔ کلام فارسی

یکدل فرزند تھے سید محمد والہ موسوی کے جن کے تفصیلی حالات کے لئے دیکھو جلد سوم صفحات ۹۱ تا ۹۶۔ انہوں نے اپنے والد کی مثنوی گلستان خیال اور منتخب دیوان (مخطوطات ۷۶۳ و ۷۶۴) ۱۱۷۹ھ میں اس جلد میں نقل کئے ہیں اور ان کے بعد اپنا یہ کلیات لکھا ہے۔ اس وقت ان کے والد زندہ تھے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان کی زندگی ہی میں ایک صاحب دیوان شاعر بن چکے تھے۔

والہ کے حالات (جلد سوم صفحہ ۹۲) میں لکھا گیا تھا کہ ان کے ایک ہی فرزند سید محمد مہدی تھے جو والاجاہ کے بعد ان کے خاندانی جھگڑوں میں پھنس کر پریشان حال رہے۔ لیکن زیر نظر جلد کے مخطوطات ملنے کے بعد معلوم ہوا کہ شاید یہ بیان غلط ہے۔ والہ کے ایک اور فرزند میر علی مردان خاں تھے یا اگر ایک ہی فرزند تھے تو ان کا نام سید مہدی اور خطاب علی مردان خاں ہوگا۔

یکدل کی والدہ عبداللہ قطب شاہ کے داماد نظام الدین سید احمد کے فرزند سید منصور کی دختر تھیں۔ وہ ۱۱۴۵ھ کے قریب حیدرآباد میں پیدا ہوئے فارسی و عربی کی تعلیم اپنے والد ہی سے حاصل کی۔ اور انہی کے ساتھ مدراس اور ترچناپلی چلے گئے۔ والی میسور نواب حیدر علی خاں کے عہد میں بالاگھاٹ میں ملازم رہے اور بعد کو حسب الطلب والاجاہ پائین گھاٹ آئے اور ارکاٹ میں سیف الملک کی تعلیم کے لئے مامور ہوئے۔ آخر کار ۱۲۰۶ھ میں رحلت کی۔ محبوب الزمن جلد دوم صفحات ۱۲۱۷ و ۱۲۱۸ پر

ان کا مختصر حال اور نمونہ کلام درج ہے۔

زیر نظر کلیات میں پہلے حسب ذیل عنوانات پر قصائد شریک ہیں :۔

۱۔ درمنقبت امیرالمومنین حیدر صفدر ۲۔ درمنقبت شاہ ولایت

۳۔ در مدح امام محمدؐ مہدی صاحب الزماں ۴۔ در مدح امام علی ابن موسیٰ رضا

۵۔ در مدح نواب معین الملک اسد الدولہ عمدۃ الامرا ۶۔ در مدح نواب معین الملک اسد الدولہ حسین علی خاں بہادر عمدۃ الامرا

ان قصائد میں تقریباً ۲۲۵ شعر ہیں۔ ان کے بعد مخمسات درج ہیں۔ پہلا مخمس غزل فطرت پر لکھا ہے اس میں ۷ بند ہیں۔ دوسرے مخمس میں بھی سات ہی بند ہیں اس میں ناصر علی کی غزل کی تخمیس کی ہے۔

مخمسوں کے بعد دیوان غزلیات شروع کیا ہے جس میں پہلے فارسی نثر میں ایک دیباچہ ہے جس میں حمد ونعت کے مضامین کے بعد لکھا ہے :۔

" اما بعد خاکپائے سالکان طریق معنوی میر علی مردان یکدل موسوی رمزے بطور انشائے دیباچۂ دیوان مشتمل بر خیالات نازک و دقیق سرسبز تر از خط نو عروساں آراستہ ۔"

یہ دیباچہ ۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک رباعی بھی شامل ہے جس میں اپنے والد واؔلہ کے فیض کا اس طرح ذکر کیا ہے ؎

آں راکہ خدا داد دلِ ہشیارے مشت الست نمونہ بہر ہمہ خروارے

نظم ز نسیم فیض واؔلہ یکدل آراستہ شد چو ابر گوہربارے

اصل دیوان اس عنوان سے شروع ہوتا ہے :۔

<u>دیوان یکدل میر علی مردان موسوی</u>

پہلی غزل کا مطلع یہ ہے ؎

نہ کردہ انتیاز نالہ ام راکس بہ محفل ہا کہ چندیں رنگ پنہاں شد سخن در پردۂ دلہا

یہ دیوان اس جلد کی دوسری کتابوں کے ساتھ ۱۱۷۹ھ میں لکھا گیا تھا اور اس تاریخ کے بعد کی غزلیں تقریباً ہر صفحہ کے حاشیہ پر دوسرے قلم میں درج کی گئی ہیں جو نسبتاً ذرا جلی ہے۔ غزلوں کا یہ دیوان بہت ضخیم ہے اور اس میں تقریباً ۲۵۰۰ ڈھائی ہزار شعر ہیں۔ آخری شعر یہ ہے ؎

برغم شکست آرم یکدل بہ بزم عشرت ہر گہہ زدست ساقی گیرم بدست جامے

غزلوں کے بعد " رباعیات یکدل " کا عنوان لکھکر ۴۴ رباعیاں درج کی ہیں۔ خطِ نستعلیق

نہایت پاکیزہ ہے۔ مگر کاغذ کرم خوردہ ہوگیا ہے۔ کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔
۴۷ ورق۔ ۱۷ اسطور فی صفحہ۔ ۸″ × ۵″۔

۷۶۶۔ دیوان مظہر۔ مرزا مظہر جان جاناں کتابت ۱۱۷۹ھ۔ کلام فارسی

مرزا جان جاناں مظہر (۱۱۱۱ھ تا ۱۱۹۵ھ) دہلی کے مشہور اساتذۂ سخن میں سے تھے۔ اور اردو وفارسی کے بلند پایہ شاعر۔ ان کے دیوان فارسی کے کئی نسخے ادارے میں موجود ہیں جن میں سے دو نمبر ۵ و ۵۵۳ کی تفصیلات جلد دوم صفحہ ۲ و جلد سوم صفحہ ۱۰۲ پر درج ہو چکی ہیں۔ جلد سوم میں ان کے حالات بھی لکھدئے گئے ہیں۔ یہ دونوں دیوان ۱۱۴۳ و ۱۱۷۳ھ کے لکھے ہوئے ہیں مگر زیر نظر دیوان خود مظہر کی زندگی میں ترتیب دیوان کے آٹھ سال کے اندر ہی ۱۱۷۹ھ میں نقل کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا دیوان اس قدر جلد جنوبی ہند میں مدراس تک پہنچ گیا تھا۔ یہ دیوان نسبتاً بڑا ہے اور اس میں مذکورۂ بالا دیوانوں سے زیادہ شعر ہیں۔ اس کا آغاز جس غزل سے ہوتا ہے اس کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

بہار آمد کہ تا روشن نماید مشعل گل را ‌ ‌ ‌ کند گلگیر شمع نالہ ہا منقار بلبل را
ازاں ہردم بدستار خودش پیچش بود مظہر ‌ ‌ ‌ کہ ناحق بر قفا بستہ است دست زلف و کاکل را

نسخہ نمبر ۵۵۳ کی پہلی غزل اس نسخہ میں تیسری غزل ہے اور اس کے اشعار میں بھی کافی اختلاف ہے۔ صرف مطلع و مقطع کے فرق درج ذیل ہیں ؎

مخطوطہ نمبر ۵۵۳	مخطوطہ نمبر ۷۶۶
آبے نزد بروے گراں خواب بخت ما	مارا بہ آب گریۂ ما داد بخت ما
با آنکہ گریہ داد بہ سیلاب رخت ما	غم بار کرد بر سر سیلاب رخت ما
مظہر زما برید و دگر یاد ما نکرد	مظہر زما برید و دگر یاد ما نکرد
دیوانہ خوشش نبود ز وضع کرخت ما	جانا نہ خوشش نبود ز وضع کرخت ما

اس دیوان میں غزل کے ۵۰۷ شعر ہیں۔ غزلوں کے بعد رباعیات شروع کی گئی ہیں جو کل ۷ ہیں۔ پھر ۷ بندوں کا ایک مخمس ہے جو مرزا صائب کی مشہور غزل پر لکھا گیا ہے جس کا مطلع ہے ؎

چہرہ افروختہ چوں گل بنظر می آئی ‌ ‌ ‌ از شکار دل گویم کہ دگر می آئی

اس غزل کا یہ شعر بہت مشہور ہے ؎

بچہ تدبیر کسے از تو برومند شود ‌ ‌ ‌ نہ بزاری نہ بزورے نہ بہ زر می آئی

یہ دیوان ایک مثنوی پر ختم ہوتا ہے جس کی پہلی اور آخری بیت یہ ہے ؎

خدا در انتظار حمد ما نیست	محمد چشم بر راہ ثنا نیست
ولے دارم ز خوباں داد خواہی	دگر سر می کنم حرفے ز آہی

یہ دیوان مظہر میر علی مردان خاں یکدل نے اپنے اور اپنے والد کے کلام کے ساتھ ۱۱۷۹ھ میں نقل کیا ہے اور یہ سب کتابیں (۷۶۳ تا ۷۶۶) ایک ہی خط میں اور یکے بعد دیگرے نقل کی گئی ہیں۔

اس دیوان کے بعد ایک تحریر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چاروں کتابیں "داخل کتاب خانہ سرکار فیض آثار نواب حسام الملک بہادر" ہوئی تھیں۔ پھر کسی علی نقی نجفی کی ملک رہیں جن کی مہر اس میں ایک جگہ ثبت ہے۔ ادارے میں مولوی احمد اللہ خاں صاحب بی۔ایڈ مدرس گولکنڈہ ہائی اسکول نے بطور عطیہ داخل کی ہے۔

۲۵ ورق - ۱۷ سطور فی صفحہ - ۸″ × ۵″ -

۷۶۷ - بیاض خلیل - از خلیل و اکبر وغیرہ - قبل ۱۲۵۹ھ - کلام اردو

یہ ایک ضخیم بیاض ہے جس میں مختلف شعرا مثلاً ولایت، صدر، زور، انور، اکبر، احمد کی اردو غزلیں ردیف وار مرتب کی گئی ہیں۔ لیکن اکثر غزلوں کے مقطع درج نہیں ہیں۔ زیادہ تر کلام خلیل کا ہے جن کی نسبت معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔ امکان ہے کہ یہ کلام سید ابراہیم علی خلیل کا ہو جو سید محمد علی بشیر کے فرزند اور میر گلزار علی اسیر کے شاگرد تھے۔ گلشن بے خزاں (قبل ۱۲۵۹ھ) میں لکھا ہے کہ یہ ایک نوجوان شاعر ہیں اور حال ہی میں شاعری شروع کی ہے۔

اس بیاض کی جلد کے اندر ایک تحریر ہے جس میں لکھا ہے کہ یہ کاپی خلیل الرحمٰن اور صدرالدین کی ہے۔ ممکن ہے خلیل انہی خلیل الرحمٰن کا تخلص ہو لیکن یہ بالکل غیر معروف شخص ہیں۔

اس بیاض میں خلیل کی ۶۰ غزلیں ہیں جو جملہ ردیفوں میں ہیں اور دوسرے شعرا کی غزلوں کے درمیان نقل کی گئی ہیں۔

ان کی غزلوں کے مصرعوں میں جس طرح بعد کو ردو بدل کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیاض شاید انہی کی لکھی ہوئی ہو۔ اس ترمیم کی بعض مثالیں یہ ہیں۔

اصل کتابت	بعد ترمیم و تصحیح
انصاف اس کا حشر میں ہو وے تو ہے مزا	کافی ہے یہ ثبوت شہادت کے واسطے
خوں ہاتھ میں ہے بدلے حنا کے لگا ہوا	خوں ہاتھ میں ہے بدلے حنا کے لگا ہوا
کس سے شکوہ کریں شب فرقت	کس سے شکوہ کریں شب فرقت
تیغ ابرو کو وہ چڑھاتے ہیں	جان کر وہ مجھے جلاتے ہیں

غزلیات خلیل کے بعض مقطع یہ ہیں ؎

سو جان سے فدا ہے محمدؐ کے نام پر — اس وجہ سے خلیل پہ فضل خدا ہو
دل نہ دیتا اگر اس رہزن ایمان کو خلیل — خستہ و خوار نہ یوں حشر میں آکر پھرتا
کس سے کہتے ہو تم خلیل حزیں — کون سنتا ہے کب آجی دل کی
دن رات محو یار ہوا ہے خلیل تو — روزہ نماز اور نہ تجھ کو وضو پسند
کیوں نہ تازہ ہو اپنی روح خلیل — پھول تربت پہ وہ چڑھاتے ہیں

خلیل کے بعد اس بیاض میں زیادہ غزلیں کسی شاعر اکبر کی ہیں۔ جو اکثر نعتیہ ہیں۔ ان کے چند مقطع یہ ہیں ؎

لے چلو اے قافلہ والو مدینے کی طرف — میں وہ اکبر ہوں تمہارے پاؤں دھوتا جاؤنگا
اکبر کو اگر جلوہ دکھا دو دم آخر — حسرت کی طرح جان نکل جائے محمدؐ
ورد کر صل علے اصل علے اے اکبر — اس کی برکت سے ہی روشن تری تربت ہوگی
دل کے ہر ریشے میں ہے نام محمدؐ اکبر — تار اس ریشہ کے تو بہر کفن سلوا لے
شاعر دل ہیں روز محشر پڑھ کے نعت مصطفیٰ — سب سے بازی اکبر شیریں زباں لے جائے گا
مرحبا اکبر مداح لکھی خوب غزل — ایسے انداز کو شیریں سخنی کہتے ہیں

اس بیاض کا کاتب کم سواد ہے۔ اکثر املا غلط لکھا ہے۔ خط معمولی نستعلیق ہے۔ ہر ردیف کے بعد متعدد صفحات خالی چھوڑ دئے گئے ہیں۔

درمیان میں مہندی جناب امام قاسم کے عنوان سے چند مرثیے بھی لکھے گئے ہیں۔ ایک نوحہ وہ بھی ہے جو آج تک حیدر آباد کے گلی کوچوں میں محرم کے زمانہ میں فقیرنیوں کے ورد زبان رہتا ہے۔ اس کا مطلع یہ ہے۔

رو رو کہتی تھی قاسم کی دلہن چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی
ایک شب کی بنی ہوں سہاگن چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی

اس نوحہ کے نیچے تاریخ کتابت ۳۰ رجنوری ۱۹۰۹ھ درج ہے۔

۱۵۱ ورق - کہیں ۸ اور کہیں ۹ شعر فی صفحہ - ۸" × ۶½" -

۷۶۸ - روضۃ الشہدا - از ولی ویلوری - ۱۱۳۷ھ - مثنوی اردو

اس مثنوی کے اور چھ نسخے ادارے میں نمبر ۸ - ۱۴۰ - ۴۰۲ - ۴۰۵ - ۶۱۷ اور ۶۱۸ پر موجود ہیں اور ان کا ذکر جلد اول دسوم میں گذر چکا ہے۔

زیر نظر مخطوطہ بیاض کی شکل میں لکھا گیا اور ایک فارسی دہ مجلس کے ساتھ ایک ہی جلد میں محفوظ ہے۔ (دیکھو نمبر ۷۶۹)

اس مخطوطہ کا ترقیمہ بہت دلچسپ ہے جس میں کاتب شاہ غلام قنبر چشتی نے اپنے والد سے بوجہ اختلاف مذہب دوری کی خواہش ظاہر کی ہے انہوں نے سنہ اور مقام کتابت نہیں لکھا۔ ترقیمہ یہ ہے :۔

"الکاتب شاہ غلام قنبر چشتی امید از جناب امام ایں کہ من روسیہ را از دست پدرم واز صحبت و اطاعت او ہمچوں نجاتے بخشند کہ دیگر تمام عمر ماخوذ وے نہ باشم و بلکہ رویش را ہم عمر نہ بینم و ترک صحبت پدر محض برائے اعلان دین خود می خواہم کہ از دیگر بار ملوث باعمال کفر و شرک کہ در اسلام ادائی آں ارتداد است ازاں ارتداد برآیم۔"

یہ مخطوط معمولی خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔ ابتدائی و آخری ابیات وہی ہیں جو دوسرے مخطوطوں میں ہیں۔ کاغذ کرم خوردہ ہوگیا ہے۔

۹۹ ورق۔ ۲۱ سطور فی صفحہ۔ ۹″ × ۴½″۔

۷۶۹۔ دہ مجلس۔ نظم و نثر فارسی

روضۃ الشہدا دکنی ویلوری (نمبر ۷۶۸) کے ساتھ یہ فارسی کتاب بھی ایک ہی بیاض میں نقل کی گئی ہے۔ اس کی اکثر مجلسیں (یعنے حصے) انندراؤ (فدوی پنجتن) نے نقل کی ہیں اور مجلس ششم (در بیان شہادت پسران مسلم بن عقیل) نواب اسد اللہ خاں بہادر نے نقل کی ہے۔

انندراؤ نے درمیان کتاب میں کئی جگہ سرخ روشنائی میں اپنا نام لکھا ہے لیکن تاریخ کتابت کہیں درج نہیں کی ہے۔

یہ مخطوطہ جلی خط نستعلیق میں بطور بیاض نقل کیا گیا ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی میں ہیں۔ ۱۲۶۵ھ سے قبل کی کتابت معلوم ہوتی ہے۔

اس کتاب اور اس کے مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ مجالس بیاض میں بے ترتیب آگے پیچھے لکھی گئی ہے۔ جملہ ۶ مجلسیں محفوظ ہیں۔

۳۶ ورق۔ ۱۳ سطور فی صفحہ۔ ۹″ × ۴½″۔

۷۷۰ - لیلےٰ مجنوں از عاجز - سنہ ۱۰۴۶ھ - مثنوی اُردو

لیلےٰ مجنوں کے موضوع پر اُردو میں متعدد مثنویاں لکھی گئی ہیں - چنانچہ ایسی سات مثنویوں کا ذکر لیلےٰ مجنوں از ابن فتح ہاشمی (مخطوطہ نمبر ۷۳۸) کے سلسلہ میں گذر چکا ہے - ادارے کے کتب خانہ میں اس نام کی تین مثنویاں موجود ہیں جو میر تجلی علی فیضل حسین لکھنوی اور نامی ارکاٹی کی تصانیف ہیں - یہ اس موضوع پر چوتھی مثنوی ہے جو سنہ ۱۰۴۶ھ میں غالباً بیجاپور میں منظوم کی گئی ہے - اس کا ایک اور مخطوطہ کتب خانۂ سالار جنگ میں محفوظ ہے - (دیکھو فہرست از مولوی نصیر الدین ہاشمی صاحب صفحہ ۵۸۷) مگر اس مخطوطے میں سنہ تالیف سنہ ۱۰۴۰ھ لکھا ہے - اس کے علاوہ ادارے کے اور سالار جنگ کے مخطوطوں میں ابیات اور الفاظ میں بھی کافی اختلاف موجود ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ نسخہ سالار جنگ کے کاتب رحمت اللہ نے جو دہلی کے رہنے والے تھے اصل مثنوی کی زبان کافی طور پر بدل دی تھی - انہوں نے اورنگ آباد میں یہ نسخہ سنہ ۱۱۵۷ھ میں نقل کیا تھا اور اس کی تحریر کے وقت بہت سے لفظ اپنے عہد اور اپنی بول چال کے مطابق بدل دئے تھے اور چونکہ دکنی ان کے لئے ایک غیر مانوس زبان تھی اس لئے اس مثنوی کے بہت سے لفظ وہ سمجھ بھی نہ سکے - اس کا ثبوت ذیل میں درج ہے -

ابیات نسخۂ ادارہ	ابیات نسخۂ سالار جنگ
نہ عاجز ہے محروم شکر خدا	نہ عاجز ہے محروم شکر خدا
اچھے شاعراں کی او صف میں گدا	وہ ہے شاعراں کے جو صف میں کھڑا
کہے جامی نے فارسی نظم سوں	کہے ہاتفی فارسی نظم سوں
ہیں دکھنی کیا نظم رنگیں کوں	کیا دکھنی قصہ اس وزم سوں
مدد پاک پنجتن دیں بارہ امام	مدد پنجتن پاک و بارہ امام
مدد پیر میراں ہے مجھ پر مدام	مدد پیر میراں منزہ مقام
ہزار ہور چہل شش تھے ہجرت کے سال	ہزار اور چہل تھے یو ہجرت کے سال
ہوے پرکھیا لیلےٰ مجنوں کا حال	ہوے تب کیا مجنوں لیلےٰ کا حال

اس تقابل سے ظاہر ہوتا ہے کتب خانہ سالار جنگ کے مخطوطہ میں بوقت کتابت بہت ردوبدل ہوا ہے - یہ اس مثنوی کی آخری ابیات ہیں جن میں شاعر نے اپنا تخلص، سنہ تصنیف، اپنے مرشد کا نام اور جس مثنوی سے ترجمہ کیا ہے اس کا نام بھی ظاہر کر دیا ہے -

شاعر نے جن پیر میراں کا ذکر کیا ہے وہ بیجاپور کے مشہور صوفی شاعر شاہ میراں شمس العشاق ہیں جو شاہ برہان الدین جانم کے والد اور دکن کے ایک بڑے سلسلۂ تصوف و شعر و ادب کے بانی

تھے۔ ان کے پوتے شاہ امین الدین علی اعلیٰ کی متعدد کتابیں ادارے میں موجود ہیں (دیکھو مخطوطات نمبر ۵۰ - ۷۵ - ۱۵۷)۔

زیر نظر مخطوطہ خط نستعلیق شکستہ میں سنہ ۱۲ھ سے قبل نقل کیا گیا ہے کاغذ بہت قدیم ہے جو کرم خوردہ ہو گیا ہے۔ ہر صفحہ کے اطراف سرخ روشنائی میں دوہری جدولیں کھینچی گئی ہیں اور عنوانات بھی سرخی میں لکھے گئے ہیں۔ ابتدائی چند صفحات غائب ہیں۔ اس کے باوجود اس میں ۵۰ ۴ ابیات ہیں۔ یہ مخطوطہ اس طرح شروع ہوتا ہے ؎

پکڑ باٹ جنگل کی ویتا گ ہے | لگیا دیکھنے جنگل برہ آگ ہے
جناور دیکھے آگ سے بھاگ بھاگ | ہتی مور گھوڑے ہور ہرن ہور باگ
کہے کون شہزدہ اُجایا ہے آگ | مگر اس جنگل میں ہے تحقیق ناگ

مثنوی کے خاتمہ پر کوئی ترقیمہ نہیں ہے بلکہ ایک اور مثنوی بعنوان

"این عجائب حکایت بر شاہزادۂ صاحب جمال جوانے عاشق شد"

لکھی ہے جو ناقص الآخر ہے۔ اس میں ۶۶ ابیات ہیں۔ ابتدا اس طرح ہوتی ہے ؎

سنیا ہوں کہ اک شاہزادہ اتھا | حسن میں سورج تے زیادہ اتھا
پشانی دسے یوں سو اس نور کی | نکل آیا جوں چاند کوہ طور کی

اس مخطوطے کی آخری ابیات یہ ہیں ؎

جنازہ پہ پھولاں کی چادر لاہائے | بلے لوگ کرتے سبھی ہائے ہائے
شہیداں کے تئیں کوئی نہلایا نہیں | اُنو کے لہو کوں دُھلایا نہیں

یہ مخطوطہ نواب عنایت جنگ بہادر کا عطیہ ہے اور اس کے پہلے ورق پر ان کے دستخط کے علاوہ ایک مستطیل مُہر ثبت ہے جس پر خوش خط نستعلیق میں "عنایت جنگ ۱۳۴۳ھ" درج ہے۔

۱۷ ورق - ۱۵ سطور فی صفحہ - ۶" × ۸" -

۱۷۷ - تذکرہ منظوم سلاطین دکن (تحفۂ عثمانیہ) از دلاور علی دانش ۱۳۱۷ھ - مثنوی اُردو

میر دلاور علی دانش حیدرآباد کے منصبدار اور کتب خانۂ سالار جنگ مرحوم کے مہتمم اور اچھے شاعر اور ادیب تھے۔ ان کی ایک اُردو تاریخ ریاض مختاریہ ادارہ کی طرف سے شایع کی گئی ہے۔ ان کی ایک اور کتاب مجموعہ قواعد خوشنویسی ادارے میں محفوظ ہے (مخطوطہ نمبر ۲۲۸)۔ ان کے حالات تذکرہ جلد دوم صفحات ۴۶ و ۴۷ پر شایع ہو چکے ہیں۔ وہ ایک اچھے خوشنویس، مورخ اور

شاعر اور عالم تھے۔
زیر نظر مخطوطہ میں انہوں نے آصف جاہ اول سے آصف جاہ سادس تک کے حالات (ولادت میر عثمان علی خاں آصف جاہ سابع تک) قلمبند کئے ہیں۔ اس نسخہ کی اہمیت یہ ہے کہ خود مصنف کا مکتوبہ ہے۔
یہ کتاب دراصل میر عثمان علی خاں کے لئے جب کہ وہ کم عمر شہزادے تھے ان کے آباو اجداد کی نسبت واقفیت بہم پہنچانے کے لئے منظوم کی گئی ہے اور آخر میں کم عمر شہزادہ کے لئے مفید نصیحتیں کی گئی ہیں۔ ابتدائی حصہ بھی انہی کو خطاب کرکے لکھا گیا ہے۔ اس مخطوطہ کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے ؎

اے دُرِ یک دانۂ بحرِ شہی — ہو ہمایوں سایۂ ظل الٰہی
آفتابِ آسمانِ آصفی — راحت جان جہان آصفی

یہ مثنوی ان ابیات پر ختم ہوتی ہے ؎

گرچہ دانش کیا دعا اس کی ہے کیا — پر لیا نام اس کا جس کو رب بنا
تو نے اپنے نور سے پیدا کیا — کرکے پیدا پھر اُسے شیدا کیا
جس کی خاطر یہ بنے افلاک سب — رحمۃ للعالمین جس کا لقب
ہر دم از ما صد درود و صد سلام — بر رسول و آل واصحابش تمام

اس کے بعد قطعہ بند تاریخ ہائے تصنیف کتاب اور اس کے بعد نواب میر محبوب علی خاں کی مدح میں دو اردو قصیدے بھی درج ہیں۔ اصل مثنوی ۶۲۵ ابیات پر مشتمل ہے۔
اس کا ترقیمہ خود دانش نے بہت طویل لکھا ہے جس کا اقتباس یہ ہے :۔
"ختم ہوی مثنوی موسوم بہ تحفۂ عثمانیہ بنام نامی و اسم گرامی مرشد زادۂ بلند اقبال.... نواب میر عثمان علی خاں ..... عرض کردہ نمک پروردۂ موروثی .... مداح قدیمی بارگاہ آصفی متوقع نظر نوازش فدوی میر دلاور علی دانش۔ المرقوم ماہ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ۔"
اس کے بعد دو صفحات خالی چھوڑ کر مذکورۂ دو قصائد لکھے ہیں جو ۹ صفحات پر مشتمل ہیں۔
یہ مخطوطہ نواب عنایت جنگ بہادر کا عطیہ ہے۔ اس کے سرورق پر ان کے دستخط ہیں۔ اور پہلے صفحہ کی پیشانی پر نواب صاحب نے اپنے قلم سے یہ عبارت لکھی ہے :
"میر دلاور علی صاحب دانش مرحوم منصبدار اور مہتمم کتب خانہ سالار جنگ مرحوم کا یہ کلام ہے۔ حال میں اس نسخہ سے نقل لی جاکر تحفۂ عثمانیہ موسوم کرکے طبع کرایا گیا ہے۔ دانش صاحب مرحوم کے قلم کا لکھا ہوا ہے نسخہ ہے۔
عنایت جنگ "

اس نسخہ پر ان کی وہ مُہر بھی ثبت ہے جو نسخہ نمبر ۷۷ پر موجود ہے۔ یہ نسخہ ادارے میں نواب صاحب موصوف ہی نے بطور عطیہ داخل کیا ہے۔

۵۸ صفحات ۔ ۹ سطور فی صفحہ ۔ ۸" × ½ ۶" ۔

۷۷۔ بیاض کلام اُردو فارسی۔ از جوہر، شاداں، انور، بیدل وغیرہ قبل ۱۲۳۶ھ ۔ کلام فارسی و اُردو

یہ ایک چھوٹی سی بیاض ہے جو ۱۲۳۶ھ میں قلمبند کی گئی ہے اور اس میں جوہر، شاداں، انور، آصف جاہ اور بیدل ــــ وغیرہ کا کلام نقل کیا گیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ مناقب جوہر سب سے پہلے اس بیاض میں جوہر کا ایک فارسی ترکیب بند ہے جس میں حضرت علی اور دیگر آئمہ اثنا عشر کی مدح کی گئی ہے۔

۲۔ ریختہ راجہ چندو لال بہادر شاداں راجہ چندو لال کی زندگی ہی میں ان کی پانچ غزلیں اس بیاض میں نقل کی گئی ہیں۔ ہر ایک کا مقطع درج ذیل ہے

۱ ۔ شاداں ہوں اسی واسطے لے صبح سے تا شام	تکیہ ہے مجھے یار تیرے فضل و کرم کا
۲ ۔ شاداں تو خوشی اپنی سے کہہ مطلع ثانی	معشوق وہ آغوش میں تیرے اگر آوے
۳ ۔ سن سن کے خبر یار کی ہوتا ہوں میں شاداں	پھولا میں سمانے کا نہیں وہ جو گھر آوے
۴ ۔ چھوڑوں نہ اوس کو شام سے میں صبح دم تلک	آوے اگر بغل میں بت دل نشیں مرا
۵ ۔ دیکھ اوس کی بندگی کو اور غلامی کی طرف	حال پر شاداں کے صاحب پر سر الطاف تھا

یہ سب غزلیں ۱۲۳۶ھ سے قبل لکھی گئی تھیں کیونکہ یہ بیاض ۲۴ صفر ۱۲۳۶ھ کو لکھی گئی ہے۔ اس سے چندو لال کے کلام کے زمانۂ تالیف کے بارے میں تحقیق کرنے والوں کو مدد ملے گی۔

۳۔ رباعیات (فارسی) ۔ ریختہ شاداں کے بعد اس بیاض میں ۴ فارسی رباعیاں ہیں۔

۴۔ کیفیت جان (فارسی) یہ فارسی نثر میں ایک رسالہ ہے جس میں ایک صفحہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مہینہ کے مختلف دنوں میں انسان کی روح کس دن اس کے جسم میں کس جگہ رہتی ہے۔ اس کے بعد بطور سوال و جواب تصوف کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

۵۔ مناقب غوث اعظم (اُردو) از انور (قبل ۱۲۳۶ھ) یہ ایک ترکیب بند ہے جس میں جملہ ۶ بند ہیں اور ہر بند میں ۴ شعر۔ جن میں آخری شعر مشترک

ہے ۔ آخری بند یہ ہے ؎

اے محی الدین احمد عاصیوں کے پیشوا — دستگیر دو جہاں ہو سب کے تم حاجت روا
ہے فدا اس نام پر دل جان سے خلق خدا — رات دن کتنا کھڑا ہے تم سے انور بارہا
آسرا ہے گا تمہارے سایۂ دامان کا — بس یہی ہے اس کے دل کا سارا مطلب مدعا
اب کرو مت رہنمائی میں مرے اک آن دھیر — کھول دیو عقدے مری مشکل کے اے پیران پیر

انور کا اور کلام ادارے میں موجود ہے اور اس کا ذکر چھپ چکا ہے ۔ (دیکھو اشاریہ)

۶ ۔ تاریخ رحلت عبدالکریم ۔ مولوی عبدالکریم شہید کو میر عالم کی منڈی کی مسجد میں ۱۲۳۸ھ میں مہدوی پٹھانوں نے شہید کر دیا تھا اور حیدر آباد میں مہدویوں اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان بڑا ہنگامہ کھڑا ہو گیا تھا اس کا ذکر تذکرہ جلد اول میں صفحہ ۳۳۶ پر تفصیل سے درج ہے ۔

اس بیاض میں اس شہادت کے متعلق فارسی تاریخی قطعات اور جملے درج ہیں ۔ ایک جگہ لکھا ہے "از منشی غلام مصطفٰی ۔ رضواں مقام ۱۲۳۸ھ ۔"

۷ ۔ مدح خواجہ بندہ نواز (اردو) از انور ۔ یہ بھی ایک ترکیب بند ہے جس میں ۱۲ بند ہیں اور ہر بند میں ۳ شعر ۔ شاعر نے اپنا تخلص گیارہویں بند میں لکھا ہے جو یہ ہے ؎

التجا چوتھا یہی ہے سن کے دیو فریاد داد — دوست ہیں جاں لگ انوکوں نت رکھو آرام شاد
اور دیو دولت زیادہ تا کہ ہو خانہ آباد — پانچواں انور کے دل کا ہے یہ مقصد اور مراد

ہیں تمہارے آ کھڑا ہوں در اُپر بندہ نواز
تم کرو یک مہر کی منجہ پر نظر بندہ نواز

۸ ۔ کلام آصف جاہ و مرزا بیدل استاد آصفجاہ اس عنوان کے تحت آصفجاہ نظام الملک اور ان کے استاد مرزا بیدل کی فارسی رباعیاں درج کی گئی ہیں ۔

اس بیاض کے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے البتہ درمیان میں لکھا ہے
"بتاریخ بست و ہفتم محرم الحرام ۱۲۳۸ھ از بیاض میاں جان در بلدہ نوشتہ شد ۔"

اور اس کے نیچے تاریخ وفات میر نظام علی خاں ۱۲۱۸ھ کے مادہائے تاریخ لکھے ہیں ۔ یہ بیاض نواب عنایت جنگ بہادر کی عطیہ ہے ۔

۱۰ ورق ۔ ۱۴ اشعار فی صفحہ ۔ ۹ × ۵½ ۔

۷۷۳ - گیان سروپ از شاہ تراب - قبل ۱۱۲۱ھ - نظم اُردو

تراب شاہ کوئی صوفی بزرگ ہیں جو تروناملے (مدراس) کے رہنے والے تھے اور اُردو کے قدیم مرکزوں گولکنڈہ، بیجاپور، حیدر آباد اور اورنگ آباد سے دور رہکر بھی اُردو شعر و سخن کا اچھا سلیقہ رکھتے تھے۔ وہ شاہ میرانجی شمس العشاق اور شاہ برہان الدین جانم کے سلسلہ میں مرید تھے۔ جس کی تفصیل آگے درج ہے۔ یہ ایک طویل نظم ہے جو ترکیب بند کی شکل میں لکھی گئی ہے۔ اس میں ۵۸ بند ہیں۔ ہر بند میں ۴ شعر ہیں۔ آخری شعر ہر بند میں دہرایا گیا ہے۔ اس کی ابتدا اس طرح کی ہے ؎

اپے پنچ بھوت کا بستا راہے آپ آتش خاک ہور بارا ہے
چیت من بُد آہنکارا ہے سب سروپ کا سنگارا ہے
پیو سب میں سب سوں نیارا ہے جیوں روشن جگ مگ تارا ہے
جو پیر حسینی پیارا ہے
اے تراب اس بلہارا ہے

اس نظم میں ہندی الفاظ بکثرت استعمال کیے گئے ہیں۔ اگر اس کو دیوناگری رسم الخط میں منتقل کیا جائے تو ٹھیٹ ہندی نظم سمجھی جائے گی۔ عربی فارسی الفاظ اور اصطلاحیں کم سے کم استعمال کی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر اس کا تیسرا بند درج ذیل ہے جس میں وہ اپنے بزرگانِ طریقت کا بھی ذکر کرتے ہیں ؎

جیو پران ایان ہور دھیان سمجھ بھی او دان ستمان دھر گیان سمجھ
لوک جس کو ہور گرہان سمجھ چیت السنا سرد ترکان سمجھ
اس تن میں او یہ جان سمجھ شہ میراں شاہ برہان سمجھ
جو پیر حسینی پیارا ہے
اے تراب اوس بلہارا ہے

اس نظم میں تصوف کے اعلیٰ مسائل بیان کیے گئے ہیں اور جگہ جگہ ہندو دیوتاؤں اور دیویوں اور تیرتھ گاہوں کی تلمیحوں کے ذریعہ سے اسلامی عقاید کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے یہ نظم بہت ہی اہم اور قابل قدر ہے۔ ایک بند سے اس کے اسلوب کا مزید اندازہ ہوگا ؎

من کالے بن کا رہواسی تن ہیش کنول کا سکھواسی
جیوں جمنا گنگا ہور کاسی مل تروینی کے ہیں باسی

مجھ بتلا صفتاں وسواسی   گرُر اکھیا اپنا سنیاسی
جو پیر حسینی پیارا ہے
اے تراب اوس بلہارا ہے

تراب شاہ صاحب نے اس نظم کے ۴۸ اور ۴۹ ویں بندوں میں اپنے مرشد پیر بادشاہ صاحب نبیرۂ حضرت امین الدین علی اعلےٰ خلف شاہ برہان الدین جانم کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

مدح پیر بادشاہ صاحب حسینی

پیر بادشاہ صاحب بڑے ولی   ہے دادا جن کے امین علی
جیوں خوشبو پھول کی کلی کلی   یوں مشہور ہیں وہ گلی گلی
سب تن کی کیلی وہاں کھلی   اب بھی ذکر ہے خفی جلی
جو پیر حسینی پیارا ہے
اے تراب اس بلہارا ہے

پیر بادشاہ صاحب اولیا   میں ان سے حال اور قال لیا
وہ ہادی اپنا کرم کیا   من بھایا میرا او ہی دیا
میں درسن کا جو شراب پیا   تن من کا جھگڑا چکا دیا
جو پیر حسینی پیارا ہے
اے تراب اس بلہارا ہے

جو غفلت میں دن کھوتا جی   پھل بات بدی کے بوتا جی
نہیں مایا سوں چت دھوتا جی   پڑ سستی میں کیوں کھوتا جی
میں جس کے کارن روتا جی   او امین علی کا پوتا جی
جو پیر حسینی پیارا ہے
اے تراب اس بلہارا ہے

اس نظم کے آخری تین بندوں میں تراب شاہ نے کتاب، کا نام، اپنے وطن ترنامل کا ذکر اور اس کی دیول کی تفصیل وغیرہ لکھی ہے۔ یہ بند یہ ہیں۔ اس میں چوتھا شعر بخوف طوالت درج نہیں کیا گیا ہے۔

یہ گیان سرد یب جو بولا ہوں   سب موتی اس میں رولا ہوں
جیوں چاول کن کر ڈھولا ہوں   ہور بھید ابھید سب کھولا ہوں
پھر بالک بالا بھولا ہوں   گن پستر جیو کے تولا ہوں

اررے یاراں طرفہ سنو نقل ہے کرناٹک میں ترنال
بل مشہور ہے جس کا دیول او دیول کا دیو اُرناجل
اس اُرناجل کوں مار کھندل او بخشا دینگا مجھے عمل
ہے ترنال میں مرا مقام ارناجل ہے کٹھن غلام
سب دیوتا میں بڑا ہے رام ترمورت مجھ کوں کرے سلام
ست (؟) ایس تمام رکھ دھیان گُرو کا بھی مدام
گُن تن ہور من کا کہیا تراب ہے ہندی بھا کا صحیح کتاب

اس کے بعد کا حصہ اس مخطوطے میں محفوظ نہیں ہے۔ اگر یہ آخری بند محفوظ رہتا تو ممکن ہے کہ تاریخ تصنیف کا بھی علم ہو جاتا۔ یہ نظم جس اہتمام اور خوبی سے لکھی گئی ہے اس کی بنا پر قیاس غالب یہ ہے کہ اس آخری بند میں تاریخ تصنیف بھی ضرور درج ہوگی۔

اس مخطوطہ کے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے لیکن اسی جلد میں اس سے قبل جو منتر الاک پاکم درج ہے اس کے خاتمہ پر کاتب نے لکھا ہے:-

"روز شنبہ ماہ جمادی الثانی بست پنج ۲۵ در حیدرآباد سنہ ۱۲۲۱ھ"

کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا۔

یہ نظم نواب عنایت جنگ بہادر کی عطیہ ہے اور اس کے پہلے ورق پر ان کی ایک مستطیل مہر ثبت ہے جس میں خط نسخ میں عنایت جنگ سنہ ۱۳۲۴ھ کندہ ہے۔

۸ ورق - ۱۵ سطور فی صفحہ - ۸½" × ۴"

۴۷۷- من سمجھاوں - از شاہ تراب - قریب سنہ ۱۱۸۰ھ - نظم اُردو

شاہ تراب خلیفۂ پیر بادشاہ حسینی نبیرۂ حضرت امین الدین علی خلف شاہ برہان الدین جانم کی ایک اور نظم گیان سروپ (نمبر ۴۷۳) کا ذکر ابھی گذر چکا ہے۔ وہ ترونا ملی (جنوب مدراس) میں رہتے تھے اور بلند پایہ صوفی ہونے کے علاوہ اُردو کے اچھے شاعر تھے اور ایسی زبان میں لکھتے تھے جو ہندی سے بہت قریب ہے اور جس میں ہندو تصوف اور دیو مالا کی متعدد اصطلاحیں اور تلمیحیں شامل ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف سنسکرت اور پالی اور خاص کر بدھ مت کے مذہبی ادب اور معتقدات سے بہت متاثر تھے۔ اس کتاب سے اسلام پر بدھ مت کے جو اثرات پڑے وہ واضح ہوتے ہیں۔ تراب نے غیر مسلموں کو اسلام کی طرف راغب کرنے کے لئے اپنے بزرگوں کے ناموں کو بھی ہندو طرز کے بنا لیا ہے۔ مثلاً وہ گیسو دراز کو گیسو داس اور میراں جی کو رام داس لکھتا ہے۔

زیر نظر نظم بھی بہت طویل ہے۔ بطور ترکیب بند لکھی گئی ہے۔ ہر بند میں ۳ شعر ہیں۔ اور پوری نظم ۳۰۴ اشعار پرمشتمل ہے جو ۱۱ حصوں میں منقسم ہیں اور ہر حصہ ایک دوسرے ہی موضوع پر لکھا گیا ہے۔ جس طرح اقبال نے اپنی بعض طویل نظموں کے مختلف حصوں میں مختلف ردیفیں استعمال کی ہیں شاہ تراب نے بھی تین سو سال قبل یہ طریقہ اختیار کیا تھا۔

چونکہ اس نظم کا ہر حصہ ایک علیحدہ طرز پہ لکھا گیا ہے اس لئے ہر حصہ کا ابتدائی اور آخری بند درج ذیل ہے تاکہ اگر کسی اور مخطوطے میں ان میں سے کوئی حصہ ملے تو پتہ چل سکے کہ یہ درآل "من سمجھادن" کا ایک جزو ہے۔ یہ کتاب اپنے اسلوب، زبان اور ترتیب کے لحاظ سے بہت اہم اور دلچسپ ہے۔

پہلا حصہ۔ اس میں ۱۴ بند یعنی ۴۲ شعر ہیں۔

ابتدا۔ صفت کر اول اس کی جو رام ہے گا — اسی رام کے سنگ سنگرام ہے گا
سدا رام کے نام سے کام ہے گا — ہمیں دعیان اس کا صبح شام ہے گا
وہی گل وہی مل وہی جام ہے گا
وہی ساقی بزم گلفام ہے گا

اختتام۔ حسینی کو مہدی ہادی پچھانو — خدا ہور محمد علی بلکہ جانو
ہمیشہ اسے صدق دل سیتے مانو — تراب کی سنو بات تم لے دوانو
ہدایت کا جس ہت سرانجام ہے گا
وہی ساقی بزم گلفام ہے گا

دوسرا حصہ۔ ۱۲ بند یعنی ۳۶ شعر ہیں۔

ابتدا۔ نظر میں نظر کر بشر کے ہنر کوں — ہنر دوں نہ شہرت کی ناؤں خبر کوں (؟)
تماشے کوں آئے ہیں اس رہگذر کوں — ہمیں سارے مل کے ادھر سے ادھر کوں
نکو جیب کر وجمع اس مال و زر کوں — اٹھو جی اٹھو اب چلو جائیں گھر کوں

اختتام۔ ہمیں کیا ہے درکار سیر چمن سوں — نہ مطلب رکھے ہند و ملک دکن سوں
مسافر ہو نکلے ہیں اپنے وطن سوں — تراب کے تو ل سانت چین اور من سوں
نظر میں نظر کر کے نور نظر کوں — اٹھو جی اٹھو اب چلو جائیں گھر کوں

تیسرا حصہ۔ ۱۱ بند یعنی ۳۳ شعر ہیں۔

ابتدا۔ ارے من مجے بول تیرا ٹھکانا — کہاں سو ہوا ہے یہاں تیرا آنا

نہ تیرا یہاں خویش نہ کوئی یگانہ	یہاں سوں کہاں پھیر ترا ہویگا جانا
اگرچہ ہے پردیس پیچھے سیانا	ارے من نکورے نکو ہو دیوانہ

انتتام ۔ تراب سوں تجے کام جب آ گڑے گا	ہو کر کھا برا تب نیٹ گرد پڑے گا
بڑا تجہ کو لینے کا دینا پڑے گا	تو اس وقت پر بول کس سے لڑے گا
جمع کر کو دھن مال کا سب خزانہ	ارے من نکورے نکو ہو دیوانہ

چوتھا حصہ ۔ اس میں ۲۳ بند ۔ یعنے ۶۹ شعر ہیں ۔ ممکن ہے کہ اسی میں پانچواں حصہ بھی شامل ہو۔

ابتدا ۔ نکو رام کو ڈھونڈ پچنے چمن میں	نہ سنموز میں تا دو سہا تو نگن میں
جگا جوت اوس کا جو ہے سب تن میں	بھرا آتما رام ہر یک کے تن میں
الک نام دستا ہے میرے من میں	ہے سارا اسانت سب گورو کے چمن میں

انتتام ۔ تراب کے وہی بھید کو پائیں کوئی	جسے ست گرو راہ بتلائیں کوئی
گرو بن جو بن بن میں مرجائیں کوئی	دغا کھائیں گے کیوں دغا کھائیں کوئی
ارے من شتابی ستی آسرن میں	ہے سارا جگت ست گرو کے چرن میں

پانچواں حصہ ۔ غالباً چوتھے حصہ ہی میں آ گیا ہے کاتب نے کچھ اس طرح بے ترتیب نقل کیا ہے اور جلد بندی میں کاغذ آگے پیچھے ہو گئے ہیں کہ چوتھا بند کہاں ختم ہوتا ہے اور پانچواں کہاں شروع ہوتا ہے پتہ نہیں چل سکا ۔ اس میں کئی بند علم نجوم اور سیاروں اور برجوں کی تفصیلات اور اثرات پر بھی لکھے گئے ہیں ۔

چھٹا حصہ ۔ ناقص الآخر ہے صرف چار بند محفوظ ہیں ۔

ابتدا ۔ ارے من گگن محل کا گھاٹ چڑنا	بسر گھاٹ کوں باٹ میں نا سپڑنا
ارے من سدا نفس سرکش سوں لڑنا	یو مایا کے دھندے میں کچھ بی نہ پڑنا
ارے من یو دھن مال پر نا اکڑنا	یو ماٹی کے تن کوں ہے ماٹی میں گڑنا

انتتام ۔ ارے من تراب ہوے گا جب ترا تن	نہ رہ سے ترے پاس کچھ مال ہور دھن
گلے پاؤ زنار ہور برہمن	او داسی بہور ہو پھرے تو بنے بن
ارے من یو دھن مال پر تا اکڑنا	یہ ماٹی کے تن کوں ہے ماٹی میں گڑنا

ساتواں حصہ ۔ ۱۴ بند ہیں ۔ ہر بند میں ۳ شعر اس طرح ۴۲ بند ہیں ۔

ابتدا ۔ ہمیں خاک آدم کلا جگ میں آئے	گوپت روپ کو ہم نیں پرگٹ دکھائے

کہیں نر کہیں خوب ناری کہلائے　　　کہیں گر کہیں داس کا ہیں لائے
ہمیں ہم کو ہم دیکھنے جگ میں آئے　　　ہمیں ہم کو ہم دیکھنے جگ میں آئے

اختتام۔ اگر رام داس اور گیسو داس ہوتے　　　ہمارا درد دکھ انوں کوں سناتے
تراب ہم تراب ہوکے ہردم گنواتے　　　یہ بھولے پنے میں سکل دل مناتے
ہمیں ہم کو ہم دیکھنے جگ میں آئے　　　ہمیں ہم کو ہم دیکھنے جگ میں آئے

آٹھواں حصّہ۔ ۱۱ بند یعنے ۳۳ شعر۔

ابتدا۔ جسے غیر تن کا تفہم نہیں ہے　　　جدائی کا اس کو تو ہم نہیں ہے
جو تر رشک غم سیتی ہر دم نہیں ہے　　　اسے درد تیرا تبسم نہیں ہے
جہاں ایک ساں وہاں تو ہم تم نہیں ہے　　　دوئی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

اختتام۔ تراب میں تراب ہوکو مرشد سنوارو　　　ہمارا تمارا نکو چپ پکارو
اپس دل کوں مرشد کے قدماں پو وارو　　　یہ میں تو کے جھگڑے نکو چپ بچارو
جہاں ایک ساں وہاں تو ہم تم نہیں ہے　　　دوئی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

نواں حصّہ۔ ۱۱ بند۔ یعنے ۳۳ شعر اس حصّہ میں بھی ہیں۔

ابتدا۔ یہ تیغ بھوت کا کیا ہے چپ اتنا سا سا　　　گھڑی میں جو تول گھڑی میں جو ماشا
لگا ناگرو کے چران سیتی آسا　　　نراسی او پاسی نراسی او داسا
ارے من اسے کیا ہے دنیا کا جھانسا　　　لیا ہات میں بھیک کا جس نے کاسا

اختتام۔ دیا آج سوا دچہ پھر دیوے گا کل　　　نکو ہو توں چپ کل کے دھاکوں سوں بے کل
سمجھ کر سدا بوریا فرش مخمل　　　تراب کا سخن جان ہردم تو افضل
ارے من اسے کیا ہے دنیا کا جھانسا　　　لیا ہات میں بھیک کا جس نے کاسا

دسواں حصّہ۔ ۷ بند یعنے ۲۱ شعر۔

ابتدا۔ کہیں بلبل زار کہیں سرو گلشن　　　کہیں عاشق زار کہیں من ہرن دھن
کہیں او محقق کہیں او برہمن　　　کہیں لیلۃ القدر کہیں روز روشن
الکھ او نر نکھار نرگن نرنجن　　　کرے جو جنتر سدا جس کی سمرن

اختتام - جدائی سو لبوں عبد رب میں سمجھنا | دسے وہم ہوے رسب میں سمجھا
با عین رب اور عرب میں سمجھنا | نہیں کس میں ہے اور سب میں سمجھنا
الک اور نرنکھار نرگن نرنجن | کرے جو جنتر سدا جس کی سمرن

گیارہواں حصہ - ۱۳ بند ہیں - یعنے ۳۹ شعر -

ابتدا - دنا ہمن وحدت میں لے یار گھوڑا | ایسے دار الفنا سیتی مہمیز موڑا
اہے احدیت کی طرف دل کو جوڑا | دیٹ کفر کوں مار یک پل میں توڑا
پرم پاک زنار جس وقت توڑا | اوسی وقت تسبیح مصلے کوں چھوڑا

اختتام - تراب تے نہیں جھوٹ لے بات بوجا | جہا دیو ہور رام میں نیں ہے دوجا
ایس کا اپے آکو کرتا ہے پوجا | پوچھیو رام داس اور گیسو داس کوں جا
پرم پاک زنار جس وقت توڑا | اوسی وقت تسبیح مصلے کو چھوڑا

اس نظم کے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے بلکہ ایک غزل امین الدین علی اعلیٰ کی مدح میں لکھی گئی ہے جس کا پہلا اور آخری شعر یہ ہے ؎

جس طرف دیکھوں تو دستا ہے علی اعلےٰ مجھے | یک نظر اس ملک میں تا عالم بالا مجھے
تفرقہ جاتا نہ کر کے جمع ہوتے سیں کلام (؟) | دائرہ وحدت کا دستا ماہ کا ہالا مجھے

یہ نظم ایک بیاض میں شامل ہے جو حیدر آباد میں ۱۲۱۱ھ میں قلمبند کی گئی ہے دیکھو مخطوطہ نمبر ۷۰ - عطیہ نواب عنایت جنگ بہادر -

۱۴ ورق - ۱۳ شعر فی صفحہ - ۸½" × ۴" -

۷۷۵ مخمس بجرنگ یا مندرا لاک یا لکھ - از شیر علی (؟) قبل ۱۲۱۱ھ - کلام اردو

یہ ۲۲ بند کا ایک مخمس ہے جس میں کسی صوفی شاعر نے جو حضرت سید احمد کبیر رفاعی کے سلسلہ میں منسلک ہے رفاعی ضربوں سے متعلق مضامین منظوم کئے ہیں - آخری بند میں شیر علی نام درج ہے - اگر یہی اس کے مصنف ہیں تو ان کی نسبت معلومات حاصل نہ ہوسکیں - چونکہ اس مخطوطہ کا کاتب نہایت کم سواد ہے اس لئے اکثر مصرعے صحیح پڑھے نہیں جاتے - کاغذ آب خوردہ ہوگیا ہے - حیدر آباد میں ۲۵ رجمادی الثانی ۱۲۱۱ھ کو اس کی کتابت مکمل ہوی ہے -

پہلا بند صحیح پڑھا نہیں جاتا - دوسرا بند یہ ہے ؎

گرگیاں کے پتلے سیتے جادوگراں تمام | اڑا کے مسان کوں کرتے دو رام رام
نازل ہوا ہے جب سنے مرشد کے لب کا جام | جنات دیو پیر ہیں خدمت منے تمام

ہنمنت کی دم لپیٹ کے بھڑوں کان مار (؟)

ہر پانچویں مصرعے کی ردیف مار اور قافیہ جان بان وغیرہ ہے ۔ آخری بند یہ ہے ۔

دو ہائی چار پیر امیر الامیر کی — کل خانوادے فقر طریقت کے پیر کی
دو ہائی غوث الاعظم خود دستگیر کی — مندرا ہے لاک پاکھر احمد کبیر کی
اے شیر علی کا مندرا آفت جہان مار

ترقیمہ "تمت تحریر یافت مندرا لاک پاکھر ۔ روز شنبہ ماہ جمادی الثانی بست پنج در حیدرآباد ۱۲۱۱ھ ۔"
کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا ۔ عطیہ نواب عنایت جنگ بہادر ۔
۳ ورق ۔ ۱۴ شعری صفحہ ۔ ۸½″ × ۴″

۷۷۶ ۔ بیاض کلام ۔ از غلام علی ۔ فقیر شکوہ ۔ افضل عنایت علی وغیرہ قبل ۱۲۱۱ھ ۔ کلام اردو

یہ بیاض ۱۲۱۱ھ میں لکھی گئی ہے ۔ اور اس میں گولکنڈہ اور بیجاپور اور جنوبی ہند کے اُن شعرا کا اُردو اور ہندی کلام درج ہے جو قطب شاہی اور عادل شاہی سلطنتوں کے زوال کے وقت گذرے ہیں ۔ چونکہ اس زمانے کے شعرا کا کلام بہت ہی کم محفوظ رہا ہے اس لئے اس بیاض کو خاص اہمیت حاصل ہے ۔ اس میں جو کلام درج ہے اس کی تفصیلات یہ ہیں ۔

۱ ۔ مخمس حسینی ۔ ۷ بند ہیں جو تصوف کے موضوع پر لکھے گئے ہیں ۔ یہ غالباً وہی حسینی ہیں جن کا کلام ادارے کے مخطوطہ نمبر ۷۰۰ میں بھی درج ہے ۔ جلد سوم صفحہ ۴۳۵ ۔

ابتدا ۔ تن کی اگن پون میں لگانے کی یہ طرح — شعلہ برہ کا من میں اٹھانے کی یہ طرح
سینہ کا شور پیو کو سنانے کی یہ طرح — جلتے ہوے جگر کو جلانے کی یہ طرح
بھڑکا اٹھا کے پھر کے بجھانے کی یہ طرح

اختتام ۔ منگی او منگی من نیس اللہ ہو کو بھیج — تسبیح لے دم کی یا دسو دانے پرو کو بیچ
دانہ ہے دان دانہ دنیا سے مت ؟ — کہتے حسینی اس دلِ وحشی ستی کو بیچ
جنجال میں پھنسا تو چھڑانے کی یہ طرح

۲ ۔ مسدس عنایت علی ۔ ۷ بند ۔ پنجتن پاک اور ائمہ کی مدح لکھی ہے ۔ عنایت علی کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا ۔

ابتدا جو سلامی خدا کے ہیں گلشن — مصطفےٰ اس کا گلعذار چمن
ہر کلی غنچہ رو علی بن بن — فاطمہ بادشاہ باغ عدن
قدرت اللہ میرا من دامن
جس کے فرزند ہیں حسین و حسن

اختتام۔ یا علی جس کا عین درگاہ ہے | فقر یاران نعمت اللہ ہے
ہواللہ کرشا میداللہ ہے (؟) | بس عنایت علی کوں مولا ہے
قدرت اللہ میرا من دامن
جس کے فرزند ہیں حسین وحسن

۳۔ مسدس غلامی۔ ۱۴ بند۔ حضرت علی کی منقبت لکھی ہے۔ ان کا کچھ کلام مخطوطہ نمبر ۷۰۰ میں درج ہے اور ان کے بارے میں معلومات اُردو شہ پارے صفحہ ۱۷۰ پر شایع ہو چکی ہیں۔

ابتدا۔ مجھے یا شاہ شاداں کب کروگے | تفضل مجھ پو اندازاں کب کروگے
مرا اسباب سامان کب کروگے | مرا دشمن ہراساں کب کروگے
کرم یا شاہ مرداں کب کروگے
مری مشکل کو آساں کب کروگے

اختتام۔ غلامی کے تئیں ہو شاہ حامی | ہے دولت اس کے تئیں تیری غلامی
تری دہلیز کا کادب مدامی | ترے ہے آستانہ کا سلامی
کرم یا شاہ مرداں کب کروگے
مری مشکل کو آساں کب کروگے

۴۔ صلوات برآل محمدؐ۔ از میرن سبزواری۔ ۱۴ شعر۔ ان کا کلام مخطوطات نمبر ۱۱۶، ۶۰۶، ۷۵۴، ۷۵ میں بھی درج ہے اور ان کے حالات وہیں لکھے گئے ہیں۔

مطلع۔ پر نور جبیں احمد مختار پہ صلوات | فرخندہ لقا حیدر کرار پہ صلوات
مقطع۔ میرن کی طرح بول جو پایندہ نسب ہے | اے مومن دیں دار دہ و چار پہ صلوات

۵۔ ترکیب بند۔ از افضل۔ منقبت حضرت علی۔ ۱۰ بند ہیں۔ کسی بند میں چار شعر اور کسی میں ۶ شعر ہیں۔ ایک اور افضل کا ذکر جلد سوم صفحہ ۲۷۰ پر درج ہو چکا ہے مگر یہ ان سے سو سال قبل کے شاعر ہیں۔

ابتدا۔ اول اللہ کوں سراناا | او تو ہے پاک نورانا
نہ اُسے جسم ٹھکانا | اُسے صورت بی سہانا
اسے مرشد سیتے پاتا | وہی دانا وہی بینا
اسی سے ہوے سیانا | وہی دنیا میں سہارا

اختتام۔ ـــــــ جام امن بھر ہوا ہوں پاک سراسر
کیا دل میں جو ترے گھر ہمیشہ اس میں انند کر
دیکھا حیدر کا پیارا وہی دنیا میں سہارا

۶۔ مسدس شکوہ۔ مدح ائمۂ معصومین میں ۱۵ بند لکھے ہیں۔ غالباً انہی شکوہ کا کلام مخطوطات نمبر ۴۴۳ و ۵۷۳ میں بھی شامل ہے۔ جلد سوم صفحہ ۱۵۱۔ جلد دوم صفحہ ۲۹۲۔

ابتدا۔ اے خدا مجھ حال پر کر کر نظر مت پھرا محتاج کر کر در بدر
بھیج دے روزی کو میری بے خطر خلق کی منت کا شرمندہ نہ کر
مستجاب ہووے الٰہی یہ دعا
جلد حاصل ہووے میرا مدعا

اختتام۔ اے شکوہ! تجھ آل سرور کا امید حشر میں تحقیق تج کوں آب کوثر کا امید
خوف مت رکھ دل میں کچھ بیگا پیمبر کا امید تجھ کوں کیا ـــــــ ساقی کوثر کا امید
مستجاب ہووے الٰہی یہ دعا
جلد حاصل ہووے میرا مدعا

۷۔ مسدس برکات۔ منقبت حضرت علی میں ۵ بند لکھے ہیں۔ مصنف کے بارے میں کوئی معلومات حاصل نہ ہوسکیں۔

ابتدا۔ یا علی تم دو جگ کے سلطاں ہو شاہ مرداں و شیر یزداں ہو
تم خلائق کے دیکھو درماں ہو عرض کرتا ہوں میں ہراساں ہو
یا علی جلد مشکل آساں ہو
آبرو کے مرے نگہباں ہو

اختتام۔ ذات تیری ہے مجمع الحسنات تجھ سے ظاہر ہیں جگ میں حق کی صفات
دو جہاں میں ہے فیض لے برکات دین و دنیا کا فیض جس کے ہات
یا علی جلد مشکل آساں ہو
آبرو کے مرے نگہباں ہو

۸۔ مثنوی سی حرفی۔ ۲۰ ابیات۔ ناقص الآخر ہے اس لئے مصنف کے بارے میں یقین سے نہیں کہا جاتا۔ معظم کی بھی ایک ایسی ہی نظم ادارے میں موجود ہے۔ نمبر ۱۵۷۔

ابتدا الف احد میں مخفی تھا سو باہر شوق سوں آیا
حرف حرف میں روپ بدل کر میم کا گھونگٹ لایا

ب باندیا رشتہ روز ازل سوں عشق و محبت کل میں
ان کو حق کا بیم پیارا عاشق ہوتے ہیں پل میں

اختتام - غ غذا پر قایل جینا دایم جیڑھ کرتا زی | تجھ پر نفرت کر کر دہر سے ان کوں کہتے غازی
ف فاقہ لینا اپنے تن پر دنیا نا ہیچ اول | چالیس چالیس فاقے کرتے نبی ہمارے مرسل

۹- صلوات و سلام - از اللہ یار - ۱۲ شعر - مصنف کی نسبت کچھ معلوم نہ ہو سکا - اورنگ آباد میں ایک اللہ یار تھے جن کا ذکر پروانہ نے اپنے دیوان مرثیہ ۱۱۷۵ھ میں کیا ہے - دیکھو جلد سوم صفحہ ۱۸ - ممکن ہے کہ یہ انہی کا کلام ہو -

مطلع - اے موالی مصطفےٰ پر بول صلوات و سلام | اور علی مرتضیٰ پر بول صلوات و سلام
مقطع - سال و ماہ و روز و شب صدق دل اللہ یار | حضرت آل عبا پر بول صلوات و سلام

۱۰- کبت مولا علی - از غلامی - جن کے ایک مسدس کا ذکر ابھی اوپر گذر چکا ہے - یہ تین ہندی کبت بھی انہی غلامی کے ہیں - جن میں سے دو یہ ہیں ؎

(۱)
خوانده در مسجد ملا راہب ہم ناقوس دمیده
سانچ کہوں پر میشر جانے عشق نکٹ دو جانب دیده
حب علی فرموده نبی رکھ من میں اور کھا و ملیده
اور طرف مت دیکھ غلامی بشنو بشنو پند شنیده

(۲)
حب علی من ماہیں رکھنا یہ بات دس تمامی جانو
غوث قطب سب پیر پیمبر اس کے در اسلامی جانو
من درپن دیدار علی کو دیکھا کام گرامی جانو
روشن بخت شعشعہ طالع نوری قسمت غلامی جانو

۱۱- کبت نوری اور دوہے - شجاع الدین نوری گجراتی عہد تانا شاہ میں حیدر آباد میں تھے اور دیوان سید مظفر کے لڑکوں کے اتالیق تھے - آخر میں اورنگ آباد چلے گئے اور وہیں وفات پائی - اس بیاض میں جو ہندی کبت اور دوہے درج ہیں وہ غالباً انہی کے ہیں - کبت کا آخری شعر یہ ہے ؎

کل ہم دعم سینجلی بمہر نبوت محمدؐ | ولایت کا تم کو سردار کیا ہے
دل پو دیہہ اپے "مقصد نوری اپنے | نقش حالی علی یا علی کا لکھا ہے

۱۲- عشق اللہ - از فقیر - ۷ شعر یہ غالباً فقیر اللہ شاہ حیدر کا کلام ہے جن کی کتابیں تناولی نظم انور اور چار کرسی ادارے میں موجود ہیں - دیکھو جلد دوم -

مطلع - اولاً مصطفےٰ کوں عشق اللہ بعد ازاں مرتضیٰ کوں عشق اللہ
مقطع - روز و شب سب فقیر کہتے ہیں پنج تن کے رضا کوں عشق اللہ

۱۳- عشق - از شہوار - ۶ شعر - اسی تخلص کے ایک شاعر شہوار قادری کا اردو دیوان ادارے میں نمبر ۶۳۹ پر موجود ہے - مگر یہ ان سے قبل کے کوئی اور شہوار ہیں - اس غزل کا مطلع و مقطع یہ ہے :-

مطلع - حیدر نامدار را عشقست شاہ دلدل سوار را عشقست
مقطع - مرشد و ہادی رہنما ہادی سیدی شہوار را عشقست

۱۴- سلام از قادر - ۱۰ شعر - قادر دکن کے مشہور مرثیہ گو شاعر ہیں ان کے بارے میں تفصیلات اردو شہ پارے میں درج ہیں - دیکھو صفحہ ۱۷۱ -

مطلع - السلام اے شاہ مظلوماں حسن توا امام حق شہید مجتبیٰ
مقطع - السلام اے سرخ کسوت کے شہید سبز بانا قادر اپر رکھ امید

۱۵- سلام از کمترین - ۶ شعر - ان کا کچھ اور کلام ادارے میں موجود ہے - حالات کا علم نہ ہو سکا۔

مطلع - دلبر حضرت محمدؐ پہ سلام سرور سلطان امجد پہ سلام
مقطع - کر بجا تو صدق سوں ہر دم درود کمترین کے پیر و مرشد پہ سلام

۱۶- مخمس غلام علی - اس نظم میں ۱۲ بند ہیں - غلام علی قطب شاہی عہد کے مشہور شاعر ہیں جنہوں نے ملک محمد جائسی کی نظم پدماوت کا عبدالحسین تاناشاہ میں اردو ترجمہ مثنوی کی شکل میں کیا تھا اور اس میں ابوالحسن قطب شاہ کی مدح لکھی تھی اُن کا کوئی اور کلام اب تک نہیں ملا تھا - تفصیلات کے لئے دیکھو اردو شہ پارے صفحہ ۱۲۲ -

ابتدا - جس پہ ہوا ہے جگ منے کچھ فضل کردگار اس پہ کرم رسول خدا کا ہے بے شمار
ہوتا ہے جس پو بخش علی میر ذوالفقار حسنین کا جو اس پہ رہتا ہے ہمیشہ پیار
ہوتا ہے جب و کنکری او دھوٹ جنگ کار (؟)

اختتام - توفیق ہے رفیق بہ میدان آبرو ہے گرچہ شرط جنگ میں تقریر جستجو
جز مہر مرتضیٰ ہمہ بیجا ہے گفتگو جو ہیں محب شاہ جواں مرد سرخرو
فقیر بود غلام علی سشیر کردگار

اس مخطوطے کے کاتب نہایت کم سواد ہیں اور انہوں نے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب نظمیں کسی کتاب کو دیکھ کر نقل نہیں کیں بلکہ کسی سے سن کر ان نظموں کو لکھتے گئے ہیں - املا اکثر غلط ہے

اور جگہ جگہ الفاظ کچھ کا کچھ لکھ گئے ہیں ۔ بہت ہی رواروی اور بے پروائی سے کتابت کی ہے ۔ اس کے سمجھنے اور پڑھنے میں بڑی دشواری پیش آتی ہے اور بڑا وقت صرف کرنا پڑتا ہے ۔ کاتب کا نام معلوم نہ ہوسکا ۔ اسی کے ساتھ نظم نمبر ۷۷ ھ بھی درج ہے جس پر تاریخ کتابت ۱۱۲۱ھ موجود ہے ۔

یہ بیاض نواب عنایت جنگ بہادر کا عطیہ ہے اور اس پر ان کے دستخط اور مہر بھی ثبت ہے ۔

۱۵ ورق ۔ ۱۷ اشعر فی صفحہ ۔ ½۸" × ۴" ۔

۷۷ ۔ بیاض کلام اردو و فارسی ۔ از غلامی، سالم، قطب شاہ، اشرفی وغیرہ ۔ کلام اردو و فارسی

اس بیاض میں سب سے پہلے ایک شجرۂ بیعت درج ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس بیاض کے کاتب قطب شاہ مرید تھے خواجہ سید حیات اللہ بادشاہ حسینی (خلیفہ خواجہ سید ہدایت اللہ بادشاہ خلیفہ سعد شاہ خلیفہ زاہد شاہ خلیفہ سید میراں شاہ خلیفہ شاہ راجو خلیفہ خواجہ بندہ نواز) کے ۔ چنانچہ انہوں نے اس بیاض میں اپنے مرشد حیات اللہ بادشاہ کی مدح میں ورق ۵ و ۶ پر ۱۸ اشعر کی ایک نظم لکھی ہے جس کا آخری شعر یہ ہے ؎

پیار قطب شاہ اگر سایہ تمارا چتر   چشم دیئے سر بسر شاہ حیات البحر

یہ بیاض اردو اور فارسی نظم و نثر پر مشتمل ہے ۔ اس کی تفصیلات یہ ہیں ۔

۱ ۔ خاصیت عطسہ ۔ یہ پانچ شعر کا ایک فارسی قطعہ ہے جس میں یہ بیان کیا ہے کہ چھینکتے وقت اگر منہ شمال جنوب مشرق مغرب میں سے کسی رخ پر رہے تو اس سے کیا شگون ظاہر ہوتا ہے ۔

۲ ۔ بیان خرقہ ۔ خرقہ پر کیا لکھنا چاہئے اور خرقہ کے لوازمات کیا ہیں ان کو فارسی نثر میں لکھا ہے ۔

۳ ۔ مناجات نصیر الدین چراغ دہلوی ۔ ۲۱ اشعار کی ایک فارسی غزل ہے جس کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

مطلع ۔ زسر نفس امارہ نگاہم دار یا اللہ
ہولے غیر خود کلی ز من بردار یا اللہ

مقطع ۔ شکستہ دل ہمی نالد نصیر الدین بدرگاہت
برو رحمت فرواں کن کرم بسیار یا اللہ

۴ ۔ غزلیں اور اشعار فارسی ۔ یہ سب تصوف کے موضوع پر ہیں ۔

۵۔ **مخمس منقبت علی (فارسی) از سالم** ۔ یہ ایک نعتیہ نظم ہے جس میں ۷ بند ہیں۔

پہلا بند۔ اے نام تو زیب صحف و زینت مطلع　　خورشید ز انوار جمال تو مشعشع
از فیض طواف حرمت چرخ مرصع　　فردوس ز عکس گل روے تو مقطع
در عرش پسے پایۂ قدرت بود ارفع

آخری بند۔ غیرت تو در عرصۂ ہستی بہ حسب نیست　　کس مثل تو در شیوۂ مردی بہ نسب نیست
جز ختم رسل مثل تو در خیل عرب نیست　　از لطف عمیم تو شہا ہیچ عجب نیست
گردد ز تو گر سالم بیچارہ مخلع

۶۔ **مخمس غلامی** ۔ یہی مخمس مخطوطہ نمبر ۷۷۶ میں بھی موجود ہے اس میں ۲۱ بند ہیں اور یہاں صرف چار ہی بند ہیں ۔ گویا یہ ناقص الآخر ہے ۔ پہلا شعر یہ ہے ۔

جس پر ہوا ہے جگ میں کچھ فضل کردگار　　اس پر کرم رسول خدا کا ہے بے شمار

۷۔ **مخمس فارسی** ۔ ۶ بند ہیں ۔ پہلا بند یہ ہے ؎

دم بہ مردی می زنم تا در تن من جاں بود　　جاں چہ کار آید اگر در مردیم نقصاں بود
روز در اندیشہ کردن کار نامرداں بود　　ترک سر کردن بہ میداں شیوۂ مرداں بود
مشکل است ایں کار لاکن پیش مرد آساں بود

۸۔ **غزل اشرفی** ۔ ۶ شعر ہیں ۔ مطلع و مقطع یہ ہے ؎

مطلع ۔ آج بیتم کو بناتا ہوں سر مجلس پکار　　نگ مگاتے پھول اور چمپا چمیلی کے یہ ہار
مقطع ۔ میں سنا ہوں یک بیک بیتم کی کھل گئی رات کو　　اشرفی باندھا تھا جوبن پر سے کرنے وار نار

۹۔ **منقبت مولا ۔ مخمس غلامی** ۔ ۱۳ بند ۔

ابتدا ۔　　اول اللہ بنام پاک کر　　کروں تعریف اس کی میں سراسر
قدیم ہے نام اس کا پاک اندر　　کہ خالق ہے سب کا وو منور
کہ حیدر ہیں سبھی کے یار یاور

اختتام ۔ غلامی کے اپرہ مرشد کا ہے پیار　　ہوا ہے دین رسول روشن گھر بار
محبت سے کرم رکھتے ہیں ہر بار　　کہ تب سیتے ہوا ہے اس پہ ہر بار
کہ حیدر ہیں سبھی کے یار یاور

۱۰۔ غزل قطب شاہ۔ ۵ شعر۔ یہ وہی قطب شاہ ہیں جنہوں نے اس بیاض کے پہلے صفحہ پر اپنا شجرۂ بیعت لکھا ہے اور ایک غزل اپنے مرشد حیات اللہ کی تعریف میں لکھی ہے۔

مطلع۔ دکھایا سرِّ حق تم نے اسے عین الیقیں بولو
مکمل پیر و مرشد کوں سدا مسند نشیں بولو

مقطع۔ اچنبا کیں اچھے ایسا دسے اس عصر میں نادر
میں غفار دیں پرور اپنا شاہ قطب دیں بولو

۱۱۔ مخمس کمتریں۔ منقبت حضرت علی میں ۶ بند ہیں۔ مصنف کا تخلص ٹھیک طور پر معلوم نہ ہو سکا۔ ممکن ہے کمتریں ہو جن کا ایک سلام مخطوطہ نمبر ۷۷۶ میں درج ہے۔

ابتدا۔ شکر خدا کہ بندۂ خیر الانام ہوں — میں یاد میں علی ولی کے مدام ہوں
شاہ نجف کا دل سے طلب گار جام ہوں — عاشق ہوں راز گو ہوں مفصل کلام ہوں
عاجز ہوں کمتریں محب امام ہوں
حیدر کا جو غلام میں اس کا غلام ہوں

اختتام۔ بازار حشر میں مجھے پوچھے کوئی فریق — تیرا امام کون ہے کیا مذہب و طریق
بولوں گا حق علی ہیں مرے ہادی شفیق — جز پنجتن سوائے نہیں کوئی مرا رفیق
عاجز ہوں کمتریں ہو محب امام ہوں
حیدر کا جو غلام میں اس کا غلام ہوں

۱۲۔ منقبت حضرت علی۔ از نعمت اللہ منش۔ یہ فارسی قصیدہ ہے جس میں ۲۱ شعر ہیں نعمت اللہ منش کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ اس کا مطلع و مقطع درج ذیل

مطلع۔ آں امیر المومنیں یعنے علی — آں امام المتقیں یعنے علی
مقطع۔ نعمت اللہ خوشہ چیں حرف منش — دلنواز خوشہ چیں یعنے علی

۱۳۔ غزل در مدح حضرت علی از منش۔ صرف ۴ شعر ہیں۔

مطلع۔ علی شاہ مرداں اماماً کبیرا — زیاد نبی شد بشیراً نظیرا
کسے را کہ مہر علی ہست در دل — شود اے منش شہرہ مستنیرا

فقیر۔ فارسی میں ۵ شعر ہیں۔ مقطع یہ ہے ؎

نظر از کرم کن کہ عاشق تو اللہ — کہ فدوی و خاکی جلالی فقیرا

نعمت اللہ۔ فارسی - یہ غالباً وہی نعمت اللہ منش ہیں جن کی اردو منقبت اور غزل اوپر درج ہے - ۶ شعر ہیں۔ مقطع یہ ہے ؎

نعمت اللہ کہ ہست آل رسول — چاکرم خواجہ ام خفی و جلی

شرر اردو۔ ۷ بند ہیں - شرر کوئی غیر معروف شاعر ہیں -

- ایجاد کن ارض و سما ہے تو علی ہے — خورشید روے مہر لقا ہے تو علی ہے
مہتاب رخ ماہ ضیا ہے تو علی ہے — سیارۂ افلاک صفا ہے تو علی ہے
ہم کوکب و ہم نجم و جلا ہے تو علی ہے

- واللہ کہ دو ماہ ہیں چاہوں کو ہماری — دو راہ ہیں اس راہ کی راہوں کو ہماری
دو شاہ ہیں عقبیٰ میں گناہوں کو ہماری — محشر میں شرر عفو گناہوں کو ہماری
یا احمد مختار ہے یا ہے تو علی ہے

منقبت امیر المومنین از امین - ۸ شعر- حضرت امین الدین علی بیجاپوری کے علاوہ کوئی دوسرے امین ہوں گے اس لئے کہ زبان بعد کی معلوم

- اس کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

- رہبر راہ خدا ہو یا امیر المومنین — مالک ہر دوسرا ہو یا امیر المومنین
- ہے امیں عاصی تمہارے فضل کا امیدوار — شافع روز جزا ہو یا امیر المومنین

مسدس کربلا۔ ۶ بند - مصنف کے نام یا تخلص کا پتہ نہ چل سکا-

ابتدا۔ سواری ہے محمد کے نگیں کی — علی مرتضیٰ کے جانشیں کی
حسین ابن علی سلطان دیں کی — دل و جان شفیع المذنبیں کی
علی کی مجھ شفا ہے ہم قریں کی
سواری ہے محمد کے نگیں کی

اختتام۔ جب آیا مرتضیٰ کا لال رن میں — کہا سر کوں پٹک بلبل چمن میں
بہار آئی ہے بدر رسول کے من میں — مچا ہے غلغلہ کربل کے بن میں

روح الامیں کی
سواری ہے محمدؐ کے نگیں کی
از فقیر اللہ شاہ حیدر - ۳۴ شعر - یہ نظم ناقص الآخر معلوم ہوتی ہے اس کے

۱۹ - چار کرسی طریقت -

اور دو مخطوطے ادارے میں نمبر ۳۰۸ ب اور ۷۵۰ پر موجود ہیں - اور اس کی تفصیلات جلد اول صفحہ ۱۹۳ پر درج ہو چکی ہیں - اختلاف نسخ کے لحاظ سے یہ نظم قابل مطالعہ ہے کیونکہ مذکورہ نسخوں کی اور اس کی ابیات میں کافی فرق ہے -

ابتدا - سن چار کرسی کا بیاں ہے یوں طریقت میں خبر
کرنا پچھانت تن منے آمیز جیوں شیر و شکر
بو چار کرسی یاد رکھ بولیا ہوں تس میں بند سب
مشکل کٹھن یو بات ہے چلنا طریقت کے اوپر
مسئلے جو یک سو تیس یو سکنا سبھوں پر فرض ہے
بالغ ہوا جس روز تے درویش مشایخ یاد کر

اس میں حسب ذیل عنوانات پر بحث کی گئی ہے -

۱ - بیان چار مذہب ۲ - وضوے طریقت ۳ - غسل طریقت ۴ - احکام و ارکان طریقت -

اختتام - تن نفس دل روح نور ذات کرنا جماعت سوں نماز
معراج ہے ہر پل منیں کہنا سلام بعد از پسر

اس کے بعد چار صفحات پر چند فارسی غزلیں نقل کی گئی ہیں -
۲۰ ورق - ۱۵ سطور فی صفحہ - ۸½ × ۴" -

۷۷۸ - ریختہ ہندی کی صرف و نحو - قبل ۱۲۲۵ھ - اردو نثر

اس کتاب کا ایک اور مخطوطہ ادارے میں نمبر ۲۳ پر موجود ہے اور اس کی تفصیلات جلد اول صفحات ۳۲۳ و ۳۲۴ پر درج ہو چکی ہیں - وہ مخطوطہ ۱۲۴۳ھ کا مکتوبہ ہے اور زیر نظر مخطوطہ ۱۲۶۶ھ کا ہے - اس کے مصنف کا اس نسخہ سے بھی پتہ نہ چل سکا - ابتدا اسی طرح کی گئی ہے جیسی کہ مخطوطہ نمبر ۲۳ ہے البتہ اختتامی عبارت میں فرق ہے -

ابتدا - "یہ رسالہ زبان ریختہ ہندی کی صرف و نحو میں مشتمل ہے دو مقالہ پر"
اختتام - "بطور تکیہ کلام اکثر یہ الفاظ ذکر کرتے ہیں یعنے جو ہے سو - تمہاری سو - خیر صاحب - مہربان - نام خدا - چشم بددور - اور یہ رسالہ واسطے اہل مذاق

کے لکھا ہے تاکہ مرد میں اور عورتیں جو سمجھنے والے زبان ہندی کے اسے پڑھ کر خوش ہوئیں ۔"

ترقیمہ ۔ "در تمام شد ۔ تحریر فی التاریخ دویم شہر جمادی الثانی سنہ ۱۲۶۶ ہجری نبوی ۔"

کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا ۔ بہت پاک صاف اور خوشخط نستعلیق میں قلمبند کیا ہے ۔ عنوانات سُرخ روشنائی میں ہیں ۔ مولوی احمد اللہ خاں صاحب مدرس گولکنڈہ ہائی اسکول نے بطور عطیہ ادارہ میں داخل کیا ہے ۔

۸۳ ورق ۔ ۹ سطور فی صفحہ ۔ ۸½" × ۵½"

۷۷۹ ۔ محبوب القلوب ۔ از محمد باقر آگاہ ویلوری ۔ سنہ ۱۲۰۷ھ ۔ نثر و نظم اردو

محمد باقر آگاہ شافعی قادری ویلوری (متوفی سنہ ۱۲۲۰ھ) مدراس کے ایک بہت بڑے ادیب اور شاعر گذرے ہیں ۔ ان کی اکثر کتابیں ادارے میں موجود ہیں ۔ ان کے نام یہ ہیں ۔

عقاید نامہ سنہ ۱۱۸۵ھ	۔	جلد اول	صفحہ ۷۶
تحفۃ النساء	۔	" "	۷۸
ہشت بہشت	۔	" "	۷۸
۱ ۔ من دیپک	۔	" "	۸۰
۲ ۔ من ہرن	۔	" "	۸۱
۳ ۔ من موہن	۔	" "	۸۲
۴ ۔ جگ سوہن	۔	" "	"
۵ ۔ آرام دل	۔	" "	۸۳
۶ ۔ راحت جاں	۔ ۱۱۸۶	" "	"
۷ ۔ من درپن	۔ ۱۲۰۶	"	۸۴
۸ ۔ من جیون	۔ ۱۲۰۶		صفحہ ۸۵
حاشیہ من درپن	۔ "	"	۸۶
" (نسخہ دوم)	"	"	۱۱۱
محبوب القلوب	۱۲۰۷	"	۸۷
" (نسخہ دوم)	"	جلد دوم "	۶۴
ریاض الجناں	۔ "	جلد اول "	۸۸
" (نسخہ دوم)	"	" "	۹۰
مراتی آگاہ	"	"	۱۱۲
روپ سنگار	۱۲۱۵	" "	۲۴۱

ان مخطوطات کے سلسلہ میں محمد باقر آگاہ کے تفصیلی حالات بھی درج ہو چکے ہیں ۔ محبوب القلوب کے دو نسخے ادارے میں نمبر ۱۳۷ و ۲۹۶ پر موجود ہیں ۔ دوسرا نسخہ مکمل اور خاص اہتمام سے آگاہ کی زندگی ہی میں نواب انور الدولہ کے لئے سنہ ۱۲۱۲ھ میں نقل کیا گیا تھا ۔

زیر نظر مخطوطہ بھی اچھے اہتمام کے ساتھ دوہری سُرخ جدولوں کے درمیان لکھا گیا ہے اور بہت قدیم ہے مگر ناقص الآخر ہے اس لئے تاریخ و مقام کتابت کا علم نہ ہو سکا ۔

یہ مخطوطہ ایک نثری دیباچہ سے شروع ہوتا ہے جو دس صفحات پر مشتمل ہے اس کا آغاز

واختتام اس طرح ہوتا ہے۔

ابتدا۔ ”بعد حمد و نعت کے محمد باقر آگاہ شافعی قادری ایلوری توفیق دیوے اوسے حق سبحانہٗ و تعالیٰ کہتا ہے کہ مناقب حضرت محبوب سبحانی کے علے جدہٖ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بے حساب ہیں۔ اوس مناقب شریف کو علما اور اولیا چار قسم لکھے ہیں۔“

اختتام۔ ”ربیع بہار کو بولتے ہیں۔ ربیع الاول بہار اول ہے اور ربیع الآخر بہار ثانی ہے۔ حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ اپنے حبیب و محبوب کے تصدق سے اس کتاب کو قبول کرے اور اہل دل پاس اوسے مقبول کرادے۔“

اس کے بعد مثنوی شروع ہوتی ہے۔ جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے ؎

ابتدا۔ کرے کوئی حمد تیرا کیا الٰہی ــــ کہ ہے قدرت تری جہہ تا بہ ماہی
تو ہے خلاقیت میں ایسا قادر ــــ کہ یک کن سے کیا عالم کو ظاہر

چونکہ یہ مخطوطہ ناقص الآخر ہے۔ بحالت موجود قصیدے کے ان اشعار پر ختم ہوتا ہے۔

پھرا کر بو المظفر کے مقدر کو توار ثنت ــــ کیا ہے مرحمت اس کو امان مالی و جانی
تو جو چاہا سو بخشا ہور جو چاہے گا سو بخشےگا ــــ ترے ممنون احساں ہیں ملک ہور انس جانی

۱۷۶ ورق۔ ۱۳ سطور فی صفحہ۔ ۱۰" × ۷"۔

۷۸۰۔ روضۃ الشہدا۔ از ولی ویلوری۔ سنہ ۱۲۳۷ھ۔ ــــ مثنوی اردو

ولی ویلوری (متوفی غالباً سنہ ۱۱۵۰ھ) دکن کے مشہور و مقبول شاعر ہیں اور ان کی یہ مثنوی اس حصۂ ملک میں بہت زیادہ پڑھی جاتی تھی چنانچہ اس کے کئی نسخے ادارے کے کتب خانے میں بھی محفوظ ہیں جن میں سے ۲ کا ذکر اس تذکرے کی دوسری جلدوں میں گذر چکا ہے۔ تقابلی مطالعہ کرنے والوں کو ان سے بڑی مدد ملے گی۔ یہ کتب خانہ میں ان نمبروں پر موجود ہیں۔ ۸۔ ۱۴۰۔ ۲۰۲۔ ۶۱۸۰۔ ان تمام نسخوں کی تفصیلات اور ولی کی نسبت معلومات انہی کے سلسلہ میں درج ہو چکی ہیں۔

زیر نظر مخطوطہ انگریزی کاغذ پر سنہ ۱۲۳۷ھ میں بمقام بلہاری نقل کیا گیا ہے۔ ابتدائی نصف حصے میں ہر صفحہ کے اطراف سُرخ جدولیں کھینچی گئی ہے۔ باقی مخطوطہ سادہ ہے۔

ابتدا۔ کروں نامے کو بسم اللہ سوں آغاز ــــ اچھوں تا میں فصاحت میں سرافراز

اختتام - زمانہ مہدی آخر زماں کا انھا اس باعث امن واماں کا
ولی اب کہہ قلم اور ختم کر بات نبی اور آل اوپر بول صلوات

ترقیمہ - "دو این کتاب نوشتہ کاتب الحروف خاکسار نقیر و حقیر سپاہی میر عبدالعلی برائے خواندن حضرت مانی صاحبہ قبلہ یعنے خدیجہ بی بی صاحبہ در مقام بلہاری بخانہ عبدالعلی بوقت ظہر التمام یافت - ۱۱۷۶ھ ماہ رجب المرجب بتاریخ سیزدہم - اگر کسے دعوے کند باطل است - یعنے صوبہ دار محمد مراد صاحب است - -"

۱۹۰ ورق - ۱۶ سطور فی صفحہ - ۱۱½ × ۷½ " -

۷۸۱ - روضۃ الاطہار - از نوازش علی خاں شیدا - ۱۱۷۳ھ - مثنوی اردو

نوازش علی خاں شیدا (۱۱۴۵ - ۱۲۱۰) کے حالات اور ان کی کتابوں اعجاز احمدی اور روضۃ الاطہار وغیرہ کا ذکر جلد اول صفحہ ۶۵ - جلد دوم صفحہ ۷۸ اور جلد سوم صفحہ ۲۴ پر درج ہو چکا ہے -

روضۃ الاطہار کے کئی نسخے ادارے میں محفوظ ہیں جن میں سے دو (مخطوطات نمبر ۱۲۲ و ۵۱۲) کی تفصیلات لکھی جا چکی ہیں - یہ مخطوطہ ناقص الطرفین ہے - اس میں ابتدائی پانچ مجلسیں اور آخری یعنی دسویں مجلس کے بھی آخری صفحات موجود نہیں ہیں - اس کے کاتب غلام محمد ہیں جنہوں نے جمادی اول ۱۲۰۷ھ میں اس کی کتابت مکمل کی ہے اور مجلس نہم کے خاتمہ پر ایک ترقیمہ لکھا ہے - رواں نستعلیق خط میں دیسی کاغذ پر یہ مخطوطہ لکھا گیا جو آب خوردہ ہو گیا ہے - بحالت موجودہ اس کا آغاز چھٹی مجلس کی ان ابیات سے ہوتا ہے ؎

دونوں طفلاں کوں پاس اپنے بلایا گلے سیتے لگا رو یا بلا یا
پدر کے قتل سے واقف نہ تھے وو رہے قاضی کے رونے پر عجب ہو

یہ مخطوطہ دسویں مجلس کی ان ابیات پر ختم ہوتا ہے ؎

کہے شہ نے جزاک اللہ اے جعفر ہوا اس بیکسی میں اتوں مادر
قضا سے مجکوں شوق وصل رب ہے شہادت کا طلب مجھ اس سبب ہے

ترقیمہ - جو نویں مجلس کے خاتمہ پر درج ہے یہ ہے :-

"بتاریخ ہشتم شہر جمادی الاول ۱۲۰۷ھ بوقت سہ پہر بروز سہ شنبہ از دست غلام محمد انصرام یافت -"

۱۲۴ ورق - ۱۲ سطور فی صفحہ - ۹ × ۶ " -

۷۸۲ - روضۃ الاطہار ؛ از نوازش علی خاں شیدا ۔ ۱۱۷۳ھ ۔ مثنوی اُردو

روضۃ الاطہار کا یہ ایک اور مخطوطہ ہے (دیکھو ۷۸۱) اور اس لئے اہم ہے کہ خود مصنف کی زندگی ہی میں ۱۱۸۰ھ میں لکھا گیا ہے اس کا کاتب بلرام ولد بالیا (تلنگہ ہندو) ہے اور اس نے ہر مجلس کے خاتمہ پر سادہ اوراق چھوڑ کر چند مشہور تاریخیں لکھی ہیں ۔ جن میں سے بعض یہ ہیں ۔

مادہ تاریخ حضرت امین الدین علی ۔ ختم ولی ۱۰۶۶ھ

" " پیر دستگیر ۔ معشوق الٰہی ۵۶۱ھ

" " بندہ نواز گیسو دراز ۔ مخدوم دین ودنیا ۸۲۱ھ

تاریخ شادی بلرام فرزند جی بالیا مرحوم یعنے خود کاتب مخطوطہ کی شادی کی تاریخ ۲۲ ذیقعدہ ۱۱۸۶ھ ہجری لکھی ہے ۔ انہی صفحات پر شاہان مغلیہ کی مدت سلطنت اور تاریخ وفات لکھی ہے ۔

بابر ۔ ۱۲ سال ۔ ۹۳۱ھ	ہمایون ۔ ۳۰ سال ۔ ۹۶۱ھ
اکبر ۔ ۵۰ " ۔ ۱۰۱۴ھ	جہانگیر ۔ ۲۲ " ۔ ۱۰۳۳ھ
شاہجہاں ۔ ۳۲ " ۔ ۱۰۶۵ھ	عالمگیر ۔ ۵۲ " ۔ ۱۱۱۷ھ
بہادر شاہ ۔ ۱۴ " ۔ ۱۱۵۱ھ	محمد شاہ ۔ ۳۰ " ۔ ۱۱۶۱ھ
احمد شاہ ۔ ۶ " ۔ ۱۱۶۷ھ	عالمگیر ثانی ۔ ۲ " ۔ ۱۱۶۹ھ

موسیٰ ندی کے کنارے ابوالحسن تانا شاہ نے اپنے لئے ایک عالی شان چار محل تعمیر کیا تھا جو موجودہ عمارت ہائی کورٹ اور سٹی کالج کی جگہ واقع تھا جب اورنگ زیب نے تانا شاہ کو شکست دی تو نعمت خاں عالی نے اس کا ایک قطعۂ تاریخ لکھا تھا جس میں اورنگ زیب کے لئے ذم کا پہلو نمایاں ہے کیونکہ نعمت خاں عالی نے لکھا ہے کہ جب ابوالحسن سے تقدیر برگشتہ ہوگئی تو چار محل میں اورنگ زیب اس کی جگہ پر بیٹھا گویا جانشیں ہوا ۔ یہ محل ۱۱۸۵ھ ہجری میں بارود میں آگ لگنے سے دھماکے کے ساتھ اُڑ گیا تھا ۔ اس واقعہ کے صرف دس روز قبل کاتب مخطوطہ ہذا نے اس محل کے سامنے سے موسیٰ ندی کو پار کیا تھا چنانچہ اس مخطوطہ میں مجلس پنجم کے خاتمہ پر ایک خالی صفحہ پر اس نے یہ یادداشت لکھی ہے جس سے اس مشہور محل کی تباہی کا دن اور تاریخ محفوظ ہوگئی ہے ۔

"دفعہ دویم عبور دریائے موسی بتاریخ ہفدہم جمادی الاول ۱۱۸۵ھ
شب پنجشنبہ و روز جمعہ ۔ و بعد دہ روز از باروت یک محل چار محل
بہ ہوا رفتہ ۔"

چھٹی مجلس کے آخر میں اس مخطوطہ کی کتابت کی تاریخ اس طرح لکھی ہے :۔

"تمام شد بخط زشت بلارام بتاریخ یازدہم شہر جمادی الثانی ۱۲۰۵ھ روز جمعہ بوقت دوپہر اتمام رسید۔ بخط عاصی سراپا معاصی بلارام بہ اتمام از اجزایش روضۃ الاطہار یکے داستان حضرت فرزندان مسلم سرانجام رسانیدم درصوبہ داری نظام الملک و در وزارت مشیر الملک۔"

یہ مخطوطہ شکستہ نستعلیق میں قدیم کاغذ پر لکھا گیا ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی میں ہیں۔ پہلے صفحہ کی پیشانی پر سرخ روشنائی میں لکھا ہے :۔

"ایں کتاب روضۃ الاطہار من تصنیف شیدا الملقب نواز ش علی خاں بہادر مدظلہ العالی۔"

ممکن ہے کہ کاتب بالرام ان ہی کے متوسلین میں سے ہو کیونکہ وہ آصفجاہ ثانی کے میر سامان تھے۔

ابتدا۔ اول حمد خدا سیں ہو سرافراز — کروں میں روضۃ الاطہار آغاز
دو عالم نام پر اس کے ہے شیدا — شہادت کا کیا عالم وہ پیدا

آخری حصہ کی صرف چند ابیات اس میں موجود نہیں ہیں ان ابیات پہ ختم ہوتا ہے ؎

بحق مرتضیٰ شاہ ولایت — کہ کعبہ میں ہوا جن کا ولادت
بحق فاطمہ بنت پیمبر — کہ جن کی ذات تھی عصمت کی مظہر

۳۲۲ ورق۔ ۱۱ سطور فی صفحہ۔

۷۸۳۔ اعجاز احمدی۔ از نوازش علی خاں شیدا۔ مثنوی اردو

شیدا مصنف روضۃ الاطہار (مخطوطہ نمبر ۷۸۲) کی اس مثنوی اعجاز احمدی کا ایک اور ناقص الآخر نسخہ ادارے میں نمبر ۳۲۲ پر درج ہے اور اس کی تفصیلات جلد دوم صفحہ ۷۸ - ۷۹ پر چھپ چکی ہیں۔ یہ کتاب بمبئی کے مطبع کریمی سے ۱۳۱۳ھ میں خاص اہتمام کے ساتھ (۱۸۴ صفحات میں) چھپی تھی اور اس کا مطبوعہ نسخہ بھی ادارے میں موجود ہے۔

زیر نظر مخطوطہ اگرچہ بہت خوشخط اور صاف پاک لکھا گیا ہے مگر ناقص الطرفین ہے۔ بحالت موجودہ اس کا آغاز و اختتام اس طرح ہوتا ہے۔

ابتدا۔ در ذکر رسیدن حضرت خیر البشر بہ مدینہ منورہ و استقبال نمودن انصار نیکوسیر

الٰہی توں کر فضل کا فتح باب — مجھے میرے مطلب سے کر کامیاب
عنایت کا دے بھیج جیش مراد — کروں نفس سرکش سے اپنے جہاد

اختتام۔ صحابی کہے کس میں یہ ہے مجال — تمہارے سخن کے تئیں بوے وو ٹال
بخشتے ہو جب ان کو اے دستگیر — جو حصّے تمہارے ہیں ان کے اسیر

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ عطیہ مولوی احمد اللہ خاں صاحب بی۔اے، بی ایڈ۔
ورق ۲۵۷ - ۱۵ سطور فی صفحہ - ½۷″ × ½۵″ -

۷۸۴ - محبوب القلوب از محمد باقر آگاہ - ۱۲۰۷ھ — مثنوی اردو

اسی کتاب کے ایک اور مخطوطہ کا ذکر نمبر ۷۹ پر گذر چکا ہے۔ اس نسخہ میں نثری دیباچہ کا ابتدائی ایک ورق غایب ہے۔ بحالت موجودہ اس طرح شروع ہوتا ہے:-

"حضرت محبوب والا مقام کا تھا سو اوس میں نقل کئے ہیں ان کتابوں سے اکثر اس غلام قادری کے مطالعہ میں آئے ہیں۔"

ان ابیات پر ختم ہوتا ہے ؎

کہ کھول اس کو وہ کھولا ہے اسے جب — نقالولہ ایک بچہ اوس منے تب
کہا سرور اسے اُٹھ وہ اٹھا ہے — ہو چنگا دوڑنے کے تیں لگا ہے

کاتب کا نام اور سنہ کتابت معلوم نہ ہو سکا۔ نہایت روشن سیاہی میں صاف پاک لکھا گیا ہے۔ ہر صفحہ کے اطراف سرخ جدولیں کھینچی گئی ہیں۔
۱۲۴ ورق - ۱۳ سطور فی صفحہ - ½۸″ × ½۶″ -

۷۸۵ - اخوان الصفا از اکرام علی - ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ع — نثر اردو

اردو نثر کی یہ کتاب چھپ بھی چکی ہے۔ مگر عرصہ سے کم یاب ہے۔ اس کے مصنف اکرام علی نے اس کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ وہ مسٹر ابراہم لاکٹ اور مولوی تراب علی کی تحریک پر کلکتہ آئے اور سرکار کمپنی بہادر میں ملازم ہوئے۔ چند روز بعد مدرس ہندی کپتان جان ولیم ہنٹر کے اشارے پر ابراہم لاکٹ نے ان سے کہا کہ رسالۂ اخوان الصفا کا اردو میں ترجمہ کریں۔ چنانچہ اس کی طرف توجہ کی اور لارڈ منٹو گورنر جنرل کے عہد میں سنہ ۱۲۲۵ھ مطابق سنہ ۱۸۱۰ع میں اس کو مرتب کیا۔
زیر نظر مخطوطے میں اس کا ابتدائی ایک ورق محفوظ نہیں ہے۔ اس عبارت سے شروع ہوتا ہے:-

"جس نے گمراہوں کو وادی ضلالت سے نکال کر منزل ہدایت پر پہنچایا اسی کے سبب ہم نے ہر ایک امت پر بہ موجب آیۂ کریمہ کنتم خیر امۃ کے مرتبۂ

فضیلت کو پایا۔"
یہ مخطوطہ ناقص الآخر ہے۔ اس عبارت پر ختم ہوتا ہے۔
"جس وقت مینہ کا پانی اس کے اندر جاتا ہے فی الفور بند کر لیتے ہیں کہ دریائے شور کا پانی اس میں نہ ملنے پاوے بعد اس کے پھر دریا کی تہ میں چلی جاتی ہے۔ مدت تک ان دو سیپیوں کو۔"
یہ نسخہ شکستہ خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔ کتابت قدیم ہے۔ کاغذ کرم خوردہ ہو گیا ہے۔
۱۵۴ ورق۔ ۱۳ اسطور فی صفحہ۔ ۸½" × ۶"۔

۷۸۶۔ چہار درویش از محمد علی شوق۔ ۱۲۱۱ھ۔ — مثنوی اُردو

محمد علی خاں شوق ۱۱۸۰ھ میں اورنگ آباد میں پیدا ہوئے میر عبدالسلام خاں سبزواری کے فرزند تھے۔ ۱۱۸۵ھ میں والد کے ساتھ حیدر آباد آئے۔ والد کی وفات کے بعد سات سال کی عمر میں نظام علی خاں آصف جاہ ثانی کے دربار میں باریاب ہوئے اور منصب و جاگیر اور خطاب خانی سے سرفراز ہوئے۔ اسد علی خاں تمنا اورنگ آبادی سے شعر و سخن میں اصلاح لی۔ تیس ۳۰ سال کی عمر میں یہ مثنوی منظوم کی۔
اس منظوم قصہ چار درویش کا ایک اور مخطوطہ ادارے میں نمبر ۸۵ پر موجود ہے اور اس کی تفصیلات جلد اول صفحہ ۱۱۹۔ ۱۲۱ پر درج ہو چکی ہیں لیکن وہ نسخہ ناقص الطرفین ہے۔ زیر نظر نسخہ مکمل ہے اور ۱۲۶۲ھ میں حیدر آباد میں نقل کیا گیا ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی میں ہیں۔

ابتدا۔
الٰہی تری حمد ہے بے قیاس — بشر کو .... (کرم خوردہ)
لکھے جو تری نظم تعریف کی — کہے نثر برجستہ توصیف کی
ہے ازبس کہ قدرت نمایاں تری — تری حمد ہے خوب شایاں تری

اختتام۔
علی ولی شاہ دلدل سوار — کہ ہے شیر حق صاحب ذوالفقار
مرے دل کے مقصد کو پہنچو شتاب — طفیل محمد اے عالی جناب
مجھے خادم اپنا کر دیا علی — ہمیشہ مجھے خوش رکھو یا علی
بحق نبی و بحق علی — کہ ہوں شاد میں بھی نظام علی

مخطوطہ نمبر ۸۵ میں جس بیت پر مخطوطہ ختم ہوتا ہے اس کے بعد اس مثنوی میں مزید ۵۳ ابیات ہیں۔
اس مخطوطہ کا ترقیمہ یہ ہے :-
"بتاریخ غرۂ شہر جمادی الثانی ۱۲۶۲ھ راقم الحروف دولہ بادشاہ پسر

میر جولاں سفیدار حضور پُر نور در عالم بے مشقی ایں کتاب چار درویش باتمام رسید"

حاشیہ پر لکھا ہے :-

"بروز چہارشنبہ بوقت یک پاس روز برآمدہ اتمام یافت۔"

خوش خط نستعلیق میں نہایت ہی روشن اور عمدہ سُرخ وسیاہ روشنائی سے یہ مخطوطہ لکھا گیا ہے۔ سرورق پر اس کے مالک سید محمد جعفر الموسوی کے دستخط ثبت ہیں۔

۲۶۳ ورق - ۹ سطر فی صفحہ - $9\frac{1}{2}" \times 5\frac{1}{2}"$ -

۷۸۷ - فرس نامہ - از سعادت یار خاں رنگیںؔ - سنہ ۱۲۱۰ھ - مثنوی اردو

سعادت یار خاں رنگیںؔ (ولد مرزا طہماسپ بیگ خاں) سنہ ۱۱۷۰ھ تا سنہ ۱۲۵۱ھ سرہند میں پیدا ہوئے اور دلی میں نشوو نما پائی۔ شہسواری اور تیر اندازی میں ماہر تھے۔ بے چین طبیعت پائی تھی۔ کبھی شہزادوں اور امیروں کی مصاحبت میں رہے اور کبھی تجارت، اور سیر وسیاحت کی۔ مختلف شہروں میں مقیم رہے۔ کئی بار لکھنؤ میں مقیم ہوئے اور وہیں فوت بھی ہوئے۔ انشا کے خاص دوست تھے۔ ان کی تصانیف کا مجموعہ نورتن ہے جس میں چار دیوان ریختہ۔ بیختہ۔ آمیختہ۔ انگیختہ اور ایجاد رنگیں۔ فرس نامہ۔ رنگین نامہ۔ مجالس رنگین اور مثنوی دلپذیر شامل ہیں۔

ادارہ میں ان کے فرس نامہ کا ایک قدیمی مخطوطہ محفوظ ہے۔ جس کی تفصیلات یہ ہیں :-

اس فرسنامہ پر پہلے فارسی نثر میں ایک دیباچہ لکھا ہے جس میں نواب سعادت علی خاں مبارز جنگ یمین الدولہ کے عہد میں سنہ ۱۲۰۸ھ میں ایک فرس نامہ نثر میں مرتب کرنے کا ذکر کیا ہے۔ سنہ ۱۲۱۰ھ میں جب رنگیںؔ لکھنؤ پہنچے اور شیخ محمد بخش عرف میاں منجھو کے یہاں قیام کیا تو انہوں نے فرسنامہ دیکھ کر فرمائش کی کہ اس کو منظوم کردیں چنانچہ رنگیںؔ نے بیس۲۰ دن کے اندر اس کو بشکل مثنوی منظوم کردیا۔

اس فارسی نثر کا آغاز واختتام اس طرح کیا ہے :-

ابتدا "توسن تیز رفتار قلم در میدان حمد داورے گرم جولاں گری است کہ میخ ثوابت ونعل ہلال سُم ادہم سریع السیر گردوں را آرایش دادہ۔"

اختتام - "ہر جا کہ سنگ سہو بپاے ابرس نکرشش خوردہ باشد بدست مہربانی طے جادۂ اصلاح نمودہ عنانش را بجانب طویلۂ صحت بگردانند واشہب نفریں دریں صحرا نہ دوانند۔"

اصل اُردو مثنوی کا آغاز اس طرح کیا ہے ؎

خدا کی حمد کب مجھ سے رقم ہو — رواں جب تک نہ تشدید قلم ہو
کہاں قدرت قلم نے اتنی پائی — کہ یہ اس کی کرے صنعت نمائی

کاتب نے مثنوی کی ابیات نثر کی طرح مسلسل لکھی ہیں - اس حصّہ میں حمد و منقبت کے سلسلہ میں سبب تالیف کی ابیات بھی درج ہیں جن میں بعض یہ ہیں ؎

کہاں تک جوشش مستی میں رہیئے ۔۔۔ بس اب چلئے کسی بستی میں رہیئے
اچانک جب مرا پھر دھیان پہنچا ۔۔۔ یکایک لکھنؤ میں آن پہنچا
میاں منجھو جو واں یک مہرباں ہیں ۔۔۔ تو اپنے سب طرح وہ قدر داں ہیں

اس طرح بطور نثر مسلسل کتابت کا سلسلہ عنوان "در بیان صفت اسپاں" تک گیا ہے - اور اس کے بعد سے یہ مخطوطہ نئے صفحہ سے بطور نظم نقل کیا گیا ہے - اس درمیان میں ایک صفحہ پر گھوڑوں کی بیماریوں اور ان کے علاج کے مختلف منظوم نسخے بھی درج ہیں جو شاید متن کتاب سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ اضافہ ہیں -

اصل فرسنامہ ان ابیات سے شروع ہوتا ہے ؎

کبھو ہو زرق کا اس کو نہ توڑا ۔۔۔ بندھا ہو جس کے دروازے پر گھوڑا
پڑھ اب قرآن کو آنکھیں نہ کر بند ۔۔۔ خدا نے کھائی ہے گھوڑے کی سوگند

اس حصہ میں حاشیہ پر بھی متعدد ابیات بطور اضافہ یا بطور تصحیح لکھی گئی ہیں - ۱۷ صفحات بطور نظم لکھنے کے بعد پھر کاتب نے بطور نثر پورے صفحہ پر مسلسل ابیات لکھی ہیں اور یہ نہج کتابت آخر تک قائم ہے - خط بہت باریک لیکن صاف اور واضح ہے -
عنوانات سُرخ روشنائی میں ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ خود رنگین کی زندگی میں یہ مخطوطہ نقل کیا گیا ہے - چنانچہ پہلے صفحہ پر ان کے نام کے ساتھ صاحب اور بہادر لکھا گیا ہے مگر یہ کسی اور کا خط ہے ممکن ہے کہ یہ مخطوطہ خود رنگین کا مکتوبہ ہو -

آخری ابیات یہ ہیں ؎

جو دیکھے غور سے تو اے خرومند ۔۔۔ تو دریا کو کیا کوزہ میں ہے بند
وہ نسخے تھے جو میرے آزمائے ۔۔۔ سو میں نے تجھ کو وہ سب کہہ سنائے
کیا ہے بیس۲ دن میں کر کے مرقوم ۔۔۔ رہے تعداد اس کی تجھ کو معلوم

ترقیمہ یہ ہے -
"تمام شد فرس نامہ تم تم سے دو تیک جیٹھ شنبہ سمبت ۱۸۹۶ باتمام رسید -"

۱۴ ورق - ۲۳ سطور فی صفحہ - ۳/۴ ۸" × ۱/۴ ۶" -

۷۸۸- سراج العقائد از سیّد حیات - قریب ۱۲۴۴ھ - مثنوی اُردو

اسی مثنوی کے ایک اور نسخہ کا ذکر ابھی نمبر ۷۴۲ پر گذر چکا ہے یہ مخطوطہ مکمل ہے اور حیات کے دوسرے رسالوں کے ساتھ قلمبند کیا گیا ہے - اس کے کاتب شفیع الدین ہیں جنہوں نے حیات کے کئی رسالے یکے بعد دیگرے مسلسل نقل کئے ہیں - (دیکھیے ۷۸۹ تا ۷۹۹)

اس مخطوطے میں بھی ابتدا اور اختتام کی ابیات مخطوطہ نمبر ۷۴۲ کے مطابق ہیں - خط شکستہ نستعلیق مگر جلی اور واضح ہے -

۴ ورق - ۱۳ سطور فی صفحہ - "۹ × "½۵ -

۷۸۹- سراج الفقہ - از سیّد حیات - قریب ۱۲۴۴ھ - مثنوی اُردو

حیات کی اس مثنوی کے مخطوطے کتب خانہ سالار جنگ میں نمبر ۴۰۵ و ۴۸۸ پر کتب خانہ آصفیہ میں نمبر ۴۶۷ پر موجود ہیں - ادارے کا یہ مخطوطہ حیات کے جملہ رسائل کے ساتھ مجلد ہے اور اس کو شفیع الدین کاتب نے شکستہ خط میں سراج العقاید نمبر ۷۸۸ کے بعد ہی نئے صفحہ سے نقل کیا ہے - یہ ایک طویل مثنوی ہے جس میں ۲۷۰ ابیات ہیں -

ابتدا - کہوں دم بدم حمد سبحان کا / کہ ہے قوت میرے دل و جان کا
ہے برحق محمد رسول خدا / مرا جان و دل اس پہ ہر دم فدا

اختتام - حیات اس فقہ کو لکھا مختصر / کہو دل سے اپنے دعا خیر کر
سراج الفقہ اب ہوی ہے تمام / بحق محمد علیہ السلام

ترقیمہ - "از خط خام شفیع الدین باتصرام رسید -" تاریخ اور مقام کی تصریح نہیں کی ہے -

۱۰ ورق - ۱۴ سطور فی صفحہ - "۹ × "½۵ -

۷۹۰- مراۃ الاحکام - از سیّد حیات - ۱۲۴۴ھ - مثنوی اُردو

سید حیات کی اس مثنوی کے کسی اور نسخہ کا پتہ نہ چلا - یہ رسالہ ان کی دیگر تصنیفات سراج العقائد، سراج الفقہ، تاج الفرایض، تاج النصائح، آداب السعادۃ، احوال النبی، نور الہدایہ، شفاعت نامہ، دیدار نامہ، اشرف الایمان اور آب حیات کے ساتھ ایک ہی کاتب شفیع الدین نے نقل کیا ہے -

اس میں اسلام کے جملہ احکام (نکاح، طلاق، عدت، قسم، چوری، وقف، ضمانت، ربوا، ذبح وغیرہ کے بارے میں) منظوم کئے ہیں - تقریباً دوسو ابیات ہیں -

ابتدا۔ اللہ اللہ ذکر حق ایمان ہے مصطفےٰ کا نعت میرا جان ہے
مصطفےٰ کے واسطے اے پاک ذات تو لے جا آخر مجھے ایماں کے ساتھ
اختتام۔ اس فقہ کو ہے لکھا سید حیات تو دعا کر حق میں اس کے دل کے ساتھ
اے خدا ایمان پر کر خاتمہ اب بحق مصطفےٰ اور فاطمہ
مرات الاحکام ہو گئی اب تمام مصطفےٰ پر ہو درود اور ہو سلام
۱۳ صفحات۔ فی صفحہ ۱۵ سطر۔ $9'' \times \frac{1}{2}5''$ ۔

۷۹۱۔ تاج الفرائض۔ از سید حیات۔ قریب ۱۲۵۰ھ۔ مثنوی اردو

سید حیات کے ۱۲ رسائل (نمبر ۷۸۸ تا ۷۹۹) میں سے یہ ایک رسالہ ہے جس کو شفیع الدین نے نقل کیا ہے۔ اس میں بچوں کے لئے اسلام کے فرائض اختصار کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ بہت ہی مختصر مثنوی ہے جس میں ۱۲۵ ابیات ہیں۔

ابتدا۔ اللہ اللہ تو ہے خیر الوارثین ہے محمدؐ رحمت للعالمین
اب بحق مصطفےٰ اے نیک ذات تو لے جا آخر مجھے ایماں کے ساتھ
اختتام۔ گرچہ ہے یہ مختصر تفصیل سات اس قدر بچوں کے تئیں بس ہے حیات
بھائی جاں تاج الفرائض ہوئی تمام مصطفےٰ پر ہو درود اں اور سلام
۹ صفحات۔ ۱۵ سطور فی صفحہ۔ $9'' \times \frac{1}{2}5''$ ۔

۷۹۲۔ تاج النصائح۔ از سید حیات۔ قریب ۱۲۵۰ھ۔ مثنوی اردو

سید حیات کی اس مثنوی میں دو سو ابیات ہیں۔ شکستہ خط نستعلیق میں یا دوسرے مخطوطات (۷۸۸ - ۷۹۹) کی طرح صاف اور واضح خط میں لکھی گئی ہے۔ اس مثنوی میں محبت، فکر، ذکر، رضا، شکر، شرم، وفا، احسان، حسن نیت، سخاوت، تواضع، قناعت، صبر، توکل، غرور، ظلم، کینہ، غیبت، دروغ، طمع، مذمت، توبہ، جیسے موضوعوں پر ناصحانہ ابیات لکھی ہیں۔

ابتدا۔ ربنا یا ربنا یا ربنا کیوں زباں سے ہو سکے تیری ثنا
یا رحیمی یا رحیمی یا رحیم یا کریمی یا کریمی یا کریم
راہ ایسی کر ہمارے تئیں عطا جس میں راضی تو رہے اور مصطفےٰ
اختتام۔ شرک دو ہیں اک خفی دوسرا جلی جب ہوا تو دور اس سے ہے دلی
جز خدا کوئی نہیں معبود ہے دو جہاں نابود حق موجود ہے
۱۴ صفحات۔ فی صفحہ ۱۵ سطور۔ $\frac{1}{2}9'' \times 6''$ ۔

۷۹۳- آداب السعادۃ - از سیّد حیات - قریب ۱۲۵۰ھ - مثنوی اُردو

سیّد حیات (دیکھو مخطوطات ۷۸۸ تا ۷۹۹) کی اس مثنوی میں تقریباً ۲۵۰ ابیات ہیں - اور ادب و آداب یعنے مشرقی ایٹی کیٹ کے بارے میں مختلف عنوان قایم کر کے نصیحتیں کی گئی ہیں - ہمسایوں، لباس، نشست و برخواست، سلام، گفتگو، مہمان، کھانے پینے کے بارے میں تہذیب و شائستگی سکھائی ہے -

ابتدا - یا الٰہی یا رحیمی یا کریم — یا قدیمی یا حلیمی یا علیم
مصطفٰے کے واسطے دے ہم کو اب — نیک نیت اور توفیق ادب

اختتام - نا مجھے الفاظ و معنی کی خبر — نا ردیف اور قافیہ پہ ہے نظر
بھائی جاں ہے نام میرا سن حیات — یہ دعا کرتی ہیں اس کے دل کے ساتھ
اے خدا ایماں پو اس کا خاتمہ — کر بحق مصطفٰے اور فاطمہ

۱۷ صفحات - فی صفحہ ۱۵ سطور - ½۹" × ۶" -

۷۹۴- کتاب احوال النبی - از سیّد حیات - قریب ۱۲۵۰ھ - مثنوی اُردو

یہ تقریباً ۲۷۵ ابیات کی ایک مثنوی ہے جس میں سیّد حیات (دیکھو مخطوطات نمبر ۷۸۸ تا ۷۹۹) نے آنحضرت رسول خدا کے حالات نہایت اجمال کے ساتھ سادہ اور سلیس انداز میں بیان کئے ہیں - ولادت، ماں، باپ، علامات نبوت، بعثت، معراج، غزوات، حسن خلق، معجزات، ازدواج، اولاد وغیرہ کے بارے میں ضروری معلومات عوام کے لئے درج کر دی ہیں -

ابتدا - اللہ اللہ ورد جاں ہے دم بدم — اوکیا موجود، ہم سب تھے عدم
اللہ اللہ سچ توہی معبود ہے — اللہ اللہ سچ توہی موجود ہے

اختتام - جن درود اں ان پو بھیجے باصفا — اس کے حامی ہیں محمدؐ مصطفٰے
پڑھ درود اں مصطفٰے اپر اے حیات — پائے گا تو رحمت حق اور نجات

۱۹ صفحات - ۱۵ سطور فی صفحہ - ½۹" × ۶" -

۷۹۵- نور الہدایہ - از سیّد حیات - قریب ۱۲۵۰ھ - مثنوی اُردو

یہ بھی حیات کی ایک مثنوی ہے جس میں ۲۷۵ ابیات ہیں اور موت کے وقت مختلف پیغمبروں اور اولیا پر جو گذری اس کی تفصیلات بیان کر کے نصیحتیں کی ہیں کہ ہر انسان کو اپنی موت کے وقت کیا کرنا چاہیئے - بہت ہی پر اثر انداز میں یہ مثنوی لکھی ہے - سیّد حیات شاعر سے زیادہ ناصح اور مرشد ہیں

زبان بہت سلیس استعمال کرتے ہیں۔ کاتب شفیع الدین ہیں جنہوں نے ان کی جملہ کتابیں مسلسل نقل کی ہیں۔

ابتدا۔ یا الٰہی یا الٰہی یا رحیم یا حلیمی یا حکیمی یا کریم
اب بحق مصطفےٰ اور فاطمہ تو ہمارا اخیر سے کر خاتمہ

اختتام۔ حور ہے اور سیر ہے گلزار ہے سب سے بڑھ کر نعمت دیدار ہے
رنج و راحت کا بیاں کب تک حیات شرک سے تو دور ہے جا پا نجات

صفحات - ۱۵ سطور فی صفحہ - ۹½" × ۶" -

۷۹۶- شفاعت نامہ - از سید حیات - قریب ۱۲۵۰ھ - مثنوی اردو

یہ ۹۰ ابیات کی ایک مختصر مثنوی ہے جس میں آنحضرت رسول خدا روز قیامت اپنی امت کی کس طرح شفاعت فرمائیں گے اس کی تفصیل لکھی ہے۔ مصنف اور کاتب کے لئے دیکھو نمبر ۷۸۸ تا ۷۹۹۔

ابتدا۔ اللہ اللہ ہے تو رحمان اور رحیم تو عطا کر ہم کو راہ مستقیم
ہے محمدؐ خاتم پیغمبراں ہے محمدؐ عذر خواہ امتحاں

اختتام۔ کب تلک یہ گفتگو بس کر حیات مانگ رب سے یہ دعا آبِ لی کے ساتھ
رکھ مجھے امت میں اس کے اے رحیم موت دے ملت میں اس کے اے رحیم

۷ صفحات - ۱۵ سطور فی صفحہ - ۹½" × ۶" -

۷۹۷- دیدار نامہ - از سید حیات - قریب ۱۲۵۰ھ - مثنوی اردو

یہ ایک بہت ہی مختصر مثنوی ہے جس میں تقریباً ۶۰ ابیات ہیں۔ اس میں سید حیات نے جنت کے احوال اور اہل جنت کے مراتب اور رویت باری تعالےٰ کے اثبات کے بارے میں تفصیلات لکھی ہیں۔

ابتدا۔ اللہ اللہ اول اور آخر توی اللہ اللہ باطن اور ظاہر توی
اللہ اللہ غیر نیں موجود ہے حق توی موجود اور معبود ہے

اختتام۔ یوں لکھے ہیں خاصگاں کی شان میں ان کے تیں دیدار ہے ہر آن میں
مختصر اس کو لکھا سید حیات اس کے حق میں کر دعا تو اس کے سات

۵ صفحات - ۱۵ سطور فی صفحہ - ۹½" × ۶" -

۷۹۸- کتا شرف الایمان معہ نور الاسلام - از سید حیات - قریب ۱۲۵۰ھ - نثر اردو

۱- شرف الایمان :- یہ اردو نثر میں ایک مذہبی کتاب ہے جس کے ساتھ ہی رسالہ نور الاسلام بھی

کاتب نے بغیر کسی عنوان کے سلسل شروع کر دیا ہے یا جلد بندی کے وقت شرف الایمان کے آخری اور نور الاسلام کے ابتدائی ورق تلف ہو گئے ہیں۔

شرف الایمان ناقص الآخر ہے۔ اس مخطوطہ میں اس کی صرف ۶ فصلیں محفوظ ہیں جن کے عنوان یہ ہیں:-

۱۔ فضیلت اور ثنا اہل بیت کی۔ ۲۔ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کی ثنا۔ ۳۔ جمہور صحابہ کی فضیلت۔ ۴۔ فضیلت حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ ۵۔ فضیلت حضرت عمرؓ۔ ۶۔ فضیلت حضرت عثمانؓ۔

ابتدا۔ "تصدیق دل سے بولتا ہوں میں جو نہیں ہے کوئی معبود اور موجود مگر اللہ ہے جو ایک اور بے شریک ہے۔"

اختتام۔ "فرمائے واسطے ہر نبی کے رفیق ہے اور رفیق میرا جنت میں عثمانؓ ہے"
اس کے بعد کا حصّہ غائب ہے۔

ب۔ نور الاسلام:۔ دوسرے ورق سے رسالہ نور الاسلام شروع ہوتا ہے۔ یہ بھی نثر میں ہے اور اس میں حسب ذیل فصلیں لکھی گئی ہیں۔

۱۔ ایمان ۲۔ وضو ۳۔ غسل ۴۔ نماز جماعت ۵۔ جمعہ ۶۔ روزہ ۷۔ نماز ۸۔ زکواۃ ۹۔ زنا ۱۰۔ نشہ ۱۱۔ توبہ ۱۲۔ والدین ۱۳۔ تفرقہ۔ اس کا ابتدائی ایک ورق غائب ہے۔ بحالت موجودہ اس عبارت سے شروع ہوتا ہے:۔

"پیغمبر علیہ السلام فرمائے جو اسلام لانے کی گواہی دیوے تو جو نہیں خدا سزاوار سجدہ لینے کے مگر اللہ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر خدا کا ہے اور نماز ادا کرے اور زکوات دیوے اور رمضان کے روزے رکھے۔"

اختتام۔ "پیغمبر اسلام فرمائے جو کوئی کہ آغاز کرے تمہارے ساتھ اسلام کے پس بہتریں ساتھ رحمت اللہ تعالیٰ کی اور شفاعت رسول اس کی۔ رباعی

ہو گئی اب یہاں حدیث شریف ہے لکھا اس تئیں حیات نحیف
نور الاسلام ہے جو اس کا نام ہو نبی پر درود اور سلام"

اس کے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے صرف کاتب نے اپنا نام اس طرح لکھدیا ہے۔

"تمت تمام شد کاتب الحروف شفیع الدین"

۱۲ صفحات۔ ۱۵ سطور فی صفحہ۔ ½۹″ × ۶″۔

۷۹۹ - آب حیات - از سید حیات - قریب سنہ ۱۲۵۰ھ - مثنوی اردو

یہ سید حیات کا آخری رسالہ ہے اور ان کی دوسری ۱۱ کتابوں سراج العقائد - سراج الفقہ - مرات الاحکام - تاج الفرائض - تاج النصائح - آداب السعادۃ - احوال النبی - نور الہدایہ - شفاعت نامہ - دیدار نامہ - اشرف الایمان اور نور الاسلام کے ساتھ ایک ہی سلسلہ میں نقل کیا گیا ہے - اور ایک ہی جلد میں منسلک ہے -

اس کتاب میں گلستان سعدی کے طور پر حکایتوں اور قصوں کے پیرایہ میں پند و نصائح لکھی گئی ہیں اور اخلاق و تصوف کی تعلیم دی گئی ہے - پہلے باب میں عام نصائح ہیں دوسرے میں ذکر سلوک اور تیسرے باب میں قال صحیح سے متعلق حکایتیں درج کی ہیں - تیسرا باب ناقص الآخر ہے -

ابتدا - حمد حق ہے بعد ہی نعت نبی　　دے ہدایت مومناں کو یا ولی
باب اول ہے نصیحت کا حبیب　　باخبر ہو موت آئی عن قریب

اختتام - نفی سب اثبات یک موجود ہے　　نفی سب اثبات یک معبود ہے
ہے وہی معبود سو موجود ہے　　غیر حق معدوم اور نابود ہے

اس ناقص الآخر مخطوطے میں بھی پانچ سو سے زیادہ ابیات ہیں - گویا سید حیات کی یہ سب بڑی مثنوی ہے - اس کے کاتب شفیع الدین نے اس کو لکھتے لکھتے یکایک بغیر کسی ترقیمے یا نوٹ کے نامکمل چھوڑ دیا ہے - مذکورہ اختتامی ابیات کے بعد انہوں نے حکایت کا عنوان لکھا ہے افسوس ہے کہ ان بارہ کتابوں میں سے کسی میں بھی سنہ و مقام کتابت درج نہیں ہے - آب حیات کا ایک اور نسخہ نمبر ۱۱۷ پر بھی موجود ہے - اور اس کی تفصیلات جلد اول صفحہ ۳۰۹ پر بھی درج ہو چکی ہیں -

۴۴ صفحات - ۱۵ سطری صفحہ - ″۶ × ½۹ -

۸۰۰ - دیوان شرف - از شرف النساء - قریب سنہ ۱۳۰۰ھ - کلام اردو

شرف النساء، ٹیپو سلطان شہید کے مشہور سپہ سالار میراں سید اشرف کی پوتی اور سید غلام دستگیر قادری کی زوجہ تھیں - سنہ ۱۲۴۵ھ میں پیدا ہوئیں اور ۸۶ سال کی عمر میں سنہ ۱۳۳۱ھ سے قبل وفات پائی - ان کے فرزند سید احمد قادری نائب صدر محاسب حکومت نظام تھے اور ان کے پوتے سید رحمت اللہ صاحب اس وقت موجود ہیں - وہ نواب علی یار جنگ کے بہنوئی ہیں - ان کی زوجہ سکینہ بیگم صاحبہ عرصہ تک ادارۂ ادبیات اردو کے شعبہ نسواں کی معتمد رہیں -

شرف النساء کے دیوان کا یہ مخطوطہ خود مصنفہ کا مکتوبہ ہے اور اس پر ان کے استاد کی اصلاحیں بھی

موجود ہیں - ادارے کو ورنگل سے بطور عطیہ حاصل ہوا ہے - اس میں تقریباً ایک ہزار شعر ہیں جو زیادہ تر غزلوں اور کچھ مختصر قصیدوں اور مستزادوں کی شکل میں ہیں - ان کی تفصیلات جلد اول صفحات ۲۹۹ تا ۳۰۱ پر درج ہیں -

ابتدا - مظہر کبریا نہیں ملتا سرور انبیا نہیں ملتا
جان لب پر ہے ہجر میں جس کے وہ مسیحا مرا نہیں ملتا

اختتام - رب سے جو مانگا وہی تجھ سے ملا اور ایسا حق کا پیارا کون ہے
جان دے آخر نبی کے عشق میں جز شرف مشتاق ایسا کون ہے

۳۲ ورق - ۱۵ سطور فی صفحہ - ۸" × ۱۲ ½" -

نثر اردو

۸۰۱ - گلزار السالکین - از عابد شاہ - قبل ۱۰۹۲ھ -

عابد شاہ گولکنڈہ کے آخری صوفی شاعروں میں سے تھے - وہ ابوالحسن تانا شاہ کے پیر بھائی تھے اور طبعی (مصنف بہرام وگل اندام) کی طرح اپنے مرشد شاہ راجو کے مداح تھے - چنانچہ اس مثنوی میں ایک علحدہ عنوان کے تحت ان کی مدح لکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گلزار السالکین کی تالیف کے وقت شاہ راجو (متوفی ۱۰۹۲ھ) زندہ تھے - اس طرح یہ مثنوی تقریباً ۱۰۹۰ھ میں لکھی گئی ہے - اس میں تصوف و عرفاں کے مضامین سالکوں کے لئے لکھے ہیں - کتاب نثر میں ہے مگر شاہ راجو کی مدح و منقبت منظوم ہے - قطب شاہی عہد کی نثر ہونے کی وجہ سے اہم ہے - اس کا کوئی مخطوطہ کسی کتب خانہ میں اب تک دستیاب نہیں ہوا - اس کی تفصیلات جلد اول صفحہ ۳۱۳ و ۳۱۴ پر درج ہیں -

ابتدا - "اول ثنا صفت کرنا اللہ تعالیٰ کا کہ او قادر ہے - تمام چیز اوپر قدرت رکھتا ہے اور ہر شے میں حاضر اور ناظر ہے - جیسا کہ شکر مٹھائی میں اور پھول میں باس اسی طرح سب میں صنعت گری رکھتا ہے -"

اختتام - "عناصر اور رنگ اور مزہ اور پھل اور مثال اور خاندان یہ سب چیزیاں آپس میں کہتے ہیں - جواب دے اسواسطے اس کی پچھانت کوں تعقل (تحصیل) بنایا ہوئیا"

یہ مخطوطہ محترمہ بشیر النساء بیگم صاحبہ بشیر کا عطیہ ہے جو ادارہ کے شعبہ نسواں کے شریک معتمد ہیں اور جن کے کلام کا مجموعہ آبگینہ شعر ادارہ کی طرف سے شایع ہوا ہے - یہ مخطوطہ صاف خط نستعلیق میں نیلگوں کاغذ پر لکھا گیا ہے - مگر کاتب کم سواد معلوم ہوتے ہیں اکثر الفاظ غلط نقل کئے ہیں -

۴۷ صفحات - ۱۱ سطور فی صفحہ - ½۷" × ½۵" -

۸۰۲- معالجات خواجہ بندہ نوازؒ - از عابد شاہ - قریب ۱۰۹۰ھ - اردو نثر

عابد شاہ کی گلزار السالکین (نمبر ۸۰۱) کے ساتھ اسی کاتب نے خواجہ بندہ نوازؒ کے طبی تجربات اور نسخے اردو نثر میں لکھے ہیں - قطب شاہی عہد کی فارسی طبی کتابیں تو ملی ہیں مگر اردو طبی رسایل کم یاب ہیں -

یہ کتاب دو حصوں میں تقسیم ہے - اور اس کی تفصیلات جلد اول صفحات ۳۱۴ - ۳۱۵ پر درج ہیں - یہ غالباً عابد شاہ ہی کی تالیف ہے اور اسی زبان و اسلوب میں لکھی گئی ہے جو گلزار السالکین کا ہے -

ابتدا - " جو طالب پر کچھ آزار آیا تو اپنا علاج اپنے تن میں کرنا باہر کی چیز کچھ لینا درکار نہیں ہے - "

اختتام - " وقت شروع کرنے کے یہ نسخہ دو رکعت نماز پڑکر ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ و اخلاص ایک بار پڑنا - نسخہ پینے کے وقت وضو سے رہنا - "

آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے - کاتب کم سواد ہے - ابتدا میں نسخوں کی ایک فہرست لکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۶۳ امراض کے نسخے اس کتاب میں درج ہیں - یہ مخطوطہ محترمہ بشیر النساء بیگم صاحبہ بشیر کا عطیہ ہے -

۱۶ صفحات - ۸ سطور فی صفحہ - $\frac{1}{2}$ ۷" × $\frac{1}{2}$ ۵" -

۸۰۳- کسب عروج - از شاہ صدر الدین - مثنوی اردو

حیدر علی سلطان میسور کے عہد میں نلونگل میں شاہ صدر الدین ولد شاہ میراں حسین ایک بزرگ گذرے ہیں - ان کی تصنیفات میں من لگن، مراۃ الاذکار اور مصباح النور کا ذکر ملتا ہے - ممکن ہے کہ یہ مثنوی بھی انہی کی تصنیف ہو - اس کا موضوع عرفان باری تعالیٰ ہے -

اس کے کاتب بابالال ہیں جنہوں نے اپنے فرزند چھوٹے لال کے لئے یہ نسخہ نقل کیا ہے - بابالعل کی ایک مہر ۱۲۹۳ھ کی اس پر ثبت ہے - اس کی تفصیلات جلد اول صفحات ۳۱۵ - ۳۱۶ پر درج ہو چکی ہیں - یہ نسخہ محترمہ بشیر النساء بیگم صاحبہ بشیر کا عطیہ ہے -

۹ ورق - ۱۱ سطور فی صفحہ - ۸" × $\frac{3}{4}$ ۴" -

۴۰۸ - مجموعہ مناجات - از فقیر و ناقص وغیرہ - قبل ۱۲۷۵ھ -　　نظم اُردو

اس مجموعہ میں پانچ مناجاتیں ہیں جن میں سے پہلی دو غالباً میر شمس الدین فقیر متوفی ۱۱۸۱ھ (دیکھو جلد اول صفحہ ۳۱۹) کی لکھی ہوئی ہیں اور بقیہ خواجہ محمد ناقص ملکاپوری براری متوفی ۱۲۹۳ھ (جلد اول صفحہ ۳۱۹) کی مصنفہ ہیں - یہ سب مناجاتیں دکن کی تعلیم یافتہ خواتین میں بہت مقبول تھیں-
فقیر کی پہلی مناجات میں ۲۵ ابیات ہیں پہلی اور آخری بیت یہ ہے ؎

ابتدا - رسول اللہ جدائی سے تمہاری　　ہوی ہے لے کسوں پر بے قراری
اختتام - فقیر بے سرو ساماں کو لِلّٰہ　　وہاں سے لے چلو قدسیوں کے ہمراہ

دوسری مناجات - دراصل ۲۱ شعر کا ایک نعتیہ قصیدہ ہے -

ابتدا - ہو تم شفیع محشر یا مصطفیٰ محمدؐ　　جن و بشر کے سرور یا مصطفیٰ محمدؐ
اختتام - ابر کرم سے تیرے یک قطرہ ہے کفایت　　دھوئیں گے سب کے دفتر یا مصطفیٰ محمدؐ

تیسری مناجات - ۱۷ اشعار کا قصیدہ ہے -

ابتدا - اے مومنو یہ دنیا دو دن کی زندگانی　　یا کھیل یا تماشا یا خواب یا کہانی
اختتام - ناقص خموش ہو جا کب تک یہ شور و غوغا　　رکھ دل میں یاد مولا بس کر یہ قصہ خوانی

چوتھی مناجات - مسدس کی شکل میں ۱۷ بند ہیں، ہر بند کا آخری شعر وہی ہے جو پہلے بند کا آخری شعر ہے -

ابتدا - بزرگی سے اس ماہ رمضان کے　　کھلے باب احسان رحمان کے
ہوے قافلے قید شیطان کے　　کئے سر سے سجدہ ملک آن کے
الٰہی تو برکت سے قرآن کے
گنہ بخش سب اہل ایمان کے

اختتام - جو ناقص گنہ گار ہے بے نوا　　نہیں آسرا اس کو تیرے سوا
گنہ بخش سب اس کے اے کبریا　　دو عالم کی آفت سے اس کو بچا
الٰہی تو برکت سے قرآن کے
گنہ بخش سب اہل ایمان کے

پانچویں مناجات - اس میں ۶ بند ہیں - ہر بند کا آخری مصرع مشترک ہے - اس نظم میں رمضان کی تراویح کے فواید لکھے گئے ہیں -

ابتدا - تراویح موج ہے دریا دلوں کی　　تراویح فوج ہے سب مومنوں کی
تراویح حل ہے ساری مشکلوں کی　　تراویح شب ہے سب غافلوں کی

ہوا آخر یہ اتمام تراویح
چلے راحت لے ایام تراویح

اختتام۔ برکت سے تراویح کے الٰہی دفع کر اہل ایماں کی تباہی
دلوں سے دھو گناہوں کی سیاہی دے رحمت دین و دنیا کی کمائی
ہوا آخر یہ اتمام تراویح
چلے راحت لے ایام تراویح

یہ مخطوطہ ۱۳۰۵ھ میں راقم الحروف کی حقیقی پرنانی حضرت قادر بی بی صاحبہ کے لئے ان کے بھتیجے محمد اسد علی ولد محمد مخدوم ولد عبدالسلام نے نقل کیا تھا اس کے ترقیمے میں لکھا ہے :۔

"المرقوم ۱۲ ماہ شوال ۱۳۰۵ھ۔ ایں مناجات برائے حضرت پھپھو صاحبہ قبلہ نوشتہ دادہ شد۔ کمترین محمد اسد علی۔"

حضرت قادر بی بی صاحبہ مولانا انوار اللہ خاں فضیلت جنگ مرحوم استاد حضور نظام و وزیر امور مذہبی ریاست آصفی کی حقیقی بھانی تھیں اور بہت عابدہ اور زاہدہ خاتون تھیں۔ چنانچہ لیڈی سر وقار الامرا انہی کی مرید اور معتقد تھیں۔ ان کے کتب خانہ کی متعدد قلمی کتابیں راقم الحروف نے ادارے کے کتب خانہ میں بطور تحفہ داخل کردی ہیں۔ اور ان میں سے بعض کا ذکر گذشتہ جلدوں میں درج ہوچکا ہے۔ اس مخطوطہ کی مزید تفصیلات کے لئے دیکھو جلد اول صفحہ ۳۱۹ و ۳۲۰۔

۱۰ ورق۔ ۲۰ اشعار فی صفحہ۔ ۹" × ۵½"۔

۸۰۵۔ مجموعۂ مولود شریف۔ ندا۔ مسعود۔ دستگیر۔ مسکین وغیرہ۔ قبل ۱۲۷۵ھ۔ کلام اردو

اس مجموعہ میں سات نعتیہ قصیدے، منقبتیں اور غزلیں درج ہیں جو حضرت قادر بی بی صاحبہ (دیکھو ۸۰۴) کے لئے محمد صدر الدین خطیب نے ۱۳۱۶ھ میں نقل کی ہیں۔ ان کا اجمالی ذکر یہ ہے۔ (تفصیلات کے لئے دیکھو جلد اول صفحات ۳۲۰۔ ۳۲۱۔)

۱۔ قصیدہ ندا۔ ۱۵ اشعر ہیں۔ ندا کا ذکر خوب چند ذکا دہلوی نے تذکرہ عیار الشعرا میں کیا ہے۔

ابتدا۔ یارو مدینہ پاک کو اب جائیں گے چلو روضہ کو ہاں رسول کے اب جائیں گے چلو
اختتام۔ راضی نہیں ہوں ہند کی مٹی سے اے ندا یثرب میں رہ کے بس وہیں مر جائیں گے چلو

۲۔ غزل مسعود۔ ۹ شعر ہیں۔

مطلع۔ نور خدا محفل میلاد ہے صل علےٰ محفل میلاد ہے
مقطع۔ اس غزل نعت کو مسعود پھر پڑھ کے سنا محفل میلاد ہے

اسی طرح اس مخطوطہ میں حبیب (حبیب علی شاہ) مسکین (محمدؐ نعیم مسکین شاہ) اور دستگیر کی نعتیہ غزلیں بھی شامل ہیں ان کی تفصیلات جلد اول صفحہ ۳۲۱ پر درج ہو چکی ہیں۔

یہ مخطوطہ راقم الحروف کی پرنانی حضرت قادر بی بی صاحبہ کے کتب خانہ کا ہے اور ان کی جملہ کتابوں کی طرح اس کو بھی ادارے میں بطور تحفہ داخل کیا گیا ہے۔

۵ ورق۔ ۱۸ شعر فی صفحہ۔ "۹ × "۵½۔

۸۰۶۔ طوطی نامہ۔ از سید محمدؐ قادری۔ قصۂ نثر فارسی

یہ فارسی طوطی نامہ اس لئے اہم ہے کہ اسی کو پیش نظر رکھ کر اردو کے مشہور شاعر اور گولکنڈے کے ملک الشعرا ملا غواصی نے اپنا طوطی نامہ منظوم کیا تھا۔ اس کے مصنف سید محمدؐ قادری نے وجہ تالیف اس طرح بیان کی ہے :-

"داستان قصہ ہا و حکایات حضرت نخشبی رحمۃ اللہ علیہ کہ در طوطی نامہ بعبارت سخت و دقیق نوشتہ بودند آن را برائے مفصل و بیان از جہت معلوم شدن ہمہ مردمان محمدؐ قادری اصلح اللہ شانہ در عبارت سلیس و آسان کہ مشتمل بر عبارت خطوط باشد و روزمرۂ جواب و سوال ..... نوشتہ است۔"

یعنے نخشبی کا طوطی نامہ سمجھنا مشکل تھا اس لئے اس کو سادہ فارسی میں بطور سوال وجواب لکھا ہے۔

ابتدا۔ "بعد از جنس جنس ثنا و صفت پیدا کنندۂ آسمان و زمین کیفیت و حقیقت این است۔"

اختتام۔ "طوطی ہمہ احوال عاشق شدن خجستہ بر جوانے و کشتہ شدن شارک از دست خجستہ از آغاز تا انجام با میمون گفت۔ میمون فی الحال خجستہ را کشت و ہلاک ساختہ۔"

ترقیمہ۔ "نسخۂ طوطی نامہ بتاریخ پانزدہم شہر جمادی الاول بوقت سہ پاس روز جمعہ در شہر کڑپہ اندرون قلعہ بر حویلی ندی نواب معلے القاب نوشتہ شد۔ کاتب این کتاب سید عارف ولد سید محمدؐ ولد سید قاضی عبداللہ ولد سید مصطفےٰ۔ سنہ ۱۲۲۱ ہجری۔"

اس کتاب کے ابتدائی اوراق میں ریختہ سعدی کا عنوان قائم کرکے حسب ذیل غزل دو صفحوں پر مکرر لکھی گئی ہے۔ پہلے صفحہ پر سرخ روشنائی میں اور بعد کو سیاہی میں۔ غالباً یہ سعدی برہانپوری کی غزل ہے۔

ریختہ سعدی

زلف تو سنبل از تو رخت یاسمن سمن — افتاد بر در تو ہزاراں چمن چمن
فرش رہ تو لالہ و نسرین آباغ گشت — اے سرو خوش خرام بسوئے صحن صحن
آنہا کہ از نبات لب شکرین تو — یک من یہ من رسید بہر کس دو من دو من
بکشا و غنچہ لب کہ شکایت کند ز تو — در تن تنا او تن تن و اندر تنن تنن
در بزم گاہ عیش عجب رقص می کند — در چمن چمنا اُو چمن چمن و نادر چمن چمنن

من معتقد بہ حافظ و سعدی و جامیم
اے دل غلام حضرت خسرو حسن حسن

انہی ابتدائی اوراق میں کچھ اردو کلام بھی درج ہے جس میں سے دو شعر یہ ہیں ؎

کیا روا ہے اپنے دیوانے کو ترسانا بھلا — دو دو روز اپنا موں اس کو نہ دکھلانا بھلا
کس سے تم سیکھے ہو دل لے کر مکر جانا بھلا — غیر کی صحبت پہ لیکن یہ یچھتانا بھلا (؟)

اس مخطوطے کا خط صاف اور رواں نستعلیق ہے ۔ عنوانات سُرخی میں لکھے گئے ہیں ۔ آخری اوراق میں کاتب سید عارف نے چند نسخے اور ایک اُردو رباعی بھی لکھی ہے جو یہ ہے ؎

اے ثنا کو تری کہاں ہے زباں — وصف کا تیرے کس کو ہے امکاں
عمر اقبال ہو ترا افزوں — اور ہو تحت حکم تیرے جہاں

۵۸ ورق ۔ ۱۳ سطور فی صفحہ ۔ ۱۱" × ۲½" ۔

۸۰۷ ۔ انشائے صبیاں ۔ از مہدی ۔ انشا فارسی

اس کتاب میں خطوط نویسی کے طریقے اور نمونے سلیس فارسی میں درج کئے گئے ہیں مصنف نے اس کو ۳ دفتروں پر منقسم کیا ہے اور ہر دفتر میں ۱۲ ابواب شامل کرنے کی دیباچہ میں وضاحت کی ہے لیکن در اصل جملہ ۳۲ باب لکھے ہیں ۔

ابتدا ۔ "حمد بے حد خدائے را کہ منشی عقل ہمہ داں در تحریر املائے انشائے کہ صفحات ذاتش بعجز مشہور و معروف ۔"

اختتام ۔ "غلام نمک پروردۂ قدیم از مدت سی و پنج سال در سرکار والا پرورش می شود ۔ آداب و تسلیمات ۔"

یہ نسخہ منولعل نے نقل کیا ہے ۔ تاریخ کتابت نہیں لکھی ہے ۔ اور نہ ترقیمہ ہی لکھا ہے ۔ صرف حاشیہ پر منشی منولعل دستخط کئے ہیں اور بعد کے ایک ورق پر مشہور رباعی

قلم گفتا کہ من شاہ جہانم

بطورِ وصلی لکھی ہے۔ اور اس پر عنوان لکھا ہے

این بیت یا نوشتہ است منولعل در طفلگی

یہ کتاب طوطی نامہ مخطوطہ ۸۰۶ کے ساتھ ایک ہی جلد میں شامل ہے۔

۳۸ ورق ۔ ۱۵ سطور فی صفحہ ۔ ″۱۱ × ″½۶ ۔

۸۰۸ و ترجمہ آمدن نامہ ۔ قبل ۱۲۳۱ھ ۔ قواعد فارسی و اردو

فارسی کی مشہور درسی کتاب آمدن نامہ کا اُردو ترجمہ ہے ۔ اس کے مصنف اور زمانۂ تصنیف کا پتہ نہ چل سکا ۔ اس کی تفصیلات جلد اول صفحات ۳۲۴ ۔ ۳۲۵ پر چھپ چکی ہیں ۔ شہر کڑپہ میں سید عارف نے ۱۲۳۱ھ میں اس کی کتابت کی ہے ۔ اور یہ منولعل کی ملک رہ چکا ہے ۔

۳۴ ورق ۔ ۱۳ سطور فی صفحہ ۔ ″۱۱ × ″½۶ ۔

۸۰۸ ب ۔ اس آمدن نامہ کے ساتھ ہی اسی کاتب نے فارسی نثر کا ایک رسالہ بھی نقل کیا ہے جس کے مصنف اور تاریخ کتابت کا علم نہ ہوسکا ۔ اس کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے :۔

"بعد از حمد و صلواۃ چند کلمہ در فواید خواندن فارسی مبتدی را بکار آید در قلم آوردہ تا واقف گردد و جامع را بفاتحہ یاد دارد ۔"

اختتام ۔ رباعی ۔ مہرا و بر عرش دل کرسی نشیں ۔ ہست نامش حرز در دنیا و دیں

دیدہ براہیم کے روشن شود ۔ یارب از ماہ رخش روے زمیں

۸۰۸ ج ۔ اسی کے سلسلہ میں ایک اور فارسی رسالہ ہے جو اس طرح شروع ہوتا ہے ۔ یہ غالباً بزرجمہر نامہ ہے ۔ ابتدا یہ ہے :۔

"چنین آوردہ اند کہ روزے نوشیروان بادشاہ عادل وزیر خود بزرجمہر را فرمود و طلب کرد کہ براے ما کتابے بکن ۔"

اختتام ۔ " قال علیہ السلام ۔ الصدق ینجی والکذب یھلك ۔ "

ترقیمہ ۔ تمت الکتاب بعون الملک الوہاب ۔ بتاریخ بیست پنجم شہر جمادی الاول ۱۲۳۲ھ ۱۸۱۷ء ۔"

چند صفحات کے بعد منولعل نے یہ عبارت لکھی ہے :۔

"ایں ہفت عدد کتابات منولال است ۔

ایں کتاب طوطی نامہ و نصیحت نامہ و آمدن و سوغات واقعات و رقم فارسی وغیرہ

از نزد منولعل است اگر کسے برائے خواندن طفلاں می خواہد از نزد
ایں جانب آمدہ اطلاع کند بندہ بخواہد دید -"
۱۷۱ ورق - ۱۳ سطور فی صفحہ - ۱۱" × ۶½" -

۸۰۹ - کشف الخلاصہ - از حافظ میر شجاع الدین حسین - ۱۲۳۲ھ - مثنوی اُردو

اس کتاب کے کئی مخطوطے ادارے میں موجود ہیں جن میں سے دو کا ذکر جلد اول صفحات ۱۷۵ و ۳۲۵ پر درج ہو چکا ہے۔ اور دوسروں کا آئندہ آئے گا۔
یہ مثنوی دکن میں اب تک مقبول ہے اور پرانی تعلیم یافتہ خواتین کو زبانی یاد ہے۔ زیر نظر مخطوطہ ۱۳۵۵ھ میں موضع جیکیٹ ماڑی میں لکھا گیا تھا۔ تفصیلات جلد اول صفحہ ۳۲۵ پر ملاحظہ ہوں۔

ابتدا - سب ثنا ہے حضرت رحمان کو · جان و عقل و دل دیا انسان کو
فضل سے اپنے ہمیں قرآں دیا · اُس میں امر و نہی سب روشن کیا

اختتام - آل و اہل بیت و اصحاب اجمعیں · تابعیں اور بعد تبع التابعیں
بعد ازاں سب مومنات و مومنیں · استجب مولائے رب العالمیں

یہ رسالہ قاضی محمدؐ مخدوم کی ملک رہ چکا ہے۔ ان کی ہمشیرہ حضرت قادر بی بی صاحبہ راقم الحروف کی حقیقی پرنانی تھیں۔ جو بہت عالم و فاضل خاتون تھیں۔ ان کے کتب خانہ کی تمام کتابیں ادارے میں بطور عطیہ داخل کی گئی ہیں جن میں یہ کتاب بھی شامل ہے۔
۲۲ ورق - ۱۰ سطور فی صفحہ - ۸" × ۵½" -

۸۱۰ - قصۂ شہیداں - از ناطق - قریب ۱۲۴۰ھ - مثنوی اُردو

تقریباً ایک ہزار ابیات کی اس مثنوی میں حیدر آباد کے مہدوی افاغنہ اور سنی مسلمانوں میں جو معرکہ آرائی اواخر ۱۲۳۷ھ میں ہوئی تھی اس کی تفصیلات منظوم کی گئی ہے۔ چونکہ اس کے مصنف خود میدان کارزار میں شریک تھے اور مثنوی انہی کا مسودہ ہے اس لئے یہ مخطوطہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے کسی اور نسخہ کا پتہ نہیں چلا۔ اس کی تفصیلات جلد اول صفحات ۳۲۶ و ۳۲۷ پر درج ہو چکی ہیں۔

ابتدا - اگر حمد خدا میں دو جہاں ہے · ادا کوئی کر سکے ہمت کہاں ہے
نہ پشہ اُڑ سکے عرش بریں تک · نہ چیٹی جا سکے ہفتم زمیں تک

اختتام۔ لگے تھے زخم جو مسجد میں اوس کو سوا دو روز کے کیے تھے سمجھو
سواس پر گھاؤ یہ ایسے لگے ہیں میاں محمود خاں غازی ہوئے ہیں

چونکہ یہ مثنوی ناقص الآخر ہے اس لئے صحیح سنہ تصنیف وکتابت معلوم نہ ہوسکا۔
۴۷ ورق ۔ ۱۱ سطور فی صفحہ ۔ ۹" × ۶" ۔

۸۱۱۔ شمائل الاتقیا۔ از میراں یعقوب۔ ۱۰۷۸ھ۔ نثر اردو

میراں یعقوب حیدرآباد کے مشہور صوفی سید میراں حسینی چشتی خدا نما کے مرید تھے ۔ خدانما (متوفی ۱۰۷۴ھ) کے حالات جلد اول (صفحات ۲۴۴ اور ۲۵۰) میں درج ہیں ۔ یہ کتاب اس لئے اہم ہے کہ عہد قطب شاہی کی ان چند اردو نثر کی کتابوں میں شامل ہے جو اب تک دستیاب ہوسکی ہیں ۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ بہت ضخیم ہے اور اس میں اس عہد سے قبل کی بیسیوں کتب تصوف کا ذکر ہے اور ان کے اقتباسات کے ترجمے اس میں شامل کئے گئے ہیں ۔ اس کتاب کی تفصیلات جلد اول کے صفحات ۳۲۹ تا ۳۳۲ پر درج ہو چکی ہیں۔

ابتدا۔ " حمد وثنا اتقیا و اصفیا کی کنا ۔ ہور خصلتاں کے ثمن ۔ بے حد وبے پایاں۔
ہور سرانا بکھانا اولیا و انبیا کی نیکیاں ہور صفتاں ۔"

یہ مخطوطہ ناقص الآخر ہے ۔ بحالت موجودہ اس عبارت پر ختم ہوتا ہے :۔
" یعنے تحقیق میں خدا ہوں ۔ منجہ باج کوئی خدا نہیں ۔ جو کوئی راضی
نا اچھے میری قضا سوں ہور صبوری نہ کرے میری بلا پر ۔ ہور شکر ۔"

یہ مخطوطہ قدیم دکنی کاغذ پر معمولی نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے ۔ عنوانات سرخ روشنائی میں ہیں ۔ محترمہ بشیر النسا بیگم صاحبہ بشیر کا عطیہ ہے ۔
۱۵۹ ورق ۔ ۱۵ سطور فی صفحہ ۔ ۱۰" × ۶½" ۔

۸۱۲۔ شمائل الاتقیا۔ از شیخ رکن الدین بن عماد کاشانی۔ ۷۳۸ھ۔ نثر فارسی

شیخ رکن الدین بن عماد کاشانی مرید اور خلیفہ تھے حضرت برہان الدین غریب ہانسوی کے جو مرید وخلیفہ تھے حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الہٰی کے ۔ رکن الدین اور ان کے دونوں بھائی مجد الدین اور شیخ حماد نے اپنے مرشد کے بارے میں کئی کتابیں لکھیں اور ہزاروں اشخاص کو ان کے سلسلۂ بیعت میں شامل کیا ۔ شیخ حماد بن عماد نے برہان الدین غریب کے ملفوظات احسن الاقوال کے نام سے جمع کر کے قلمبند کئے تھے ۔ مجد الدین بن عماد نے ان کے خوارق عادات میں دو رسالے غرایب الکرامات

اور بغیۃ الغرائب لکھے۔ رکن الدین نے فواید الفواد کی طرز پر اپنے مرشد کے ملفوظات نفائس الانفاس کے نام سے جمع کئے۔ اس میں ۷۳۲ھ تا ۷۳۸ھ یعنے خواجہ برہان الدین غریب کے آخری چھ سالوں کے ملفوظات درج ہیں۔ اس کی ترتیب کے بعد شاہ برہان الدین غریب نے ان کو دبیر معنوی کا خطاب دیا اور شمایل الاتقیا لکھنے کی طرف توجہ دلائی چنانچہ انہوں نے ابھی اس کی تکمیل نہیں کی تھی کہ شاہ برہان الدین فوت ہوگئے۔

یہ کتاب اتنی مقبول ہوی کہ پانچ سو سال تک دکن کے صوفیوں اور بزرگوں نے اس کے مطالعہ کو اپنے مریدوں کی تکمیل تعلیم کے لئے ضروری سمجھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی تالیف کے ۲۴۳ سال بعد حیدرآباد کے ایک مشہور صوفی شاہ میراں جی خدا نما نے اپنے مرید میراں یعقوب سے فرمایش کی کہ اس کا اُردو میں ترجمہ کریں۔ چنانچہ میراں یعقوب نے اس کو لکھنا شروع کیا مگر اس اثناء میں ان کے مرشد بھی فوت ہوگئے۔

یہ فارسی کتاب بہت مشکل اسلوب میں لکھی گئی ہے اور اس میں متعدد کتابوں کے اقتباسات اور حوالے بھی درج ہیں۔ اس فارسی کتاب کے مطالعہ اور مقابلہ کے بغیر اس کے مترجم میراں یعقوب کی محنت اور کاوش کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔

زیر نظر مخطوط نہایت ہی عمدہ کاغذ پر بہت ہی نفاست اور خوش اسلوبی کے ساتھ شکستہ آمیز پاکیزہ نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے۔ عنوانات اور ہر صفحہ کے اطراف کی جدولیں سُرخ روشنائی میں خاص اہتمام اور نزاکت سے درج کی گئی ہیں۔ ابتدائی ۹ صفحات میں کتاب کے عنوانات کی فہرست لکھی گئی ہے۔ کتاب مکمل ہے مگر آخری صفحہ پر ترقیمہ ضایع ہوگیا ہے۔ کاغذ اور خط اور دیگر خصوصیات کے لحاظ سے سنہ ۱۱۰۰ھ سے قبل کی کتابت معلوم ہوتی ہے۔

ابتداء۔ "بسم اللہ الذی اکرم الاتقیا بشمائلہم۔ ستایش و ثنا بے عدد مانند چوں شیم و شمایل اتقیا و اصفیا۔"

اختتام۔ "آدم را نخستین دلت بے ایں ہمہ معانی می آموزد مارا با کدورات تیاموزد۔"

یہ مخطوط مولوی غلام حسن صدیقی صاحب نے بریلی سے اپنی دوسری خاندانی کتابوں کے ساتھ سنہ ۱۳۶۰ھ میں ادارے کو عطا فرمایا ہے۔

۲۵۸ ورق۔ ۱۵ سطور فی صفحہ۔ "۹ × "۵۔

۸۱۳ - تائید المبین فی تقویۃ الدین - از یوسف علی علوی لکھنوی ۱۲۴۳ھ - نثر اردو

یوسف علی علوی لکھنوی مولانا شاہ عبدالرحمٰن کے مرید تھے اور انہوں نے اولیاء اللہ کی بزرگی اور ان سے اعتقاد رکھنے کی تائید میں یہ کتاب بمقام اجمیر شریف ۱۲۴۳ھ میں تالیف کی ہے۔

یہ مخطوطہ ناقص الطرفین ہے اور تاریخ تصنیف سے قریب تر زمانہ میں دیسی کاغذ پر خوشخط نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔ عنوانات اور عربی آیتیں سُرخ روشنائی میں لکھی ہیں بحالت موجودہ حسب ذیل عبارت سے شروع ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا کا صرف ایک ورق اس میں محفوظ نہیں ہے :-

"جناب اقدس میں ہماری طرف سے کروڑوں درود بھیج اور ان کی
قبر مقدس کے مجاوروں میں کر اور ان کی آل اور اصحاب خصوصاً
خلفاء الراشدین اور آئمہ اطہار کی خدمت میں ہزار ہا تسلیمات اور
تحیات بھیجے۔"

یہ کتاب چار فصلوں (جن کو مصنف نے تمہیدوں کا نام دیا ہے) پر مشتمل ہے۔ پہلی تمہید میں توحید اور شرک کی تحقیق بیان کی ہے۔ دوسری تمہید میں فضیلت انبیاء و اولیا اور تیسری تمہید میں انبیا و اولیا میں کون افضل ہیں اس کی وضاحت کی ہے۔ چوتھی فصل میں یہ بیان کیا ہے کہ انبیا و اولیا کو جو بزرگی دی گئی ہے تو ان میں بزرگی کی کونسی باتیں ہوتی ہیں۔ ہر تمہید میں کئی فائدے لکھے ہیں۔

یہ نسخہ اس عبارت پر ختم ہوتا ہے :-

"یہ بات مخصوص مردین کے واسطے نہیں بلکہ بعض عورتوں کے بارے
میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا ہے۔ چنانچہ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا
نے کیا خوب بات کہی ہے۔"

ورق - ۱۳ سطور فی صفحہ - $8\frac{1}{2}" \times 6"$ -

۸۱۴ - دیوان شاہ سلطان - سلطان خلیفہ میراں شاہ معروف قبل ۱۱۰۰ھ - کلام اردو

شاہ سلطان دکن ایک اعلیٰ پایہ کے شاعر اور صوفی تھے۔ وہ میراں شاہ معروف کے خلیفہ اور متعدد اردو شاعروں کے مرشد تھے۔ ان کے مریدوں کی حسب ذیل کتابیں ادارے میں محفوظ ہیں اور ان کا ذکر جلد اول میں آچکا ہے۔

١- وصل نامہ از شاہ مرتضیٰ مخطوطہ نمبر ٣٦٠ - جلد اول ص ٢٥١
٢- محی الدین نامہ از فضل 〃 ٣٦٢ 〃 ٢٥٣
٣- دار الاسرار از مرید سلطان مخطوطہ نمبر ٣٦٨ جلد اول ص ٢٦١
٤- 〃 〃 ٩٥ 〃 ص ٢٠١

خود سلطان کا کلام بھی ادارے میں مخطوطہ نمبر ٣٥٦ (جلد اول ص ٢٤٧) اور مخطوطہ نمبر ٣٣٨ (جلد اول ص ٢٣٦) میں محفوظ ہے - موخر الذکر تو مکمل کلیات ہے جو خط نستعلیق میں خاص اہتمام سے ١٢٣٧ھ میں جنوبی ہند کے قصبہ جیولینتور (مدیور) میں نقل کیا گیا تھا۔

زیر نظر مخطوطہ اس کلیات کا ایک اور نسخہ ہے جو اس سے بہت قبل سنہ ١٢٠٠ھ سے قبل صندلی رنگ کے نہایت ہی قدیم کاغذ پر ثلث آمیز خط نستعلیق میں بہت خوشخط اور پاک صاف اور زیادہ صحیح لکھا گیا ہے ہر غزل کا مطلع سرخ روشنائی میں قلمبند کیا گیا ہے - کاتب کی نظر میں شاہ سلطان یک مقدس بزرگ اور ولی تھے - چنانچہ پہلے صفحہ کی پیشانی پر لکھا ہے -

"ہذا الکتاب دیوان شاہ سلطان قدس اللہ سرہٗ العزیز -"

ابتدا - اس پاک عشق باز کوں جب نیہہ اثر ہوا　　تب نور ذات جوش ہوا ز گنج بر ہوا
تس نور ذات نام رکھیا احمد و صفات　　سو ذات کی زباں ستی کن کا اچھر ہوا

اختتام - ض ضارب ہو خودی کا ضایع کر ضیر ضمیر　　ضابطہ ارض و سمالے طبقہ کا سد منتقی
ط طلعت یا خبر لے طایفہ کونین پر　　طول غوغا آپ اٹھایا طمع کا ہو شہرتی

کوئی ترقیمہ نہیں ہے - صرف ایک مہر مدور بیضوی ثبت ہے جس پر شاہ محی الدین قادری ولد شاہ محمد قادری کندہ ہے -

١٠٠ ورق - ١٧ ورق فی صفحہ - ½٨" × ٦" -

٨١٥ - ہدایات ہندی - از ضعیفی - سنہ ١١٠١ھ -　　مثنوی اردو

شیخ داؤد ضعیفی سلطنت قطب شاہی کے آخری ادیبوں اور شاعروں میں سے تھے انہوں نے اس سلطنت کے زوال کے بعد بھی اپنی تصنیف و تالیف جاری رکھی - ان کی جملہ تین کتابوں کا پتہ چلا ہے جو یہ ہیں -

١- مثنوی عشق صادق - انڈیا آفس لندن میں موجود ہے - تفصیلات کے لئے دیکھو اردو شہ پارے ص ١٣٤ اور یورپ میں دکنی مخطوطات ص ٢٣٣ -

٢- نصیحت بدن - کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد میں موجود ہے -

٣- ہدایات ہندی - اس کے دو نسخے کتب خانہ سالار جنگ میں نمبر ٣١ و ٣٤ پر موجود ہیں - اور دو نسخے کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو میں نمبر ٣٠١ و ٨١٥ پر -

یہ ایک طویل مثنوی ہے جس میں ۳۶۴۸ ابیات ہیں۔ ۲۵ ابواب میں تقسیم کی گئی ہے ہر باب میں کئی کئی عنوان ہیں کسی فارسی یا عربی کتاب کا ترجمہ نہیں بلکہ ان زبانوں کی کتابوں کو پیش نظر رکھ کر خود ضعیفی نے جو بڑے عالم اور فقیہ تھے اور شعر گوئی پر بھی قادر تھے سلیس و سادہ دکنی زبان میں یہ طویل مثنوی لکھی ہے۔

یہ پہلی کتاب ہے جس میں اورنگ زیب عالمگیر کی دکن میں مدح کی گئی ہے اس کے ایک اور مخطوطہ کے سلسلہ میں (جلد اول صفحات ۲۸ تا ۳۱) اس کے بارے میں تفصیلات درج ہو چکی ہیں۔

یہ مخطوطہ نہایت پاک صاف اور صحیح نقل کیا گیا ہے۔ خط ثلث آمیز نستعلیق ہے عنوانات سُرخ روشنائی میں لکھے گئے ہیں۔ سنہ۱۲ھ میں جنوبی ہند میں نقل کیا گیا ہے۔

ابتدا۔ اول پاک ہادی کا لے ناؤں میں — ہدایت اسی پاک تے پاؤں میں
بھی احمد نبی کی رسالت یو آ — گواہ ہو کو گت پاؤں اسلام کا

اختتام۔ اتھی سات تاریخ دن مشتری — یو نسخہ مرتب ہوا خوشتری
مرتب یو نسخہ اچھو بردوام — بحق محمد علیہ السّلام

ترقیمہ۔ "تمت تمام بعون الملک العلام قد نسخہ دکھنی ہدایات ہندی بتاریخ یازدہم شہر صفر المظفر در سنہ۱۲ ہجری۔ جہت مطالعہ صاحبی مشفقی امام صاحب سلمہٗ الوہاب تحریر یافت۔ کاتب الحروف بندہ کمترین امام الدین غفر اللہ ذنبہٗ و والدہٗ۔"

اس کے بعد چند اوراق ہیں جن پر فارسی اشعار اور ٹامل زبان میں کچھ عبارتیں لکھی ہوئی ہیں۔ ایک جگہ لکھا ہے کہ مالک این کتاب حضرت بابا صاحب است۔ آخری ورق پر لکھا ہے کہ

"این کتاب ہدایت ہندی بمیانی کور حوالدار عبدالقادر بن سید بدی کوں لئے ہیں در ماہ رمضان سنہ۱۲۵۳ - در ماہ شعبان مبارک شاہد محمد واصل سپاہی شاہد بڑے خاں صاحب سالوتری بیش ہیں۔ مالک محمد حسین است۔

کتاب کے شروع میں بھی کچھ بے ربط تحریریں ہیں جن میں داؤد شاہ فقیر، اور سیادت پناہ میر علی حسن خاں بہادر سنہ۱۱۷۰ ہجری درج ہے۔

جلد کی پشت پر لکھا ہے کہ

"این کتاب ہدایت ہندی مالک محمد حسن بن مخدوم شاہ چشتی۔"

۲۲۲ ورق۔ ۱۵ سطور فی صفحہ۔ "۷ × "۵۔

۸۱۶ - دیوان ولی - ولی اورنگ آبادی - قبل سنہ ۱۱۵۰ھ - کلام اردو

ولی محمد ولی اورنگ آبادی کے کلام کے متعدد نسخے ادارے میں محفوظ ہیں چنانچہ ان میں سے حسب ذیل کا ذکر اس سے پہلے درج ہو چکا ہے۔

مخطوطہ نمبر ۹۳ - مکتوبہ ۱۱۵۶ھ جلد اول صفحہ ۶۲	مخطوطہ نمبر ۱۲۸ اج - مکتوبہ قبل ۱۲۰۰ھ جلد اول صفحہ ۲۱
" " ۱۱۲ - " ۱۱۹۱ " " ۶۳	" " ۲۷۷ - " ۱۱۵۲ " سوم صفحہ ۲۹۵
" " ۶۸۱ - " ۱۲۲۱ " " ۲۰۶	" " ۲۰۰ - " قریب ۱۲۰۰ " " صفحہ ۲۳۵

زیر نظر مخطوطہ ناقص الطرفین ہے۔ نہایت ہی اعلیٰ پایہ کے دیسی کاغذ پر عمدہ روشن سیاہی میں قلم بند کیا گیا ہے۔ اس میں پہلے قصائد اور مثنویاں لکھی گئی ہیں۔ اور ورق ۱۴ ب سے غزلیں شروع کی ہیں۔ عنوانات سرخ روشنائی میں لکھے ہیں۔ غزلوں کے بعد مخمس، رباعیات اور منفرد شعر درج ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ قلعہ کلیانی میں محفوظ تھا۔ بعض جگہ وہاں کی مہریں موجود ہیں۔ سنہ ۱۳۰۰ھ سے قبل کی کتابت ہے۔

ابتدا - اس کی صحبت میں ان خجستہ خصال نہیں حاصل بغیر درد و کسل
یو ہے یا لغز طامعان و حریص اکثر اس دیکھ کر گئے ہیں کھسل

اختتام - تجھ جام لب سوں بوند پڑے خاک میں اگر نکلے زمیں سوں لالہ صفت جام لیکے ہاتھ
اے کعبہ رو کھڑا جو ہوا تو ادا کے ساتھ بولے موذناں سبھی قد قامت الصلوٰۃ

۱۶۳ ورق - ۱۱ سطور فی صفحہ - ۸½" × ۴¼" -

۸۱۷ - گنج الاسرار - شاہ سلطان ثانی - قبل سنہ ۱۲۵۰ھ - مثنوی اردو

اس مثنوی کے مصنف شاہ سلطان کوئی غیر معروف صوفی شاعر ہیں جنہوں نے اس میں جگہ جگہ اپنے مرشد شاہ حسین حسینی چشتی کی مدح لکھی ہے اور تلقین کی ہے کہ انہی سے تصوف کے اسرار معلوم ہو سکتے ہیں۔ شاہ سلطان ایک اور دکنی شاعر گذرے ہیں جن کے مخطوطوں کا ذکر اس سے قبل (نمبر ۸۱۴) گذر چکا ہے۔

اس مثنوی کے مصنف کوئی اور سلطان ہیں جو صاحب دیوان سلطان سے کم پایہ کے شاعر ہیں۔ یہ صوفی زیادہ ہیں شاعر کم۔ ممکن ہے کہ انہی کے سلسلہ میں مرید ہوں۔ اسی لئے خود کو ثانی سلطان لکھا ہے۔ اپنے مرشد کا ذکر جن ابیات میں لکھا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں ؎

رہبر رہبر مرا اکمل حسین منزل تجرید میں او شاہ حسین (۹)

مرشد کامل مرا وہ شاہ امیر | نور وحدت کا وہ ہے سلطان نظیر
راہ برا و رہنما ہے رے یقیں | شاہ حسینی ہے ہمارا مہ جبیں (۲۵ا)
شاہ حسینی ہے وہ بہشتی شاہ حسین | گوہر گوہرا و رو لے شاہ حسین (۲۵ب)
جو مرے مرشد ہیں پیر شاہ حسین | دے انہوں کے دل کو تو آرام چین
بھی مزار پاک پران کے سدا | ابر رحمت کو ترے برسا خدا (۹۱)

مصنف نے اپنا تخلص ان ابیات میں لکھا ہے ؎

عاصی سلطان ہے سب میں کمیں | بخش دے میرے گنہ صاحب امیں (۲۶ب)
ہیں دعا گو سارے اپنے لشکری | جیسے ملے سلطاں کو حق سے سروری ۹۱
ثانی سلطان ہوں سب میں ضعیف | ڈھونڈ نے مرشد کو تو ہے کا طریف ۹۰

اس مثنوی میں ۱۵۶۱ ابیات ہیں۔ سنہ تصنیف کا پتہ نہ چل سکا۔ اس کے نسخے غالباً کسی اور کتب خانے میں موجود نہیں ہیں۔ اس میں نقلوں اور حکایتوں کے پیرایہ میں تصوف کے مسائل سمجھائے گئے ہیں۔

ابتدا۔ جان من شاہ خدا حافظ ہے یار | حق کو میرے بوجھنا دو جگ مجھار
جس میں بسم اللہ لکھا اللہ صمد | اس کتاب پاک پڑ تو در وجد

اختتام۔ جب کیا پورا نظم یو مختصر | تا عوام الناس کو ہووے اثر
ختم ہوی توفیق حق سے یو کتاب | عاقبت واللہ اعلم بالصواب

معمولی نستعلیق خط میں نیلگوں انگریزی کاغذ پر یہ مخطوط ۳۱ ویں رجمنٹ کے صوبہ دار میجر چندا میاں نے ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵ء عیسوی میں جنوبی ہند کے شہر ایلور میں لکھا ہے۔ چندا میاں نے اس مثنوی گنج الاسرار کے ساتھ تین اور کتابیں رسالہ شمع۔ چار کرسی فقیر اور مسدس سلطان بھی مسلسل نقل کی ہیں اور آخر میں ترقیمہ لکھا ہے جو مسدس سلطان مخطوط نمبر ۸۱۹ ب کے ذکر میں درج کیا جائے گا۔

۹۱ ورق۔ ۹ سطور فی صفحہ۔ ۳/۴ ۷″ × ۶″۔

۸۱۸۔ شمع احدیث۔ شاہ سلطان (؟) نثر اردو

شاہ سلطان کی مثنوی گنج الاسرار (۸۱۷) کے بعد یہ نثر کا رسالہ لکھا گیا ہے جس کے مصنف کا پتہ نہ چل سکا۔ مگر جن ابیات سے اس کو شروع اور ختم کیا گیا ہے وہ اسی زبان اور اسلوب میں ہیں جس میں مثنوی گنج الاسرار لکھی گئی ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے مصنف بھی سلطان ہی ہوں۔ اس میں

آنحضرت رسول خدا کی حدیثوں کو جلی خط نسخ میں لکھ کر ان کا مطلب دکنی نثر میں بخط نستعلیق لکھا گیا ہے۔

ابتدا۔　کاں تلک تجھ کو سناؤں باربار　　عقل کے گونگے کو کیا بولوں سنوار

"قولہ تعالیٰ۔ اذ قال لہٗ ربہٗ اسلم۔ خدا کہا ابراہیم پیغمبر کو۔

اے ابراہیم تو دل مسلمان کر۔ یعنے دل میں مجھے دیکھ۔"

اختتام۔ خدا کہا نہیں مانے سو لوگاں پیغمبراں کو قرآن میں مقصد کہا ہے ان کو نہ کتاب ہے نہ ایمان ہے۔

آیت قرآں سے چن چن کر جمع　　یو حدیثاں اور دلیلوں کا شمع

سینہ جس کی شہ کاں بدلہ سمائے　　راز حق کا وصل حق کیونکر او پائے

عوک مارج میں اسی کی بینچ ہے

بینچ ہے سو لام الف کی اینچ ہے۔

کوئی سنہ تحریر نہیں ہے۔ کاتب کا نام چندا صاحب ہے جس نے یہ رسالہ نثر ۱۲۸۲ھ میں بمقام ایسے گور دوسری کتابوں گنج الاسرار اور چار کرسی وغیرہ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

۱۶ ورق۔ ۹ سطور فی صفحہ۔ ۳/۴ ۷" × ۶"۔

۸۱۹۔ چار کرسی۔ فقیر۔ قریب سنہ ۱۲۵۰ھ۔　　قصیدہ اردو

فقیر کے اس قصیدہ میں ۷۰ شعر ہیں اس میں طریقت اسلام کے ضروری ارکان واضح کئے گئے ہیں۔ اسی فقیر کے اور دو نسخے (ادارہ میں نمبر ۸۰۴ ب اور ۵۰۷ پر موجود ہیں اور ان کی تفصیلات [redacted] کے بارے میں مخطوطات ۱۲۵ و ۱۲۶ میں بھی معلومات چھپ چکی ہیں۔ ان کی دوسری کتابیں تنادلی اور نظم انور بھی ادارے میں محفوظ ہیں۔

ابتدا۔　سخن چار کرسی کا بیاں ہے یو طریقت میں خبر

کرنا پچھانت تن منے آمیز جیوں شیر و شکر

اختتام۔　ایسے طریقت داں انگے خوش فہم سوں بولیا فقیر

بھی چن بچن عرفان کے باندیا نظم کا آس کر

یہ مخطوط انگریزی نیلگوں کاغذ پر سنہ ۱۲۸۲ ہجری میں دوسری کتابوں گنج الاسرار (۸۱۷) وغیرہ کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

۱۰ ورق۔ ۹ سطور فی صفحہ۔ ۳/۴ ۷" × ۶"۔

۸۱۹ ب - عاشق اللہ کے گیت - از شاہ سلطان یہ میجر بہادر شیخ سلطان حسین - مسدس اُردو

شاہ سلطان اور ان کی مثنوی گنج الاسرار کا بیان مخطوطہ نمبر ۸۱۷ کے سلسلہ میں گذر چکا ہے - یہ ان کی ایک اور مثنوی ہے جس میں ہر دو ابیات کے بعد ایک ہی شعر دہرایا گیا ہے اور بطور مسدس اس کو لکھا گیا ہے - اس میں تصوف کے مضامین بطور گیت منظوم کئے گئے ہیں -

ابتدا - اب نور رحمت احد ہے — احمد نور محمدؐ ہے
آتا جاتا کیا ہے رسول — قایم اس کی ذات مقبول
عاشق اللہ کے گائے گیت
کھاؤ پیو سمجھو ریت

اختتام - پیو سے ملنا دن اور رات — خوشبوی ہے اس کی ذات
سلطان اپنی دید مدید — عاشق معشوق جیوں یہ دید
عاشق اللہ کے گائے گیت
کھاؤ پیو سمجھو ریت

ترقیمہ - " ہذا کتاب مستطاب من تصنیف نسی و کیم رجمنٹ صوبیدار
میجر بہادر شیخ سلطان حسین چشتی از دست عاصی مدرس جیندا میاں
عفی اللہ عنہ بتاریخ ہفدہم شہر صفر المظفر بروز دوشنبہ بوقت چاشت
سنہ ۱۲۸۲ ہجری مطابق ماہ جولائی دہم سنہ ۱۸۶۵ عیسوی در بلدہ اپوئیلور
اختتام شد - "

۳ ورق - ۹ سطور فی صفحہ - $\frac{3}{4}$ ۷" × ۶" -

۸۲۰ - کلیات ولی - از ولی اورنگ آبادی - قبل سنہ ۱۱۲۸ھ - کلام اُردو

ولی اورنگ آبادی کا یہ آٹھواں دیوان ہے جو ادارے میں محفوظ ہے - اس سے قبل چھ دیوانوں کی تفصیلات جلد اول و جلد سوم میں اور ساتویں دیوان کا ذکر ابھی مخطوطہ نمبر ۸۱۶ کے بیان میں کیا گیا ہے - زیر نظر دیوان ان سب مخطوطوں میں زیادہ قدیم ہے اور سنہ ۱۱۲۸ھ میں لکھا گیا ہے - کاغذ بہت ہی قدیم اور سیاہی روشن ہے مگر ادارے کو بہت ناقص حالت میں ملا تھا - خاص اہتمام کے ساتھ ایک ایک ورق کو محفوظ کرکے جلد بندی کرائی گئی ہے -

یہ دیوان غزلوں سے شروع ہوتا ہے - ابتدائی ورق غائب ہیں بحالتِ موجودہ اس غزل سے

شروع ہوتا ہے ؎

نقش دیوار کیوں نہ ہویں عاشق — حیرت افزا ہے یے وفا کی ادا
گل ہوے غرق آب شبنم میں — دیکھ اوس صاحب حیا کی ادا

اختتام۔ تجھ جام لب سوں بوند پڑے خاک جم پر — لے جا کے مثل لالہ نکالے وہ بھویں سوں سر
اے کعبہ رو کھڑا توں ہوا جوں ادا کے سات — بولے مکرانے کہ قد قامت الصلواۃ

ترقیمہ۔ "تمت تمام۔ کتاب دیوان ولی بتاریخ یازدہم شہر صفر المظفر ۲۸ سنہ تحریر یافت۔"
اس کے بعد کے ورق پر اس کے مالک فیض علی خاں مندزی ۱۱۷۰ھ کی بیضوی وضع کی مہر ثبت ہے۔
اس صفحہ کے مقابل "زاغ از دہاں پرید۔ زاغ از دہاں پرید۔" کے عنوان کے تحت پانچ فارسی رباعیاں لکھی ہیں۔ اس کے بعد دو اوراق پر فارسی ابیات میں فالنامہ لکھا ہے۔

۱۱۴ ورق۔ ۱۸ اسطور فی صفحہ۔ ۹" × ½۵"۔

۸۲۱۔ کلیات ولی۔ از ولی اورنگ آبادی۔ قبل ۱۱۲۸ھ۔ کلام اردو

ولی اورنگ آبادی کی کلیات کا یہ نواں مخطوطہ ہے۔ آٹھویں نسخہ کا ذکر ابھی نمبر ۸۲۰ پر گذر چکا ہے جو ۱۱۲۸ھ کا مکتوبہ ہے۔ زیر نظر مخطوطہ ۱۱۵۱ھ کا مکتوبہ ہے۔ اس طرح ادارے میں ۱۱۲۸۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۶ اور ۱۱۹۱ھ کے مکتوبہ دیوان محفوظ ہیں اور ان کے تقابلی مطالعہ سے ولی کے کلام کے بارے میں اور بہت سی غزلیات کی تاریخ تصنیف کا پتہ چل سکتا ہے۔ اختلاف نسخ کے لحاظ سے بھی یہ دیوان بہت اہم ہیں۔ ان میں ترتیب بھی مختلف ہے۔ غرض تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے قدامت کتابت کے باعث ان کی افادیت بہت زیادہ ہوگئی ہے۔

یہ کلیات مکمل ہے اور قدیم باریک کاغذ پر روشن سیاہی سے لکھا گیا ہے۔ جگہ جگہ حاشیہ پر اضافے بھی کئے گئے ہیں۔ خط شکستہ نستعلیق مگر واضح ہے۔

ابتدا۔ کیتا ہوں تیرے نام کوں ہیں ورد زباں کا — کیتا ہوں ترے شکر کوں عنوان بیاں کا
جس گرد اوپر پاؤں رکھیں تیرے رسولاں — اس گرد کوں ہیں کحل کروں دیدۂ جاں کا

اختتام۔ ایس کے لطف سوں کردے عطا مے — کہ اس نشہ میں دریا کوں کروں طے
عبث باتاں یوں بس کرائے ولی توں — نکر مقصد سوں اپنے کاہلی توں

ترقیمہ۔ "تمت تمام شد بتاریخ دوم شہر رمضان المبارک روز یکشنبہ بوقت یک پہر روز ماندہ اتمام یافت۔ ۱۱۵۱ھ۔"

اس ورق کے پیچھے کسی اور شخص نے ایک مستزاد لکھا ہے جس کا مقطع ہے ؎

اے جان ولی لطف سے آبر ہیں مرے آج مفلس پہ کرم کر
مجھ عاشق بے کل سنے مت وعدۂ کل کر اب وقت ہے آتو

اس کے بعد دو صفحات میں فارسی میں دواؤں کے نسخے لکھے ہیں۔

۱۱۱ ورق - ۱۵ اسطور فی صفحہ - ۸ ۱/۴" × ۵ ۱/۲"

۸۲۲ - جامع الفوائد - از نوازش علی خاں شیدا - ۱۱۸۵ھ - نثر فارسی

نوازش علی خاں شیدا (۱۱۴۵ - ۱۲۱۰) عہد میر نظام علی خاں آصف جاہ ثانی میں میر سامان تھے اور انہی کی سفارش پر حیدر آباد کے بادشاہی عاشور خانہ کی عمارت جو عہد اورنگ زیب سے گلی خانہ بنی ہوئی تھی بعد ترمیم و تعمیر دوبارہ عاشور خانہ بنائی گئی اور اس کے باب الداخلہ کی کمان پر شیدا کا لکھا ہوا قطعہ تاریخ اب تک موجود ہے اور یہ عمارت اب بھی صحیح و سالم ہے اور ہر محرم میں زیارت گاہ خواص و عوام بنی رہتی ہے۔

شیدا کی دو اردو مثنویوں روضۃ الاطہار اور اعجاز احمدی کا ذکر اس سے پہلے مخطوطات نمبر ۱۲۲ - ۵۱۲ - ۷۸۱ اور ۷۸۲ (روضۃ الاطہار) اور ۳۲۲ و ۷۸۳ (اعجاز احمدی) کے سلسلہ میں کیا جا چکا ہے۔ وہ اردو کے اچھے شاعر اور شاعروں کے سرپرست و مربی تھے۔

زیر نظر کتاب انہوں نے ان اردو کتابوں کی تصنیف کے بعد ۱۱۸۵ھ میں قلمبند کی تھی۔ اس میں فارسی زبان کے قانون و قواعد شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں۔ یہ مخطوطہ غالباً انہی کا مکتوبہ ہے۔ اس میں بعض جگہ کاٹ چھانٹ بھی کی گئی ہے۔ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ کتاب کسی اور کتب خانہ میں موجود ہے یا نہیں۔ سبب تالیف کے سلسلہ میں شیدا لکھتے ہیں :-

> "محرر ایں مقالہ اضعف من عباد اللہ نوازش علی خاں شیدا معروض خدمت صاحبان سخن و مستعدان ایں فن می سازد کہ جمعے از دوستاں کہ بخلوص و داد درسوخ اتحاد چوں بیت رنگیں وارد کلبۂ مسکیں گشتند چندیں اختلاط دوستانہ گرم داشتہ بعد انعقاد طول مصاحبت سررشتہ سخن باینجا رسانیدند کہ قوانین فارسی کہ متکلماں را دانستن آں واجب است تمام و کمال در یک کتاب یافتہ نمی شود۔"

غرض دوستوں کی فرمائش پر شیدا نے یہ کتاب لکھی اور اس کو ایک مقدمہ ۳ قوانین اور ایک خاتمہ یعنی پانچ فصلوں پر مشتمل کیا۔ مقدمہ میں فصاحت زبان فارسی سے بحث کی ہے۔ اور خاتمہ میں کاتب کے لئے کن کن امور سے واقفیت ضروری ہے ان کو واضح کیا ہے۔ آخری تاریخ تصنیف ۱۲ ربیع الثانی

سنہ ۱۱۸۵ھ بھی درج کردی ہے۔

ابتدا۔ "آبداری لآلی سخن سنجاں ورنگ افروزی جواہر معنی پروراں به تابش خورشید سایش بادشاہت کہ منشی ارادت بالغه اش بدایع انشائے امکانی رابیک جنبش کلک صنع بر صحیفۂ تکوین نقش بستہ۔"

اختتام۔ "حمداً بانیاً وافیاً نسخۂ جامعہ فارسی چہار دہم ماہ ربیع الثانی بود کہ بانیکو زماں اتمام یافت ازیں بر چہار نقره [illegible] سال تاریخ بر می آید۔

بیت۔ بیا شید اکہ اتمام کتاب است	سخن را از المطالب اجتناب است
ہماں بہ ختم کن بر نام باری	کہ یابی مقصد دل ہر چہ داری
الٰہی رحم کن بر حال زارم	کہ غیر از تو کسے دیگر ندارم
سراپا گرچہ گشتم شکل عصیاں	چہ غم دارم چو تو غفار و رحماں
رساں دایم زمن صلوات بے حد	بروح اقدس حضرت محمدؐ۔"

آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ یہ مخطوطہ رواں خط نستعلیق میں کھلا لکھا گیا ہے کاغذ اور سیاہی بہت عمدہ ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی میں درج ہیں۔ آخری ایک ورق پر کسی اور کاتب نے حروف ابجد کے بارے میں فارسی میں کچھ معلومات لکھی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ مدارس میں پڑھایا جاتا تھا چنانچہ پہلے ورق پر ایک مستطیل مہر ثبت ہے جس پر عبد القادر طالب علم ۱۲۳۱ھ کندہ ہے۔

۵۴ ورق - ۱۳ سطور فی صفحہ - ۹" × ۴½" -

۸۲۳ - کلیات سراج - از سراج اورنگ آبادی - ۱۱۵۲ھ - کلام اردو

شاہ سراج اورنگ آبادی (۱۱۲۸ - ۱۱۷۷) کی دو مثنویوں سوز وگداز اور بوستان خیال کا ذکر مخطوطات نمبر ۲۰۵ب اور ۳۳۹ کے سلسلہ میں جلد اول کے صفحات ۹۹ و ۳۲۷ پر درج ہو چکا ہے۔ ان کے دیوان کے بھی دو نسخے نمبر ۵۵۸ و ۵۵۹ پر موجود ہیں اور ان دونوں کا ذکر جلد سوم کے صفحات ۱۱۳ تا ۱۱۶ پر شایع ہو چکا ہے۔

کلیات سراج کا زیر نظر مخطوطہ قدیم دیسی کاغذ پر نہایت ہی روشن سیاہی میں خوش خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی میں ہیں ۱۲۰۰ھ سے قبل کی کتابت معلوم ہوتی ہے۔ کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ ابتدا میں غزلیات لکھی گئی ہیں۔ اور آخر میں مثنویاں اور دیگر اصناف سخن۔

ابتدا۔ نام تیرا مطلع فہرست ہے دیوان کا ہے زباں کا ورد خاصا اور وظیفہ جان کا
اختتام۔ بر لاوے حق مگر دل بیکل کی احتیاج حیدر کبھی کے لکھ یہ نہیں ہے یہ خط سراج
جا کر کھلا ہوا ہے میرے دود آہ کا

اس کے بعد تمت تمام شد لکھا ہے۔ مگر ساتھ ہی مزید تین غزلیں لکھی ہیں جو غالباً کاتب کو بعد میں ملی تھیں۔ ان کے مطلع یہ ہیں ؎

۱۔ تب تو لگتا تھا مجھے خوب آشنائی کا مزہ میں نہ جانا تھا کہ یوں ہوگا جدائی کا مزہ
۲۔ تجھ زلف مشکبو کی ختن میں لپٹ گئی بر جا ہے قدر نافۂ تاتار گھٹ گئی
۳۔ طاق پر سیں دل کے گر جاتا ہے آئینہ سراج یاد آتی ہیں مجھے جب ان کی طرحیں سادیاں

اس دیوان سراج کو اس لئے اہمیت حاصل ہے کہ اس کے حاشیہ پر کسی اور کاتب نے بعد کو حسب ذیل ۱۷ شعرا کا کلام نقل کر دیا ہے۔ اور صفحہ ۶۸ کے حاشیہ پر اس اضافہ کی تاریخ ۱۲۵۵ھ لکھی ہے۔

۱۔ کمتر شاہ ۲۔ جرات ۳۔ مرد ۴۔ معروف ۵۔ میراں ۶۔ محسن ۷۔ بوعلی عاصی ۸۔ درد ۹۔ قیس ۱۰۔ انجم ۱۱۔ ایمان ۱۲۔ سخن ۱۳۔ تاباں ۱۴۔ غلامی ۱۵۔ حسن ۱۶۔ باقی۔ ان سب کی تفصیلات کے لئے دیکھو نمبر ۸۲۴۔

۱۴۱ ورق۔ ۱۲ سطور فی صفحہ۔ ۹″ × ۵½″۔

۸۲۴۔ منتخب کلام کمتر۔ جرات۔ درد۔ قیس وغیرہ۔ قبل ۱۲۵۵ھ۔ کلام اردو

فقیر کمتر شاہ دکنی حیدر آباد کے مشہور درویش تھے جن کو اکثر مرثیے اور مثنویاں زبانی یاد تھیں امرا اور فقرا دونوں میں مقبول تھے۔ ان کا ایک مرثیہ کتب خانہ کمبرج کی ایک بیاض میں محفوظ ہے (یورپ میں دکنی مخطوطات صـ۲۶۷) ان کے حالات کے لئے دیکھو گلزار آصفی صـ۲۵۲ محبوب الزمن جلد دوم صـ۹۴۳ اور تذکرۂ اردو مخطوطات جلد اول صـ۲۵۶۔ انہوں نے ۱۲۲۵ھ میں وفات پائی۔ ان کو قلندر بخش جرات کا کلام بہت پسند تھا اور جرات کی غزلوں کے جواب میں اکثر غزلیں لکھی ہیں۔ ان کا حسب ذیل کلام ادارے میں موجود ہے۔

۱۔ مرثیہ۔ بیاض نمبر ۳۶۳۔ جلد اول صـ۲۵۶ ۲۔ غزل۔ بیاض نمبر ۷۰۴۔ جلد اول صـ۲۸۷

کمتر کا یہ منتخب دیوان مخطوطہ نمبر ۸۲۳ یعنے دیوان سراج کے حاشیہ پر لکھا گیا ہے اس میں کمتر کی ۴۰ غزلیں اور چند ترکیب بند محفوظ ہیں۔ ان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے عہد کے ایک اعلیٰ پایہ کے شاعر تھے۔ ان کے دیوان کا اب تک کہیں پتہ نہیں چلا۔ زیر نظر مخطوطہ میں ان کا جو کلام درج ہے

اس کی تفصیل یہ ہے :-

۱- غزل حاشیہ ورق ۵ ب - ۵ شعر - مطلع یہ ہے ؎

کماں کا ابرو کے ہو اشارہ تو غم سرک جائے ہم نہ سرکیں
مژہ کے تیروں کو دیکھ رستم سہم سرک جائے ہم نہ سرکیں

۲- غزل حاشیہ ورق ۶ ب - ۷ شعر - مطلع یہ ہے ؎

مستی کا مزہ جو تیرے مستانے میں دیکھا — جانے ہیں نہ سیانے میں نہ دیوانے میں دیکھا

۳- غزل حاشیہ ۷ ب - ۹ شعر - مطلع یہ ہے ؎

الٰہی کیا بلا فہمید قاتل میں نہیں آتا — تڑپتا ہوں میں رحم اوس کے ذرا دل میں نہیں آتا

۴- غزل - حاشیہ ۱۳ ب - ۵ شعر - مطلع ؎

وہ شوخ چلا جب کہ مرے پاس سے ٹل کر — کیا بیٹھ رہے صبر سے ہم ہاتھوں کو مل کر

۵- غزل - حاشیہ ۱۷ - ۹ شعر - مقطع ؎

ہنسنے گل اور بھی کھل کھل چمن سے جب چلے کمتر — گلوں سے اوس بہتر تھی کہ وہ روتی رہی شب بھر

۶- غزل - حاشیہ ۳۰ - ۱۱ شعر - مقطع یہ ہے ؎

کس ہوس پر اے فلک کمتر رکھے تجھ سے امید — نہ سکندر ہے نہ دارا ہے نہ کیکاؤس ہے

۷- غزل - حاشیہ ۳۵ ب - ۵ شعر - مقطع یہ ہے ؎

کمتر اسی کا نور ہے بہتر یہاں وہاں — جس کا مقابلہ کوئی حور و پری نہ کی

۸- حاشیہ ۴۷ - ۵ شعر - مطلع یہ ہے ؎

تجھ بنا سینہ میں آسانس اڑی اور بھی — چشم سے اشکوں کی اب لاگی جھڑی اور بھی

۹- غزل - حاشیہ ۴۸ - ۷ شعر - مقطع یہ ہے ؎

دامان و گریبان ہے کمتر کا سبھی تر — گریہ کا ثمر لعل و گہر پائے گی خوں میں

۱۰- غزل - حاشیہ ۵۶ - مقطع ؎

چوک پڑیں گے نیند کے ماتے خواب میں اپنے کمتر شاہ
بچھوؤں کی جھنکار دیا پا زیب اگر زرین بجے

۱۱- غزل - حاشیہ ۵۸ ب - ۷ شعر - مقطع ؎

دل مگر جنتر دغیباں ہوئے ہیں کمتر — رد برد دام و زرہ خانۂ زنبور نہ تھا

۱۲- مخمس بر غزل جرات - حاشیہ ۶۳ ب تا ۶۵ - ۷ بند - پہلا بند ؎

اک تو ادل ہی نقاہت سے غش آتا ہے مجھے — ہوش آتا ہے تو بے ہوش بناتا ہے مجھے

دوسرے دیکھے غم کیا کیا دکھاتا ہے مجھے   سخت تجھ بن قلق اس دل کا ستاتا ہے مجھے
گرا اٹھاتا ہے تو پھر گاہ بٹھاتا ہے مجھے

۱۳- غزل - حاشیہ ۷۱ ب - ۵ شعر - مقطع ہے
کمتر نے مخالف کے سر و تن میں کیا فرق   جیوں شمع کا سر کاٹے ہے گلگیر پکڑ کر

۱۴- غزل - حاشیہ ۷۲ ب - ۶ شعر - مقطع ہے
عشق کی آتش جو بھڑکی جل گیا کمتر کا دل   غم کے گہرے داغ تھے داغوں کے انگارے ہوئے

۱۵- مستزاد مربع - حاشیہ ۷۴ ب - ۵ بند - آخری بند یہ ہے
کمتر مت ایسی بات کر جس کا گلا قاضی کریں کوئی یوں سے جنگ کوئی ووں سے جنگ
آؤ صنم ہم تم اودھر سجدہ میں بازی کریں کوئی یوں سے جنگ کوئی ووں سے جنگ

۱۶- منقبت حضرت علی - حاشیہ ۷۶ تا ۷۷ ب - ۱۲ شعر بطور قصیدہ - مطلع یہ ہے
مولا علی کا جب کہ جبیں میں ہوا گذر   شعلہ سا ایک نور کا پھیلا گلوں اوپر

۱۷- غزل - حاشیہ ۷۸ ب - ۷ شعر - مقطع یہ ہے
آپ کے کمتر جو ہیں ان کا بھی کمتر ہوں ہیں   تو ہی کریم و رحیم اور ہے یزدان تو

۱۸- غزل - حاشیہ ۷۹ ب - ۷ شعر - مقطع ہے
گریاں ہو ابر چرخ پھرے رعد بے قرار   کمتر کا جس نواح میں مذکور چل پڑے

۱۹- غزل - حاشیہ ۸۲ - ۵ شعر - مقطع ہے
دوستو کمتر کے اوپر غم کی آئی تھی گرہ   شکر اللہ آج وہ مشکل کشا نے کھول دی

۲۰- غزل - حاشیہ ۸۸ ب - ۵ شعر - مطلع ہے
بنا مہتاب سا روشن خدا جانے بنی کیسی   تصور باندھ کر دیکھوں کہاں ہے پدمنی کیسی

۲۱- غزل - حاشیہ ۹۴ ب - ۷ شعر - مقطع ہے
آہ جو کمتر کے یار ہو گئے گردوں کے پار   سانچے میں دل کے دو چار بتیں ابھی ڈھالیاں

۲۲- غزل - حاشیہ ۹۵ ب - ۷ شعر - مقطع ہے
کمتر کی طرز سب سے الگ طور اور ہے   پر اب تو شاعروں میں لگی ہونے چوریاں

۲۳- غزل - حاشیہ ۹۷ ب - ۷ شعر - مقطع یہ ہے
تیرے کرم سے کمتر اب لعل ہوا ہے بے بہا   حرص و ہوا کو آن میں چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

۲۴- غزل - حاشیہ ۹۸ ب - ۵ شعر - مقطع -
کمتر شاہ کو کیا کیا بولوں ٹپا جادو ریختہ انوکھا   حق نے بھیجا باندھے مضموں آن میں آیا غیب سے ڈھل ہے

…یہ ۹۹ب - ۵شعر- مقطع ؎

…ۂ لیا اور تو نے یہ پیشہ لیا   ہاتھ گردن میں صنم کے ڈال کمتر سو رہو

…یہ ۱۰۱ب - ۵شعر- مقطع ؎

…سدا اس طرح سے ہل مل رہوں   پانی سے اخلاص ہے جس طرح سے دودھ کو

…یہ ۱۰۲ب - ۷شعر- مقطع یہ ہے ؎

…نے پھیرا تراُرخ اس طرف   رحم کر کمتر یہ بھی بیکس ہے اور بیچارا ہے

…یہ ۱۰۳ب - ۷شعر- مطلع یہ ہے ؎

…ابرو کماں میری طرف تیر کو   میں بھی نشانہ کروں اس دل نخچیر کو

…شیہ ۱۰۵ب - ۸ بند - آخری بند یہ ہے ؎

…نخواں تو ہزاروں میں ہے یکتا   گو لال زباں میری ہے جیوں غنچہ پہ اتنا
…ے حضرت مرے خواجہ مرے مولا   کمتر کا پتہ تو کسی گل رو سے ملے گا
مے خانے میں تم جاؤ نہ میخوار سے پوچھو

…شیہ ۱۰۶ب - ۶شعر- مقطع ؎

…ے سر پر تو ہے اللہ کا سایہ   دشمن کے بھی سر پر سے یہ ڈھل جانے نہ پاوے

…شیہ ۱۰۷ - ۷ بند - پہلا بند یہ ہے ؎

…رغ کا مالی و گلستان تو ہی ہے   مشفق ہے تو ہی اور مہربان تو ہی ہے
…یہ رحم کرنے کو رحمان تو ہی ہے   مجھ بے سروساماں کا سامان تو ہی ہے
میں تیرے کرم سے لیا پہچان تو ہی ہے

…شیہ ۱۱۶ب - ۷شعر- مقطع یہ ہے ؎

کہاں ہے کمتر میں اتنی جرات جواب جرات کو گرم دیوے
…نسو کی اے عزیزو ہماری چشم پر آب میں ہے   نہ آب گوہر میں ایسی پائی نہ تاب تیر شہاب میں ہے

…۱۱ تا ۱۱۸ب - ۱۴شعر- مقطع یہ ہے ؎

…دوانہ دور سے آیا ہے جاناں   مت کرے اس سے بہانہ کھول دروازے کے جھٹ پٹ

…۱۲ب - ۷ بند - پہلا بند یہ ہے ؎

…ملے ہیں صنم اس سے کہیں یہ آرزو   سینہ ہمارا چاک ہے خو پر دگر اسے رفو
…تو تری تلاش میں کرتے پھرے تجھے جستجو   آج ملا ہے جنگ جو قد ہے سرو سا ہوبہو
بولا اجی وہ کون تھا میں نے کہا کہ تو یہ تو

۳۵ - غزل - ۱۲۳ب - ۵ شعر - مقطع یہ ہے ؎

کمتر کے ریختہ میں بھی جادو بھرا ہے پر ہندی کے شاعروں میں تو سودا بڑے ہوئے

۳۶ - غزل - ۱۲۴ - ۷ شعر - مقطع ؎

کمتر وہ نپٹ دل سے لپٹ جاتی ہے آکر پوشاک پہ جو عطر چنبیلی کا ملی ہے

۳۷ - مخمس در منقبت حضرت علی - ۱۳۰ - ۱۳۲ - ۹ بند - آخری بند یہ ہے ؎

گئے تھے اس گھڑی قنبر بھی گھبرا کہیں بولے نہ ایسا تو بھی سنگ جا
غلامی سے الگ ہونے کا ڈر تھا ندا کمتر کو آئی غیب سے کیا
ترے ہیں دوست خوش دشمن تباہ ہیں

۳۸ - غزل - ۱۳۳ب - ۷ شعر - مقطع ؎

آرزو کمتر کی ہے تجھ سے رحیم و کریم زخم جگر کو مرے آن میں کردے رفو

۳۹ - غزل - ۱۳۸ب - ۸ شعر - مقطع ؎

صد حیف ہے کمتر مجھے ارمان یہی ہے تو اس کے گلے سے نہیں اک بار لگا ہے

۴۰ - غزل - ۱۳۹ب - ۵ شعر - مقطع ؎

دشت کی کمتر نے لی راہ مجنوں کی طرح فضل سے اللہ کے پر نور صحرا ہوگا

اسی طرح اور متعدد غزلیں درج ہیں جن کے بعض اشعار اور اکثر مقطع جلد بندی کے وقت کٹ گئے ہیں یا کرم خوردگی کی وجہ سے پڑھے نہیں جاتے - فردیں اور رباعیاں بھی ہیں - کمتر کی طبیعت میں جودت اور رنگینی تھی - محمد قلی قطب شاہ کی طرح انہوں نے اپنے معشوق کے سراپا اور لباس اور زیور کی تفصیلات بھی بلا جھجک بیان کی ہیں -

۲ - جرأت - شیخ قلندر بخش متوفی ۱۲۲۵ھ - کمتر کے کلام کے ساتھ ساتھ اس مخطوطہ میں شیخ قلندر بخش جرأت متوفی ۱۲۲۵ھ کا کلام بھی درج ہے جملہ ۲۴ غزلیں ہیں - پہلی غزل اور آخری غزل کا مقطع یہ ہے ؎

اب بتا دل میں ترے اے بت عیار ہے کیا بولتا کیوں نہیں دل لیکے تو بیزار ہے کیا

یہ ۲۴ ویں غزل ورق ۱۲۵ب پر درج ہے - اس میں ۵ شعر ہیں مقطع یہ ہے ؎

کل جو ہنستا تھا تو غنچہ کا چٹکنا جرأت کوس رحلت وہیں گلشن میں بجا دیتا ہے

کمتر اور جرأت کے علاوہ حسب ذیل شعرا کی غزلیں بھی اس مخطوطے کے حاشیہ پر لکھی گئی ہیں -

۳۔ درد ۔ خواجہ میر درد متوفی ۱۱۹۹ھ کی سات غزلیں اس مخطوطہ کے کاتب نے منتخب کی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے ؎

۱۔ غزل ۔ حاشیہ ۲۰ ب ۔ ۷ شعر ۔ مطلع ؎

مرے دل میں وہ سرو گلفام ہے — کہ جس شوخ کا خوش ادا نام ہے

۲۔ غزل ۔ حاشیہ ۶۸ ب ۔ ۱۱ شعر ۔ مقطع ؎

دل بھی اے درد قطرۂ خوں تھا — آنسوؤں میں کہیں گرا ہوگا

۳۔ غزل ۔ حاشیہ ۶۹ ۔ ۵ شعر ۔ مطلع ؎

جان پر کھیلا ہوں میرا جگر دیکھنا — جی نہ رہے یار ہے مجھ کو ادھر دیکھنا

۴۔ غزل ۔ حاشیہ ۶۹ ب ۔ ۶ شعر ۔ مطلع ؎

اگر یوں ہی یہ دل ستاتا رہے گا — تو اک دن مرا جی ہی جاتا رہے گا

۵۔ غزل ۔ حاشیہ ۷۰ ب ۔ ۸ شعر ۔ مقطع ؎

شب و روز اے درد درپے ہوں اس کے — کسو نے جسے یہاں نہ سمجھا نہ دیکھا

۶۔ غزل ۔ حاشیہ ۷۱ ۔ ۵ شعر ۔ مقطع ؎

جیوں شمع روتے روتے ہی گذری تمام عمر — تو بھی تو درد داغ جگر کا نہ دھو سکا

۷۔ غزل ۔ حاشیہ ۹۹ ب ۔ ۷ شعر ۔ مقطع یہ ہے ؎

درد کے ملنے سے اے یار برا کیا مانا — اس کو کچھ اور سوا دید کے منظور نہ تھا

۴۔ غزل سخن ۔ حاشیہ ۳۹ ب ۔ ۵ شعر ۔ مطلع ؎

استاد نے جس دم نقطہ نقطہ درس وفا تکرار کیا
دیوانہ کیا صد عاقل کو مدہوشوں کو ہشیار کیا

۲۔ غزل ۔ حاشیہ ۱۰۸ ب ۔ ۶ شعر ۔

۵۔ غزل مرد ۔ فیاض الدین مرد ۔ حاشیہ ۴۰ ۔ ۴ شعر ۔ مقطع ؎

اے ستم گر تو مرد کے آگے — بس محبت کا لے نہ نام دروغ

۶۔ قیس ۔ محمد صدیق قیس (متوفی ۱۲۳۰ھ)

۱۔ غزل ۔ حاشیہ ۸۰ ۔ ۶ شعر ۔ مطلع یہ ہے ؎

جب ڈوپٹہ مانگ پر سے اپنی وہ سرکائے ہے
دیکھتے ہی دور اس کا ماہ بھی شرمائے ہے

۲ - مدح امیر کبیر - حاشیہ ۸۰ ب - ۱۱ شعر مقطع یہ ہے ؎

قیس سنتا ہے ہو امیر کبیر — خلق پرور نجیب پرور ہے
حق تعالیٰ اسے رکھے قایم — جس ریاست میں اک یہی گھر ہے

۳ - غزل - حاشیہ ۸۳ ب - ۵ شعر مطلع یہ ہے ؎

مرے حال پر رحم یا جور ٹھہرے — جو منظور ہو تجھ کو وہ طور ٹھہرے

۷ - غزل معروف - حاشیہ ۱۴۱ ب - ۹ شعر - مطلع ؎

جو در سے اپنے درباں کو اٹھا لوگے تو کیا ہوگا — یہ پتھر میری چھاتی پر سے ٹالوگے تو کیا ہوگا

۸ - غزل محسن - یہ غالباً محمد محسن (ساکن پودھن) تھے جن کی کتاب گلدستۂ حسنی کا مخطوطہ بھی ادارے میں محفوظ ہے - (دیکھو جلد اول) ان کی تین غزلیں اس میں محفوظ ہیں ؎

۱ - حاشیہ ۸۴ ب - ۶ شعر - مقطع یہ ہے ؎

لکھ اب دوسرے حال باقی کے تئیں — کہ محسن تو قصہ لکھایا جدا

۲ - حاشیہ ۵۳ - ۷ شعر مقطع یہ ہے ؎

نہیں اپنے طالع سے محسن گلہ — مرا کام مجھ کو ستانے لگا

۳ - غزل - حاشیہ ۱۱۵ - ۹ شعر - مقطع ؎

تو کر صبر محسن نہ ہو نالہ گر — جو دریائے غم میں ڈبایا نصیب

۹ - غزل مرزا حاشیہ ۴۴ - ۶ شعر مقطع ؎

یہی تنلاے مرتوے جناب باری میں تیری مرزا — کہ دفن اپنا نجف میں ہووے علی کے دیوار و در کے پیچھے

۱۰ - غزل یقین - حاشیہ ۶۵ ب - ۶ شعر - مقطع ؎

اس بیوفا کو تو بھی نہ الفت ہوا یقین — رکھ دیجے اس کے آگے اگر سر اتار کر

۱۱ - منقبت بوعلی عاصی - حاشیہ ۶۶ تا ۶۸ - ۲۵ شعر بطور قصیدہ - مطلع یہ ہے ؎

سنو یک مدح کہتا ہوں عزیز و از دل و جانی — حکایت از کرامات محی الدین جیلانی

۱۲ - انجم - حاشیہ ۸۷ - ۸۸ - ۹ شعر - مقطع یہ ہے ؎

مجھے انجم یہ ہو جس روز تیرے گھر کو آنے کا — قسم سر کی ترے دو دو پہر تلوا کھجاتا ہے

۱۳ - ایمان - شیر محمد خاں ایمان متوفی ۱۲۲۰ھ

غزل - حاشیہ ۹۰ - ۵ شعر - مقطع ؎

ان دونوں نے ایمان کیا مجھ کو ہے تاراج — اب جس کا شکوہ میں کروں یا گلۂ دل

مخمس حاشیہ ۱۱۰ - ۶ بند ہیں - پہلا بند یہ ہے سے
عاشقوں میں محبت کہاں ہے تجھے ویسے لوگوں سے صحبت کہاں ہے
یک سی ان کی الفت کہاں ہے ترے پاس عاشق کی عزت کہاں ہے
تجھے بے مروت مروت کہاں ہے

ـــر - متوفی ۱۲۶۶ھ -
۱۲ اب ہے ۵ بند - آخری بند کا آخری شعر یہ ہے -
بب آملا نظیر میری گلے تو مل گئے جسم سے جسم جاں سے جاں روح سے روح دل سے دل
طوط نمبر ۸۲۳ کے حاشیہ پر درج ہے جو ۱۲۵۵ھ سے قبل نقل کیا گیا ہے -

م بین الحلال والحرام از محمدؐ صالح ابوالحسن - قبل ۱۲۷۵ھ - نثر اردو

و شکار کے مسائل پر لکھا گیا ہے - اس کے مصنف کے حالات اور سنہ تصنیف کا
س الاول ہے - بحالت موجودہ ابتدا اس طرح ہوتی ہے :-
د نزدیک امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ کے چار چیز کاٹنا چاہئے - حلقوم
ں میں سے نفس یعنے دم آتا جاتا ہے مری جس میں کھانا جاتا ہے - ،،
ول رنگ کے انگریزی کاغذ پر معمولی نستعلیق خط میں سُرخ جدولوں کے درمیان
کھا گیا ہے اور اسی کاتب محمد حمید الدین نے اپنے فرزند سعید الدین کے لئے متعدد
ند دیگر ۱۲۷۵ھ میں نقل کئے ہیں - دیکھو نمبر ۸۲۶ -
،، جو بیضہ کہ پیٹ سے مرغی کے مردہ نکلے خواہ پوست اس کا سخت
ہوا ہو یا نہ ہوا ہو کھانا اس کا درست ہے جیسا کہ مجمع البرکات میں
لکھا ہے -
،، الحمد للہ کہ یہ رسالہ مطبوع خاص و عام مسمی تمیز الکلام بین الحلال
الحرام تصنیف ماہر ہر علم و فن محمد صالح ابوالحسن خدا کے فضل سے
تمام ہوا -
ایں رسالہ برائے خواندن محمد سعید الدین طال عمرہٗ نقل نمودہ شد
بتاریخ ۴ جمادی الاولے ۱۲۷۶ھ بمقام مچھلی بندر - ،،
- ۱۳ سطور فی صفحہ - ۹" × ۶" -

نثر فارسی

۸۲۶ - رسالۂ شکاریہ - شاہ میرزا میر مہدی خاں صفوی -

از دو کتاب تمیز الکلام (نمبر ۸۲۵) کے ساتھ یہ فارسی رسالہ بھی ۱۲۷۵ھ میں بمقام مچھلی بندر نیلگوں انگریزی کاغذ پر معمولی نستعلیق خط میں محمد حمید الدین نے اپنے فرزند محمد سعید الدین کے لیے نقل کیا ہے۔ اس میں نثری عبارت بہت کم ہے۔ زیادہ صفحات میں جدولیں اور خانے بنا کر جانوروں کے نام اور چاروں مذاہب فقہ کے مطابق ان کے حلال و حرام ہونے کی وضاحت کی گئی ہے۔

ابتدا۔ "سپاس بے قیاس سزاوار حضرت مالک الملکی است جل شانہ کہ صیاد عقل کامل شہباز بلند پرواز فکر چنان صید کند کہ اثرے از آثار قدرت وحکمتش نتواند نمود۔"

اختتام۔ "ناہی دلمخ کہ ہر چند نقش را ندارند بجمیع مذاہب حلال است وآنچہ مروی است کشتن آں چوں مار و کژدم وآنچہ نہی شدہ او کشتن آں چوں مورچہ وزنبور وعسل۔"

ترقیمہ۔ "تمت تمام شد ایں رسالہ برائے برخوردار محمد سعید الدین نقل نمودہ شد بتاریخ چہار دہم جمادی الاولے ۱۲۷۶ھ۔"

۶ ورق - ۱۴ سطور فی صفحہ - ۹×۶ -

نثر فارسی

۸۲۷ - رسالۂ شکاریہ - محمد شمس حصاری -

رسالہ شکاریہ میر مہدی خاں (نمبر ۸۲۶) کے ساتھ محمد حمید الدین نے مچھلی بندر میں یہ رسالہ بھی نیلگوں انگریزی کاغذ پر معمولی خط میں سرخ جدولوں کے ساتھ ۱۲۷۵ھ میں نقل کیا ہے۔
اس کے مصنف نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ

"چند مسائل شکار کہ حاجت بداں بسیار می افتد ایں داعی کافۂ اہل اسلام محمد شمس المنسوب بحصار فیروزہ از کتب معتبرہ وتصانیف معتمدہ جمع کردہ رسالہ شکاریہ نام نہاد وتحفہ کرد بحضرۃ العالم العادل .... ابو المغازی احمد شاہ السلطان۔"

غالباً احمد شاہ ابدالی کے لیے یہ رسالہ لکھا ہے اور اس کو بطور سوال وجواب مرتب کیا ہے۔

اختتام۔ "سوال۔ اگر ہم گوشت بخورد وہم کاہ شرعاً چہ کنند۔"

جواب ۔ اورا ذبح کنند واگر روده آید بیروں نہ خورند واگر شکنبہ بیروں آید بخورند۔ ''

ترقیمہ ۔ '' تمت ہٰذہ الرسالہ برائے برخوردار محمد سعید الدین نقل نمودہ شد بتاریخ دوازدہم شہر جمادی الاولےٰ ۱۲۷۶ھ۔ ''

۷ ورق ۔ ۱۵ سطور فی صفحہ ۔ ''۹×''۶ ۔

۸۲۸ ۔ اساس الاسلام ۔ از عابد ۔ ۱۰۶۴ھ ۔ مثنوی فارسی

یہ فارسی مثنوی اُردو نثر کی کتاب تمیز الکلام (۸۲۵) کے سلسلہ میں محمد حمید الدین نے مچھلی بندر میں اپنے فرزند محمد سعید الدین کے لئے ۱۲۷۶ھ میں نقل کی ہے اور یہ سب رسائل (۸۲۵ تا ۸۲۸) ایک ہی جلد میں مجلد ہیں اور معمولی نستعلیق خط میں نیلگوں رنگ کے انگریزی کاغذ پر لکھے گئے ہیں ۔

عابد شاہ ایک دکنی صوفی شاعر تھے جو ابوالحسن قطب شاہ کے پیر بھائی اور حضرت سید شاہ راجو کے مرید و مداح تھے ان کی متعدد کتابیں ادارے میں موجود ہیں ۔ ان کی سب سے مشہور اُردو کتاب گلزار السالکین ہے جس کے سلسلہ میں ان کے حالات اور دیگر تفصیلات جلد اول صفحہ ۳۱۳ پر اور اس جلد چہارم میں بھی درج ہو چکی ہیں ۔ یہ کتاب شاہ راجو (متوفی ۱۰۹۲ھ) کی زندگی میں ۱۰۹۰ھ کے قریب یا اس سے قبل ہی لکھی گئی تھی ۔ زیر نظر کتاب ۱۰۶۴ھ میں لکھی گئی ہے اور فارسی میں ہے یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ انہی عابد شاہ کی تالیف ہوگی ۔ اس میں شاہ راجو کی مدح نہیں ہے ۔ ممکن ہے کہ اس وقت تک عابد ان کے مرید نہ ہوے ہوں ۔

عابد کے بارے میں اس مثنوی سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں وہ یہ ہیں کہ اس کی تصنیف کے وقت ان کو تین لڑکے تھے جن کے نام تقی ۔ نقی ۔ اور معین تھے ۔ ان کے چچا کے بھی دو لڑکے موجود تھے جن کے نام انہوں نے افضل الدین احمد اور محمد رکھے تھے ۔ بڑے لڑکے کا نام تاریخی رکھا تھا ۔ وہ ۱۰۵۹ء میں پیدا ہوا تھا اور اس مثنوی کی تالیف کے وقت ۵ برس کا تھا ۔ انہوں نے خاتمہ میں اپنے عہد کے بادشاہ کی بھی مدح کی ہے لیکن اس کا نام نہیں لیا ہے ۔ جس کی وجہ سے مقام تالیف کا تعین نہیں ہو سکا ۔

ابتدائی حصہ میں اپنا نام اس طرح لکھا ہے ؎

گرچہ ایں ہرزہ کار عابد نام   در عبادت نزد بحق یک گام
منہ از رحمت بدیع تو دور   عابد کا بشس کنی محشور

آخری حصہ میں بھی اس طرح تخلص استعمال کیا ہے ۔

عابد ایں زندگی دہ جاں را — نور بخش چراغ ایماں را

اسلام کے عقاید اور فقہ کے مسائل اس مثنوی میں تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں۔ یہ بہت طویل ہے اور گیارہ سو سے زیادہ ابیات پر مشتمل ہے۔

ابتدا۔ بسم معبود کل موجودٗ — من لہ حمد کل محمودٗ
صل ربی علیٰ ابی القاسم — و علےٰ کل آلہ سلّم
و علےٰ جمع صحبہ الاخیار — خاصہ آں چار مطلع انوار

اختتام۔ تا نیوید بجز درت بدرے — نکند رو بجانب دگرے
چوں تو باشی قبلۂ مقصود — نشود بے شک از درت مطرود
چوں نباشد بجز تواش تسکیں — چو بود دولتے دگر بہ ازیں

ترقیمہ۔ "ایں رسالہ شریفہ اساس الاسلام برائے برخوردار سعادت قرین محمد سعید الدین برے از خط خاص خود و برخے از دست دوستے بقید قلم درآوردہ شد راقمہ محمد حمید الدین عفی عنہ و عن اسلافہ۔"

اس کے بعد اردو نثر میں احکام عقیقہ درج کیے گئے ہیں۔

۴۶ ورق۔ ۱۲ سطور فی صفحہ۔ ۹" × ۶"۔

۸۲۹۔ بیاض مراثی۔ عبداللہ قطب شاہ۔ وجہی۔ ملک خوشنود۔ نصرتی وغیرہ۔ قبل ۱۱۰۰ھ۔ کلام اردو

اس چھوٹی سی بیاض میں جملہ ۳۳ مرثیے ہیں جو ۱۱۰۰ھ ہجری سے قبل اور اس کے بعد کے قریبی زمانہ میں لکھے گئے تھے۔ ان کے مصنفوں میں بعض مشہور و معروف شاعر ہیں مثلاً عبداللہ قطب شاہ۔ وجہی۔ خوشنود۔ نصرتی۔ شاہ راجو یوسف حسینی۔ قادر۔ مرزا۔ قاسم اور شفیع۔ اور بعض غیر معروف ہیں۔ مثلاً مشہوری۔ مریدی۔ امیدی۔ برہی۔ شاکر۔ طاہر۔ مظفر۔ مشتاق۔ مرتضیٰ۔ اور مبتلا۔

ان میں قاسم کے ۷، شاکر کے ۳ اور قادر اور مرزا کے دو دو مرثیے ہیں۔ دو مرثیوں کے مصنفوں کے نام معلوم نہ ہوسکے اور باقی شعرا کا ایک ایک مرثیہ ہے۔

۱۔ عبداللہ قطب شاہ۔ (۱۰۳۵-۱۰۸۳) ان کا دیوان اور مراثی موجود ہیں۔ اس بیاض میں جو مرثیہ ہے وہ اورنگ زیب سے صلح اور گولکنڈہ میں دلی کے سیاست و اقتدار کے اثر و نفوذ کے بعد لکھا گیا ہے۔ چنانچہ اس میں عبداللہ شاہ نے دلی میں بھی ماتم امام حسین کے جاری رہنے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس میں دس شعر ہیں۔ مطلع و مقطع یہ ہے ؎

مطلع۔ سنو محباں تمام ملکے ملک دلی ہور دکھن میں ماتم
اٹھیا ہے دکھ غلبلا جہاں میں کریں ستارے گگن میں ماتم (ورق ۹)

مقطع۔ ہے عبد اللہ شہہ محب حسین کا نفر جی سے داس ہے حسن کا
توں بادشہ جگ پتی لکھمن کا کریں مدام اپنے من میں ماتم (ورق ۱۰)

۲۔ وجہی ۔ محمد قلی قطب شاہ کے دور میں ۱۰۱۸ھ میں مثنوی قطب مشتری لکھی تھی اور عبد اللہ قطب شاہ کے دور میں ۱۰۴۵ھ میں سب رس ۔ دونوں چھپ چکی ہیں ۔ مرثیے بھی بعض بیاضوں میں ملے ہیں ۔ اس بیاض میں جو مرثیہ لکھا ہے اس میں مرثیہ پن کم ہے مضمون آرائی اور نزاکت خیالی زیادہ ہے ۔ جملہ بارہ شعر ہیں۔ مطلع و مقطع یہ ہے ؎

کالی نہ گوری جیر بندی بیٹھی جوں کالبندری
کالے لٹاں کالے بھواں کالی گلے میں گلسری (ورق ۱۶)
ماتم کوں سب سنگار کر بولیا وجہی گن اُتم
کسی ٹھار پر کن نے کیا یوں طبع کی زور آوری

۳۔ ملک خوشنود۔ گولکنڈہ کا غلام تھا سلطان محمد قطب شاہ (۱۰۲۰ - ۱۰۳۵) کی بہن خدیجہ سلطان شہر بانو بیگم کی شادی میں بطور جہیز بیجاپور گیا تھا۔ سلطان محمد عادل شاہ کے دربار میں شعر وسخن میں شہرت حاصل کی ۔ مثنوی ہشت بہشت لکھی اس کی ایک اور کتاب بازار حسن بھی ادارے میں موجود ہے جس کا ذکر جلد سوم میں درج ہو چکا ہے ۔ اس کے بھی چند مرثیے ملے ہیں ۔ زیر نظر بیاض کا مرثیہ بطور مستزاد لکھا ہے ۔ اس میں ۴ اشعر ہیں ۔ مطلع و مقطع یہ ہے ؎

آہے فلک کیا کیا آہ آہے فلک کیا کیا اللہ
فاطمہ کوں غم دیا آہ آہے فلک کیا کیا اللہ
یا امام یا امام لک لک ہیں تجھ پر سلام اللہ
خوشنود ہے تیرا غلام آہ اہے فلک کیا کیا اللہ (ورق ۱۳ ب)

۴۔ نصرتی ۔ علی عادل شاہ ثانی (۱۰۶۷ھ تا ۱۰۸۳ھ) کے دربار کا ملک الشعرا تھا گلشن عشق اور علی نامہ لکھی ۔ اول الذکر چھپ چکی ہے ۔ مرثیے کم دستیاب ہوتے ہیں ۔ اس بیاض میں جو مرثیہ ہے اس میں تخلص کا تلفظ بجائے نُصرَتی کے نُصْرَتی کیا ہے ۔ اس میں ۹ شعر ہیں ۔ مطلع و مقطع یہ ہے ؎

شہاں کے کارن نس دن دوکھوں بسا تو گگن روتے
دلوں کے سب امن سٹ کر محباں کے چمن روتے
دلوں میں غم کے لگ ٹانکے بندے بند کے جدا منکے
نصرتی کے رنے تو من کے سدا بھوا بھوں نین روتے (ورق ۲۵)

۵ - یوسف حسینی شاہ راجو - (متوفی ۱۰۹۲ھ) ابوالحسن تانا شاہ کے مرشد تھے - عبداللہ قطب شاہ بھی ان کا معتقد تھا - ان کے ملفوظات کا مجموعہ زاد المومنین (جلد دوم ص ۵۴) ادارے میں موجود ہے ان کی بعض اردو نظمیں ملی ہیں اور ادارے میں بھی محفوظ ہیں - (دیکھو جلد اول ص ۲۶۳ جلد سوم ص ۸) - ان کے مریدوں مثلاً عابد شاہ، طبعی، وغیرہ نے بھی اردو نظم و نثر کی بڑی خدمت کی ہے - ان کے اس مرثیہ میں پورا نام یوسف حسینی بطور تخلص استعمال ہوا ہے - اس میں ۱۹ شعر ہیں -

مطلع - غمزدہ ہو کھن یو نکلیا غم کا چندر ہائے ہائے
شور ماتم کا اٹھیا پھر جگ میں گھر گھر ہائے ہائے (۷ ب)

مقطع - کیوں حسینی ہور یوسف رے صدا خوشحال ہو
گئے دنیاں تے غم زدے دو شاہ حیدر لائے ہائے (۹ ا)

۶ - قادر - اواخر عہد ابوالحسن قطب شاہ کے بڑے مرثیہ گو تھے - ان کے متعدد مرثیے دستیاب ہو چکے ہیں - مجلس اشاعت دکنی مخطوطات کی طرف سے اشاعت کے لئے نواب میر سعادت علی رضوی صاحب نے ان کے مراثی مرتب کرلئے ہیں - ادارہ میں ان کی ایک مثنوی معجزہ خاتون جنت (نمبر ۱۸) اور مراثی (نمبر ۳۶۴ - اور ۳۷۰) پر موجود ہیں جن کی تفصیلات جلد اول میں درج ہو چکی ہیں - زیر نظر بیاض میں حضرت امام علی موسیٰ رضا کی مدح میں قادر کی ایک نظم ہے جس میں امام حسینؑ کے ماتم کے بھی مضمون باندھے ہیں - اس میں ۱۱ شعر ہیں ؎

مطلع - پیدا ہوا غم کا بنا جب یا علی موسیٰ رضا
دھوتا ہے جگ رو رو گناہ جب یا علی موسیٰ رضا (ورق ۴)

مقطع - اے قادرا توں کر جتن تشبہ کی محبت کا رتن
بس ہے تجھے یو دم وطن یا علی موسیٰ رضا (۴ ب)

اس بیاض میں قادر کا ایک اور مرثیہ بھی ہے جس میں ۱۱ شعر ہیں - اس کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

مصطفیٰ اس درد سوں رنجور ہے سب نبیاں کے دل ہیں غم معمور ہے
ہر بچن بولیا جو غم کا قادرا سو نبی کے پاس سب منظور ہے (ورق ۲۲)

۷ - مرزا - (متوفی ۱۰۸۱ھ) عہد علی عادل شاہ ثانی کے مرثیہ گو تھے - اور دکن کے بڑے مرثیہ گو سمجھے جاتے ہیں - ان کے مراثی بھی نواب میر سعادت علی صاحب رضوی نے اشاعت کے لئے مرتب کرلئے ہیں - ادارے میں ان کے اور بھی مراثی مخطوطات نمبر ۳۶۱ اور ۳۷۰ - میں موجود ہیں اور ان کا ذکر جلد اول میں درج ہو چکا ہے - اس بیاض میں بھی مرزا کے دو مرثیے ہیں - پہلا مرثیہ بہت طویل ہے اس میں ۲۶ شعر ہیں - دوسرے مرثیے میں ۱۱ شعر ہیں - ان کے مطلع اور مقطع یہ ہیں ؎

(۱) کروزاری مجاں ہو یو دکھ ہر دل جلایا ہے
حسین کا غم دو عالم کوں رکت انجو رلایا ہے
دنیا میں جب سنیا مرزا حسین کا درد غم تب سوں
جگر پر زخم ہے کاری یو دل سب لہو میں نھایا ہے (ورق ۱۹)

(۲) حسین ابن علی کا غم مجاں دل سوں کرنا ہے
ایس جیو کے گریباں میں جنم یو داغ دھرنا ہے
غلام کمترین تیرا کہے مرزا حسین سرور
شفاعت کی نظر سوں سنج قیامت میں چھڑانا ہے
(ورق ۲۰ اب)

۸۔ شاہ قاسم علی قاسم برہانپوری شاہ عبدالولی عزلت کے شاگرد اور ولی کے ہمعصر تھے۔

مکمل دیوان کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔ کتب خانہ سالار جنگ میں ایک مرثیہ بشکل مسدس (۲۹ بند) موجود ہے۔ ادارے میں مخطوطہ نمبر ۱۲۸ خ میں ایک مخمس (۱۰ بند) موجود ہے اور نمبر ۷۰۰ میں ایک نوحہ بشکل مربع (۷ بند) محفوظ ہے۔ (جلد اول صـ۲۱۲ وجلد سوم صـ۳۵۴) زیر نظر بیاض میں ان کے ۷ مرثیے موجود ہیں جن کی تفصیلات یہ ہیں۔

۱۔ ۱۵ اشعار کا سلام۔ بزبان فارسی۔ مطلع ومقطع یہ ہے ؎ (ورق ۱۷)
نور ولایت توئی شاہ سلام علیک
شمع ہدایت توئی شاہ سلام علیک
قاسم مسکین تو برہ رہ بر دین تو
بندۂ نگین تو شاہ سلام علیک

۲۔ ۱۴ اشعار کا مرثیہ اردو۔ ورق ۲۰ تا ۲۱۔ مطلع ومقطع یہ ہے ؎
چرخ فلک کیا کیا آہ چرخ فلک کیا کیا
شہہ کے اوپر غم دیا چرخ فلک کیا کیا
قاسم کے سر کے اوپر شہہ کے چرن کا چتر
چھاؤں اچھے تا حشر آہ چرخ فلک کیا کیا

۳۔ ۱۱ شعر کا اردو مرثیہ (ورق ۲۱)۔ مطلع ومقطع یہ ہے ؎
لایا ہے پھر کو ماہ محرم دلاں میں غم
غم کا ابھال چھا کو یو نیناں کیا ہے نم
ظالم ہوا ہے شہ پو یو قاسم ہے ایک دم
یکدم سیاہ پوش ہوے شاہ کا حشم

۴۔ ۱۳ اشعار کا اردو مرثیہ (ورق ۲۶ ب) مطلع ومقطع یہ ہے ؎
محرم چاند آیا ہے فلک پر دکھ دکھایا ہے
نین بھر سیکھ اس غم تے ندیاں انجواں بہایا ہے
دلاں پر جم مجاں کے ہمے پر غم اسی دکھ تے
فدا قاسم شہاں پرتے یو غم سن تلملایا ہے

۵۔ مرثیہ اردو بشکل مربع۔ ۱۹ شعر ہیں۔ ورق ۲۸ ب۔ پہلا اور آخری بند یہ ہے ؎
چندا پھر محرم دیکھے ہو گگن پر
غم و درد و ماتم لے آیا خدایا
رسالت کے گلشن میں سارے گلاں پر
معظم کے دورے دلایا فدا یا
یو دکھ تے مجاں کے نیناں اوبل کر
انجو کا لوے کر بہایا خدایا
وو شہ کے چرن کا قیامت کے دن پر
دھرو سر یو قاسم کے سایا خدایا

۶ - ۱۲ شعر - ورق ۳۴ ب - مطلع و مقطع یہ ہے ؎

آیا محرم کا چندا شہہ کی خبر لے آیا — خوشیاں گنوانے کاج کا گگن منڈپ کا تانیا
منگتا ہے قاسم اے شہاں دو جگ منے رکھنا آ — جلوے کے پلنا کر عیاں نیناں سو نیر چھنکایا

۷ - ۱۲ شعر - ورق ۳۹ ب - مطلع و مقطع یہ ہے ؎

یاراں حسین کا غم جگ میں ہوا ہے ماتم — ڈھالے ہیں شاہ گدا جم نیناں سے اشک ہر دم
قاسم پو دھر کرم توں قرباں جان و دل ہوں — کرتا ہوں بادشاہ کوں دن رات اپس کے من میں

۹ - مشہوری - یہ شاید مشہور بھی تخلص کرتے تھے - ان کا ایک مرثیہ ایک بیاض (نمبر ۳۶۳) میں بھی موجود ہے (جلد اول صفحہ ۲۵۵) اس بیاض میں ان کا ایک ناقص الاول مرثیہ ہے جس میں صرف ۸ ابیات محفوظ ہیں (ورق ۱) یہ مثنوی کی شکل میں لکھا گیا ہے - پہلی اور آخری بیت یہ ہے ؎

روے معصوم نیتیاں کہے رو رو کو حرم — خدایا کیا یو کیا دکھ ہمارے آج کرم
مشہوری کے اوپر راکھو کرم پیارے حسین — نہیں تج بن جہاں میں مجے آدھار حسین

۱۰ - شاکر - اس تخلص کے کسی قدیم دکنی شاعر کا علم نہ ہو سکا اور نہ ان کا کوئی اور کلام کسی کتب خانہ میں محفوظ ہے ان میں دوسرا دو جگہ نقل کیا گیا ہے - نظام الملک آصف جاہ اول کا تخلص بھی شاکر تھا مگر یہ کوئی اور شاعر ہونگے -

۱ - ۱۲ شعر - ورق ا ب) - مطلع و مقطع یہ ہے ؎

چاند دسیا پھر جگ میں ماتم کا — شور شطت ہور غم کا ماتم کا
شاکر نس دن تل تل چھین چھین — دھیاں تمہارے کرم کا ماتم کا

۲ - ۱۳ شعر - ورق ۲۷ ب - مطلع و مقطع یہ ہے ؎

آیا ماہ محرم صد حیف حیف دریغا — لایا ہے درد ہور غم صد حیف حیف دریغا
بولیا شاکر نے رو رو شہہ کا جو مرثیہ یو — کئے کافراں غدر سو صد حیف حیف دریغا

۳ - مذکورہ بالا مرثیہ مکرر ورق ۳۶ ب تا ۳۸ پر بھی نقل کیا ہے -

۱۱ - مشتاق - اس تخلص کے ایک اور شاعر کی مثنوی کتاب ہدیٰ ادارے میں نمبر ۶۶۹ پر موجود ہے (جلد اول صفحہ ۱۸۴) مگر یہ اس سے پہلے کے شاعر معلوم ہوتے ہیں - ان کے اس مرثیہ میں ۱۱ شعر ہیں - (ورق ۳) مطلع و مقطع یہ ہے ؎

زاری کرو محباں جب نے گیا ہے سرور — رنگیں کیا لہو میں نازک بدن وو صفدر
مشتاق کے سوہن میں روشن کیا ہے پل میں — ہے آس مجہ کوں دل میں اس شفیع روز محشر

۱۲ - مریدی - یہ ایک غیر معروف شاعر ہیں - ان کے اس مرثیہ میں ۱۲ شعر ہیں - مطلع و مقطع

یہ ہے ؎

تو مہر اوج جلالت یا امام یا امام تو شہ ملک امامت یا امام یا امام
حشر کوں کرنا شفاعت یا امام یا امام خاک پا تیرا مربی تس اوپر

۱۳۔ مرتضیٰ ۔ اس تخلص کے ایک شاعر کی مثنوی وصل نامہ (نمبر ۳۶۰) ادارے میں موجود ہے وہ مشہور شاعر سلطان مرید میراں شاہ معروف کا مرید تھا ۔ (جلد اول ص ۲۵۱) اس کا امکان ہے کہ یہ مرثیہ بھی انہی کی تصنیف ہو۔ اس میں ۱۱ اشعر ہیں (ورق ۶ ب) مطلع و مقطع یہ ہے ؎

آج آسماں نے گلے میں پھاڑ کفنی لائیا آج محرم کا چندا سب سر منے لہو نہائیا
آج نعلین شہ حسین کے، مرتضیٰ سر پر لیا شاہ توفیق مجہ دئے کر مرثیہ میں بولیا

۱۴۔ مظفر ۔ اس تخلص کے ایک شاعر کا دیوان ادارہ میں نمبر ۶۹۰ پر موجود ہے وہ کسی بزرگ خالق کے مرید تھے چنانچہ ہر مقطع میں ان کا ذکر لاتے ہیں ۔ غالباً اورنگ آباد) تھے اور یہ دیوان ۱۱۹۹ھ میں نقل کیا گیا تھا ۔ (جلد سوم ص ۳۱۶) ممکن ہے یہ مرثیہ انہی کا ہو ۔ اس میں ۴ اشعر ہیں ۔ ورق ۱۱ ب ۔ مطلع و مقطع یہ ہے ؎

سنو عزیزاں نبی کے دل کو جلائے ہے وائے یوظالماں کیوں
علی کے گھر کا چراغ روشن چھپائے ہے وائے یوظالماں کیوں
ہر ایک دم کوں ہزار نعمت کئے تو کم نیں ارے مظفر
حسین مظلوم کا قبیلہ کھپائے ہے وائے یوظالماں کیوں

۱۵ ۔ مبتلا ۔ یہ کوئی غیر معروف شاعر ہیں ۔ ان کا اب تک کوئی کلام نہیں ملا تھا ۔ حیدر آباد کے مشہور پیرزادہ روحی کے مرثیہ کی طرح میں انہوں نے یہ مرثیہ لکھا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد میں کسی مشاعرے میں یہ طرح دی گئی تھی جس پر اس دور کے اکثر معاصرین نے مرثیے لکھے تھے ۔ مبتلا کے اس مرثیہ میں ۹ شعر ہیں ۔ (ورق ۱۴) مطلع و مقطع یہ ہے ؎

جل گئے بلکہ جو کہ بن کے گل غم سوں کملائے سب چمن کے گل
ہو کو دستے ہیں دو نین کے گل (ورق ۱۴) مبتلا اس دکھوں تے رویا سو

۱۶ ۔ امیدی ۔ یہ بھی کوئی غیر معروف شاعر ہیں ۔ ان کے مرثیہ میں بھی ۱۱ اشعر ہیں ۔ (ورق ۱۵) مطلع و مقطع یہ ہے ؎

خوشی ہور خرمی سب دل پوتے برباد کرو عربی کے رے نواسیاں کا جفا یاد کرو
امیدی کے دے امیداں جو وو دل شاد کرو تمارے پیار پو دل بھوت ہوئے کر حسین

۱۷ ۔ برہی ۔ یہ بھی ایک غیر معروف شاعر ہیں ۔ ان کے مرثیہ کے ۲۱ شعر ہیں ۔ ورق (۲۳ و ۲۴)۔

مطلع ومقطع یہ ہے ؎

شہاں جب تیز پا چڑ کر ڈنائے اللہ اللہ کر ۔ لعواُن کاؤاں اوپر بجائے اللہ اللہ کر
نہ کہیں طوفاں ہوا بر ہی کہ ڈوبے جا اسی غم سوں ۔ کہ جس وقت گور میں شہ کوں چھپائے اللہ اللہ کر

۱۸ - مریدی - ان کا کلام ادارے کے ایک اور مخطوطہ (نمبر ۷۰۰) میں بھی موجود ہے حالات معلوم نہ ہو سکے - اس بیاض میں ان کا جو مرثیہ ہے اس میں ۱۰ شعر ہیں (ورق ۳۵ ب) - مطلع ومقطع یہ ہے ؎

چک دلاں کوں لہو سو کر کر سب ۔ نت بہاویں انکھیاں سو دھر دھر سب
چک بسر جا غزل مریدی کا ۔ مرثیہ پڑتے ہیں سو فر فر سب

۱۹ - شفیع - ان کا ایک اردو مرثیہ ادارے کے مخطوطہ نمبر ۳۶۲ میں بھی موجود ہے - دیکھو جلد اول صـ ۲۵۵) - اس جلد میں بھی مخطوطہ نمبر ۵۰۴ میں ان کا اردو و فارسی کلام موجود ہے - چنانچہ ان کے حالات اور تفصیلات اس کے تحت درج ہیں - زیر نظر بیاض میں ان کا ایک فارسی مرثیہ ہے جس میں ۴۲ شعر ہیں - ورق ۳۰ تا ۳۳ - مطلع ومقطع یہ ہے ؎

واحسرتا و دردا امروز شاہزادہ ۔ در کربلا فتادہ پس خاک بر سرما
خون باد گشتہ از غم چشم شفیع از نم ۔ تا عرش رفتہ ماتم بس خاک بر سرما

۲۰ - سیدن - یہ ایک غیر معروف شاعر ہیں - مگر ان کا مرثیہ اعلے پایہ کا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافی پختہ مشق تھے - اس مرثیہ میں ۹ شعر ہیں - (ورق ۳۴ ب و ۳۵) - مطلع ومقطع یہ ہے ؎

آیا محرم ہیں دیکھو چیت اہو مالی آئیا ۔ تارے گلیاں کے گوندکر سہرا جو شہ کو لائیا
سیدن سنلے شاہ کا میدان تر کرنے بدل ۔ نینوں کے مشکاں اشک سوں بھر بھر کو نت چھینکا نہا

۲۱ - طاہر - یہ بھی کوئی غیر معروف شاعر ہیں - ان کے مرثیہ میں ۱۴ شعر ہیں - (ورق ۳۵ ب تا ۳۶ ب) - مطلع ومقطع یہ ہے ؎

قتل سرور ہے آج واویلا ۔ روز محشر ہے آج واویلا
طاہر اس غم سوں جبرئیل امیں ۔ خاک بر سر ہے آج واویلا

اس بیاض میں دو مرثیے ایسے ہیں جو ناقص الطرفین ہیں - جس کی وجہ سے شاعروں کے نام یا تخلص معلوم نہ ہو سکے - ان کے ابتدائی و آخری شعر یہ ہیں ؎

۱ - غم کی اگن سوں جل کو رہیا ہے ۔ سینہ کلیجہ - تن میں ماتم میں
غم کے بچن سوں مرثیہ شہ کا ۔ باندیا ہوں ملک دکن میں ماتم میں

۲ - تو شہیدی تخت بیسیا ہجلو ہائے شاہ قاسم
بن رسول کے رخت بیسیا ہجلو ہائے شاہ قاسم

انجوسوں مواں کوں دھو دھوبی بیاں مل پلائے رو رو
ہجلو ہائے ہائے ہجلو ہائے ہائے شاہ قاسم

یہ بیاض اسی شعر پر ختم ہوجاتی ہے - کوئی ترقیمہ نہیں ہے - صاف نستعلیق خفی خط میں لکھی گئی ہے - کاغذ اور روشنائی کے لحاظ سے ۱۲۰۰ھ سے قبل کی کتابت معلوم ہوتی ہے - حیدرآباد کی مشہور سرائے بواہیر کے ایک مکان میں محفوظ تھی - مولوی سید مراد علی صاحب طالع نے ادارے میں بطور عطیہ داخل کی ہے - ان کی متعدد کتابیں مال والوں کی تاریخ اور سلاطین آصفی کی سوانح عمریاں ادارے کی طرف سے شایع ہوچکی ہیں - وہ تاریخ بجکنڈہ اور حضرت مشکل آسان ثانی وغیرہ متعدد کتابوں کے مصنف اور ادارے کے قدیم رفقا میں سے ہیں اور علوم نجوم و رمل وغیرہ کی مہارت کے باعث آج کل حیدرآباد میں مشہور و مقبول ہیں -

۴۰ ورق - ۱۲ سطور فی صفحہ - ۶" × ۳½" -

۸۳۰ - منظومات افضال - ۱۲۹۳ھ - کلام اردو

افضال دکن کے ایک منقبت گو شاعر تھے - مولود شریف کے مجموعوں میں ان کا کلام چھپا ہے - مگر وہ شاعر سے زیادہ منقبت گو تھے اس لئے زبان اور عروض کا کم خیال رکھتے تھے - زیر نظر مخطوطہ میں پہلے ان کی ایک طویل تاریخی نظم ہے جس میں مولوی محمد زماں خاں شہید کے قتل کے واقعات اور اس سے تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں شہر حیدرآباد میں جو ہلچل پیدا ہوئی تھی اس کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں -

مولوی محمد زماں خاں شہید آصفجاہ سادس نواب محبوب علی خاں کے استاد اور اپنے دور کے جید عالم اور بزرگ تھے - مذہبی اختلاف کی بنا پر ایک مہدوی پٹھان نے ان کو ۱۲۹۲ھ میں قتل کر دیا تھا - جس کی ایسی تفصیلات اس نظم میں موجود ہیں جو عام طور پر تاریخوں میں درج نہیں کی جاتیں - اسی لئے اس نظم کو خاص اہمیت حاصل ہے - اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے -

تھی چھٹی بکرید کی منگل کا دن وقت عشا — داخل جنت ہوئے ہیں مولوی محمد زماں
ایک دن دل نے کہا یہ مجھ سے میرے مہرباں — وصف کچھ خاصان حق کا کیجئے اسدم بیاں

اس نظم کو بشکل مثنوی لکھا ہے - اس میں ۵۸ شعر ہیں - خاتمہ اس طرح لکھا ہے ؎

ختم کر قصہ کو تو افضال اب کرکے دعا — بادشاہ محبوب علی کو رکھ سلامت اے خدا
تھے وزیر مملکت سالار جنگ فرماں روا — یا الٰہی دفع کر دشمن جو ان کا ہے سدا

(۲) مرثیہ اصغر - مثنوی شہادت محمد زماں خاں شہید کے بعد اس مخطوطے میں حضرت اصغر معصوم شہید کربلا کا ایک مرثیہ ہے جس کو حیدرآباد کی غریب عورتیں ایام محرم میں اکثر پڑھتی ہیں - اس میں ۱۵ شعر ہیں - مطلع و مقطع یہ ہے ؎

روروکہتی تھی اصغر کی اماں آؤ اصغر تمہاری بلا لوں
تیرا لاشہ ہے لاشوں میں کس جا آؤ اصغر تمہاری بلا لوں
لکھ یہ مجروح بانو کے افغاں کر بیاں دل میں ڈوبا ہے غم کا یہ پیکاں
کہتی ہیں روروبانو یہ ہر آن آؤ اصغر تمہاری بلا لوں

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ معمولی کاغذ پر شکستہ نستعلیق میں بطور بیاض لکھا ہے۔ کاتب بہت کم سواد ہے۔
۷ ورق۔ ۱۵ اشعر فی صفحہ۔ ″½۷ × ″½۵۔

۸۳۱۔ مرثیہ حضرت قاسم۔ قبل سنہ ۱۳۰۰ھ۔ مرثیہ اردو

یہ ۱۳ بندوں کا ایک مرثیہ ہے جو حضرت قاسم کی شہادت پر لکھا گیا ہے۔ اس کے مصنف کی نسبت ٹھیک طور پر کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ مسدس کی شکل میں لکھا ہے۔

ابتدا۔ زخمی جو رن میں قاسم گل پیرہن ہوا پیدا شہانہ جوڑے سے رنگیں کفن ہوا
باغ جناں رسول کا بیت الحزن ہوا اور شامیوں میں شادہ ہر اک تیغ زن ہوا
غل تھا کہ روند ڈالا ہے لشکر کے باغ کو
ہاں غازیو بجھا دو حسن کے چراغ کو

اختتام۔ کیوں رونے والو سنتے ہو آواز شور وشین تم سب کے ساتھ روتے ہیں اس دم حسن حسین
مجرئی کے پاس فاطمہ بھی کر رہی ہیں بین ماتم کرو کہ مرگیا حضرت کا نور عین
شبر کو بھی قلق ہے شہ بے وطن کو بھی
پرسا حسین امام کو بھی دو حسن کو بھی

سنہ ۱۳۰۰ھ سے قبل کی کتابت ہے۔ دیسی کاغذ پر شکستہ خط نستعلیق میں بطور بیاض لکھا ہے۔ کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ اس کے بعد دو ورق اردو نثر میں ہیں جن میں قرآنی آیات کے عمل عملیات بیان کئے گئے ہیں۔
۸ ورق۔ ۲۴ شعر فی ورق۔ ″½۷ × ″½۵۔

۸۳۲۔ دیوان قیس۔ محمد صدیق قیس۔ قبل سنہ ۱۲۳۰ھ۔ کلام اردو

محمد صدیق قیس حیدرآباد کے وقایع نگاروں کے خاندان سے تھے۔ ان کے ماموں شیر محمد خاں ایمان عہد نظام علی خاں آصف جاہ ثانی کے درباری شاعر تھے۔ خود قیس مہاراجہ چندو لال اور نواب شمس الامرا کے درباروں کے رکن رکین تھے۔ دونوں جگہوں سے تنخواہیں مقرر تھیں۔ اپنے دیوان کا نام بیشکار رکھا تھا۔

قصیدے، غزلیں اور ریختی لکھنے میں ماہر اور اپنے عہد کے استاد تھے۔ تفصیل کے لئے دیکھو مرقع سخن جلد اول صفحہ ۱۔

زیر نظر مخطوطے میں ان کے دیوان کا ایک حصہ محفوظ ہے جس میں صرف ردیف ن کی غزلیں درج ہیں۔

ابتدا۔ رات ہی کا ذکر ہے گذرے ہیں جو دو چار دن — آنکھ پھر مجھ سے ملاتا جی میں شرماتا نہیں
لوگ جوانی سے لگاتے ہیں خبر سب جھوٹ ہے — یہاں تو ہے الفت کا ناتا اور کچھ ناتا نہیں

اختتام۔ یہاں قیس کچھ ان دنوں اے عزیزو — الگ سب سے رہتے کنارے بہت ہیں
ملاقات ظاہر یہ موقوف کیا ہے — مگر آشنا وہ ہمارے بہت ہیں

اگرچہ ردیف نون بھی نامکمل ہے اس کے باوجود اس مخطوطے میں ۳۰۰ سے زیادہ شعر ہیں۔ کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ عمدہ دیسی کاغذ پر بخط شکستہ نستعلیق میں لکھا گیا ہے قطعہ وغیرہ عنوانوں کے لئے سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے۔ کرم خوردہ ہو گیا ہے۔

۱۰ ورق۔ ۱۵ سطور فی صفحہ۔ $\frac{1}{2}$۷" × $\frac{1}{2}$۵"۔

۸۳۳۔ دیوان ناسخ۔ شیخ امام بخش ناسخ۔ قبل ۱۲۷۵ھ۔ کلام اردو

ناسخ فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ علمائے فرنگی محل سے لکھنؤ میں تعلیم پائی۔ ورزش جسمانی اور شعر و شاعری کا شوق بچپن سے تھا۔ نہایت تنومند تھے۔ کہیں نوکری نہیں کی۔ الہ آباد، بنارس اور پٹنہ بغرض سیاحی گئے تھے۔ لکھنؤ کے استاد سخن مانے جاتے ہیں۔ انشا مصحفی کے بعد ان کا اور آتش کا چرچا لکھنؤ میں عرصہ تک رہا۔ ۱۲۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ زیر نظر مخطوطہ ان کا غالباً پہلا دیوان ہے۔ یہ ۱۲۷۵ھ سے قبل حیدر آباد میں نقل کیا گیا ہے اور مرزا داغ کے تلمیذ رشید نواب حسن علی خاں امیر کے کتب خانہ میں محفوظ تھا۔ ان کے نبیرے نواب میر یسین علی خاں یسین نے ادارے میں دوسری کتابوں کے ساتھ بطور عطیہ داخل کیا ہے۔

اس مخطوطہ میں دیوان کا ابتدائی ایک ورق محفوظ نہیں ہے باقی ہر طرح مکمل ہے۔ روشن سیاہی میں جلی قلم میں لکھا گیا ہے۔ کاغذ عمدہ دیسی ہے مگر کرم خوردہ ہو گیا ہے۔ ہر مقطع میں تخلص سرخ روشنائی میں لکھا گیا ہے۔ اس میں تقریباً پانچ ہزار شعر ہیں۔

ابتدا۔ جب تک نہ آپ رکھ دہاں نبی پیا — اس شیر کے نہ دل میں خیال آیا تیر کا
اہل نفاق کفر خفی کرتے کیا نہاں — تھا علم باب علم کو مافی الضمیر کا

اختتام۔ باد بہار سی ترے گلگوں کی چال ہے — ٹھوکر کے ساتھ پھول نکلتے ہیں سنگ سے
پیک اجل سے بھاگ کے بچنا محال ہے — ناسخ حصول کچھ نہیں مشق شلنگ سے

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ صرف تمام شد لکھدیا ہے۔ صفحہ ۲۲۹ پر نیلگوں رنگ کی ایک چھٹی لگی ہوئی ہے جس پر مشاعرہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۰۷ھ کے لئے طرحیں لکھی ہوئی ہیں اور غالباً امیر سے منظوری چاہی گئی تھی چنانچہ اس پر طرح مشاعرہ منظور راست لکھا ہے۔

۲۳۱ صفحات۔ ۱۶ سطور فی صفحہ۔ ۱۲" × ۸"۔

۸۳۴۔ اُردو کا قاعدہ۔ ۱۳۱۶ھ۔ نثر اُردو

یہ اُردو زبان اور انشا کا ایک قاعدہ ہے جس کو کسی صاحب نے ۱۳۱۶ھ میں مرتب کیا ہے۔ بہت ہی خوشخط بطور مبیضہ انگریزی کاغذ پر لکھا گیا ہے۔ اس میں زبان و بیان سے زیادہ اخلاق اور پند و موعظت پر زور دیا گیا ہے۔ مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا اس لئے کہ ناقص الآخر ہے۔

ابتدا۔ "اللہ ایک ہے پاک اور بے عیب۔ اور خاتم المرسلین نبینا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم برحق۔ وقت نماز صبح آخر ہو چلا۔ ہاں اٹھا۔ نہیں ابھی سو رہو۔ کوئی پوچھتا ہے۔ وضو کے لئے پانی لاؤ۔ جی رکھا ہوا ہے"

اختتام۔ "ناقابل اتحاد اصلا۔ جو بدنام کرتا ہو۔ ۲۔ بادہ خوار ہو۔ ۳۔ سود خوار۔ ۴۔ تارک الصلوٰۃ والزکوٰۃ۔"

اس کے بعد ایک صفحہ خالی چھوڑ کر پھر تین صفحات لکھے ہیں جن میں اجناس وغیرہ کی فہرستیں درج ہیں۔

۱۸ صفحات۔ ۹ سطور فی صفحہ ابتدا میں اور بعد میں ۱۶ سطور فی صفحہ۔ ۱۱" × $\frac{1}{2}$ ۷"۔

۸۳۵۔ دیوان عقیل۔ سید محمد حسینی عقیل۔ ۱۳۲۰ھ۔ کلام فارسی و اُردو

عقیل عہد غفراں مکاں میر محبوب علی خاں کے ایک نعت گو شاعر تھے۔ وہ سید احمد بادشاہ قادری ٹیکمالی کے فرزند تھے اور دفتر صرفخاص میں مددگار ناظم مخارج کے عہدہ پر فائز تھے۔ ۱۳۳۸ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے صرف دو لڑکیاں تھیں جو سید خلیل اللہ حسینی دوم تعلقدار اور نواب کاظم یار جنگ صدر المہام صرفخاص سے بیاہی گئیں۔ ان کے بھائی نور اللہ حسینی کے ایک فرزند سید احمد محی الدین آج کل حکومت ہند میں محکمۂ ہوا بازی کے نائب وزیر ہیں۔

زیر نظر مخطوطہ خود عقیل کا مکتوبہ ہے۔ اس میں ۹۵ اُردو اور فارسی غزلیں ایک ہی سلسلہ میں ردیف وار ترتیب کے مطابق نقل کردی گئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب عقیل کے اصلی مسودات پر مشتمل ہے۔ اور اس میں زمانۂ تصنیف کے لحاظ سے ہر ردیف کی غزلیں لکھدی گئی ہیں۔ متعدد غزلیں حاشیوں پر درج ہیں۔ اور بعض غزلوں پر ایسی علامتیں بھی موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا

ہے کہ اس مخطوط کو پیش نظر رکھ کر عقیل نے بعد کو ایک دیوان مرتب کیا تھا۔ اس میں صرف نعتیہ کلام درج ہے۔ کوئی ترقیمہ نہیں ہے اور نہ تاریخ تکمیل کتابت کہیں درج کی گئی ہے۔ ابتدا ان اشعار سے ہوتی ہے ؎

جو کچھ دیکھا ہے تم نے حال زار اے قافلہ والو　　سنا دینا بہر عنوان میرا اتنا افسانا
تمہاری جستجو میں آنکھ ہے اور دل ہے بے قابو　　نظر آتا نہیں ہوتا ہوا آباد ویرانا

آخری شعر یہ ہیں ؎

سنا دو یا محمدؐ تا کہ اطمینان ہو جائے　　بھلی ٹھہری بری ٹھہری ہمارے حق میں کیا ٹھہری
عقیل غمزدہ ہوں اور سے مطلب نہیں آقا　　تمہیں کو چاہتا ہوں اور تمہیں سے التجا ٹھہری

اس مخطوطے کی ہر غزل پر نشان سلسلہ کے ساتھ تعداد اشعار بھی درج کر دی گئی ہے۔ تقریباً دو ہزار شعر اس میں موجود ہیں۔ خود شاعر کی کتابت ہونے کی وجہ سے یہ نسخہ اہمیت رکھتا ہے۔ عمدہ نستعلیق خط میں ذرا پھیکی سیاہی میں لکھا گیا ہے۔

۶۸ ورق ۔ ۲۵ شعر فی صفحہ ۔ ½۸″ × ۷″ ۔

۸۳۶۔ دیوان عقیل ہندی ۔ سیّد محمد حسینی عقیل ۔ سنہ ۱۳۲۰ھ ۔　　کلام ہندی

عقیل فارسی اور اُردو کے علاوہ ہندی کے بھی شاعر تھے چنانچہ ان کے دیوان فارسی و اُردو (نمبر ۸۳۵) کے ساتھ ایک علیحدہ سرورق کے بعد ان کا ہندی کلام درج ہے۔ یہ بھی خود عقیل کا مکتوبہ ہے۔ اس کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے ؎

مری لینو کھبر یثرب کے بسیا
ناؤ پرانی ندیا گہری آن پڑی اب منجدھار　　حسن حسین کی دیت دہائی پار لگا دو موری کھویا
تری کہاوت نت دکھ پاؤں تو ہے پڑے کس چین
آؤ سو مورے نین محمدؐ تم ہو عقیل کے بانہہ گہیا

اس ہندی دیوان میں ۳۲ نظمیں ہیں۔ جن میں ۸۰۰ سے زیادہ شعر ہیں۔ آخری شعر یہ ہیں۔

کاگا کاگا سب تن کھایو چن چن کھایو ماس　　دو نین مت کھائیو ہے پیا دیکھن کی آس
ہے جب تک دم عقیل نیم جاں کا انتظاری ہے

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔

۲۱ ورق ۔ ۲۳ شعر فی صفحہ ۔ ½۸″ × ۷″ ۔

۸۳۷- گنج مخفی - مرید مخدوم شاہ حسینی - قریب سنہ ۱۲۰۰ھ - مثنوی اردو

اسی نام کی ایک مثنوی (نمبر ۶۵۵) مولفہ معظم کا ذکر جلد اول صفحات ۱۴۸ - ۱۴۹ پر گذر چکا ہے - یہ کوئی دوسری مثنوی ہے جو اس سے پہلے لکھی گئی ہوگی - اس کے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا - البتہ آخری ابیات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ پیر مخدوم شاہ حسینی اور شاہ سلطان ثانی کے مریدوں میں سے تھے -

اس مثنوی میں تقریباً ۶۵ شعر ہیں - منازل تصوف یا ہوت، لاہوت وغیرہ کی تفصیلات لکھی گئی ہیں - اس کے کاتب علیم الدین شاہ چشتی کرمسودہ ہیں اور انہوں نے باریک کاغذ پر ایسی روشنائی میں کتابت کی ہے کہ وہ پھٹ کر حروف پھیل گئے ہیں اور کاغذ میں سوراخ پڑ گئے ہیں ہر صفحہ کے اطراف پھیکی سرخ روشنائی میں جدولیں کھینچی ہیں -

ابتدا- ایک نکتہ سے خالق جگ بنایا کردگار　　آب و آتش خاک و باد اجس سے کیتا آشکار

اختتام- پیر مخدوم شاہ حسینی چشت کا سردار ہے　　اس میں شاہ سلطان ثانی صاحب اسرار ہے

آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے - صرف بقلم علیم اللہ شاہ چشتی لکھ دیا ہے - یہ مخطوطہ غالباً مدراس میں سید نظیر پنشن خوار فورسیٹ کیولری کی ملک رہ چکا ہے - چنانچہ پہلے ورق پر انہوں نے سرخی میں اس کا اظہار کیا ہے -

۱۶ صفحات - فی صفحہ ۸ سطور - ۶" × $3\frac{1}{2}$" -

۸۳۸- زنجیرہ - از خواجہ شاہ ثانی سلطان حسینی - قریب سنہ ۱۲۰۰ھ - اردو نثر

یہ قدیم دکنی اردو نثر میں ایک رسالہ ہے جو تصوف کے مسئلہ طریقت پر لکھا گیا ہے - اس کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے :-

"جو کوئی اپس کو بوجھے وہ پیں خدا کو بوجھے وہ اب سالک کس وضا سوں بوجھے - یہ تو وجود آدم کا برقہ ہے - یہ وجود کتنے چیزاں سے قائم ہے - پانچ چیزاں سے قایم ہے - پانچ چیزاں او کونسے - نفس - دل - روح - نور - سرذات -"

اختتام- "نور کا بوجھ سو دل - دل کا بوجھ سو نفس - اُسے نفس میں چھپایا - اور عقل غصہ میں چھپایا - اور ذوق کوں تردد میں چھپایا - اور جیو کو وجود میں چھپایا - وجود کا تخم آنکھ - آنکھ کا تخم پلک - پلک کا تخم بارا - اور بارے کا تخم دیکھ - دیکھ کا تخم جیو - جیو کا تخم خدا - خدا کا تخم مشغول - مشغول کا تخم ذات - ذات کا بے خودی"

اس کے آخر میں بھی کوئی ترقیمہ نہیں ہے ۔ صرف بقلم علیم اللہ شاہ لکھا ہوا ہے ۔ اور انہی کی لکھی ہوئی مثنوی گنج مخفی (۸۳۷) کے ساتھ ویسے ہی کاغذ پر اور ویسی ہی سیاہی سے نقل کیا گیا ہے ۔ اور ایک ہی جلد میں شریک ہے ۔

۱۵ ورق ۔ ۹ سطور فی صفحہ ۔ ″۶ × ″½۳ ۔

۸۳۹ ۔ رسائل تصوف ۔ نظم و نثر اردو

مخطوطات نمبر ۸۳۷ و ۸۳۸ کے سلسلہ میں انہی کے کاتب علیم اللہ شاہ نے ایک منظوم رسالہ لکھا ہے جس کے اکثر اشعار سیاہی پھیل جانے کے باعث پڑھے نہیں جاتے ۔ اس کی ابتدا اس طرح کی ہے ؎

گنج مخفی سوں احد نے عشق کا کر کر اوبال　　اس عشق کے جوش سے نور خرد باہر نکال

اس کا آخری حصہ پڑھا نہیں جاتا اور اس طرح یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کس کی نظم ہے ۔
اس نظم کے بعد اسی جلد میں قدیم اردو نثر کے مختلف رسالے کسی اور کاتب نے سرخ روشنائی میں نقل کئے ہیں لیکن ان کے نام اور مصنف وغیرہ کا بھی پتہ نہیں چلتا ۔ ان کی ابتدائی اور آخری عبارتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں تاکہ آئندہ تحقیق کرنے والوں کو ان کا علم ہو اور ممکن ہے کہ ان کے بارے میں آئندہ تفصیلات معلوم ہوں ۔

۱ ۔ **رسالہ وحدت الوجود** ۔ یہ ناقص الاول ہے ۔ اس عبارت سے اس مخطوطہ میں شروع ہوتا ہے :۔

"شجر وغیرہ سب کچھ ہی وضع یو تھا ۔ اپنے سے آپ بے خبر تھا اور مدہوش تھا ۔ وہی عشق سب تو میں تب ہوش میں آکر آنکھاں کھول کر دیکھا ۔ نور کو تصور کر کے اپنے کو برہنہ نہ جانا ۔ تب عروضی میں آکر عناصراں کی کسوت سے آراستہ ہو کر اپنا نام انسان کر رکھا ۔"

یہ رسالہ ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے ۔ اس کی آخری عبارت یہ ہے :۔

" افسوس یہ سب جان کر دوئی کی غفلت میں رہنا نادانی ہے ۔ اسے غیرت سے دیکھئے تو یہ سب کچھ ایک ہیں ۔ اور غیریت سے دیکھئے تو سب غیر ہیں ۔ قول بزرگ العشق ہو الطریق والمعشوق ہو الخیف و الفراق ۔ تمت تمام شد ۔"

۲ ۔ **رسالہ ناک میں سانس چلنے کا** ۔ یہ چار صفحات کا اردو نثر میں ایک رسالہ ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ بیمار کی ناک میں دائیں طرف سانس چلے تو کتنے دن زندہ رہے گا اور بائیں طرف چلے تو

کتنے دن ۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے :۔

"عارفاں قرب جوراں حق تعالےٰ یوں فرماتے ہیں اگر آفتاب ہور ماہتاب دونوں ۔ سوراخ ناک کا ۔ سیدھی طرف کا چلتا تو مہتاب ڈاویں طرف کا چلتا تو آفتاب ۔ سیدھی طرف کا زور سے ناچلتا تو اس کی حیات پندرہ روز کی ہے ۔"

اس رسالہ کا اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے :۔

"شعبان میں شب برات کے روز ملا دن کے اوجالے میں اپنا سایہ دیکھے ۔ سرنا نظر آوے تو حیات اس کی ایک برس ہے ۔ ایسا قول چند اولیا کا ہے ۔ جو کچھ خدا کرے سو ہوئے ۔"

۳ ۔ رسالہ ذات ۔ اردو نثر میں ۳ صفحات کا ایک رسالہ ہے جس میں تصوف کا تخیل ذات بیان کیا گیا ہے ۔ اس کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے :۔

"اول ذات ایسی میں بے خود اور بے ہوش تھی ۔ اوس کو گنج مخفی بولتے ہیں ۔ بعد از ذات کو بوج ۔ ذات کے کیا معنی ہیں ۔ یعنی میں پنا آیا ۔ اوس مرتبے کو وحدت بولتے ہیں ۔ اور حقیقت محمدی بولتے ہیں ۔"

اختتام اس طرح ہوتا ہے ۔

"پس اصل میں ذات ایک ہے اور نام اس کا بھی ایک حرف ہ ہے ۔ اور ہ کے عدد پانچ ہیں ۔ اور ذات بھی پانچ مرتبے میں ہے ۔ اور ان عاصروں کو عناصر ذاتی بولتے ہیں ۔"

۴ ۔ رسالۂ احدیت ۔ یہ دو صفحات کا ایک رسالہ ہے جس میں وحدت کی وضاحت کی گئی ہے ۔

ابتدا ۔ "اول ذات کو ایک نظر ایک بوج پیدا ہوی ۔ اس نظر کو احدیت بولتے ہیں اس بوج کو وحدیت بولتے ہیں ۔ جو شہود میں آیا اس کو وحدیت بولتے ہیں ۔"

اختتام ۔ "سب کو غیر سمجھا تو شرک جلی بولتے ہیں اور سب کو ایک سمجھا کر میں نیا کاڑ ہا تو شرک خفی بولتے اور چہار کفر دو شرک بولتے ہیں سو یہی ہے ۔ والسلام ۔ کلمہ میں دو کفر چہار شرک ہے سو وہ اور ہے ۔"

ترقیمہ ۔ "ایں رسالہ مالک سید نظر است ۔ یشن خوار فورسٹ کیولری ۔"

۲۸ ورق ۔ ۱۱ سطور فی صفحہ ۔ "۶ × "½۳ ۔

۸۴۰- محی الدین نامہ - محمد افضل قادری - قبل سنہ ۱۱۰۰ھ - مثنوی اردو

یہ دکن کی ایک مشہور اور مقبول مثنوی ہے - اس کے نسخے برٹش میوزیم (اورینٹل نمبر ۶۵۰۵) انڈیا آفس کے کتب خانے اور کتب خانۂ سالار جنگ (نمبر ۱۲۵، ۳۰۸، اور ۳۴۴) میں موجود ہیں - ادارے میں بھی نمبر ۳۶۲ پر اس کا ایک اور نسخہ محفوظ ہے جس کی تفصیلات جلد اول صفحات ۲۵۳-۲۵۴ پر شایع ہو چکی ہیں - وہ نسخہ سنہ ۱۲۰۰ھ کے قریبی زمانہ کا مکتوبہ ہے - لیکن زیر نظر مخطوطہ بہت ہی قدیم ہے اور سنہ ۱۱۰۰ھ کے قریب خط ثلث میں قدیم دیسی کاغذ پر نقل کیا گیا ہے - خط ثلث میں اعراب بھی دئے گئے ہیں - عنوان سرخ روشنائی میں درج ہیں - قدامت کی وجہ سے بہت ہی اہم ہے -

افضل قطب شاہی عہد کے آخری شعرا میں سے ہیں - ان کے مرثیے اور ان کے مرشد سلطان کی کلیات کے دو مخطوطے بھی ادارے میں محفوظ ہیں اور ان کی تفصیلات اور سلطان اور ان کے مرشد میراں شاہ معروف کے حالات جلد اول و سوم میں تفصیل سے بیان کئے جا چکے ہیں -

زیر نظر مخطوطے میں ۱۸۰ ابیات ہیں - ادارے کے پہلے نسخہ میں یہ مثنوی جس بیت پر ختم ہوتی ہے اس کے بعد بھی اس مثنوی میں مزید ۷ ابیات ہیں - کتب خانۂ سالار جنگ میں جو نسخے ہیں وہ بھی ناقص الآخر معلوم ہوتے ہیں -

اس کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے جو دوسرے نسخوں کے مطابق ہے ؎

تو ہے قطب عالم محی الدیں قدیر ۔۔۔ دو جگ ہے ترے ہات توں دستگیر

اختتام- کیا مختصر بو جمعرات شام ۔۔۔ درود بھیج سلطان پریں مدام

الٰہی لکھنہار کوں فام دے ۔۔۔ پڑنہار کے دل کوں آرام دے

سُننہار کا دل تو کرنا کشاد ۔۔۔ ہر یک آدمی کا تو بر لیا مراد

کوئی ترقیمہ نہیں ہے - صرف تمت تمام شد لکھکر اس کے نیچے سے ایک دوسری مثنوی شمائل نامہ نقل کی گئی ہے - جس کا ذکر آئندہ درج ہے -

اوراق ۷ - سطور ۱۳ فی صفحہ - $8\frac{1}{2}'' \times 6\frac{1}{2}''$ -

۸۴۱- شمائل نامہ - از عبد المجید تزئین - قریب سنہ ۱۱۰۰ھ - مثنوی اردو

اس مثنوی کا ایک اور نسخہ ادارے میں نمبر ۱۰۹ پر محفوظ ہے اور اس کی تفصیلات جلد اول صفحہ ۳۴ پر شایع ہو چکی ہیں - مگر زیر نظر نسخہ کی کتابت سنہ ۱۱۰۰ھ کے قریبی زمانہ میں محی الدین نامہ (نمبر ۸۴۰) کے کاتب ہی نے خط ثلث میں اعراب وغیرہ کے ساتھ کی ہے - اس لحاظ سے یہ بہت اہم ہے -

پشتو سے دکنی میں ترجمہ کی گئی تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد المجد دراصل پشتو علاقہ کے رہنے والے تھے۔ وہ قطب شاہی دور کے آخر میں حیدر آباد میں تھے اور یہاں کی دکنی مثنویوں کو دیکھ کر ان کو خیال ہوا کہ خود بھی بجائے فارسی سے ترجمہ کرنے کے پشتو سے ترجمہ کریں۔ اس لحاظ سے بھی یہ مثنوی اہمیت رکھتی ہے۔

اس نسخے میں ۴۸ ابیات ہیں۔ ادارے کا دوسرا نسخہ صرف ۷۰ ابیات پر مشتمل ہے۔ ابتدائی ابیات میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ آخری ابیات کچھ مختلف ہیں۔

ابتدا۔ الٰہی سچا توں ہے پروردگار دونوں جگ میں قدرت ترا آشکار
سچا توں ہے صانع سچا تو حکیم سچا توں ہے قادر سچا توں رحیم

اختتام۔ خدایا گنہ بخش ہور مجھ خطا کرم کر تو ایمان کا مجھ کا عطا
بحق محمد دآل رسول مناجات کر منجھ بندے کا قبول
ہزاراں درود و ہزاراں سلام زما بر محمدؐ علیہ السلام

کوئی ترقیمہ نہیں ہے بلکہ تمت تمام شد لکھ کر اسی کے نیچے سے مثنوی نور نامہ لکھی ہے جس کا ذکر آگے درج ہے۔

۴ ورق۔ ۱۳ سطور فی صفحہ۔ $8\frac{1}{2}'' \times 6\frac{1}{2}''$ ۔

۸۴۲۔ نور نامہ۔ از شاہ عنایت واحمد۔ ۱۱۱۱ھ و ۱۱۳۶ھ۔ مثنوی اردو

نور نامۂ شاہ عنایت کے دو نسخوں کا ذکر نمبر ۸۰ اور ۵۰۸ کے سلسلہ میں گذر چکا ہے۔ اور شاہ عنایت کے حالات بھی درج ہو چکے ہیں۔ (دیکھو جلد اول صفحات ۴۴-۴۵) ۔ لیکن زیر نظر نور نامہ بہت ہی طویل ہے اور اس میں بعد کو کسی اور شاعر احمد نے ۱۱۳۶ھ میں کئی سو ابیات کا اضافہ کیا ہے چنانچہ نسخہ نمبر ۸۰ میں ۳۱۰ اور نمبر ۵۰۸ میں ۵۰۴ ابیات ہیں۔ زیر نسخہ میں ۹۲۲ ابیات شامل ہیں۔

زیر نظر مثنوی کا آغاز نور نامہ نمبر ۸۰ کی طرح ہوتا ہے یعنے اس میں نسخہ نمبر ۵۰۸ کی ابتدائی تعارفی ابیات شامل نہیں ہیں۔ مگر اختتامی حصہ میں کافی تبدیلی ہوگئی ہے۔ اس میں وہ ابیات نہیں ہیں جن میں شاہ عنایت نے اپنا اور اپنے مرشد کا نام اور سنہ تالیف لکھا ہے۔

ان کی بجائے ایک طویل حصہ یعنے کئی سو ابیات "در بیان اربعہ عناصر" کے عنوان سے اضافہ کی گئی ہیں اور ان کے آخر میں اضافہ کرنے والے شاعر نے اپنا نام اور سنہ تاریخ وغیرہ اس طرح لکھا ہے ؎

الہٰی یو نسخے کی برکت ستے — بلا اور آفت گناہاں ستے
گناہگار احمد کوں مغفور کر — کرم لطف سوں اپنے بھی پیار کر
جو مومن مسلمان دیندار ہیں — شفاعت کوں تیرے امیدوار ہیں
انو کوں بھی کر مغفرت یا الٰہ — کرم ہور نعمت ستے یا الٰہ
مرتب ہوا نور نامہ تمام — نبی پر ہزاراں درود و سلام
کہ تاریخ اس کا کہا یو نقل — کیا مشتہر نامہ یو لے بدل ۱۱۲۶
عدد بیت کے پانچ سو ہور بیس — مرتب کیا نور یوم الخمیس
مرتب ہوے پر پڑو فاتحہ
بارواح حضرت نبی خاتمہ

تعجب ہے کہ تعداد ابیات صرف ۵۲۰ لکھی ہے اور نسخہ میں ۹۲۰ موجود ہیں۔ احمد کے بارے میں تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں۔ کتب خانہ سالار جنگ میں نور نامہ کے جو نسخے موجود ہیں ان میں بھی یہ اضافہ نہیں ہے۔

۴۲ ورق۔ ۱۳ سطور فی صفحہ۔ $\frac{1}{2}$ ۸″ × $\frac{1}{2}$ ۶″۔

مثنوی اردو

۳۴۸۔ وفات نامہ۔ از دریا۔ ۱۱۱۱ھ۔

اس وفات نامہ کا ایک اور نسخہ ادارے میں نمبر ۹۸ ب پر موجود ہے۔ اس کی اور مصنف کی تفصیلات جلد اول صفحات ۳۴۔ ۳۵ پر درج ہیں۔
زیر نظر نسخہ مکمل ہے اور اس کی ابتدائی ابیات وہی ہیں جو نسخہ ۹۸ ب میں موجود ہیں البتہ اختتامی ابیات اس میں زیادہ ہیں۔ اس میں تعداد ابیات ۲۲۲ لکھی ہے لیکن مثنوی کے اس نسخے میں ۲۴۷ ابیات ہیں۔

ابتدا۔ بنا اول کروں حمد خدا میں — زباں او پر اس کی ابتدا میں
کیا قدرت نے ظاہر اپنی حکمت — بنا کر جگ دکھایا اپنی قدرت

اختتام۔ ہوا ان سے کوں ہجری بول سارا — ہوے تھے برس گیارا سو گیارا
دیا توفیق اپنے فیض تے رب — کیا اس بیت پر آخر مرتب

اس مخطوطے میں شاعر کے تخلص کی بیت تو موجود ہے مگر اس میں دریا درج نہیں ہے کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ خط ثلث میں اعراب کے ساتھ قدیم کاغذ پر دوسرے رسائل (نمبر ۱۴۱ ۸ وغیرہ) کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

۱۱ ورق۔ ۱۲ سطور فی صفحہ۔ $\frac{1}{2}$ ۸″ × ۶″۔

۳۴۸- تذکرۂ مشاہیر بہار - از سید علی محمد شاد عظیم آبادی -　　نثر اردو

سید علی محمد شاد عظیم آبادی (۱۸۴۶ء تا ۱۹۲۷ء) بہار کے مشاہیر شعرا میں سے تھے - اور اپنی جودت طبع، مشاقی سخن اور فن دانی کے باعث اپنے وقت کے استاد تھے - ان کے خطوط ادارے کی طرف سے ۱۹۳۹ء میں بعنوان "مکتوبات شاد عظیم آبادی" ایک ضخیم جلد میں شایع کئے جا چکے ہیں - ان کی قلمی متعدد تحریریں اور رسالے بھی ادارے میں موجود ہیں جو محترمہ صغریٰ بیگم ہمایوں مرزا مرحوم کا عطیہ ہیں - ہمایوں مرزا میر سرفرز ند تھے شاد کے استاد الفت حسین فریاد کے - چنانچہ شاد نے ایک تفصیلی حیات فریاد مرتب کی تھی جو چھپ گئی ہے -

زیر نظر مخطوطہ اسی حیات فریاد کے سلسلہ میں مرتب ہوا ہے - لیکن اس میں جو تفصیلی حالات خود شاد نے مشاہیر بہار کے بارے میں قلمبند کئے ہیں وہ اس کتاب میں من وعن شایع نہیں ہوے بلکہ شاید ان کا خلاصہ درج کیا گیا ہے - یہ مخطوطہ بطور ایک جداگانہ کتاب کے مرتب اور منسلک کیا گیا ہے - اس کے سرورق پر نیلی پنسل سے شاد نے لکھا ہے :-

"اس میں حالات حضرت کے قریب ومتحد العصر لوگوں اور شاگردوں کے حالات ہیں -"

یہ ۵۵ اوراق کا ایک ضخیم مخطوطہ ہے جو بہت ہی خفی قلم میں لکھا گیا ہے - درمیان میں بعض صفحات اضافۂ حالات کے لئے سادہ بھی چھوڑ دئے گئے ہیں -

اس مخطوطے میں حسب ذیل اصحاب کے حالات درج کئے گئے ہیں :-

۱- مرزا جنگلی
۲- مرزا مینڈھو
۳- مرزا مہدی خاں مہدوی مشہور بہ میر مہدی
۴- نواب سید مہدی علی خاں مہدی ولد نواب سید محسن
۵- مرزا دانش علی دانش
۶- شاہ وجہ اللہ فرحت
۷- منشی کاظم علی -
۸- ناظر وزیر علی عبرتی
۹- عطاء اللہ افسوس
۱۰- حضرت عشق شاہ گھسٹیا
۱۱- عباد اللہ محزون
۱۲- مکند لال شورش
۱۳- جواہر لال جوہر
۱۴- ابوالمعالی مولانا محمد عبدالرؤف وحید
۱۵- نواب جلال الدین حسین خاں تاثیر
۱۶- بابو مہدی بخش تسلیم
۱۷- حکیم سید کاظم حسین
۱۸- محمد شاہ شہرت کشمیری
۱۹- تقی - نواب تقی
۲۰- مولانا میر تصدق حسین زخمی

۲۱ - میر نجف علی نذر
۲۲ - مولانا حکیم نواب سید امداد امام صاحب اثر
۲۳ - مولانا سید خیرات احمد محب
۲۴ - مولوی محمد بخش خاں وکیل
۲۵ - خان بہادر مولوی خدا بخش خاں
۲۶ - وزیر السلطان نواب امیر علی خاں بہادر
۲۷ - میر غلام حسین
۲۸ - مرزا عطا حسین قمر
۲۹ - مرزا احمد منشا

یہ کتاب چونکہ خود شاد عظیم آبادی کا مسودہ ہے اس لئے خاص اہمیت رکھتی ہے اور اس قابل ہے کہ اس کو ایڈٹ کرکے شائع کیا جائے ۔ اس میں پہلے بعض مشاہیر کے نام بطور یادداشت لکھے ہیں اور پھر اس طرح آغاز کیا ہے :۔

"مرزا جنگلی اور مرزا مینڈھو مرحوماں کے اصلی نام اور خطاب دوسرے تھے ۔ دونوں بزرگوار نواب شجاع الدولہ بہادر والی اودھ کے صاحبزادہ تھے ۔"

آخری عبارت یہ ہے :۔

"شاید لکھنؤ سے کچھ تنخواہ آتی تھی ۔ مگر بہت پوشیدہ ۔ یہاں کے سب رؤسا سے برابر کی ملاقات تھی ۔ بدن گول ۔ گوری رنگت تھی ۔ ہمارے نواب سید کاظم علی خاں نے مغفور کی رحلت کی تاریخ کہی تھی ۔ وہ قطعہ میرے بزرگوں کو زبانی یاد تھا ۔"

عطیہ محترمہ صغریٰ بیگم ہمایوں مرزا مرحوم ۔
۵۷ ورق ۔ ۲۷ سطور فی صفحہ ۔ $10'' \times 6\frac{1}{2}''$ ۔

۵۴۸ ۔ روضۃ الاطہار ۔ از نوازش علی خاں شیدا ۔ ۱۲۷۳ھ ۔ مثنوی اردو

اس مثنوی کے کئی نسخے ادارے میں موجود ہیں ۔ ابھی نمبر ۷۸۱ ۔ ۷۸۲ پر اس کے مزید نسخوں کا ذکر درج ہو چکا ہے۔

زیر نظر مخطوطہ عمدہ دیسی کاغذ پر ایرانی خط نستعلیق میں بہت پاک وصاف اور صحیح لکھا گیا ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی میں ہیں ۔ مولانا سید علی اصغر بلگرامی سابق ناظم آثار قدیمہ حیدر آباد و مولف ماثر الکرام وغیرہ کی ملک رہ چکا ہے چنانچہ اس کے ابتدائی اور آخری ورق پر ان کی ایک بیضوی مہر ثبت ہے جس پر "کتاب خانہ سید علی اصغر بلگرامی" کندہ ہے ۔

اس مخطوطہ کے کاتب میر محمد رضی خلف میر محمد قاسم خاں سبزواری ہیں انہوں نے آخر میں اپنا نام تو لکھا ہے مگر تاریخ و مقام کتابت درج نہیں کیا ۔ غالباً حیدر آباد میں ۱۲۵۰ھ کے قریب اس کی کتابت ہوئی ہے ۔

آغاز۔ اول حمد خداسیں ہو سرافراز کروں میں روضۃ الاطہار آغاز
دو عالم نام پر اس کے ہے شیدا شہادت کا کیا عالم وہ پیدا

اختتام۔ مجھے دارین میں با آبرو رکھ تفضل سات اپنے سرخرو رکھ
غم حسنین کر میری توں روزی کہ ہے گی اس سیں میری دل فروزی

ترقیمہ۔ "در تمت تمام شد دوازدہ مجلس روضۃ الاطہار۔ کاتب الحروف میر محمد رضی خلف میر محمد قاسم خاں سبزواری۔"

اس کے نیچے سید علی اصغر بلگرامی صاحب کی مہر ثبت ہے۔ یہ نسخہ انہوں نے بعض دوسری قلمی کتابوں کے ساتھ ادارے میں بطور عطیہ داخل کیا ہے۔

۷۸ ورق ۔ ۱۳ سطور فی صفحہ ۔ ۷½" × ۵½" ۔

۸۴۶ ۔ گلشن عشق از ملا نصرتی بیجاپوری ۱۰۶۸ھ ۔ مثنوی اردو

مثنوی گلشن عشق اردو کی مشہور مثنویوں میں سے ہے ۔اس کے کئی نسخے ادارے میں موجود ہیں ۔ نمبر ۵۶۵، ۶۰۹، اور ۶۲۳ پر (جلد سوم صفحات ۱۳۷ ۔ ۲۲۰ ۔ ۲۳۷) ان کا ذکر درج ہو چکا ہے ۔ یہ نسخہ ناقص الطرفین ہے ۔ مگر بہت اہتمام کے ساتھ پاکیزہ خط نستعلیق میں قدیم دیسی کاغذ پر لکھا گیا ہے ۔ ہر صفحہ کے اطراف طلائی جدولیں ہیں ۔ بہت ہی خوشخط اور قابل قدر نسخہ ہے ۔

ابتدا۔ ترا سایہ سرتاج لولاک کا ترے بخت کوں تخت افلاک کا
کرن سوں سورج ہے جنتر تجھ لال ہے عمود صبا تیرے سر ڈھال ہے

اختتام۔ یتیں گوہراں ین جو کاڑیا ہوں آج سمجھ لیو نہ پایا ہوں دقت کے باج
جو سب ین فلک کھائے خون جگر تو یک بھار لیا تا ہے روشن گھر

چونکہ ناقص الآخر ہے کوئی ترقیمہ نہیں ہے ۔
یہ مخطوطہ کتب خانہ نواب میر حسن علی خاں امیر (تلمیذ داغ دہلوی) میں محفوظ تھا ۔ ان کے نبیرے نواب میر یٰسین علی خاں یٰسین نے ادارے میں بطور تحفہ داخل کیا ہے ۔

۱۴۹ ورق ۔ ۱۳ سطور فی صفحہ ۔ ۸" × ۵½" ۔

۸۴۷ ۔ بیاض صدر الدین شعلہ و تلسی رام بدایونی ۱۲۷۶ھ ۔ کلام اردو و فارسی ہندی

اس بیاض میں فارسی، اردو اور ہندی اشعار، غزلیں، دوہے، چیستان اور نظمیں درج ہیں۔

اس کے کاتب اور مالک صدر الدین احمد تھے جو تحصیل شیو پور ضلع بنارس کے باشندے تھے اور وہیں یہ بیاض لکھی گئی ہے۔ اس کے کچھ صفحات تلسی رام محرر تحصیل شیو پور ساکنہ بدایون نے بھی قلمبند کئے ہیں۔ چنانچہ ورق ۲۶ پر نوا کی غزل کے خاتمہ پر ایک ترقیمہ لکھا ہے جو یہ ہے :۔

"بقلم بندہ تلشی رام محرر تحصیل شیو پور ساکنہ بدایون"

اس میں نام تاشی رام لکھا ہے۔ جو تلشی رام بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ وہ اعلیٰ پایہ کے خوش نویس تھے۔ اس بیاض کے مالک اور اکثر صفحات کے کاتب صدر الدین شعلہ خود بھی اچھے شاعر تھے چنانچہ ان کی متعدد غزلیں اور فردیں اس میں درج ہیں۔ مثلاً ؎

گل ہے نہ وہ گلشن ہے نہ وہ سرو رواں ہے　　اللہ کا اک نور بس اس قد سے عیاں ہے

اونکی چار طویل غزلیں ورق ۲۸ - ۲۹ پر بھی درج ہیں۔

آخری صفحات پر ایک قطعہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی شیو پور کے باشندے نہیں تھے بلکہ ملازمت کے سلسلہ میں وہاں گئے تھے ؎

دل مرا لگتا نہیں اس موضع بے نور میں　　آب و دانہ کھینچ لایا مجھ کو اس شیو پور میں

رات دن فرقت میں اپنے قصبۂ معمور کے　　ہے نظر پڑتی سیاہی روز چشم از ور میں

اس بیاض میں صدر الدین احمد اور ان کے خاندان کی متعدد چھوٹی چھوٹی خوبصورت مہریں ثبت ہیں جن میں حسب ذیل نام کندہ ہیں :۔

فخر الدین ولد محمد علی ۱۱۶۸ھ۔ محمد شہاب الدین ولد ظفر الدین ۱۲۱۶ھ۔ شہاب الدین احمد ۱۲۷۵ھ۔ محمد معین الدین ولد فخر الدین۔ ان مہروں کے نیچے صدر الدین احمد نے اپنے دستخط کئے ہیں اور یہی دستخط درمیانی صفحات میں بھی دو ایک جگہ موجود ہیں۔ خود محمد صدر الدین کی مہر بھی ورق ۸ پر درج ہے جس میں ۱۲۷۸ھ کندہ ہے۔ ورق ۶ پر غزل صائب کے نیچے لکھا ہے :۔

"بقلم حکیم شجاع الدین عفی عنہ ساکن لاہور۔"

معلوم ہوتا ہے کہ صدر الدین نے بہترین خوشنویسوں سے اس بیاض میں بطور اٹوگراف غزلیں اور کلام نقل کرایا ہے۔ چنانچہ ورق ۹ ب پر جو کلام ہے اس کے نیچے لکھا ہے۔ "بقلم گورے سنگھ"

اس بیاض میں جو ہندی کلام ہے اس کا نمونہ یہ ہے ؎

جب جو جھن کو گئے قاسم جیو　　گھنشام کیورن میں ڈٹ گئے

دل مار کے ڈھائے ہتائی دیو　　پگ پاچھے دہرا نہ کبھونٹ گئے

تلوارن سے تن چور بھیو　　پاک پنچ گھڑی کٹ گئے

مکھ پر مکھرے پھرادت میں　　لوک کہیں سر الٹ گئے

اک نار بھونرا سی کالی | کان نہیں وہ پہنی بالی
ناک نہیں وہ سونگی پھول | وتنا ہے عرض اور آتنا ہے طول
اک نار سب نارن پیاری | او ہے گوری او ہی کاری
یہ دیکھو اوس کا الٹا طور | گونگی آپ پکارے اور
جوگیا کا بھیس بنا کے پیو کو ڈھونڈن جاؤں | نگری نگری دوارے دوارے پی پی سناؤں
درس بھکارن جگ میں ہو کر درشن سیجا پاؤں | تن من جوبن ان پر وارون من میں نیار کھاؤں

فارسی کلام میں غنی کشمیری، امیر خسرو، صائب ایرانی، حکیم شجاع الدین لاہوری، حافظ، سعدی، نظامی، نیاز بریلوی، سلیم، زیب النساء، مولوی جمیل الدین فرخ آبادی، محمد منصور علی خاں، وغیرہ کی غزلیں، خمسے، رباعیاں اور فردیات شامل ہیں۔ شجاع لاہوری نے تو اپنے قلم سے اس بیاض میں چند صفحات بھی لکھے ہیں ان کی غزل کا مقطع ہے۔

غم مخور اے شجاع کہ سایۂ لطف | بر تو شبیر و شبر اندازد

اُردو کلام میں مومن، مرزا مہر اکبرآبادی، فدا، مولوی محمد صدیق حسن، ظفر، اعظم، شیخ نظام الدین، کفایت حسین ساکن دریاپور، نوا، مقصود، عبدالوحید خاں اکبرآبادی وغیرہ کی غزلیں، مخمس، اور متفرق کلام شامل ہے۔

یہ بیاض احمد علی صاحب نے اپنے استاد خواجہ حمیدالدین صاحب شاہد کے توسط سے ادارے میں بطور عطیہ داخل کی ہے۔

اوراق ۳۵۔ سطور مختلف فی صفحہ۔ ۷½ × ۵"۔

۴۸۔ پوتھی قانون معرفت۔ از انور رہتکی۔ قبل ۱۸۷۵ء۔ نظم ہندی

یہ ۱۸۸ ابیات کی ایک ہندی نظم ہے جس میں انور رہتکی نے وحدت الوجود کے مسائل نہایت اعلے ہندی میں لکھے ہیں۔ پہلے صفحہ کی پیشانی پر اس کا نام "پوتھی لا الہ الا اللہ" لکھا ہے اور سرورق پر سرخ و کبود روشنائی میں نقوش بنا کر پہلے عربی عبارتیں لکھی ہیں اور پھر حسب ذیل فارسی رباعیات وقطعات نہایت خوشخط لکھے ہیں ؎

ایزد کہ ہزار در بہ رخ بکشودت | راہے بکمال کنہ خود بنمودت
تا زحمت بیہودہ بخود رہ ندہی | در ذات خود از فکر و زر فرمودت
فکر در ذات حق مکن مطلق | باش در بحر وصف مستغرق
فہم قاصر بود ز درک ذات | عقل عاجز بود ز کنہ حق

جملہ عربی و فارسی نثر و نظم اسی مضمون سے متعلق ہے اور یہ ہندی کتاب بھی دراصل اسی موضوع پر لکھی گئی ہے۔

اس کے کاتب جعفر علی گردیزی ایک اعلیٰ پایہ کے خوشنویس اور عالم ہیں۔ انہوں نے خاص اہتمام کے ساتھ عمدہ دبیز سرخی مائل رنگ کے کاغذ پر یہ مثنوی بہت خوشخط لکھی ہے۔ ہندی الفاظ کے مطالب اُردو میں بھی ہر لفظ کے نیچے لکھ دئے ہیں۔ ہر صفحہ کے اطراف سرخ روشنائی میں جدولیں کھینچی ہیں اور مخطوطے کے ابتدائی اور آخری ورق کو مطبوعہ کتابوں کی طرح بڑے سلیقہ سے مرتب کیا ہے۔
افسوس ہے کہ شاعر انور رستکی کے بارے میں فی الحال کچھ معلوم نہ ہوسکا۔

ابتدا۔ استت کرکرتار کی ہے جس کی ہے جات — کہتا ہے انور رستکی سن پیارے یہ بات
کرتا جگ کا ہے پرتھم نشچے جان — آپ ہی آپ ہوئے نہیں مورکھ اور بُدھوان
آپ ہی آپ ہوئے نہیں پرتھی اور اکاس — آپ ہی آپ ہوئے نہیں سورج چند اور راس
آپ ہی آپ ہوئے نہیں جل تھل مچھ کچھ مور — آپ ہی آپ ہوئے نہیں مانس ڈنگر ڈھور

اختتام۔ کرپا کا اک روپ ہے سندر پیارا بھوپ — دو چار روپ گرودہ کا تیج سبھاؤ سروپ
جب ہو روپ گرودھ کا بیج اس سے انجان — روپ سبھاؤ کا توڑنا مورکھتا اگیان
ہاں جب کوئی سُدھ ہو من چنچل مرجائے — اگنی سے وہ نا نہ جلے اس کو سیہہ نہ کھائے
وہ تو جیتا مرگیا ہے جیو وہ ہی ہے — اس کے سارے کھیل ہیں اور نہ کوئی ہے

زیں پیش دلے بود ہزار اندیشہ
اکنوں ہمہ لا الہ الا اللہ است

ترقیمہ۔ "الحمد للہ کہ پوتھی متبرکہ مندرجہ نسخۂ قانون معرفت بقلم کج مج رقم احقر
سید محمد جعفر علی گردیزی دہلوی بمقام قصبۂ ریواڑی ضلع گورگانوہ قسمت دہلی
علاتحریر پوشید۔ (دستخط) سید محمد جعفر علی۔ ۱۰-۵-۷۵ء۔"

۱۲ ورق۔ ۹ سطور فی صفحہ۔ ۹" × ½۶"۔

۸۴۹۔ تختۂ گرداں از سید محمد عبد الرحمٰن۔ ۱۲۶۷ھ۔ نثر اُردو

مسٹر فرگیوسن نے ۱۸۴۵ء سے قبل علم ہئیت پر ایک رسالہ لکھا تھا جس کا سید محمد عبد الرحمٰن سے اُردو میں ترجمہ کرا کے نواب شمس الامرا نے اپنے سنگی چھاپے خانے میں چھپوایا تھا۔ (دیکھو داستان ادب حیدرآباد صفحہ ۱۳۳) اس رسالہ کا تیسرا باب تختۂ گرداں سے متعلق تھا اس کو ۱۲۶۷ھ میں علیحدہ بشکل کتاب نقل کرا کے تختہ کے ساتھ رکھا تھا۔ چنانچہ یہ مخطوطہ اُسی کی نقل ہے۔ یہ رسالہ ۱۲۹۲ھ میں مطبع

شمس الامرا میں چھپا بھی تھا۔ اس کا آغاز ایک دیباچہ سے ہوتا ہے جس کی ابتدائی عبارت یہ ہے

"پوشیدہ نہ رہے کہ چند سال کے پیشتر ایک رسالہ علم ہیئت اور جر ثقیل کا فرگیوسن صاحب کے تالیفات سے سرکار دولت مدار میں طبع ہوا تھا۔ اس میں کا تیسرا باب تختۂ اگرداں کے بیان میں تھا سو اندنوں ۱۲۶۷ھ میں اس تیسرے باب کی نقل علحدہ لکھوا کر اس آلے کے ساتھ رکھنے میں آئی۔"

اس کا اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے :۔۔۔

"ظاہر ہے کہ زمین خط استوا کی طرف زیادہ اونچی ہے بہ نسبت قطبین کے۔ اور دریا مانند سیالوں کے قدرتی عادت سے نیچے کی طرف یعنے جو جائے کہ مرکز کے قریب ہے میل کر کے بلند ہوا جاتا اور خط استوا کے قطبوں کو خشک رکھتا لیکن قوت دافعہ المرکز قطبین استوائی کے طرف سے پانی کھینچ کر سطح استوا پر لاکر بلند کی ہے اور اس قوت کے ہمیشہ جاری رہنے کے سبب پانی ہمیشہ سطح استوا پر قایم رہتا ہے اور قطبین کی طرف نہیں جا سکتا"

ترقیمہ ۔ "بتاریخ ۱۳ شوال ۱۳۳۳ھ ہجری مطابق ۲۵ اگسٹ ۱۹۱۵ء موافق ۱۸ مہر ۱۳۲۴ف یوم چہارشنبہ بوقت ۱۲ بجے دن کے احقر العباد محمد معین الدین انصاری بن محمد سردار الدین انصاری نے اصل کتاب سے نقل کیا۔"

(معین الدین انصاری کے لئے دیکھو ترقیمہ مخطوطہ نمبر ۸۵۰)

۱۴ صفحات ۔ فی صفحہ ۱۴ سطور ۔ ۱۰ × ۶½ ۔

۸۵۰ ۔ رسالہ نظام شمسی و آلہ اُریری ۱۲۶۱ھ ۔ نثر اردو

حیدرآباد کے نواب شمس الامرا امیر کبیر کا ترجمہ کرایا ہوا یہ سائنسی رسالہ ۱۲۶۱ھ میں مرتب ہوا اور غالباً اسی زمانہ میں چھپا بھی تھا اس کے دیباچہ سے اس کی تالیف اور موضوع سے متعلق تفصیلی معلومات حاصل ہوتی ہیں اس لئے اس کو یہاں درج کیا جاتا ہے ۔

"بعد حمد خالق ارض وسما کے اور نعت اس مہر منور رسالت کے جو مرکز مدار کائنات ہیں درود اوپر ان کے اور اوپر آل اصحاب اون کے معلوم ہو کہ اریری ایک آلہ ہے قدیم کے جس سے حرکات سیارات اور ابعاد اور مقامات وغیرہ ان کے بخوبی معلوم ہوتے ہیں اور یہ آلہ اگرچہ حکمائے قدیم کا ایجاد کیا ہوا ہے مگر بہت دن سے مفقود تھا حال میں دانایان فرنگ نے اس کو بہ نسبت سابق بہت اچھی طرح درست کئے اور چند سیارات نئے اس میں داخل کر کے طیار کئے ہیں جس وقت کہ یہ اریری لندن سے بیچ سرکار دولت مدار

حضرت نواب صاحب قبلہ نواب صاحب شمس الامرا بہادر امیر کبیر دام اقبالہ کے خریدی میں
آئے اس کے ساتھ اس کے بیان اور اعمال کا رسالہ بھی مختصر انگریزی زبان میں چھپا ہوا آیا
تب حسب الحکم ۱۲۶۱ھ میں اس رسالہ کا ترجمہ اُردو زبان میں لکھا گیا اور اس کے نقشے وغیرہ
موافق اصل کے نقل کرکے اس رسالہ میں داخل کئے گئے اور یہ رسالہ مشتمل ہے دو باب پر
پہلے میں بیانات اور ثوابت اور نظام شمسی وغیرہ مرقوم ہیں اور دوسرے میں بیانات اور
اعمال آریری کے لکھے ہوئے ہیں۔"

اس کتاب کا اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے :۔

"تحویل آفتاب کو اس وقت سوزن میزان میں دکھلاتی ہے اور اس وقت
حالت زمین کی جیسی کہ ماہ مارچ کی بیسویں کو تھی ویسی ہی ہوتی ہے۔ مگر سال کے
اس وقت کو اعتدال خریفی کہتے ہیں یعنے موسم خزاں اور فصل خریف بولتے ہیں۔"

ترقیمہ۔ "بتاریخ ۱۹ ماہ شوال المکرم ۱۳۳۳ھ ہجری نبوی مطابق ۳۱ ماہ اگسٹ ۱۹۱۵ء موافق
۲۴ ماہ مہر ۱۳۲۴ فصلی یوم سہ شنبہ بوقت ۱/۲ ۵ بجے دن کے بمقام حیدر آباد راقم العباد
محمد معین الدین انصاری وکیل بن محمد سردار الدین انصاری قاضی قصبہ پالکنڈہ ساکن
بازار عنبر قدیم اندرون بلدہ نے اصل کتاب سے بمقام مذکور نقل کیا۔ فقط (دستخط)
قاضی محمد معین الدین انصاری وکیل"

یہ رسالہ اور مخطوطہ نمبر ۸۴۹ ایک ہی ساتھ انگریزی کاغذ پر صاف رواں نستعلیق خط میں لکھا گیا
ہے۔ مگر وہاں ہجری ۱۳۱۳ غلط لکھا گیا ہے۔

۳۵ صفحات ۔ ۱۴ سطور فی صفحہ ۔ ۱۰″ × ۱/۲ ۶″ ۔

۸۵۱ - مجمع البرکات از مولوی عبد الہادی - قبل ۱۳۲۷ھ - نثر اُردو

یہ اُردو نثر میں ایک مجموعہ ہے جس میں اسلام کے مختلف مسائل علیحدہ علیحدہ عنوانات کے تحت
جمع کئے گئے ہیں۔ مرتب نے ابتدا میں عربی نثر میں بطور تمہید کچھ آیات و ادعیہ لکھی ہیں اور اس کے بعد
مختلف مسائل مثلاً قربانی، قبر میں سوال و جواب، دعا مانگنے کا بیان، نکاح کی شرطیں وغیرہ جیسے متعدد
مضامین پر احادیث اور معلومات جدا جدا عنوانوں کے تحت قلمبند کردی ہیں۔ خود مولف ہی کا مسودہ
ہے اور نہایت باریک قلم میں انگریزی رولدار کاغذ پر لکھا گیا ہے۔

کتاب کے پہلے صفحہ پر سرخ روشنائی میں محمد عبد اللہ حسین خلیل کی ایک تحریر ہے جس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ خان بہادر حاجی محمد عبد الرحیم صاحب سروے سپرنٹنڈنٹ نے یہ مجموعہ ان کے پاس

بغرض رائے بھیجا تھا اور انہوں نے ۶ رمضان ۱۳۳۲ھ کو اس کے بارے میں یہ صحیح رائے دی ہے کہ :۔

"مولف در جمع نمودن احکام دین و مسائل ضروری اسلام سعی بلیغ فرمودہ است
لیکن بلحاظ نامربوطی زبان و بے ربطی الفاظ و نا درستی املا جواہر زواہر در پرچہ پلید
پیچیدہ است ۔"

ابتدا ۔ "فرمائے رسول خدا صلعم نے جو شخص کہ پڑھے قرآن کہ کھاوے سبب اس کے
لوگوں سے ۔ یعنے قرآن کو وسیلہ فائدۂ دنیا کا کرے ۔ آویگا دن قیامت کے وہ شخص
چہرہ اس کا ہڈی ہوگا ۔ نہیں رہے گا اس پر گوشت ۔"

اختتام ۔ "اگر تم کو ولیمہ کی دعوت ہو تو ضرور جاؤ ۔ بغیر عذر کے جاؤ ۔ نیز مفسرین کی
ایک جماعت گنہگاری ٹھہراتی ہے ۔"

۷۸ ورق ۔ ۲۲ سطور فی صفحہ ۔ ″۸½ × ″۵½ ۔

۸۵۲ ۔ تفسیر تنزیل ۔ از محمد درویش بابا القادری سنہ ۱۲۴۰ھ ۔ اردو نثر

سید بابا قادری اور ان کی اس تفسیر کا تفصیلی ذکر جلد سوم میں صفحات ۵۵ تا ۵۸ پر درج ہوچکا ہے ۔ یہ اس تفسیر کا ایک اور نسخہ ہے ۔ مذکورہ نسخہ (نمبر ۵۲۹) میں قرآن شریف کے ۱۵ پاروں کی تفسیر محفوظ ہے اور زیر نظر مخطوطے میں صرف ابتدائی دو پاروں کی تفسیر درج ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب کسی زمانہ میں بہت مقبول تھی ۔ اس کی ابتدا بالکل مخطوطہ ۵۲۹ کی طرح ہے ۔ البتہ اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے :۔

"ہمارے حکم سے جبرئیل اوپر تمہارے پڑھتے ہیں بالحق سات درستی کے یعنے
جیسا کہ لوح محفوظ پر لکھا ہوا ہے و انک اور تحقیق تم اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
لمن المرسلین البتہ رسولوں میں سے ہو ۔ تلک الرسل ۔"

کوئی ترقیمہ نہیں ہے ۔ خط اور کاغذ بالکل نسخہ ۵۲۹ کی طرح ہے ۔ قرآنی آیات سرخ روشنائی میں لکھی گئی ہیں ۔ اس کے سرورق پر صرف الجزء الاول لکھا ہوا ہے ۔

۹۹ ورق ۔ ۱۲ سطور فی صفحہ ۔ ″۹ × ″۶ ۔

۸۵۳ ۔ ہدایت نامہ (سوالاں عیسائی کے اور جواباں محمدی کے) ۔ محمد ہادی سنہ ۱۲۴۲ھ ۔ نثر اردو

اس کتاب کا ایک اور مخطوطہ ادارے میں نمبر ۶۳ پر موجود ہے اور اس کی تفصیلات جلد اول صفحہ ۱۸۲ پر درج ہوچکی ہیں ۔ البتہ اس مخطوطہ کے آغاز و اختتام میں کچھ فرق ہے ۔ زیر نظر کتاب کو تین حصوں میں منقسم کیا گیا ہے ۔ اس کے آخری یعنے تیسرے حصہ میں عیسائی مذہب کی اصطلاحوں کی

فرہنگ دی گئی ہے وہ مخطوطہ نمبر ۶۳ میں نہیں ہے۔ اور اس میں رسالہ کے ختم پر جو حصّہ نظم ہے وہ زیر نظر رسالہ میں موجود نہیں۔

زیر نظر مخطوطہ اس طرح شروع ہوتا ہے :۔

"ہدایت نامہ۔ سوالاں عیسائی کے اور جواباں محمدی کے ہیں۔ حوالہ سطر اور کتاب کا سبب اختصار کے ترک کیا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک روز عیسائی اور محمدی یکجائے بیٹھے تھے۔ گفتگو میں عیسائی محمدی سے کہا۔ میرے چند سوال ہیں اگر اس کا جواب دیویں تو میں تمہارے دین کو برحق جانوں گا۔"

یہ حصّہ اس عبارت پر ختم ہوتا ہے :۔

"تم اس قادر مطلق سے ڈرو جو جان اور جسم دونوں کو جہنم میں ہلاک کرے۔ تمام شد۔"

دوسرا حصّہ نئے صفحہ سے اس عبارت سے شروع ہوتا ہے :۔

"ایک روز کسی عمدہ کے گھر شادی کی دعوت تھی سو لوگ جمع ہو کھانا کھاتے تھے۔"

اس کا اختتام اس طرح کیا ہے :۔

"اس کو کلمہ محمدؐ کا پڑھایا احکام و ارکان مسلمانی کے سکھائے اور نام اوس کا مرزا ہدایت بیگ رکھا۔ تمت تمام شد۔"

اس مخطوطہ کا تیسرا حصّہ فرہنگ یادگاری اسمٰعیل علی ہے۔ اس کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے :۔

"اصطباغ دنیا یعنے پاک کرنا۔ جعل یعنے بناوٹ۔ شلم یعنے کنعان کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے۔"

اختتام۔ "یہودیہ یعنے کنعان کے تمام زمین اور کنعان کے چوتھے حصّے کو کہتے ہیں۔"

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے کاتب اسمٰعیل علی ہوں جنہوں نے آخر میں فرہنگ بھی لکھی ہے۔ خط نستعلیق پاکیزہ ہے کاغذ انگریزی ہے مگر کرم خوردہ ہوگیا ہے۔

۴۹ ورق۔ ۱۳ سطور فی صفحہ۔ ″۸ × ″$5\frac{1}{2}$۔

۸۵۴۔ رسالہ علم حساب۔ از شاہ علی۔ ۱۲۵۸ھ۔ نثر اُردو

شمس الامرا امیر کبیر نے علوم ہیئت، حساب اور سائنس پر جو کتابیں لکھوائی تھیں ان کی تفصیلات

کتاب داستان ادب حیدر آباد میں درج کی گئی ہیں ۔ ان میں سے ایک حساب کے علم پر یہ رسالہ بھی ہے جو کسی انگریزی کتاب کا ترجمہ نہیں بلکہ تالیف معلوم ہوتا ہے ۔ اس کا نام غالباً انوار بدریہ ہے جو شمس الامرا کے ایک فرزند بدر الدین خاں معظم الملک تمیز کے نام پر لکھا گیا تھا اس کی ابتدا اس طرح کی گئی ہے ۔

"حساب وہ علم ہے کہ جس سے مجہول عددوں کے نکالنے اور حاصل کرنے کا حال عدد معلوم خاص سے بہ آسانی حاصل ہو ۔"

اختتام ۔ "دوسری مثال ۔ ۰۲ء۳۹ × ۱۶ء۵۹۷ × ۲۸ء۳۱۴۷ء ۰ فقط ۰۳ء۳۹ اس لوگارتم ۵۹۱۲۸۷۳ء کے ساتھ موافق ہے ۔"

یہ رسالہ ناقص الاخر ہے ۔ سبز و سرخ و زرد و کبود رنگوں کے انگریزی کاغذ پر صاف پاک لکھا گیا ہے ۔ کوئی ترقیمہ نہیں ہے ۔ انوار بدریہ کے لئے دیکھو داستان ادب حیدر آباد صفحہ ۱۲۸ ۔

۳۲ ورق ۔ ۱۱ سطور فی صفحہ ۔ "۸ × "۵ ۔

۸۵۵ ۔ نظم عثمانی ۔ از سید عبد الرّب وکیل ۔ ۱۳۲۶ھ ۔ نثر اردو

علم طب پر یہ ایک ضخیم کتاب ہے جو سات جلدوں پر مشتمل ہے اور اس مخطوطے میں یہ ساتوں جلدیں محفوظ ہیں ۔ یہ خود مصنف کا مسودہ معلوم ہوتا ہے ۔ ہر جلد کے خاتمہ پر تاریخ تالیف درج کر دی گئی ہے کوئی دیباچہ وغیرہ موجود نہیں ہے ۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کس انگریزی کتاب سے ترجمہ کیا گیا ہے ۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ طب کی انگریزی اصطلاحیں اس میں بعینہٖ استعمال کی گئی ہیں ۔ ان کا ترجمہ کرنے کی کوشش نہیں کی گئی جیسی کہ قیام جامعہ عثمانیہ کے بعد دار الترجمہ میں کی گئی تھی ۔

اس کے مؤلف سید عبد الرّب وکیل ولد سید سعید الدین خاں ۱۲۷۰ھ میں بنارس میں پیدا ہوئے تھے ۔ ان کے جد اعلےٰ سید جمال الدین خاں قصبہ سنپت ضلع دہلی کے قاضی القضاۃ تھے ۔ اوائل عمر میں حیدر آباد آئے اور صاحب داد خاں کی لڑکی سے شادی کی ۔ صاحب داد خاں اعظم گڈھ کے تحصیل دار تھے اور گورکھپور میں ایک پختہ پل بنایا تھا ۔ مختار الملک نے ان کو اورنگ آباد میں نظام الدین اولیا اورنگ آبادی کی جاگیر کا تحصیلدار بنایا تھا ۱۲۹۳ھ میں بیڑ میں فوت اور مدفون ہوئے ۔

سید عبد الرّب کو تصنیف و تالیف کا ذوق تھا ۔ ۱۲۹۷ھ میں پہلی کتاب قانون شناسی سے متعلق بطور سوال و جواب لکھی اور طبع کرائی ۔ حکیم فیثا غورث کی سوانح عمری بھی لکھی تھی ۔ اور ۱۳۱۵ھ سے حضور نظام کی سالگرہ کا جشن بڑے اہتمام سے منانا شروع کیا تھا ۔ چنانچہ اس تقریب کے حیدر آباد میں وہی بانی سمجھے جاتے تھے ۔ تزک محبوبیہ جلد دوم دفتر پنجم کے صفحات ۱۶ و ۱۷ پر ان کے تفصیلی حالات درج ہیں ۔ تزک محبوبیہ ۱۳۲۱ھ میں طبع ہوئی تھی اور زیر نظر

مخطوطہ اس کے پانچ سال بعد عبدالرب نے اپنی ضعیف العمری کے زمانے میں لکھنا شروع کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قانون، ریاضی، اور طب جیسے علوم میں ان کو ایک ساتھ دلچسپی تھی۔ وہ ۱۳۲۱ھ میں ایک تجربہ کار اور کامیاب وکیل سمجھے جاتے تھے۔ اس وقت ان کے چار فرزند تھے۔

۱۔ سید اسد اللہ ۲۔ سید احمد اللہ ۳۔ سید محمد بیدار بخت ۴۔ سید مصطفٰے احمد

زیر نظر مخطوطے میں پہلی جلد اناٹمی یعنے علم تشریح پر لکھی گئی ہے۔ ۲۱۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا آغاز اس طرح کیا ہے:۔

"اس کی کئی قسم ہے۔ اول ڈسکرپٹیو یعنے اناٹمی اس کو کئی طرح تقسیم کرتے ہیں۔ ازاں جملہ اول آسٹے آلوجی یا بونز یعنے ہڈیوں کا بیان۔ ہڈیاں جسم انسان میں بطور پائے کے ہیں کہ جس پر نرم اجزا چسپیدہ رہتے ہیں۔"

اختتام۔ "اڈیس کے ٹیوبرکل کے پاس جگہ گلوٹس میاگنس میجر پر گذرتا ہے اس کے ٹنڈن میں ایک ہوتے۔"

ترقیمہ۔ "جلد اول تمام شد۔ آسٹی آلوجی۔ اب آگے لگمنٹز کا بیان ہے۔ سید عبدالرب وکیل۔ ۱۹ محرم ۱۳۲۶ھ۔"

دوسری جلد در بیان لگمنٹز و مسلز و فیاشیا پر لکھی گئی ہے اس میں ۱۴۶ صفحات ہیں۔ اس کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے:۔

"اسکلیٹن کے اقسام کی ہڈیاں جو ایک سے ایک جدا رہتی ہیں آپس میں باستعانت لگمنٹز کے مل جاتی ہیں۔ اس مل جانے کو جائنٹ یا آرٹیکیولیشن کہتے ہیں۔"

اختتام۔ "اور حرکت اس کی ویسی ہے جیسا کہ ہات میں ہے۔"

ترقیمہ۔ "تمت تمام شد سنڈس مالوجی۔ اب آگے جلد سوم میں مچھلیوں کا بیان ہے۔ ۲۵ شعبان ۱۳۲۶ھ روز جمعہ۔"

تیسری جلد میں مچھلیوں یعنے مسلز کا بیان لکھا ہے۔ اس میں ۱۱۲ صفحات ہیں۔ ابتدا اس طرح ہوتی ہے۔

"یہ مچھلیاں حرکات کی رگ ہیں۔ تعمیر ان کی سرخ ریشوں کے گتھوں سے ہوتی ہے۔"

اختتام۔ "انگلیوں کے اول پیرے کی بنیاد کے اندرواراور ایکسٹنسار مچھلیوں کے ٹنڈن میں فعل اڈکٹار ہے۔"

ترقیمہ۔ "تمت تمام شد بیان مسلز۔ ۴ ذیحجہ ۱۳۲۷ھ سید عبدالرب وکیل۔"

چوتھی جلد میں پٹھوں کا بیان ہے۔ یہ صرف ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔

پانچویں جلد جسم کے آلات پر لکھی گئی ہے۔ اس میں ۲۷۲ صفحات ہیں۔ ابتدا اس طرح ہوتی ہے:۔

"ہاضمے کے واسطے جو آلات ہیں وہ ایلی منٹری کنال معہ اس کے ضمن نہر پرورش یعنے جھلی اور جھلی کی نالی ہے۔"

اختتام۔ "وہاں دو شاخ پر تقسیم ہوتی ہے۔ اس کا بیان شش کی اناٹمی کے سات ہوگیا۔"

ترقیمہ۔ "تمام شد جلد چہارم بہ بیان فیاشا۔ ۱۲ صفر ۱۳۲۸ھ سید عبدالرب وکیل۔"

چھٹی جلد خون اور دوران خون کے بیان پر لکھی گئی ہے۔ اس میں ۴۵ صفحات ہیں۔ اس کی ابتدا اس طرح کی ہے:۔

"یہ وہ ظروف خون ہے کہ جسم بافتوں کے کیپلریز کے خون کو دل میں واپس لے جاتا ہے۔"

ترقیمہ۔ "تمام شد بتاریخ ۲۷ شعبان ۱۳۲۸ھ"

ساتویں اور آخری جلد جھلی حرام مغز اور دماغ اور آنکھ کے بیان کے لئے وقف کی گئی ہے۔ اس کے پہلے ورق پر لکھا ہے کہ:۔

"یکم شوال ۱۳۲۸ھ کو شروع کیا گیا۔"

یہ ۱۶۲ صفحات پر مشتمل ہے اس کا ترقیمہ یہ ہے۔

"تمت تمام شد جلد ہفتم ۲۷ جمادی الاول ۱۳۲۹ھ۔"

اس طرح یہ کتاب جو محرم ۱۳۲۶ھ سے شروع کی گئی تھی چار سال کے عرصہ میں تکمیل کو پہنچی۔ چونکہ مصنف کا مسودہ ہے اس لئے اکثر جگہ کاٹ چھانٹ کی گئی ہے۔

۹۹۷ ورق۔ ۱۵ سطور فی صفحہ۔ ″۱۲ × ″$\frac{1}{2}$۷۔

۸۵۶۔ منشات راجہ مکھن لال مکھن۔ ۱۲۳۰ھ نثر فارسی

راجہ مکھن لال کے اردو مرثیے اور نوحے ادارے کے مخطوطۂ نمبر ۷۰۰ میں محفوظ ہیں اور ان کے حالات اور کلام کی تفصیلات جلد سوم صفحات ۳۳۷۔۳۳۶ میں شایع ہو چکی ہیں۔ انہوں نے رباعیات عمر خیام کا اردو میں ترجمہ بھی کیا تھا۔ زیر نظر کتاب میں فرامین، پروانے اور احکام اور خطوط کے نمونے جمع کئے ہیں۔ اس کو دو مقالوں میں تقسیم کیا ہے پہلے میں دفتری پروانے

اور احکام جمع کئے ہیں اور دوسرے مقالے میں اوزان اور مساحت زمین وغیرہ کے قاعدے لکھے ہیں ۔ آخر میں چند ادبی تحریریں درج کی ہیں جن میں وہ دیباچہ بھی شامل ہے جو انہوں نے رباعیات عمر خیام کے اردو ترجمے کے لئے لکھا تھا ۔ اس کا مختصر سا اقتباس یہ ہے :۔

"این شکستہ بال ذرہ مثال احقر العباد موبدان فضل وکمال راجہ لچھمن لال فدوی
آصف جاہی در صحبت اہل دول و احباب فضل از بدو یوم التمیز در استشمام روایح سخن
بسر بردہ از گنجینۂ خدمت فیض درجت ایشاں گوہر مقصود بدست آوردہ ....
حرفے بر فرد این جریدۂ ناپایدار بطریق یادگار برنگارد .... اما موافق شعور
و حوصلۂ خود بر ترجمۂ رباعیات عمر خیام رحمۃ اللہ علیہ پرداختہ برنگاشت ۔ زیادہ
ختم الخیر باد ۔ "

یہ کتاب ناقص الاول ہے ۔ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے :۔

"در عاطفت شاہانہ بگذارند ۔ رعایا را از ہیچ ستم گاری بر چہرہ غبار دل انتظام
خدمت فوجداری محال متعلق خالصہ شریفہ صوبۂ ملتان بخلاصہ افاخر الاقران لایق العنایت
والاخان قدوۂ راسخ الاخلاص عنایت خاں را تفویض فرمودیم"

اختتام ۔ " من دانم و دل داند زیں نامہ چہا دیدم ۔ صد بار پیشانی واکردم و پیچیدم"

کوئی ترقیمہ نہیں ہے ۔ آخر میں نواب عنایت جنگ بہادر کی ایک بیضوی مہر ثبت ہے جس پر "مصدر الطاف وعنایت حسین" کندہ ہے ۔ سرورق پر بھی ان کے دستخط عنایت اور کتاب کا نام درج ہے ۔ یہ نسخہ انہی کا عطیہ ہے اور نہایت اعلےٰ شکستہ خط نستعلیق میں لکھا ہوا ہے ۔ عنوانات سرخ روشنائی میں ہیں ۔ کاغذ قدیم ہے اور کرم خوردہ ہو گیا ہے ۔

۱۹ ورق ۔ ۱۴ سطور فی صفحہ ۔ ۷½" × ۵" ۔

۸۵۷ ۔ رسالہ طب از سید غلام حسین و لکشمی رام پنڈیا ۔ قریب سنہ ۱۸۷۰ء م ۱۲۸۷ھ نثر اردو

یہ طبی رسالہ میڈیکل اسکول آگرہ کے دو ملازمین نے مل کر لکھا تھا اور اتنا مقبول ہوا تھا کہ دو بار چھپ چکا تھا اور جب تیسری بار چھپنے کی نوبت آئی تو سید غلام حسین نے اس پر نظر ثانی کر کے اور مفید باتوں کا اضافہ کر کے یہ مسودہ تیار کیا تھا ۔

اس کے آغاز میں ایک دیباچہ ہے جس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے ۔ اس سے اس تالیف کے بارے میں معلومات حاصل ہوں گی :۔

"اگر خدا کا فضل شامل حال نہ ہوتا تو کہاں فقیر یہ سید غلام حسین ہاسپٹل

اسسٹنٹ مستعفی کا آگرہ میں آنا اور کہاں پنڈت لکشمی رام پنڈیا ایف اے ہیڈ کلارک میڈیکل اسکول آگرہ کے ساتھ ملاقات ہونا اور پھر دونوں کا مل کر یہ کتاب بنانا۔ اس کی تالیف سے چند فائدے سوچے گئے ہیں۔"

اس سلسلہ میں ۵ فائدے بیان کئے ہیں اور پھر کتاب کے نو ابواب کی تفصیل لکھی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ اوزان و اصطلاحات طبی ۲۔ انگریزی دواؤں کی مقدار خوراک و خواص و فوائد ۳۔ مشہور مروج ادویات ہندستانی کی مقدار خوراک وغیرہ ۴۔ بعض ضروری انگریزی و ہندستانی مرکبات بنانے کی ترتیب ۵۔ مشہور زہروں کی علامات و شناخت و علاج ۶۔ امراض کے درونی و بیرونی علاج ۷۔ نسخہ لکھنے کے طریق ۸۔ آلات کی تصویر اور مختصر بیان جو طبیب کے کام آتے ہیں ۹۔ اوزاروں کی فہرست جو ضروری آپریشن کے وقت مہیا رہوں۔

یہ مخطوطہ ناقص الآخر ہے۔ انگریزی کاغذ پر رواں نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔

ابتدا۔ "ہماری کیا طاقت ہے کہ جو اس خدائے وحدہٗ لاشریک نرنجن نرنکار چونی سرپ کی حد کر سکیں کہ جس کے نزدیک ایسی مفردات کو جو ایک دوسرے کے ضد ہیں جمع کرکے ایک نادر مجموعہ ہئیت انسانی بنا دینا ادنے اسی صفت ہے۔"

اختتام۔ "شربت اننت مول۔ آدھ سیر اننت مول کو ہکوب کرکے تین سیر پانی میں رات کو بھگو کر رکھیں صبح کو اس قدر جوش دیں کہ چوتھائی حصہ رہجائے پھر اس کو کئی مرتبہ چھان کر صاف کرلیں۔"

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ کتاب نان و حلوا بھی لکھا گیا ہے جس کا ذکر آئندہ درج ہے۔

۳۲ ورق۔ ۲۳ سطر فی صفحہ۔ ۱۰"×۶½"۔

۸۵۸۔ مثنوی نان و حلوا۔ بہاء الدین آملی۔ مثنوی فارسی

اردو رسالۂ طب کے ساتھ یہ مشہور فارسی مثنوی بھی غالباً اسی کاتب نے نقل کی ہے۔ مگر اس میں ہر بیت کے لئے ایک سطر مختص نہیں کی بلکہ مسلسل بطور نثر لکھا ہے۔ عنوانات اور عربی ابیات کا ترجمہ سرخ روشنائی میں لکھا ہے۔ مخطوطہ ناقص الاول ہے۔

ابتدا۔ مرحبا اے طوطی شکر شکن قل فقد اذہبت عن قلب الحزن

اختتام۔ "اے بھائی بگیر دل را جز آں پس آں نیست معبود دگر ہو لے او۔"

ترقیمہ۔ "تمت ہٰذا رسالہ نان و حلوا مورخہ دوازدہم محرم الحرام سنہ ۱۳۱۰ھ یوم دو شنبہ۔"

خواجہ مراد خواجہ شاد محمدؐ۔ ‘‘

۷ ورق - ۱۷ سطور فی صفحہ - ۱۰" × ½ ۶" -

۸۵۹- رسالہ علم انسان و ابدان - قریب ۱۲۵۰ھ - 　　نثر اردو

یہ ایک ضخیم اور مکمل طبی کتاب ہے جس میں انسانوں کی اقسام اور اس کے بدن کی تشریح کا حال تصویروں اور نقشوں کے ساتھ قلمبند کیا گیا ہے - افسوس ہے کہ نہ کتاب کا نام کہیں لکھا ہے اور نہ مولف یا مترجم کا - کوئی ترقیمہ بھی نہیں ہے - کاغذ اور سیاہی کے لحاظ سے ۱۲۵۰ھ کے قریب کی کتابت معلوم ہوتی ہے -

ابتدا - ’’ انسان اشرف المخلوقات ہے اور خدا انسان کے جسم کو ایسا بنایا ہے کہ انسانی جسم کی جو چیزاں اور مخصوصیت ہے اور یہ حیوانوں میں نہیں - انسان اور دوسر حیوان میں اکیس باتوں کا فرق ہے - ‘‘

اختتام - ’’ دو آنکھ درعوض ایک آنکھ رہتی ہے - اور ایک بھوڑی کے درعوض ایک پکھوڑی سو اس کی کسی رکاوٹ کے سبب خط میان میں نہیں ملتے .... ‘‘

کوئی ترقیمہ نہیں - خط رواں نستعلیق - کاغذ قدیم دیسی اور جلد چمڑے کی نقشی ہے -

۱۱۱ ورق - ۱۶ سطور فی صفحہ - ½ ۹" × ½ ۹" -

۸۶۰ - ضوابط آصف جاہ - از لالہ منسا رام - ۱۱۷۵ھ - 　　نثر فارسی

لالہ لچھمی نارائن شفیق اردو کے مشہور شاعر اور تذکرہ نگار تھے - ان کے والد لالہ منسا رام آصف جاہ اول کے منشی اور مقرب خاص تھے انہوں نے ایک کتاب ضوابط آصف جاہ بھی مرتب کی تھی جس کا یہ مخطوطہ بہت ہی قدیم مگر ناقص الآخر ہے - یہ کتاب چھپ بھی چکی ہے -

قدیم دیسی کاغذ پر عمدہ خط نستعلیق میں کتابت کی گئی ہے - نواب عنایت جنگ بہادر نے ادارے میں بطور عطیہ داخل کی ہے اور اس کے سرورق پر ان کی بیضوی مہر ’’ معدن الطاف و عنایت حسین ‘‘ اور دستخط ثبت ہے -

ابتدا - ’’ قانون نواز بارگہہ آصف زماں 　　در پردۂ مجاز حقیقت کند بیاں
بنام ایزد دانا عز شانہ چند ضوابط سرکار نواب مغفرت مآب آصف جاہ طاب ثراہ احقر العباد منسا رام پیشکار صدارت صوبجات دکن در شہور سن یکہزار و یکصد و ہفتاد و پنج ہجری می نگارد - ‘‘

اختتام۔ "غلام را حکم شود کہ آنہا را بہ سزا رساند کہ کسے مصدر ایں شوخی نہ گردد۔
فرمودند۔ مصرع۔"

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔
۱۵ ورق۔ ۱۱ سطور فی صفحہ۔ ۹" × ۵½"۔

۸۶۱۔ مقصود العاشقین۔ از شیخ داؤد سبزپوش بیجاپوری۔ نثر فارسی

شیخ داؤد سبزپوش ابن صدیق ابن داؤد ابن قطب الدین الحسینی الامامی غالباً بیجاپور کے منجم تھے اور انہوں نے یہ رسالہ ۱۱۰۰ھ ہجری سے قبل وہیں لکھا تھا۔ علوم نجوم کی معلومات اس رسالہ میں ۲۵ ابواب میں بیان کی گئی ہیں جن کے عنوان یہ ہیں۔

۱۔ انشراح دادن نام خدا بنام بنی آدم (عاشق و معشوق) ۲۔ دانستن نام حق بموافق نام خویش
۳۔ سرحروف ہر آدمی کدام ملک موکل است ۴۔ موکلات روح ۵۔ موکلات ستارگاں
۶۔ خانہائے ستارگاں ۷۔ گردشات ستارگاں ۸۔ سرحروف آدمی ۹۔ قاعدہ حساب ابجد
۱۰۔ طبع بروجہا ۱۱۔ طبع دوازدہ ماہ ۱۲۔ روز ہائے نحس ۱۳۔ ستارگان سعد و نحس
۱۴۔ دانستن ساعت ۱۵۔ ساعت ہائے ہر شب ۱۶۔ بیہودن ساعت ۱۷۔ ترتیب تعویذ
۱۸۔ ترتیب تعویذ آتشی ۱۹۔ ترتیب تعویذ بادی ۲۰۔ تعویذ خاکی ۲۱۔ تعویذ آبی
۲۲۔ تعویذ خاکی ۲۳۔ تعویذ زبان بندی ۲۴۔ تعویذ دشمن ۲۵۔ ورکہائے مردمان۔

ابتدا "الحمد للہ رب العالمین۔ حمد شکر و سپاس مر خدائے را کہ آفریدگار جملہ مخلوقات و رحمان در دنیا و رحیم در آخرت است۔"

اختتام۔ "واگر نار دو را برابر باشند ہیچ کس باز یکدگر نفع نہ باشد و ایں جملہ ہشت ورگ است بدیں نوع۔ اینست سیمرغ۔ گربہ۔ ببر۔ سگ۔ مار۔ موش۔ آہو۔ میش۔"

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ رواں نستعلیق میں نہایت قدیم کاغذ پر لکھا گیا ہے درمیان میں نقوش اور ہندسے اور اشکال بھی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی شیخ محمود کا دکنی رسالہ لکھا گیا ہے جس کا ذکر نمبر ۸۶۲ پر درج ہے۔ یہ کتاب ڈاکٹر حفیظ سید کو بیجاپور میں ملی تھی انہوں نے ادارے میں بطور عطیہ داخل کی ہے۔

۱۳ ورق۔ ۲۰ سطور فی صفحہ۔ ۹" × ۵½"۔

۸۶۲- رسالہ علم الحیات دکنی - از شیخ محمود خلیفہ شاہ برہان قبل ۱۰۵۰ھ - نظم اُردو

شیخ الشیوخ بندگی معروف شیخ محمود بیجاپور کے مشہور صوفی شاعر اور مصنف تھے اور ایک بہت بڑے صوفی شاعر شاہ برہان الدین جانم کے مرید و خلیفہ - انہوں نے اُردو اور فارسی دونوں زبانوں میں نثر اور نظم لکھی اور اپنے سلسلہ کی شہرت اور مقبولیت میں بڑا حصّہ لیا -

ان کی ایک فارسی کتاب معرفت السلوک ادارے میں نمبر ۲۰۴ پر موجود ہے (جلد دوم صفحہ ۳۸-۳۹) جس کو انہی کے سلسلہ کے ایک صوفی سید سلطان محی الدین بادشاہ قادری نے ۱۲۷۹ھ میں نقل کیا تھا - اس کتاب میں من عرف کے موضوع کو سمجھایا گیا ہے اور بعد کو ۱۲۸۲ھ میں اس کا اُردو ترجمہ حیدرآباد کے ایک صوفی شاہ ولی اللہ قادری نے اپنے والد اور مرشد شاہ حبیب اللہ قادری کے حکم سے کیا تھا - یہ اُردو ترجمہ بھی ادارے میں نمبر ۵۶۳ پر موجود ہے (جلد سوم صفحات ۱۲۵ تا ۱۲۸) - ولی اللہ قادری نے شیخ محمود کو ان الفاظ میں یاد کیا ہے :-

"کتاب معرفت السلوک جو تصنیف مغفرت پناہی ہور شیخ الشیوخ بندگی معروف شیخ محمود بلطف معبود قدس اللہ سرہٗ العزیز کی ہے -"

شیخ محمود کا اُردو کلام بھی ادارے میں مخطوط نمبر ۶۵۹ (جلد سوم صفحہ ۲۸۳) میں موجود ہے - اور غالباً ان کے فرزند شیخ مصطفٰے کی ایک اُردو مثنوی وصیت نامہ (نمبر ۶۵۶ - جلد سوم ص ۲۸۲) بھی ادارے میں محفوظ ہے -

زیر نظر مثنوی کا نام پہلے ہی ورق کی لوح پر "رسالہ علم الحیاۃ" لکھا ہے - یہ مخطوطہ ۱۱۰۰ھ سے قبل خط ثلث میں قدیم کاغذ پر نقل کیا گیا ہے - اس میں شیخ محمود نے اپنا اور اپنے مرشد کا ذکر اس طرح کیا ہے ؎

مدح شاہ برہان الدین جانم

مرشد کامل گیان کمال	پاک صورت محبوب جمال
فہم کا دریا جس سے	اس وقت میں کاں اس سے
بندگی حضرت شاہ برہان	حقیقت میں صاحب عرفان
یو رموز اُن کے گھر ہے	طالب کوں وہ رہبر ہے
جن جانیا وہ ہے حیران	لذۃ میانے سر گرداں
آخر زمانے کا شاہ	جن کر دیتا حق آگاہ
فقیر حقیر شیخ محمود	ان تھے سمجھیا حق مقصود

برہان اوپر یہ میں قرباں | جن کر دیتا حق عیاں
لوگ دیوانے بوجھے نا | دھونڈے تو حق سوجے نا

اس رسالے سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ محمود ایک اچھے شاعر بھی تھے اور ان کو تصوّف کے علاوہ دکنی زبان پر بھی قدرت تھی۔

آغاز۔
اللہ واحد مطلق داتا | قدیم قیوم اس ساۃ صفاتا
جنے علیم قدیر بصیرا | کلیم سمیع مرید خبیرا

اختتام۔
حیاۃ علم ذات صفات | اول آخر دہی اثبات
علم الحیاۃ ہوا تمام | بفضل النبی علیہ السلام

کوئی ترقیمہ نہیں۔ ڈاکٹر حفیظ سید (الہ آباد) کو یہ کتاب بیجاپور میں دستیاب ہوئی تھی اور انہوں نے ادارے میں بطور تحفہ داخل کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی میراں جی کی خود نوشتہ سوانح حیات ہے جس کا ذکر آئندہ درج ہے۔

۲۰ ورق۔ ۲۱ شعر فی صفحہ۔ ۹" × ½ ۵"۔

۸۶۳۔ نسل نامہ و خود نوشت حالات۔ از شاہ میرانجی شمس العشاق۔ نثر فارسی

امیر الدین شاہ میراں جی شمس العشاق ابن حاجی شریف دوام الدین نے اپنے حالات اور نسل نامہ وغیرہ خود ہی اس رسالہ میں قلمبند کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۵ واسطوں سے ان کا سلسلہ حضرت علی علیہ السّلام سے جا ملتا ہے۔ وہ امام محمّد باقر کے بھائی علی کی اولاد میں تھے۔ ان کا خاندانی مکان مکّہ میں حضرت ابوبکر ابن قحافہ کے مکان کے قریب تھا چنانچہ وہ وہیں پیدا ہوئے۔ ان کے بزرگ ہندستان قوم چغطہ کی لڑکی سے شادی کرکے پھر مکہ واپس چلے گئے تھے۔ ۲۲ سال کی عمر میں مکہ سے مدینہ گئے اور وہاں ۱۲ سال ۳ ماہ اور پانچ دن حرم مبارک میں اس طرح گذارے کہ ایک پہلو پر سوئے۔ روضۂ اقدس کی طرف پیٹھ نہیں ہونے دی۔ ایک شب جمعہ آنحضرت کو خواب میں دیکھا کہ انہیں حضرت علی کے سپرد فرمایا اور جو کچھ عطا کرنا تھا عطا کیا۔ بعد میں حضرت علی کے حکم سے ہند آنا پڑا۔ ہر چند عذر کیا کہ وہاں کی زبان نہیں آتی تو حکم ہوا کہ سب زبانیں تم کو آجائیں گی۔ شاہ کمال الدین بیابانی سے ملو اور وہ جو کہیں اس پر عمل کرو۔

شاہ میراں جی ہندستان آکر شاہ کمال الدین سے ملے اور زبان ہندی سے واقفیت پیدا کی۔ مرشد نے حکم دیا کہ شادی کرو تم سے بہت علم جاری ہوگا۔ چنانچہ حسب الحکم بھنکار (؟) میں شادی کی اور مرشد کے پاس واپس آئے۔ انہوں نے حکم دیا کہ بیجاپور جاؤ اور وہیں رہو۔ چنانچہ

علی عادل شاہ اول (سنہ ۹۶۵ھ تا سنہ ۹۸۸ھ) عہد میں بیجاپور آئے اور وہیں قیام کیا۔

اس خودنوشت حال کا آغاز عربی حمد و نعت کے بعد نسل نامہ سے کیا ہے اور اس کے بعد عربی ہی میں اپنے مکان میں مکہ کا ذکر کر کے فارسی عبارت اس طرح شروع کی ہے :-

"از قوم چغط نسبت کردہ باز بمکہ معظم رفتہ۔ در مکہ تولدم شد
اسم امیر الدین نہادند المعروف شاہ میراں جی۔"

اختتام۔ "در عہد علی عادل شاہ آمدہ بر استعانت اشارہ ساکن و مقیم
و ساکن شدم۔ الحمد للہ علی ذالک۔"

اس کے بعد ایک اور نسل نامہ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہ میرانجی کے فرزند شاہ برہان الدین جانم، ان کے فرزند شاہ امین الدین علی اور ان کے فرزند حضرت بابا شاہ اور ان کے فرزند شاہ علی صاحب تھے۔

اس کے خاتمہ پر حضرت خواجہ بندہ نواز کا نسل نامہ لکھا ہے۔ اور پھر ایک دکنی مثنوی ہے جو بطور نثر مسلسل لکھی گئی ہے۔ یہ اس بیت پر ختم ہوتی ہے ؎

نماز مطلق اسکوں کہنا حق میں کچھ نامنگ   پانچہ وقت کی دعا مانگے شاہ کمال سنگ

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ خط ثلث میں قدیم کاغذ پر سنہ ۱۰۰۰ھ سے قبل کی کتابت معلوم ہوتی ہے۔ ڈاکٹر حفیظ سید صاحب کا عطیہ ہے۔ مخطوطات ۸۶۱ تا ۸۶۳ ایک ہی جلد میں شامل ہیں۔

نسل نامہ شاہ میرانجی سے قبل ایک ہندی نظم گورکھناتھ کی لکھی ہوئی ہے جس کا آخری شعر یہ ہے ؎

گورک ناتھ کہے ست بھاؤ   مول ہری جیوامر ایسے پاؤ

۴ ورق۔ ۲۱ سطور فی صفحہ۔ ″۹ × ″½۵۔

۸۶۴۔ دیوان ذکا مدراسی۔ محمد حبیب اللہ ذکا۔ قریب سنہ ۱۲۷۵ھ۔ کلام فارسی

محمد حبیب اللہ ذکا (سنہ ۱۲۴۴ھ تا سنہ ۱۲۹۱ھ) ولد حافظ محمد میراں مدراس کے رہنے والے تھے سنہ ۱۲۷۳ھ میں بعہد ناصر الدولہ آصف جاہ رابع حیدر آباد آئے۔ نواب مختار الملک نے ان کی بڑی قدر کی اور اپنی جاگیر بھونگیر کا عملدار بنایا۔ بعد میں ناگر کرنول کے سوم تعلقدار ہوئے۔ پہلے سید مہدی ثاقب سے اپنے کلام پر اصلاح لیتے تھے۔ حیدر آباد آئے تو حضرت میر شمس الدین فیض کے شاگرد ہوئے اور ان کے بعد مرزا غالب سے اصلاح لینے لگے۔ غالب کے چہیتے شاگرد تھے اور انہوں نے ان کے نام بعض عمدہ خط لکھے ہیں۔ اور انہی کے توسط سے نواب مختار الملک کی مدح میں

ایک قصیدہ بھجوایا تھا۔ ان کے مجموعۂ نظم ونثر خاش وخاش کے ساتھ غالب کی تقریظ بھی چھپی ہے۔
ذکا اردو اور فارسی کے بڑے قادر الکلام شاعر تھے۔ ان کا اردو کلام ادارے میں نمبر ۳۳۷ پر
موجود ہے اور اس کی تفصیلات جلد دوم صفحہ ۸۹ پر چھپ چکی ہیں۔ ہجوگوئی میں ان کو بڑا ملکہ تھا اور
ان کی ہجویں اب تک حیدرآباد میں مشہور ہیں اور زبان زد خواص ہیں۔ ان کے حالات تزک محبوبیہ
جلد دوم دفتر ہفتم صفحہ ۴۶ اور تذکرہ ننیغم میں درج ہیں۔ زیر نظر مخطوطہ خود ان کا لکھا ہوا ہے اور
ان کے پوتے حبیب اللہ وفا نے ادارے میں بطور عطیہ داخل کیا ہے۔ وفا سے ان کے خاندان کا جو شجرہ
معلوم ہوا وہ درج ذیل ہے جس سے ذکا کی اولاد کی تفصیلات معلوم ہوتی ہیں۔

حافظ محمد میراں بیجاپوری
- محمد حبیب اللہ ذکا
  - محمد میراں
    - فرزند لاولد
    - دختر خواجہ محی الدین
    - دختر زوجہ عزیز اللہ
  - محمد اسد اللہ
    - حبیب اللہ وفا
      - اسد اللہ
      - شمس اللہ
    - ولی اللہ
    - خلیل اللہ
    - عبید اللہ
    - ذکاء اللہ، فضل اللہ
    - عزیز اللہ، وغیرہ۔
- حاجی محمد رحمت اللہ رسا

زیر نظر مخطوطہ میں ذکا کی منتخب غزلیں، رباعیاں، مخمس اور قطعات ہیں اور خود انہی کے قلم سے
لکھی ہوئی ہیں اس لئے اس کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

ابتدا۔ جدا از دانش دستے کہ دارم — خدایا گر بجاں بودے چہ بودے
رگ جانے کہ در بخشش من آمد — گراں موے میاں بودے چہ بودے

اختتام۔ گردیدہ است بادہ پرستی سرشت ما — بوداست خط جام مگر سرنوشت ما
عشق بتاں زبسکہ صفائے دلم فزود — شد نور چشم کعبہ چراغ کنشت ما

ذکا کا خط نہایت پختہ اور عمدہ تھا۔ عنوانات سرخ روشنائی میں لکھے ہیں۔ کوئی ترقیمہ
نہیں ہے۔

۱۸ ورق۔ ۹ سطور فی صفحہ۔ ″۸ × ″۵۔

۸۶۵ - قصائد ذکا - حبیب اللہ ذکا قریب ۱۲۸۰ھ - کلام فارسی

ذکا اردو اور فارسی کے اچھے شاعر تھے - ان کے حالات ابھی مخطوطہ ۸۴۷ کے سلسلہ میں لکھے جاچکے ہیں - یہ ان کے قصائد کا مجموعہ ہے جو صاف خوشخط نستعلیق میں بطور مبیضہ لکھا گیا ہے - اس میں پہلا قصیدہ نواب مختار الملک کی مدح میں ہے -

ابتدا - قسمت من لقمۂ زیں ہفت خواں کرد آسماں ‏ تا رسد در کام آں ہم استخواں کرد آسماں
غالباً بودش نظر بر رنج روز افزوں من ‏ گر نصیب من حیات جاوداں کرد آسماں

اختتام - ترا کہ ہم کمری در میاں بود زیں پیش ‏ بچشم کم منگر ناتواں ہجراں را
بفکر روے تو تحصیل عشرتیست مرا ‏ ہلال عید تصور کنم گریباں را

کوئی ترقیمہ نہیں ہے - یہ نسخہ ناقص الآخر ہے -
۸۷ صفحات - ۱۱ سطر فی صفحہ - ۱۱ × ۷ -

۸۶۶ - تزک محبوبیہ از غلام صمدانی خاں گوہر - ۱۳۲۰ھ - نثر اردو

غلام صمدانی خاں گوہر ولد محمد گوہر خاں ۱۲۸۵ھ میں حیدر آباد میں پیدا ہوئے - ان کو تصنیف و انشا پردازی کا خاص ذوق تھا ایک اخبار جلوۂ محبوب جاری کیا تھا جو عرصہ تک شایع ہوتا رہا - ان کے کلام کا ایک مجموعہ نظم گوہر ۱۳۱۵ھ میں طبع ہوا تھا - انہوں نے دو تاریخی کتابیں تزک محبوبیہ اور ریاض آصف بھی مرتب اور شایع کی تھیں تزک محبوبیہ ان کی معرکۃ الآرا کتاب ہے جو دو جلدوں میں چھپی تھی - پہلی جلد ۱۳۱۹ھ میں فخر نظامی پریس حیدر آباد چھپی تھی - یہ دو دفتروں پر مشتمل ہے - پہلے دفتر میں ۷ باب ہیں اور میر محبوب علی خاں آصفجاہ سادس کے حالات ۲۷۲ صفحات میں لکھے ہیں - دوسرے دفتر میں بھی سات باب ہیں اور اس میں ریاست حیدرآباد کے جغرافیہ نظم و نسق، انتظام سلطنت اور تاریخی حالات بیان کئے ہیں یہ دفتر ۱۳۲ صفحات پر مشتمل ہے -

تزک محبوبیہ کی دوسری جلد میں بھی سات دفتر ہیں - یہ در اصل اس عہد کے مشاہیر دکن کا ایک عمدہ تذکرہ ہے جو با تصویر ہے - اس کی تفصیل یہ ہے :-

دفتر ۱ - امرائے حیدر آباد - ۷۴۳ ہندو مسلمان امرا کے حالات - ۴۰۵ صفحات
" ۲ - اعلیٰ عہدہ دار - ۵۸ اعلےٰ عہدہ داروں کے حالات - ۴۷ "
" ۳ - مشایخین - ۱۰۱ مشایخین کے حالات - ۶۰ "
" ۴ - علما - ۱۵ عالموں کا بیان - ۳۷ "
" ۵ - وکلا - ۳۹ وکیلوں کے حالات - ۴۳ "

دفتر ۶۔ حکما ۔ ۳۹ ڈاکٹروں اور حکیموں کے حالات ۔ ۶۰ صفحات
" ۷۔ شعرا ۔ ۱۰۰ شاعروں کے حالات ۔ ۲۰۵ "

اس طرح یہ دوسری جلد ایک ہزار سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے۔
زیر نظر مخطوطہ اسی جلد کے پانچویں، چھٹے اور ساتویں دفتروں کا مسودہ ہے جو خود مصنف کا لکھا ہوا ہے اس لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔

ابتدا۔ "جناب مولوی سید امیر حسن وکیل ہائی کورٹ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ۔
آپ سنہ ۱۲۸۹ھ میں بمقام لکھنو ملک اودھ پیدا ہوئے۔ آپ کے والد میر واحد علی صاحب مرحوم
ضلع اسامو ملک اودھ کے تعلقدار تھے۔"

اختتام۔ "بس اتنی تمنا ہے اللہ شاہد ترے ہاتھ سے ہو شہادت ہماری
خدا کے کرم پر ہے موقوف زاہد نہ جنت ہے تیری نہ جنت ہماری"

ناقص الآخر ہے اس لئے کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔
۱۳۰ صفحات ۔ ۲۴ سطر فی صفحہ ۔ ½۸ × ۷" ۔

۸۶۷ ۔ نکات مسکین ۔ از رائے بھوانی شنکر ۔ سنہ ۱۱۹۶ھ ۔ نثر و نظم فارسی

بھوانی شنکر مسکین حیدر آباد کے مشہور ادیب اور فارسی و اردو کے شاعر تھے۔ عہد آصف جاہ اول میں بخشی گری اور وقایع نگاری کی خدمت پر مامور تھے۔ اس کتاب کے دیباچہ میں انہوں نے اپنے حالات تفصیل سے لکھے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔

رائے بھوانی شنکر ولد مادھو رائے قوم کھتری متوطن گجرات سنہ ۱۱۲۱ھ میں پیدا ہوئے ۱۲ سال کی عمر تک باوجود اپنے والد کی ممانعت کے لہو و لعب میں مصروف رہے تاہم اتنی لیاقت پیدا کرلی کہ ۱۴ سال کی عمر میں کچہری دیوانی حیدر آباد میں زمرۂ اہل قلم میں مامور ہوئے اور نظم و نثر کی طرف توجہ کرنے کا موقع ملا۔ ۱۸ سال کی عمر تھی کہ والد فوت ہوگئے۔ اس کے بعد حکیم مرزا قمر الدین علی کے فیض صحبت سے علم طب اور نظم و نثر میں مہارت پیدا کی۔ اس عہد کے مشہور خوشنویس مرزا ابو طالب سے خط شکستہ میں مشق و مزاولت بہم پہنچائی۔ ان کے فرزند مرزا ابو تراب سے بھی استفادہ کیا۔ سید محمد اور شاہ علی عباس حسینی سے تصوف کے رموز حاصل کئے۔ شاہ جان اللہ سے جو اس زمانے میں چار مینار کے تہہ خانے کی محراب میں گوشہ نشین تھے اور کسی سے بات نہ کرتے تھے، شاہ سر یجن سے جو قصبۂ امراباد میں تھے اور شاہ عبد الرزاق سے جو قصبۂ میدک میں ایک بزرگ تھے روحانی فیض حاصل کیا۔ موخر الذکر نے ان کے پاس ایک فارسی اور ایک اردو شعر لکھ بھیجا تھا۔ اردو شعر یہ ہے ؎

بہار صبح چل آتی ہے تجھ پاس جو تیرے حسن کو خورشید الکل

جنگ مرہٹہ میں جب مسکیں کو مشکل در پیش آئی تو انہی بزرگ کی توجہ سے محفوظ رہے تھے۔ ایک درویش معمور شاہ قصبہ سیر (قریب اورنگ آباد) کے کوتوالی چبوترہ کے پاس بیٹھے رہتے تھے مسکیں پر مہربان تھے۔ ان کا قطعۂ تاریخ وفات لکھا ہے ؎

چو کرد معمور شاہ درویش کامل زمقدم اہل جنت را سرافراز
بجستم سال تاریخ وفاتش بگفت ہاتف بجنت رفت باناز

فرقۂ گوسائیں کے بعض مہربان بزرگوں کا بھی حال لکھا ہے۔ نواب سلطان نواز خاں قاہر جنگ بہادر کی سرپرستی کا ذکر کیا ہے اور نواب نظام علی خاں سے چہار صدی منصب اور خطاب رائے عطا ہونے کا حال بھی بیان کیا ہے۔ نواب آصف جاہ کے زمانے میں مچھلی پٹن، نظام پٹن، مصطفٰے نگر، راجمندری اور کاکی ناڈا کی سوانح نگاری کی خدمت پر مامور رہے تھے۔ نواب شجاع الملک کی مدح میں قصیدے اور قطعات تواریخ لکھے جن کے صلے میں خدمت دیوانی سرکار ایلگندل، رائے گیر، اور بلغرٹپ پر مامور ہوئے۔ مرشدزادہ نواب عالی جاہ کے دربار میں بھی معزز و ممتاز رہے۔

ان کے تین بھائی سداشنکر، ہرشنکر اور مہاشنکر اور چار بہنیں تھیں۔ یہ سب ان سے عمر میں چھوٹے تھے مگر ان کی زندگی ہی میں فوت ہوگئے۔ پہلے دو بھائی علم ہندی اور سنسکرت میں بڑے ماہر تھے۔ سب سے چھوٹے بھائی مہاشنکر کو اپنے خاندان کی بیت الغزل کہتے ہیں اور چونکہ وہ لاولد مرگئے اس لئے ترتیب دیوان فارسی و ہندی کے بعد ان کی یادگار کے طور پر یہ نکات مسکیں مرتب کی ہے۔ اور اپنے برخورداروں لالہ بالاشنکر و بندو شنکر اور ہمشیر زادوں اور دختر زادوں کو مطالعہ کی ہدایت کی ہے۔

اس کتاب کو سال کے بارہ مہینوں کی طرح بارہ فصلوں پر منقسم کیا ہے۔ جو یہ ہیں :-

۱۔ کلمات نصائح ۲۔ مکاتیب مبارکباد ۳۔ شکریہ مناجات ۴۔ تعریف و توصیف خداوندان نعمت و باغ و عمارت ۵۔ خطوط اظہار شوق ملاقات وغیرہ ۶۔ مراسلات و روداد حالات۔ ۷۔ خطوط عیادت و تعزیت ۸۔ اسناد خدمات و قبالہ جات ۹۔ صنایع و بدایع شعر ۱۰۔ علم حساب ۱۱۔ فرہنگ معنی الفاظ و کنایہ وغیرہ ۱۲۔ خاتمہ کتاب و تاریخ اتمام۔

آغاز۔ "حمد و سپاس بیقیاس خداوند ذوی العظمت والاکرام کہ بیامن تربیت پرورش خوش نطفۂ معدوم و ناہموار را بدرجہ اشرف المخلوقات رسانید۔"

اختتام۔ "اقامت نیست ممکن اندریں دار فنادایم دریں جا ہر کہ آمد رفت پرسیدیم دنیا را زیادہ چہ نویسد۔"

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ بہت ہی قدیم غالباً مصنف ہی کی یا ان کے عہد کی کتابت ہے۔

اس کتاب میں دکن کی تاریخ اور کلچر کی تحقیقات کرنے والوں کے لئے بہت اہم اور نادر معلومات محفوظ ہیں۔ اس کی تاریخ تالیف اس طرح نکالی ہے۔

"چو سن تاریخ ایں منظوم ومنثور بہ پرسیدم زہاتف گفت منظور۔ از لفظ منظور

تاریخ تالیف ایں نسخہ استفادہ می گردد۔"

یہ مخطوطہ نواب عنایت جنگ بہادر کا عطیہ ہے۔ اور انہوں نے اس کے سرورق پر تحریر فرمایا ہے:۔

"کتاب نکات سکیں مولفہ رائے بھوانی پرشاد ولد مادھو رائے۔ در عہد

غفراں مآب بعہدہ بخشیگری وقایع نگاری سرفراز بود۔ تاریخ تالیف منظور۔

عنایت جنگ ۱۳۴۲ھ۔"

اس میں نام مولف بھوانی شنکر کی جگہ بھوانی پرشاد لکھا گیا ہے۔ بھوانی پرشاد حیدرآباد کے ایک اور بزرگ تھے جو اسی زمانہ میں موجود تھے اور ان کے حالات تاریخ گلزار آصفی میں صفحہ ۲۵۹-۲۶۰ پر درج ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے بزرگ تھے۔

یہ مخطوطہ قدیم دیسی کاغذ پر شکستہ خط نستعلیق میں خاص اہتمام سے لکھا گیا ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی میں لکھے گئے ہیں۔ غالباً ناقص الآخر ہے۔ جگہ جگہ حاشیوں پر اضافے کئے گئے ہیں۔

۱۰۵ ورق۔ ۱۴ اسطور فی صفحہ۔ ½۸" × ۴"۔

۸۶۸۔ تفسیر قرآن مجید۔ قریب ۱۲۵۰ھ۔ نثر و نظم اردو

کسی دکنی بزرگ نے قرآن شریف کے تیسویں پارے کی اردو نثر میں تفسیر لکھی ہے اور ساتھ ساتھ اپنے اشعار بھی مفہوم کی وضاحت کے لئے درج کئے ہیں۔ یہ مخطوطہ مکمل ہے مگر نہ دیباچہ ہے نہ ترقیمہ۔ معلوم نہ ہوسکا کہ اس کے مولف کون تھے اور انہوں نے صرف تیسویں پارہ ہی کی تفسیر لکھی ہے یا اور پاروں کی بھی لکھی تھی۔ کاغذ کتابت اور روشنائی کے لحاظ سے ۱۲۵۰ھ سے قبل کی کتاب معلوم ہوتی ہے۔ اس میں جگہ جگہ جو ابیات ہیں ان میں سے چند بطور نمونہ درج ہیں ؎

باقی نہ رہے کس کی خبر بے خبری پر
ستارو و خود آوے گا جب پردہ دری پر

صانع سے کہاں راز انوکا رہے مخفی
باطن میں جو ہیں اپنے مقر بے ہنری پر

باغ دنیا گرچہ یا خورسند ہے
ہات سے باد خزاں کے بند ہے

گرچہ یک ناں ہی پے دنیا کے نہ بھول
چرخ کے خوانوں میں قرصیں چند ہے

خدا دیا ہے تجے گر تونگری میں دخل
او مال گور تک ہیگا رفیق بعد عمل

اگرچہ امر مقدر ہے عاقبت بالخیر
بدی کے شعبدے اکثر ہیں پیش اہل دول

ابتدا۔ "ہرگاہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دعوت ظاہر کئے اور قرآن خلق اللہ کے تئیں سنائے اور روز قیامت کا خوف بتلائے۔ کفار نبوت میں حضرت کی اور نزول میں قرآن کی اور بحث میں موت کی آپس میں اختلاف کو پیغمبر سے پوچھتے تھے اس پر اللہ تعالے فرمایا ہے عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ۔"

اختتام۔ "ولا الضالین۔ اور نہ راہ ان گمراہوں کی جو تیرے حبیب کی رسالت کے قایل نہیں۔ آمین یعنے ایسا ہی ہوئیو۔ قول فرشتوں کا ہے۔ تمت تمام شد"

یہ مخطوطہ اہتمام کے ساتھ نیلگوں کاغذ پر سرخ جدولوں کے درمیان لکھا گیا ہے۔ قرآنی آیتیں خطِ نسخ میں جلی لکھی ہیں اور نستعلیق خط بھی نسخ آمیز ہے۔ پاک صاف اور کھلا لکھا گیا ہے۔

۴۷ ورق۔ ۱۵ سطور فی صفحہ۔ $\frac{1}{2}$ ۸" × ۶"۔

۸۶۹۔ شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل شاہ ولی اللہ۔ از مولوی خرم علی۔ قریب ۱۲۳۸ھ نثر اردو

مولوی خرم علی کی ایک اور اردو کتاب نصیحت المسلمین ۱۲۳۸ھ ادارے میں نمبر ۶۶۵ پر موجود ہے اور اس کا ذکر جلد اول صفحات ۱۷۷ و ۱۷۸ پر درج ہو چکا ہے۔ زیر نظر مخطوطہ در اصل مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب قول الجمیل کا اردو ترجمہ ہے۔ اس میں وعظ کے طریقوں کو بیان کیا گیا ہے۔

اس کی ابتدائی عبارت یہ ہے جس میں عربی آیات و احادیث کو حذف کر دیا گیا ہے:۔

"فرماتے ہیں نصیحت کیا کر۔ اگر نصیحت فائدہ دیوے تو۔ وعظ و نصیحت کو مگر وعظ کہنے والے کو چاہیئے کہ قصہ کہانیاں نہ بیان کرے کیونکہ نصیحت بلا قصص محمود ہے۔"

آخری عبارت یہ ہے:۔

"جس نے گانجہ یا بھنگ پیا تو گویا ایسا ہوتا ہے کہ اس نے اپنی ماں سے کعبہ میں فعل بد کیا۔ ایسا نہ بیان کرنا۔ پھر قصۂ کربلا ہو یا وفات کا یا کوئی اور ہو"

۸ ورق۔ ۹ سطور فی صفحہ۔ ۸" × ۶"۔

۸۷۰۔ رسالۂ جراحی۔ از ڈاکٹر جانسٹن۔ ۱۲۸۰ھ۔ نثر اردو

اس مخطوطے میں ڈاکٹر جانسٹن کے رسالۂ جراحی کا اردو ترجمہ شامل ہے۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے یا ڈاکٹر جانسٹن نے خود اردو میں یہ کتاب لکھی تھی۔ مخطوطہ بہت ہی

بے پروائی کے ساتھ رواروی اور عجلت میں شکستہ خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔

ابتدا ۔ "باب اول جراحی کے امراض ۔ مقامی ہیرپیماں کا بیان ۔ ہیرپیماں کو کنجیشن بھی کہتے ہیں۔ کنجیشن سے مراد یہ ہے کسی جائے میں خون رکنے کا بہ سبب کثرتِ خون جمع ہو ۔"

اختتام ۔ "پاوں کی انگلیوں کی کوئی بھی نلی انجش کو نکالنا ہو تو اسی ترکیب پہ نکالنا کہ جس ترکیب پر ہاتھ کی انگلیوں کا نکالتے ہیں ۔"

ترقیمہ ۔ "تمت تمام شد بالخیر ۔ بروز پنجشنبہ بتاریخ بست پنجم ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۰ھ بروقت یک و نصف ۔ کتاب سرجری بتالیف اوستاد ڈاکٹر جانسٹن صاحب بہادر باتمام رسید ۔"

کاتب نے اپنا نام اور مقام کتابت نہیں لکھا ۔

۱۵۱ ورق ۔ ۱۳ اسطور فی صفحہ ۔ "۸ × "۶ ۔

۸۷ ۔ بیاض منقبت و مراثی ۔ از کافی ۔ بہبود ۔ بلہار ۔ ضیغم وغیرہ قبل ۱۳۰۰ھ ۔ نظم اردو

یہ بیاض ۱۳۰۰ھ سے قبل مختلف کاتبوں محمد سلطان الدین، شیخ محمود، محمد سلطان اور شیخ احمد نے لکھی ہے ۔ اس میں ۲۵ سے زیادہ اردو شاعروں کا کلام نقل کیا گیا ہے ۔ زیادہ تر کلام کافی، بہبود، بلہار اور ضیغم کا ہے ۔ الطاف اور دستگیر کی تین تین، خیالی، عمر، ستی، وطن، شافی، لطیف، ظہور علی، اور تکفیر کی دو دو، اور ہنیا، یوسف، سید قاسم، اخگر، خیر، خواجہ، افضال، عباس، مقبول، شکوہ، اور جمشید کی ایک ایک نظمیں یا غزلیں درج ہیں ۔

افضال کے "شہادت نامۂ مولانا محمد زماں خاں شہید" کا ایک اور نسخہ بھی ادارے میں مخطوطہ نمبر ۸۳۰ پر موجود ہے اور اس کا ذکر اسی جلد میں گذر چکا ہے ۔ اس میں ۵۰۹ ابیات ہیں ۔

دستگیر کا "شادی نامۂ حضرت فاطمہ علیہا السلام" ایک طویل مثنوی ہے جس میں ۲۱ ابیات ہیں اس کا آغاز و اختتام اس طرح ہوتا ہے ؎

ابتدا ۔ بادب سنئے اسے اے دوستاں ۔۔۔ فاطمہ کی ہے یہ شادی کا بیاں
یہ وہ شادی ہے کہ جس کے فضل سے ۔۔۔ عاصیاں نارِ جہنم سے بچے

اختتام ۔ جان و دل اس شاہ پر قربان ہے ۔۔۔ عاصیوں پر حق کا یہ احسان ہے
قید گنہ میں ہے یہ اسطور اسیر ۔۔۔ اس کو بچا لیجو مرے دستگیر

سنی کی ایک نظم "کرامت غوث اعظمؒ" بھی بہت طویل ہے۔ یہ ۱۵۰ ابیات کی ایک مثنوی ہے۔

ابتدا۔ با وضو لیکر قلم لکھتا ہوں میں حمد خدا — بعد ازاں کر ادا نعت نبی صلے علےٰ
بعد اس کے کر کے کچھ توصیف سب اصحاب کا — میں کرامت غوث کی لکھتا ہوں با صدق و صفا

اختتام۔ غم نہ کھا رکھ دل کو خوش ہر حال اے سنی مدام — اک نہ اک دن تجھ پہ فیض غوث جاری ہووے گا
ہووے گا اس ذات کا جب فضل تیرے حال پر — کچھ نہ ہووے گا کبھی ہونے کچھ نہ کچھ ہو جاوے گا

خیر کا قصیدۂ نعت بھی اس بیاض کی ایک طویل نظم ہے جس میں ۴۷ شعر ہیں۔ پہلا اور آخری شعر یہ ہے ؎

مطلع۔ الصلوٰۃ اے سایۂ پروردگار — والسلام اے شافع روز شمار
مقطع۔ کیوں نہ بر آئیں مطالب خیر کے — ہے رسول اللہ پر دل سے نثار

اس بیاض میں ضیغم کی ۴ نظمیں (۹۴ اشعار) ہیں جن میں سب سے طویل ۴۲ ابیات کی ایک مثنوی ہے جس میں "ہرنی کا قصہ" لکھا ہے۔ یہ بہت مشہور ہے۔ ابتدائی و آخری بیت یہ ہے۔

ابتدا۔ ہیں محمدؐ رحمت للعالمیں — ان کا ثانی کوئی دنیا میں نہیں
اختتام۔ ہے یہی ضیغم کی اب ہر دم دعا — خاتمہ بالخیر ہو یا رب مرا

بلہار کی بھی چار نظمیں ہیں جن میں ۹۲ اشعار ہیں۔ سب سے طویل نظم "کرامت غوث اعظم" ۴۲ اشعار پر مشتمل ہے اس کا پہلا اور آخری شعر یہ ہے۔

ابتدا۔ ہے یہ روایت سنئے میاں — بحر کرامت ہے غوث صمداں
اختتام۔ تو بھی بلہار حضرت پہ ہر بار — تجھ پہ مدد ہے محبوب سبحاں

مقبول کا ایک مرثیہ ہے جو ۶۰ اشعار (مسدس کے ۲۰ بند) پر مشتمل ہے اس کا آخری بند یہ ہے ؎

مقبول اب خموش کہ حالت تباہ ہے — بے چین غم سے دخت رسالت پناہ ہے
بزم عزا میں شورش و افغان و آہ ہے — سبط نبی کے مہر کی تجھ پر نگاہ ہے
ہاں غم نہ کھا کہ وقت سعادت قریب ہے
اب کے برس میں روضہ کا بوسہ نصیب ہے

اس بیاض میں سب سے زیادہ کلام کافی کا ہے۔ میر عباس علی خاں کافی عہد ناصر الدولہ کے مشہور شاعر تھے۔ شاہ یار الملک کے عزیز اور بیگن پلی کے جاگیر داروں میں سے تھے۔ چندو لال کی مدح میں قصیدے لکھے تھے۔ ۱۲۳۷ھ میں فوت ہوئے۔ (تفصیل کے لئے دیکھو گلزار آصفی ص۲۵۶) اس بیاض میں

جو کلام ہے اس کے بارے میں یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ انہی کا ہے۔ ممکن ہے کہ ان کے بعد کے کوئی اور شاعر ہوں۔ اس بیاض میں کافیؔ کی ۳۶ غزلیں اور ۹ بندوں کا ایک مخمس ہے۔ جملہ تعداد اشعار ۲۸۶ ہے۔ کسی غزل میں ۱۱ شعر سے زیادہ نہیں ہیں۔ اور اکثر غزلیں نعت و منقبت میں ہیں بعض غزلوں کے مقطع یہ ہیں ؎

اس کو کافی ہے مغفرت کا صلہ ــــ جس نے کی آپ کی ثنا خوانی
تمامی درد و رنج و غم ہیں کافیؔ ــــ ہماری تو دوا ہیں صاحب حوض
اب بغیر از زیارتِ نبوی ــــ اور کافیؔ کا مدعا ہی نہیں

یہ بیاض نیلگوں انگریزی کاغذ پر خوش خط نستعلیق میں لکھی گئی ہے کہیں تاریخ کتابت درج نہیں ہے۔

۱۳۹ ورق۔ کسی صفحے پر دس اور کسی پر کم یا زیادہ شعر ہیں۔ ۹" × ۴"۔

۸۷۲۔ مجموعہ کلام عقلاںؔ۔ قبل ۱۲۴۴ھ۔ نظم اردو

آصف جاہ رابع نواب اکبر علی خاں سکندر جاہ متوفی ۱۲۴۴ھ اور ان کے جانشین ناصر الدولہ کے عہد کے یہ ایک درویش شاعر تھے جو فطری ذوق سخن رکھتے تھے جیسا کہ اس مخطوطہ سے ثابت ہوتا ہے۔ تذکرۂ عطائے تمکیں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے شاگرد بہت کثیر تعداد میں تھے۔ مخطوطہ میں ان کی نظمیں، قصیدے، مخمس، مسدس اور مختلف قسم کے ترکیب بند محفوظ ہیں جن میں سے بعض بہت طویل (کئی سو اشعار پر مشتمل) ہیں۔ تقریباً تین ہزار سے زیادہ اشعار اس مجموعہ میں موجود ہیں۔ زیادہ تر نظمیں حضرت علی کی تعریف میں ہیں یا شہدائے کربلا علیہم السلام کے مرثیے ہیں۔ دو نظمیں ایسی ہیں جن میں عقلاںؔ نے اپنے عہد کی تاریخ اور کلچر کو محفوظ کر دیا ہے۔ ایک نظم میں حیدر آباد کے محرم کی تفصیلات اور علم سرطوق کے جلوس اور فقیروں کے گروہوں کے حالات اور خصوصیات بیان کی ہیں۔ اس نظم کا خلاصہ یہ ہے:

محرم کی آٹھویں تاریخ کو اذنی تمام شہر کے فقرا میں اعلان کرتا ہے کہ جلدی کرو اور جلوس میں شریک ہو جاؤ۔ اس کے ساتھ ہی شہر کے خاص و عام فقیر ہاتھوں میں برچھے لے کر اور اپنے اپنے گروہ کا لباس پہن کر صف بصف جمع ہونے لگتے ہیں۔ جب نشان کا ہاتھی نکلتا ہے اور طبل بجنے لگتے ہیں تو لوگوں کو معلوم ہو جاتا ہے کہ حیدر نگر (حیدر آباد کو محمد قلی قطب شاہ کی طرح عقلاںؔ نے بھی حیدر نگر لکھا ہے) میں علم سرطوق کی سواری نکل رہی ہے۔ فقیروں کے دونوں سرگروہ اجالا شاہ اور معصوم شاہ اپنے اپنے فقیروں کو سات لیکر با ادب چلتے ہیں۔ شاعر اور مدح خواں اپنی اپنی نظمیں اور فصاحت زبان فقرا

اپنی اپنی منقبت باواز بلند پڑھتے ہیں فقیروں کے عہدہ دار بھنڈاری، کوتوال، نقیب سب اپنی اپنی خدمت راستہ میں انجام دیتے رہتے ہیں۔

شاہ غلام علی اپنے گروہ الفہ پوش کے ساتھ نظر بر قدم اور دم بہوش چلتے ہیں۔ نیک خو مدح شاہ کے گروہ میں صندل کی بو مہکتی رہتی ہے اور یہ لوگ مسلسل مدح و ثنا پڑھتے رہتے ہیں اور باواز بلند نعرۂ حیدری لگاتے رہتے ہیں۔ اس جلوس میں اودھوت شاہ اپنی عجیب و غریب سج دھج کے ساتھ بھالے کی جھونک پر دونوں ہاتھ رکھ کر بالکل خاموش چلتے ہیں۔ نوجوان شاہ دلدار علی جو اپنے عرف غلام نبی سے مشہور ہیں اپنے بوقلموں رنگ رنگ کے فقیروں کو صف آرا کر کے نکلتے ہیں۔

حق شناس فقیر شاہ فدائی حسین اپنے بدن پر کاہو کے رنگ کا سُرخ لباس پہنے رہتے ہیں اور اپنے گروہ کے ساتھ منقبت پڑھتے ہیں۔

غریب شاہ کے ساتھ نادر فقیر ایسے کم عمر اور خوش لقا ہیں کہ تمام امیر و وزیران کو دیکھنے کی آرزو کرتے ہیں۔ یہ لوگ ایک بے نظیر مدح پڑھتے رہتے ہیں۔

صاحب کمال پنجتن شاہ اپنے سفید بانے کے لباس میں اپنے آگے ایک بے مثال حسینی ملنگ رکھ کر قال کہتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔

شیریں سخن گلزار علی نے حسین وحسن کے لئے ترک لباس کرلیا ہے وہ اسی حال میں اپنے فقیروں کی صفوں کے ساتھ منقبت پنجتن پڑھتے رہتے ہیں۔

فقیروں کے مدار المہام مشتاق حسین بہت ہی عمدہ لباس فقر میں سج کر اپنے گروہ کا عمدہ حلقہ باندھ کر نکلتے ہیں۔ مسکین شاہ اپنے سبز رنگ بانے والے فقیروں کے ساتھ صف آراستہ رہتے ہیں۔ شاہ مخدوم حسین اور بے نظیر شاہ کے گروہ ایک دل ہو کر ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ غرض فقیروں کی رنگا رنگ ٹکڑیوں کا حال بیان کرنے میں شاعروں کا ناطقہ بھی بند ہو جاتا ہے۔

ایک گروہ سوال کرتا ہے تو دوسرا گروہ جواب دیتا ہے۔ کوئی رنج و غم کے اشعار پڑھ کر دل کو جلا کر کباب بناتا ہے تو کوئی ادب کے ساتھ منقبت بوتراب پڑھتا ہے۔ کئی صفیں ملنگوں کی ہوتی ہیں جو سیاہ، عباسی اور سُرخ رنگوں سے اپنے جسم کو رنگ کر اچھلتے کودتے رہتے ہیں۔ بعض لوگ چنور اور چتر لئے چلتے ہیں۔ کسی کے سر پر بلوری آویزے لٹکتے ہیں اور کوئی کڑے بجاتے رہتے ہیں۔ جلوس کی آفتابیاں ایسی نظر آتی ہیں جیسے کہ موسم نیساں میں ابر کی گھٹا چھا جاتی ہے۔ روشنی کے باعث رات میں لوگ کہنے لگتے ہیں کہ دن نکل آیا۔ اس جلوس پر تیلیوں سے عبیر نچھاور کیا جاتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ طوفان کے وقت زمین سے غبار اُٹھ رہا ہے۔

فقیروں کے استاد حضرت سید رضا ارشاد فرماتے رہتے ہیں کہ حرکت میں رہو ٹھہرو نہیں۔

عبدالصمد خاں کے فرزند عبدالعلی جلوس کی پشت پر اپنے بہادر رفیقوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر مخالفوں کے دل میں کھلبلی مچ جاتی ہے۔ غرض اس دھوم دھام کے ساتھ تمام فقیر عاشور خانہ حسینی علم کے سامنے جاکر فاتحہ پڑھتے ہیں۔

اس مسدس میں ۲۷ بند ہیں۔ آخری بند یہ ہے ؎

الغرض اس دھوم سے سارے فقیراں ہم　　فاتحہ دیتے ہیں جا پیش حسینی علم
تو بھی چل عقلاں وہاں سر کو بنا کر قدم　　دیویں تجھے تا حسین اس کا صلہ از کرم
آج یہ حیدر نگر عاشق باری کا میل
نکلا ہے سر طوق کی خاص سواری کا میل

ایک نظم میں اپنے زمانہ کی بے طوری اور فضل و کمال کی ناقدری کا نقشہ کھینچا ہے۔ یہ غالباً عہد ناصر الدولہ کی سیاسی و سماجی بے چینی کا مرقع ہے۔ شہید دہلوی نے بھی اس دور کی مذمت کی ہے جس کا بیان مخطوطہ نمبر ۲۱۷ کے سلسلہ میں گذر چکا ہے۔

عقلاں کی اس نظم کے چند منتخب شعر یہ ہیں۔

یہ الٹ ایام جو بے طور ہے راہی　　مسرور رہیں گمراہ　　اجلافوں کو توفیق ہوئی صحبت شاہی　　اور سایہ خرگاہ
ہے ان دنوں گشتی نجابت تباہی　　بے طرح سے واللہ　　اب چشم کرم کیجئے از بہر الٰہی　　اے نائب اللہ
ہرگز نہیں پوچھے ہے کوئی علم و ہنر کو　　جز فعل خوشامد　　نابود جہاں سے کیا انسانیت اثر کو　　برپا ہے ہوا کد
پوچھے ہے زبس ایکساں کنکر و گہر کو　　امرا جو ہیں بے حد　　تکریم کریں لوچ غلاموں کی قدر کو　　اشراف ہوئے رد
الفرض یہ پوشاک جو کوئی بزم میں جاوے　　درزی ہو کر قصاب　　بس دیکھتے ہی جھٹ انہیں لینے کو آوے　　ہر راجہ و نواب
ددتاؤں سے دیوانوں کو ملتے ہیں جو توڑے　　بنگئے وہ نوکر　　ادنے جو پیادے تھے وہ اب چڑھتے ہیں گھوڑے　　مندیلوں کو بھکر
حیراں ہیں سپاہ اور بہادر نے نائی　　وصلوں کے تئیں کس　　نوکر وہ ہے کیدم میں کہ جس کی کوئی نائی　　ہے جلنے سفارش

یہ نظم بشکل مسدس ہشت ادلکھی گئی ہے۔ اس میں ۱۵ بند ہیں۔ اسی طرح ۲۰ کے قریب نظمیں ہیں اور چونکہ عقلاں کا کلام کسی اور کتب خانہ میں اب تک نہیں ملا اس لئے یہ مجموعہ بہت ہی قابل قدر ہے۔

عقلاں کے کلام کے درمیان میں مرزا رزاق بیگ فیاض کی بھی تین نظمیں موجود ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کے استاد ہوں گے یا قریبی دوست۔ مجموعہ نغز میں قدرت اللہ قاسم نے ۱۲۲۱ھ میں لکھا تھا کہ ایک عبدالرزاق فیاض حیدرآباد میں مقیم ہیں۔ ان کا پورا نام مرزا عبدالرزاق بیگ تھا۔ اور گمان غالب یہ ہے کہ یہ عقلاں کے استاد ہوں گے۔ ورنہ ان کا کلام عقلاں کی نظموں کے درمیان درج نہ ہوتا۔

ورق ۵۵ پر یہ عنوان قایم کیا ہے :-

"قصیدہ در شان حضرت رسالت پناہ من تصنیف مرزا رزاق بیگ متخلص فیاض۔"

اس کے ساتھ ۶۳ شعر کا ایک قصیدہ نقل کیا ہے جس کے ابتدائی اور آخری شعر یہ ہیں ؎

اے نور خدا ذات نبی روح مجسم | پایا ہے شرف تیرے تولد سے ہی آدم
دولت سے تری نعت کے اے خواجۂ سلطاں | بیت اللہ ہے فیاض کی ہر بیت منظم
ہر چند گنہ گار ہوں یا شافع امت | بخشا کہ شفاعت ترے اوپر ہے مسلم

اسی طرح اور دو قصیدے اوراق ۵۸ اور ۱۲۱ پر بھی درج ہیں - ان میں جملہ ۳۸ شعر ہیں - ورق ۸۰ پر ان کا ایک مسدس شروع ہوتا جس میں ۱۳ بند ہیں - اس کا پہلا اور آخری بند یہ ہے ؎

شاہا تو وہ ہے شیر خدا کا مہابلی | جو کھم میں جب کبھی ہیں محمد سے نجلی
پہنچا معاً کمک کو پڑی رن میں کھلبلی | ہوئی فتح کافروں پہ تری تیغ جب چلی

یا قاہر العدوی و یا والی الولی
یا مظہر العجائب و یا مرتضیٰ علی

تو نائب خدا ہے محمد کا جانشیں | پائے رواج تجھ سے جہاں میں رسوم دیں
سر رکھ زمیں پہ کہتا ہے فیاض کمتریں | نفریں کرو عدو کو مرے - مجھ کو آفریں

یا قاہر العدوی و یا والی الولی
یا مظہر العجائب و یا مرتضیٰ علی

یہ بیاض شکستہ نستعلیق خط میں لکھی گئی ہے - اشعار کے نمبر سرخ روشنائی میں لکھے ہیں - کوئی ترقیمہ نہیں ہے - ۱۲۵۰ھ کے قریب کی کتابت ہے -

۱۳۶ ورق - فی صفحہ کہیں ۱۴ اور کہیں ۸ شعر - ۹" × ۵" -

۸۷۳ - بیاض کلام جعفری - عاصی - سحر - ذبیح وغیرہ قریب ۱۲۵۰ھ نظم فارسی و اردو

یہ بیاض اردو اور فارسی نوحوں، سلاموں اور مناقب حضرت علی کا ایک مجموعہ ہے - اس میں پہلے جعفری، ہمدم، مصنف، شمس علا، وفائی اور کاشی کی فارسی نظمیں درج کی گئی ہیں - اور ان کے بعد عاصی، افسردہ، آفریں، سحر، جعفری، عشق، میران اور ذبیح کا اردو کلام نقل کیا گیا ہے - فارسی حصہ میں جعفری کی ۹ اور دوسرے شعرا کی ایک نظم مسدس ہے - اس کا امکان ہے کہ یہ بیاض خود جعفری کی مکتوبہ ہو - اس لئے کہ ان کی بعض نظموں میں کاٹ چھانٹ اور اصلاح کی گئی ہے - جعفری ایک اچھے قصیدہ گو شاعر تھے - ان کے ۳ قصیدے ہیں جن میں تقریباً ۷۵ شعر ہیں - باقی مثمن اور مخمس ہیں -

اردو حصہ میں سحر کی ۳، عاصی اور ذبیح کی ۲، اور باقی شعرا کی ایک ایک نظمیں شامل ہیں -

جعفری جن کی ۹ فارسی اور ایک اردو نظم شریک ہے غالباً میر باقر علی دہلوی ہیں جو قمر الدین منت کے بیٹے تھے۔ تذکرۂ ذکا، تذکرۂ قاسم اور گلشن بے خار میں ان کا ذکر موجود ہے۔ ان کا جو اردو مخمس اس بیاض میں محفوظ ہے اس میں ۱۷ بند ہیں۔ پہلا بند یہ ہے سے

ایماں کے برج کا ہے قمر مرتضیٰ علی کعبہ کے دُرج کا ہے گہر مرتضیٰ علی
ہے علم کے مدینہ کا در مرتضیٰ علی فردوس قرب حق کا شجر مرتضیٰ علی
احمد کے نقل دل کا ثمر مرتضیٰ علی

سحر کا نام محمد خلیل خاں تھا۔ تذکرۂ قاسم میں ان کو ساکن دکن لکھا گیا ہے۔ ایک اور بعد کے شاعر محمد ظہور علی کا تخلص بھی سحر تھا جو فیض کے شاگرد تھے۔ اس بیاض میں ان کے ۳ مخمس ہیں۔ جن میں جملہ ۳۲ بند ہیں۔ ایک مخمس کا آخری بند یہ ہے سے

یا مرتضیٰ علی اے شہنشاہ ذوالکرم تیرے نشان عشق کے ہیں سحر کو بہم
رخ زرد آہ سرد ہے لب خشک چشم نم ہے نت نگاہ دم پر اور ہوش بر قدم
ہردم ہے تیری یاد کا دم اے ابو تراب

عاصی تخلص کے کئی شاعروں کا حال تذکروں میں ملتا ہے۔ رحیم الدین خاں عاصی حیدرآبادی اور لطف علی خاں عاصی منصبدار فیض کے شاد تھے۔ ایک عاصی کرم علی دہلوی تھے جو پٹنے میں رہتے تھے مرزا بچھو فدوی کے شاگرد تھے۔ چوتھے عاصی رامپوری تھے۔ پانچویں عاصی وہ نعت گو شاعر تھے جن کا ذکر جلد سوم صفحہ ۱۶ میں بیاض نمبر ۲۷۰ کے سلسلہ میں آیا ہے۔ اس میں ان کی ۹ شعر کی ایک غزل محفوظ ہے۔ قصیدہ کا مطلع اور مقطع یہ ہے سے

کہا کر منقبت اے دل ثنائے شیر یزدانی ہے اس پر لافتا نازل بذات جل سبحانی
کہے ہے عاصی بکرنگ رکھو امید حیدر سے کروں جا کر بلا میں شاہ شہدا کی ثناخوانی

آفریں تخلص ایک شاعر شیخ قلندر بخش ساکن سہارنپور تھے۔ تذکرۂ ذکا اور تذکرۂ سرور میں ان کا نام ملتا ہے۔ اس بیاض میں جن آفریں کا کلام محفوظ ہے وہ نہ معلوم یہی آفریں تھے یا کوئی اور۔ اس بیاض میں انہوں نے ۱۸ بند کے ایک مسدس میں حضرت عباس کی مدح لکھی ہے۔ اس کا آخری بند یہ ہے سے

اے آفریں بس جلنے دے یہ شکوہ طرازی کر مختصر اس قصۂ مجمل کی درازی
کیا چیز ہے یہ چرخ جو دیوے تجھے بازی والی ترا ہر آن میں ہے وہ شہ غازی
جو محرم اسرار خفی اور جلی ہے
نام اس شہ کونین کا عباس علی ہے

میر اسمٰعیل علی خاں ذبیح لکھنوی حکیم میر نواب کی اولاد میں تھے۔ مرزا محب علی طولانی کے شاگرد تھے۔

حیدر آباد آنے کے بعد میر علی حسن اشک سے تلمذ اختیار کیا۔ ان کے بھی دو سلام اس بیاض میں سرخ روشنائی سے لکھے ہوئے ہیں۔ ان کے مطلع یہ ہیں ؎

لہو جگر کا جو اشک بن کر الم میں شہ کے ٹپک رہا ہے
تو طائر دل ہر اہل مجلس کا مثل بسمل پھڑک رہا ہے
ہوا ہے حاصل شرف یہ منبر پہ مدح شاہ زماں سے ہم کو
کہ داد ملتی ہے بزم غم میں سخن کی اہل زباں سے ہم کو

اس بیاض میں نظموں کے درمیان میں ان شہدائے کربلا کی ایک طویل فہرست بھی درج ہے جو حضرت امام حسین کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔ اسی طرح سے فاتحہ و نیاز کے طریقے بھی فارسی میں لکھے گئے ہیں۔

یہ بیاض مجموعۂ کلام عقلاں کے ساتھ اسی بیاض میں دوسری طرف سے لکھنی شروع کی گئی تھی۔ ان دونوں کے درمیان متعدد اوراق خالی چھوڑ دئے گئے ہیں جن میں سے بعض پر مختلف کاتبوں نے کچھ کچھ شعر لکھے ہیں اور اپنے دستخط بھی کئے ہیں۔ مگر اصل بیاض کے کاتب کا نام اور سنہ کتابت معلوم نہ ہو سکا۔

۴۷ ورق - ۱۰ شعر فی صفحہ - ۹" × ۵" -

۴۸۷ - عشرت کدۂ آفاق - مہاراجہ چندو لال شاداں - قریب ۱۲۳۰ھ - نظم و نثر فارسی

مہاراجہ چندو لال شاداں (۱۱۷۵ - ۱۲۶۱ھ) حیدر آباد کے علم دوست اور مشہور وزیر اعظم تھے۔ ان کی داد و دہش اور قدر دانی ارباب کمال کی تمام ہندستان میں اتنی شہرت تھی کہ اس دور میں حیدر آباد چندو لال کا حیدر آباد کہلاتا تھا۔

ان کی اس مشہور کتاب عشرت کدۂ آفاق کا ایک اور عمدہ نسخہ ادارے میں نمبر ۲۷۳، ۴۴۴ پر موجود ہے۔ اور وہ خود انہی نے تیار کرا کے رزیڈنٹ حیدر آباد کے سر دفتر عظیم الدین خاں کو اپنے دستخط کے ساتھ بطور تحفہ بھجوایا تھا۔ (جلد دوم صفحہ ۲۰۴)۔

مہاراجہ کا اردو دیوان بھی نمبر ۵۹۷ پر موجود ہے تفصیلات کے لئے دیکھو جلد سوم صفحہ ۱۰۴۔

زیر نظر نسخہ بھی انہی کی زندگی میں لکھا گیا ہے۔ مگر ناقص انگریزی کاغذ پر کتابت کی گئی تھی جس کی بنا پر اب وہ کاغذ جگہ جگہ سے لوٹ رہا ہے اس نسخے کو جلٹن کا غذ لگا کر محفوظ کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہ مکمل کتاب ہے اس میں تینوں حصے یعنے حالات، حکایات (نثر فارسی) مثنوی قصاید غزلیات اور قطعات (نظم فارسی) محفوظ ہیں۔

اس کے پہلے صفحہ کی لوح پر نواب عنایت جنگ بہادر کی مہر ثبت ہے جس پر "مصدر الطاف وعنایت حسین ۱۳۳۶ھ" کندہ ہے۔ سرورق پر نواب صاحب کی حسب ذیل تحریر موجود ہے:-

"عشرت کدۂ آفاق مولفہ مہاراجہ چندو لال آنجہانی۔ جس میں حالات بزرگان راجہ موصوف، چند حکایات نثر و منظوم۔ مثنوی و دیوان شاداں مکمل۔ سنہ کتابت سنہ ۱۲۳۶ ہجری۔"

ادارے میں نواب صاحب موصوف نے بطور عطیہ داخل کیا ہے۔

ورق۔ ۱۵ سطور فی صفحہ۔ $11\frac{1}{2}" \times 7"$۔

۸۷۵۔ رسالۂ دعا۔ قبل سنہ ۱۳۰۲ھ۔ اردو نثر

اس مختصر سے اردو رسالے میں دعا کی ضرورت اور اس کے فائدے بیان کئے گئے ہیں۔ مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ عربی حمد و نعت کے بعد اردو نثر کی اس طرح ابتدا کی ہے:-

"روشن ہووے کہ دعا جڑ ہے عبادت کی۔ اور دعا پکارنے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا اللہ صاحب نے۔ ادعو ربکم تضرعاً وخفیۃً۔ پکار کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ زبان سے چپکے بولتے جانا۔ اور دل سے گڑگڑاتے رہنا۔ اور یہ دونوں کی ملاوٹ کے بغیر دعا قبول نہیں ہوتی۔"

اختتام۔ "روایت ہے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے۔ کہا جو شخص دوست رکھے کہ پورا دیا جاوے اوس کو اجر اوس کا قیامت کے دن پس چاہیئے کہ ہو آخر کلام اوس کا اس کی مجلس سے سبحان ربك رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین۔"

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ البتہ اس کے ساتھ جو عربی دعائیں اور فارسی تشریح درج ہے اس کے آخر میں سنہ ۱۳۰۲ھ تاریخ کتابت لکھی ہے۔ صاف نستعلیق خط میں یہ رسالہ لکھا گیا ہے۔

۱۰ صفحات۔ ۱۷ سطور فی صفحہ۔ $9\frac{1}{2}" \times 6"$۔

۸۷۶۔ ادعیہ و اوراد۔ سنہ ۱۳۰۲ھ۔ نثر عربی و فارسی

اردو رسالۂ دعا (نمبر ۸۷۵) کے ساتھ یہ فارسی رسالہ بھی شریک ہے جس کو خاص اہتمام کے ساتھ دوہری سرخ جدولوں کے درمیان نہایت اعلیٰ پایہ کے نستعلیق اور نسخ خط میں لکھا گیا ہے۔ ابتدا اس طرح کی گئی ہے۔

"خواجہ عبداللہ انصاری روایت کند از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ ایں دعوات انبیا و صلحا کہ باری تعالےٰ در قرآن مجید ذکر کردہ است ہر روز یک بار بخواند باری تعالےٰ دہ چیز اور ادر دنیا دہد و دہ چیز در آخرت۔"

اختتام۔ "نوع دیگر برائے دفع ضرر مار و گژدم و دیگر درندگاں وغیرہ بوقت صبح و شام سہ بار بخواند و برخود دیدنی است۔ (اس کے بعد خط نسخ میں عربی دعا لکھی ہے)"

ترقیمہ۔ "تمت ۱۲۰۰ھ ہجری۔"

۱۸ ورق - ۱۰ سطور فی صفحہ - $9\frac{1}{2}'' \times 6''$ -

۸۷۷ - مرثیۂ امام حسین - خواجہ ہمّت علی خاں ہمّت - قریب سنہ ۱۲۱۰ھ - نظم اردو

خواجہ ہمّت علی خاں ہمّت عہد نظام علی خاں آصف جاہ ثانی میں حیدر آباد کے ایک اچھے شاعر تھے۔ جو ارسطو جاہ کے درباری صاحبان کمال میں شامل تھے۔ انہوں نے ارسطو جاہ کی تعریف میں جو قصیدے لکھے تھے ان کو شاہ تجلی نے سنہ ۱۲۱۵ھ میں اپنے "مجموعۂ فصاحت" میں شامل کیا ہے جو رکاڈز آفس حیدر آباد میں محفوظ ہے۔

زیر نظر مخطوطے میں امام حسین علیہ السلام کا ایک مرثیہ لکھا ہے جس کے آخر میں ارسطو جاہ کے لئے بطور خاص دعا کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس مرثیہ کا سبب تالیف ہی یہ ہے۔ اس مرثیہ میں ۲۲ بند ہیں بشکل مسدس لکھا گیا ہے۔ پہلا بند یہ ہے۔

ارے کور فلک تو بتا تری آنکھوں میں ابر سے چڑھی یہ سیاہی ہے کیا
ترے دیدوں سے سوجتا نہیں ہے ذرا کیسا حادثہ روئے زمیں پہ ہوا
جلا خیمے کو اس کے اندھیر کیا بنا واسطے جس کے یہ ارض و سما
کٹا اس کے نواسے کا پیاسا گلا وہ خلیفہ علی کا امام جو تھا
میت اس کی زمین پہ ڈال دیا اوس کے سر نے سناں پہ قرار لیا
شہر اجڑا مدینہ دمشق بسا ابوسفیاں کے پوتے کا تخت بچھا

آخری بند جس میں اعظم الامرا ارسطو جاہ کے لئے دعا کی ہے، یہ ہے ۔

دونوں ہاتھ دعا کو اے ہمّت اٹھا، کیجے عرض ادب سے سر اپنا جھکا
کہ اے داورِ ارض و سما بخدا، ہوے رستم دوراں پہ فضل و شفا
رہا جیتا دکن میں یہ شاہ سدا، مدد اعظم الامرا کو آلِ عبا
رہے ہند و دکن کا یہ حکم روا، لیوے راج عدو کا بزور چھنا

تو ہے ہمت مقبل حضرت شاہ ، تو ہے واصفِ آلِ رسول اللہ
ہیں شبیر و شبر ترے پشت و پناہ ، تجھے بخشیں گے عزت و جاہ زناہ

کوئی ترقیمہ نہیں ہے ۔ صرف تمام شد لکھا ہے ۔ کاتب کم سواد ہیں ۔ بطور بیاض اس مرثیہ کو نقل کیا ہے ۔ مولوی احمد اللہ خاں صاحب بی ۔ اے ، بی ایڈ مدرس ہائی اسکول گولکنڈہ کا عطیہ ہے ۔

۲۲ صفحات ۔ فی صفحہ ایک بند ۔ "۹ × "۴ ½ ۔

۸۷۸ ۔ کلیات زٹلی ۔ میر جعفر علی زٹلی ۔ قبل سنہ ۱۱۰۰ھ ۔ نظم فارسی و اُردو

میر جعفر علی (سنہ ۱۰۶۸ھ ۔ سنہ ۱۱۲۵ھ) ولد سید عباس نارنولی ایک ایسے جدت پسند اور بے باک شاعر تھے جن کا کلام زبان و بیان اور واقعات کی نادر پیش کشی کے باعث اُردو زبان میں زندہ رہے گا ۔ ان کے والد کا انتقال بچپن ہی میں ہو گیا تھا ۔ اپنے چچا میر سرور کی نگرانی میں تھوڑی بہت تعلیم پائی اور تلاش ملازمت کے لئے نکل کھڑے ہوئے ۔ اورنگ زیب کے فرزند کام بخش کی فوج میں نوکر ہو گئے اور اس سلسلہ میں عرصہ تک دکن اور خاص کر حیدر آباد میں مقیم رہے یہاں گولکنڈہ اور بیجاپور کے اُردو شاعروں کے کلام اور شعر و سخن کی محفلوں سے استفادہ کیا اور شعر و سخن میں دلچسپی لینے لگے ۔ زیادہ تر ہجویں اور فحش کلام لکھتے تھے ۔ آخر اسی کی پاداش میں شہنشاہ فرخ سیر نے ان کو قتل کرا دیا ۔

میر جعفر علی کی مکمل کلیات انڈیا آفس کے کتب خانے میں راقم الحروف نے دیکھی تھی ۔ وہ بہت ضخیم ہے اور تین حصوں میں تقسیم ہے ۔ زیر نظر مخطوطہ میں ان کی جو نظم و نثر شریک ہے وہ منتخب معلوم ہوتی ہے ۔ یہ ان کی پوری کلیات نہیں ہے ۔ یہ مخطوطہ رقعات سے شروع ہوتا ہے ۔

اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے :۔

"افیم کا گھوڑا آٹھوں گانٹھ کمیت ۔ کافوری ریوڑی کا پاکھر ہزار میخی کا زین مصری کا چابک ۔ پونڈی گانڈے کا بھالا بند جٹ کر دو دہ سیس وضو کر کے بٹ ملائی کی جانماز بچھا کر دو رکعت نماز پڑھتے ہیں ۔ جٹ گھوڑے کی پیٹھ لاگتا ہے آگے جا جنگل میں کیا دیکھتا ہے کہ مکھیاں رہزنی اور شرارت اور غل کرتیاں ہیں گوڑ دھانے کے کھیت میں سیس دہ پٹیری کا رکھوالا بولا کہ صاحب بستی کی راہ جانا ۔"

اس طرح دو تین رقعات ہیں ۔ ان کے بعد اخبارات دیوان خاص لکھے ہیں ۔ جن کو بطور روزنامچہ کے قلم بند کیا ہے ۔ اس کا آخری جملہ یہ ہے :۔

"بچو بیگ ولد اشلغ بیگ خاں را بہ پشت مقبرۂ شیخ چلی مقرر شد ۔"

اس کے بعد حصۂ نظم شروع ہوتا ہے۔ پہلے جواب رقعہ بہ نظم کے عنوان سے ایک منظوم خط لکھا ہے جس کی ابتدائی و آخری ابیات یہ ہیں سے

ابتدا۔ شنولے برادر سخنداں عزیز — اٹل نار نولی تو ئی با تمیز
کتابے فرستادہ بودی رسید — ترا عمر بادا و دولت مزید
اگرچہ منم در زٹلی نامور — تو ہم سفتۂ خوب سلک گہر

اختتام۔ تجھے دے خدا پھول پھل دودھ پوت — کہ او ہست یحی الذی لا یموت
تمہارا ہمارا اگر ہو ملاپ — جیبیں کچھ عرض کر سکوں بے حجاب
بس است ایں سلام و کلام و پیام — کہ فاتحہ دلیل است خیر الکلام

دوسری نظم شاہ حاتم کی ہجو میں لکھی ہے جس میں اکثر اشعار میں فحش الفاظ بھی استعمال کئے ہیں۔
شاہ ظہور الدین حاتم دلی کے پہلے شاعر تھے جنہوں نے دلی اور نگ آبادی کے اتباع میں اردو دیوان مرتب کیا تھا۔ وہ ایک درویش لاابالی تھے۔ معلوم نہیں کس بات پر زٹلی ان سے ناراض ہو گئے۔ بطور قصیدہ ۳۰ شعر لکھے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی "تعریف اورنگ زیب بادشاہ" لکھی ہے جس میں ابو الحسن تانا شاہ اور سکندر عادل شاہ بیجاپور کا ذکر بھی کیا ہے۔ یہ نظم بہت اچھی ہے۔ اس میں مدح اورنگ زیب کے ساتھ اس کے چاروں شاہزادوں کی مذمت بھی لکھی ہے۔ اس کے چند منتخب شعر یہ ہیں۔

مدح اورنگ زیب

زہے دھاک اورنگ شاہ بلی — در اقلیم دکھن پڑی کھلبلی
دریں پیر سالی و ضعفِ بدن — مچائی دھما چوکڑی در دکن
مہا سور جو دھا بلی بے بدل — چو البرز قایم چو پربت اٹل
زہے حکمت شاہ اورنگ زیب — لڑاوے کٹاوے بفن و فریب
زہے بادشاہ فلک اقتدار — چو سیماب یک جا ندارد قرار
سکندر کے گھر بیچ ڈیرا دیا — چو ہنونت بل بیر پھیرا کیا
سراندیپ میں خوب کھانڈا کیا — جہاں روٹنا بیل مانڈا کیا
سکندر حسن کے بجن پائے کر — دکھن کے نکھن کھو دیئے دھائے کر
زہے بادشاہے او جھنڈوا دھوت — بلے ولی نعمت کے تھے چار پوت
اگر یک پسر بر سر رہ بود — شہنشاہ راسکہ بر مہ بود
دگر نہ چہ چارہ حسن شاہ را — کہ گرداندام شہنشاہ را
سکندر چہ باشد کہ سر بر کشد — لباس کبوتر کہ در بر کشد

چہ جٹ مل کہ دعوائی رائی زند　　چہ کھٹمل کہ بر چارہ پائی تند
چہ دانہ کہ از آسیا رم کند　　چہ مینڈک کہ با فیل ٹکر زند
چہ بیجاپور است وچہ کرناٹک است　　چہ آں گولکنڈہ کہ یک پھاٹک است
چہ جمشید مرزا چہ عبدالرؤف　　کہ دیکھے مٹا تھوک سے جیوں حروف
ولیکن کہ ناکس منافق پسر　　نمودند ابتر ہمہ پدر
نخستیں کلاں تر چہ پاکھنڈ کرو　　ہمہ کارو بار پدر بھنڈ کرد

اس قصیدہ میں ۶۸ شعر ہیں ۔ اس کے بعد طوطی نامہ ۔ ہند نامہ ۔ ہجو شاہزادہ کام بخش ۔ تسلی نامہ ۔ قصیدۂ شہر آشوب ۔ نسخۂ قوت باہ ۔ مناظرہ اور دیگر نظمیں درج ہیں ۔ ان تمام نظموں کے آخر میں کسی اور کاتب نے "مناقب جناب مرتضوی" میں کسی دوسرے شاعر کا ایک مخمس نقل کیا ہے جس میں ۹ بند ہیں ۔ اس کا پہلا بند یہ ہے ؎

میری مدد کو پہنچیے یا مرتضیٰ علی　　باللہ میں ہوں دل سے فدا مرتضیٰ علی
مقبول ہو یہ میری دعا مرتضیٰ علی　　افواج فکر میں ہوں گھرا مرتضیٰ علی
ہے کون میرا آپ سوا مرتضیٰ علی

ورق ۔ ۱۴ سطور فی صفحہ ۔ نظم کے ۱۶ شعر فی صفحہ ۔ ½۷" × ½۵" ۔

۸۷۹ ۔ مثنوی گل گلشن ۔ از عرب ۔ قبل ۱۲۵۰ھ ۔　　نظم اردو

یہ ایک غیر معروف مثنوی ہے جو کسی غیر معروف شاعر عرب کی تصنیف ہے ۔ چونکہ ناقص الآخر ہے ۔ اس لئے اس کے مصنف کے بارے میں معلومات حاصل نہ ہوسکیں ۔
مثنوی کی زبان سے پتہ چلتا ہے کہ جنوبی ہند کے کسی شاعر عرب نے ۱۲۵۰ھ کے قبل لکھی ہوگی ۔
اس مخطوطہ میں اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے ؎

عشق کا کچھ عجب ہے رنگ بہار　　راحت و رنج ہیں ہزار ہزار
جس کے دریا کے تئیں کنارہ نہیں　　جوش پر جوش ہے قرار نہیں
عشق ہے یا بلا ہے آفت ہے　　جس میں سو سو طرح کی حالت ہے
عشق ہے یا بلا ہے یا کہ جنوں　　جس کے کیسے ہیں رنگ گوناگوں
عشق میں ہے ہزار ہا آفت　　اس کے سہنے کی کس میں ہے طاقت

اس طرح عشق سے متعلق ۱۹ ابیات لکھنے کے بعد شاعر اپنا تخلص اس طرح استعمال کرکے قصہ شروع کرتا ہے ؎

بس عرب عشق کی ثنا کرنا | دل کہا قصہ ابتدا کرنا
ایک اقلیم کا شہہ والا | مرتبہ جس کا سب پہ تھا بالا
ہات تھا اس کا ابر گوہر بار | جس کا حاتم تھا ایک خدمت گار

یہ مثنوی بغیر حمد و نعت و منقبت شروع کردی گئی ہے۔ قصہ اکثر اُردو مثنویوں کی طرح بادشاہ کے لاولد ہونے کے واقعے سے شروع کیا ہے۔ پھر بڑی مشکل سے ایک لڑکی پیدا ہوتی ہے۔ جس کی شادی ایک بے تن کے سر سے مجبوراً کرنی پڑتی ہے۔ شادی کے تین روز بعد لڑکی کی غفلت سے وہ سر غائب ہو جاتا ہے اور دلہن اس کے فراق میں بیمار ہو کر والدین کے گھر پہنچتی ہے۔ غرض تمام فوق فطری مضامین بیان کئے گئے ہیں۔

یہ مخطوطہ معمولی خط نستعلیق میں انگریزی نیلگوں رنگ کے کاغذ پر سنہ ۱۲۷۵ھ کے قریب لکھا گیا ہے۔ ناقص الآخر ہے اس لئے کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ ان ابیات پر یہ مخطوطہ ختم ہوتا ہے ؎

بعد ساعت کے وہ سر اول | جس کو قدرت دیا تھا عزوجل
سر جو تھا بادشاہ کا وہ داماد | شاہزادی کا موجب دل شاد

اس مثنوی کے کسی اور نسخہ کی موجودگی کا علم نہ ہو سکا۔ یہ اب تک بالکل غیر معروف ہے۔

ورق ۔ ۱۵ سطور فی صفحہ ۔ ½۸" × ½۵" ۔

کلام اُردو

۸۸۰ - شہر آشوب - از مرزا محمد تقی - قریب سنہ ۱۳۰۰ھ -

کمال الدین ابو المکارم مرزا محمد تقی ولد مرزا قاسم علی فائز ایرانی النسل شاعر اور ادیب تھے۔ ان کے دادا محمد رضا بیگ رشتی نواب نظام علی خاں آصف جاہ ثانی کے عہد میں شاہزادۂ ایران محمد علی خاں کے ساتھ حیدرآباد آئے تھے اور پھر یہیں رہ گئے تھے۔ ان کے والد اعلےٰ درجہ کے خوش نویس اور عالم و شاعر تھے اور مختار الملک کے استاد۔ سلطان العلما آغا سید علی شوستری سناد الملک کہتے تھے کہ اپنے کمالات کے لحاظ سے فائز ثانی مرزا کوچک وصال شیرازی ہیں۔ سنہ ۱۳۰۲ھ میں فوت ہوئے اور دائرہ میر مومن میں مدفون ہوئے۔ ان کا کلام اور حالات مرزا تقی جمع کر رہے تھے اور شایع کرنا چاہتے تھے۔ (تفصیل کے لئے دیکھو تزک محبوبیہ جلد دوم ضمیمہ دفتر ہفتم صفحہ ۲۵ -)

تقی بھی علوم نجوم، عروض و قافیہ، تاریخ و سیر اور صرف و نحو کے ماہر تھے۔ نواب عماد الملک نے کتب خانۂ آصفیہ میں ان کو مامور کیا تھا۔ اُردو اور فارسی دونوں میں شعر کہتے تھے فارسی میں اپنے والد فائز اور طوبےٰ سے اصلاح لی اور اُردو میں شعلہ سے۔ فارسی میں قصائد و غزلیات کا ایک دیوان اور تواریخ کا ایک دیوان مرتب کر لیا تھا۔ اور اُردو کا دیوان بھی مرتب تھا۔ علم قافیہ میں ایک ضخیم

کتاب الشافی فی تنقید القوافی اور مجبوب الامثال لکھی تھیں جو غالباً نہیں چھپیں ۔ دارالشفا میں رہتے تھے ۔ ان کے حالات تزک محبوبیہ جلد دوم دفتر ہفتم صفحہ ۴۳۳ پر درج ہیں ۔

زیر نظر مخطوطہ ان کی ایک طویل نظم ہے جو بشکل مسدس لکھی گئی ہے اور اس میں اپنے عہد کی خرابیوں اور مدک اور بھنگ کے اڈوں اور ان کے استعمال کرنے والوں کے حالات اور خرابیاں بیان کی ہیں اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے ۔

ساقی پلا شراب کے بدلے مدک مجھے ۔ در کار نیشکر ہیں بجائے گزک مجھے
تکلیف دے نہ خانہ تمار تک مجھے ۔ دکھلا دے گاڑی خانے کی سیدھی سڑک مجھے

مجھ رند کا جو تیری توجہ سے کام ہو
مشہور نشائین میں تو نیک نام ہو

اس نظم میں جملہ ۹۱ بند یعنے ۲۷۳ شعر ہیں ۔ آخری حصہ میں بعض شعر فحش تک پہنچ گئے ہیں ۔ اپنے عہد کے عہدہ داروں کے حالات بھی لکھدئے ہیں اور ان کی ہجو ملیح نہایت عمدہ اور شاعرانہ انداز میں کی ہے ۔ ۱۳۰۰ھ کے قریب حیدر آباد کی جو سماجی حالت تھی اور سرکاری دفتروں میں جو طریقہ کار تھا اس کی خوب منظر کشی کی ہے ۔

آخری بند یہ ہے ؎

تلخی سے آسماں کی تقی دل دو نیم ہے ۔ آشوب غم سے حال نہایت سقیم ہے
زہر الم سے شکل عذاب الیم ہے ۔ کڑوا ہے کیوں مگر شجر بخت نیم ہے

دنیا (کرم خوردہ) ——— مجھے
اس باغ سے ملا بھی تو حنظل ملا مجھے

ترقیمہ ۔ " تمام شد بتاریخ ۱۱ جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۱ ہجری فقط "

یہ مخطوطہ مرثیوں کے طور پر شکستہ نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے ۔ ہر صفحہ پر دو بند ہیں ۔ کاغذ انگریزی ہے ۔ ممکن ہے کہ خود تقی کا مکتوبہ ہو ۔ ادارے میں مولوی احمد اللہ خاں صاحب بی ۔ اے ، بی ۔ ایڈ مدرس ہائی اسکول گولکنڈہ نے بطور تحفہ داخل کیا ہے ۔

۲۴ ورق ۔ ۱۱ سطر فی صفحہ ۔ "۶ × "½۸ ۔

۸۸۱ ۔ شمع دبستان ۔ از حسین علی صؔبر — منظوم لغت فارسی و عربی

خالق باری کی طرز پر عربی و فارسی کا یہ ایک منظوم لغت ہے جس کو حسین علی صؔبر نے تیرھویں صدی کے اواخر میں مرتب کیا ہے ۔ مصنف نے اپنا نام اور تخلص اور کتاب کا نام ان ابیات میں

لکھا ہے ؎

گر امام ثالث و اول کنی باہم تو جمع نام من اے یار پیش تو بود روشن چو شمع
کردم از صد جستجو شمع دبستان نام او باد در عالم نصیب جملہ فیض عام او
ہر کہ خواند یا نوید فائدہ یا بد تمام صبر از وچشم دعائے خیر دارد والسلام

یہ لغت بطور مثنوی لکھی گئی ہے۔ اس میں ۱۵۰ ابیات ہیں۔ مصنف کے بارے میں کوئی معلومات حاصل نہ ہوسکیں اور نہ کاتب و سنہ کتابت سے متعلق۔ نستعلیق شکستہ خط میں انگریزی کاغذ پر سنہ ۱۲۰۰ھ کے قریب کتابت کی گئی ہے۔ یہ نسخہ مولوی تمکین کاظمی صاحب کا عطیہ ہے جو انہوں نے دوسری کتابوں کے ساتھ ادارے میں داخل کیا ہے۔

آغاز۔ بعد انشائے ثنائے حق و نعت مصطفٰے وصف آل و مدح اصحاب و صفات اولیا
خاکسار کمترین بیچارۂ دلدادۂ بیکسے درماندۂ بر خاک رہ افتادۂ

اختتام۔ واجب آید ایں زواید وقت تحریر خطوط پیش منشی تا بود اے یار توقیر خطوط
انچہ از پیشینیاں در نسخہا مرقوم ہست صبر خستہ ایں زواید ساختہ منظوم ہست

۱۴ صفحات۔ ۱۱ سطور فی صفحہ۔ ″۱۱ × ″۹۔

۸۸۲۔ سوال و جواب از شاہ لگن۔ قبل سنہ ۱۱۰۰ھ۔ نظم اردو

بشکل سوال و جواب یہ ایک طویل نظم ہے۔ جس میں سوال کا حصّہ ایک قافیہ و ردیف میں اور جواب کا دوسرے قافیہ و ردیف میں بطور قطعات لکھا گیا ہے۔ اس کا موضوع تصوف اور انسان کے وجود اور مسئلہ فنا فی اللہ سے تعلق رکھتا ہے۔ نظم کے اوپر عنوان لکھا ہے "سوال از شاہ لگن" اور خود نظم میں شاہ لگن نے اپنا نام اس طرح لکھا ہے ؎

گر مریداں پیٹ بھرتے محض ان کا کھوٹ ہے جواب اس کا نیں دئیے تو شہ لگن کی چوٹ ہے

شاہ لگن کے بارے میں معلومات حاصل نہ ہوسکیں۔ چونکہ یہ نسخہ سنہ ۱۱۰۰ھ سے قبل شاہ امین الدین علی اعلٰے کے رسائل کے ساتھ نہایت قدیم کاغذ پر خط ثلث میں لکھا گیا ہے اس لئے قیاس غالب یہ ہے کہ شاہ لگن شاہ برہان الدین جانم کے مرید اور شاہ امین الدین کے ہم عصر ہوں گے۔

اس نظم میں ۹۳ شعر ہیں۔ ابتدا اس طرح کی ہے ؎

پیرزادے ہور فقیراں سب کو کہتا ہوں پکار کچھ نہ تھا منڈاں اول کیوں اتھا دو گنج کے ٹھار
آگ پانی خاک بارا کچھ نہ تھا جد آشکار کس طرح پیدا ہوئے بولو عناصر تن کے چار
قادریہ چشت سہروردی مدار چار گھر یہ سوال میرا ہے ادھار

جواب

تجھ سوالوں کے جواباں سن اے ناداں بکار — جب نہ تھا منڈان تب تھا خود بخود پروردگار
بعد ازاں نور نبی کوں کر کے پیدا کردگار — پھر اسی نور نبی سوں ہے عناصر آشکار
چار گھر پر توں سوالوں کا کیا تھا قرض بار — دے جواب نقد ہم نے دفع کیتے ہیں ادھار

اسی طرح پوری نظم میں سوال اور جواب لکھے ہیں ۔ یہ شاہ جانم کے ارشاد نامہ اور شاہ میراں جی کے خوش نامہ وغیرہ کا انداز ہے ۔ خاتمہ اس طرح ہوتا ہے ؎

یو عبث خاکی منافق سوں تجے تکرار اب — روز اول میں کیا گمراہ ان کوں آپ رب
تب تو فقرا ہور مشائخ سوں ہوے ہیں بے ادب — نیں سمجھتے حق کا نازل ہووے گا کیسا غضب

چار گھر پر تو سوالوں کا کیا تھا قرض بار
دے جواب نقد ہم نے رفع کیتے ہیں اُدھار

کوئی ترقیمہ نہیں ہے ۔ تمت تمام شد لکھ کر رسالہ گفتار شاہ امین (نمبر ۸۸۳) شروع کر دیا گیا ہے۔
۲ ورق ۔ فی صفحہ ۳۵ شعر ۔ ″۱۵ ½ × ″۵ ½ ۔

۸۸۳ ۔ گفتار شاہ امین ۔ شاہ امین الدین بیجاپوری ۔ قبل ۱۰۸۷ھ ۔ نثر اردو

شاہ لگن کے سوال و جواب (نمبر ۸۸۲) کے ساتھ یہ رسالۂ نثر بھی اسی خط میں مسلسل لکھا گیا ہے ۔ اس کا عنوان ہے :۔

"این گفتار حضرت شاہ امین الدین علی ولی صاحب الکرم شمس العشاق رحمۃ اللہ علیہ"

شاہ امین الدین علی اعلےٰ (متوفی ۱۰۸۷ھ) خلف شاہ برہان الدین جانم خلف شاہ امیر الدین میراں جی شمس العشاق بیجاپور کے ایک مادر زاد ولی اور بہت بڑے مصنّف تھے ۔ ان کے خاندان اور مریدوں اور معتقدوں کی متعدد تصنیفات نظم و نثر ادارے میں موجود ہیں ۔ شاہ امین کے قصائد، غزلیں اور مختلف کلام کے علاوہ حسبِ ذیل کتابوں کا ذکر مولوی عبد الحق صاحب نے رسالہ اُردو جلد ہشتم نمبر ۲۹ میں اور پروفیسر سروری صاحب نے فہرست مخطوطات جامعہ عثمانیہ میں کیا ہے ۔

۱ ۔ محبت نامہ ۲ ۔ مثنوی رموز السالکین ۳ ۔ نظم وجود ۴ ۔ گفتار شاہ امین ۵ ۔ گنج مخفی ۶ ۔ نور نامہ ۷ ۔ مدح شاہ برہان ۔

اُردو شہ پارے میں ان کے حالات درج کئے جا چکے ہیں ۔ اور دکن کے جملہ تذکرۂ حیات صوفیا و اولیا میں بھی ان کے خوارق عادات موجود ہیں ۔

زیر نظر رسالہ "گفتار شاہ امین" اُردو نثر میں ہے اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے :۔

"پیغمبر کوں شب معراج ہوا تو پیغمبر اللہ کوں پوچھے۔ یو سات طبق آسمان ہور سات طبق زمین کیا قدیم ہے یا جدید ہے۔"

خاتمہ اس طرح کیا ہے:

"آدمی کے وجود میں تین سو ساٹ گوشت کے ٹکڑے ہیں۔ تین سو ساٹ ہڈی تین سو سات رگ ہیں۔"

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ صرف تمام شد لکھ کر رسالہ معراج المحققین (نمبر ۸۸۴) لکھنا شروع کردیا ہے۔
۴ ورق۔ فی صفحہ ۳۵ سطور۔ ½۵ × ۱۵ ½۔

۸۸۴۔ معراج المحققین۔ از سید محمد قادری۔ قبل ۱۲۰۵ھ۔ نثر اردو

شاہ برہان الدین جانم اور شاہ امین الدین علی کے سلسلہ کے ایک بزرگ سید محمد قادری عرف شاہ بڑے صاحب ابن سید جمال الدین قادری ادھونی نے یہ طویل اردو رسالہ معراج نبوی کے موضوع سے شروع کرکے تصوف و عرفاں کے مضامین پر ختم کیا ہے۔ درمیان میں خواجہ بندہ نواز، شیخ سعدی اور دیگر بزرگوں کے اقوال و اشعار سے بھی اپنے مطلب کی صراحت کی ہے۔

یہ غالباً ادھونی کے رہنے والے بزرگ تھے۔ ان کے بارے میں مزید تفصیلات حاصل نہ ہوسکیں۔ یہ مخطوطہ رسالہ گفتار شاہ امین (۸۸۳) کے بعد ہی اسی خط ثلث میں لکھا گیا ہے۔ ابتدا قرآنی آیات متعلقہ معراج "سبحان الذی اسریٰ بعبدہ ..." سے کرکے اردو نثر اس طرح شروع کی ہے:—

"پاکی ہور بے عیبی اس کے تئیں ہے کہ طرف سیں کرامت کے لئے کیا اپنے بندہ کے تئیں کر او محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے شب کے تئیں مسجد حرام میں کر... مسجد کہ محیط ہور محرم کعبہ کی ہے۔ طرف مسجد کے جو دور ہے اہل مکہ سیں۔ یعنے بیت المقدس۔ او مسجد ایک کہ برکت کئے ہم گرداگرد اس کے۔ تب دکھلائی ہم نے اس کے تئیں دلایل سیں ہماری قدرت کے بدرستی کہ خدا ایک ہے۔"

آخری عبارت یہ ہے:—

"خدائے تعالےٰ کوں غایب جاننے میں خرابیاں بھوت ہے۔ ہور حاضر جاننے میں امن بھوت ہے۔ ہور حیات کا غیر او ہے۔ کہ خدا سوں غافل ہونا نفس ہور دنیا کی محبت جینا اس کا عین او سی ... کی صحبت سوں غافل ہونا۔

ہور خدا کی محبت میں ہمیشہ جیتے رہنا تو اس پر گواہی برہان الدین اعلیٰ کی سے
مرنا مرنا نہیں رے لوگاں جیونا سدا کال یو تن تون بوجھ لے روز میثاق کا حال "

ترقیمہ۔ " این رسالہ معراج المحققین تصنیف سید محمد قادری عرف شاہ بڑے صاحب
ابن سید جمال الدین قادری آدھونی ۔ تمت تمام شد تحریر فی التاریخ ہفتم
شہر ذالحجہ ۱۲۰۵ھ ہجری منمقام قلعہ پانگل در مہم ٹیپو سلطان ۔ "

۷ ورق ۔ ۳۵ سطور فی صفحہ ۔ ½ ۵ × ½ ۶ ۔

۸۸۵ ۔ وصل نامہ از شاہ امین الدین علی اعلےٰ ۔ قبل ۱۰۸۷ھ ۔ نثر اُردو

قدیم بیجاپوری اُردو نثر کا یہ رسالہ ناقص الآخر ہے ۔ اس کے مصنف کی ایک اور کتاب کا ذکر نمبر ۸۸۳ پر گذر چکا ہے ۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے :۔

" مرید ارشاد یاد رکھنا ۔ عارف ہوا تو پچھانے گا اے کتاب کا معنا ۔ دیکھنے بعد ماں باپ کے ۔ ... اول ناؤں وصل نامہ ۔ دسرا ناؤں ذکر نامہ ۔ تیسرا ناؤں وجود نامہ ۔ حدیث نبی من عرف نفسہ فقد عرف ربہٗ اس کا معنا یس ہیں اللہ کوں پچھانا ۔ اللہ کوں پچھانے سو اللہ کوں دیکھتے سو عارخاں اس کا بیان بولتے ہیں ۔ "

اس مخطوطے میں اس عبارت کے بعد اوراق غائب ہیں ۔

" بارے میں پانچہ گن ۔ ہلنا چلنا گاونا سمجھنا بھولنا ۔ ہوا میں پانچہ گن منگنا پن مہر بخیلی غصہ ڈر پانچہ عناصر پچیس گن آدمی کوں بولتے ہیں سب ملکر تیس جنساں ہوئے ۔ تیس سوں آدمی کا تن ۔ "

اس کے ساتھ ہی مخطوطہ نمبر ۸۸۶ لکھا گیا ہے ۔

۷۰ سطور ۔ ½ ۵ × ½ ۵ ۔

۸۸۶ ۔ قدیم بیاض دکنی ۔ نظم و نثر اُردو

مخطوطۂ معراج المحققین (۸۸۴) کے کاتب نے اس کو تمام کرکے بطور بیاض قدیم دکنی نظم و نثر کی کچھ اور عبارتیں نقل کی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے :۔

۱ ۔ رسالہ احدیت (نثر) یہ رسالہ بھی شاہ برہان کی تصانیف کے طور پر سوال و جواب کی شکل میں ہے ۔ اس میں ۴۵ سطریں ہیں ۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے ۔

"جان اے عزیز کہ کچھ نہ تھا۔ نہ آسمان تھا نہ زمین تھی نہ عرش تھا
نہ کرسی تھا نہ چاند نہ تارے تھے کچھ نہ تھا۔ اوذات حق سبحانہ تعالےٰ اپنے
سوں آپی تھا۔ اس حد تک کہ صفتاں کا ظہور بی نہ تھا نہ اپنی خبر رکھتا تھا
نہ اپنے غیر کی۔ سوال۔ کس واسطے خبر نیں رکھتا تھا۔ جواب۔ خبر رکھنا
صفات سوں تعلق رکھتا ہے۔۔۔"

اختتام۔ "پس تحقیق جان اے عارف جہاں سوں پیدا ہوا وہانچہ جذم
ہونے ہارا ہے۔ دسنے میں جدا جدا۔ جذم ہونے میں ایک۔ محمد است
بداں ببیں فہم قدرت تمام روشن کن۔ تمت تمام شد۔"

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ اس کے بعد نظم لکھنی شروع کردی ہے کہ ؎

توں ایس کوں حقیر بوجاکر — ہر کسے مثل پیر بوجا کر
بوریے کوں توبے ریائی کے — جوں سلیماں سریر بوجاکر

۲۔ غزل خاکی۔

اس میں ۸ شعر ہیں آخری شعر میں سید شاہ جمال اللہ قادری کی مدح کی ہے۔ مطلع و مقطع یہ ہے ؎

شکر للہ کہ مصطفیٰ پایا — مصطفیٰ عین مرتضیٰ پایا
خاک کی منقبت میں آ خاکی — یعنے اکسیر کا جلا پایا

۳۔ مخمس خاکی۔

اس مخمس میں ۵ بند ہیں۔ پہلا اور آخری بند یہ ہے ؎

میں ہوا ہیں پنے کا دیوانہ — یاد میں پن رکھا سو ہے دانا
شمع جیون اصل جیو ہے جانا — امر کے روح سوں ہو پروانہ
یوں یگانہ نہیں تو بیگانہ

خاکیا خاک کا ترا ہے خمیر — عین محبوب کی ہے پن تصویر
خاک یو عارفوں کی ہے اکسیر — سہل ہے اس کوں جس کا کامل پیر
کیمیا کر ایس کی ہو جانا

خاکی تخلص کے دو بزرگ دکن میں مشہور ہیں۔ ایک خاکی شاہ صاحب جن کا مزار حسین ساگر کے بند پر جانب سکندر آباد واقع ہے۔ یہ نواب عماد الملک مبارز خاں کے عہد صوبہ داری حیدرآباد میں زندہ تھے۔ روز بھنگ خانہ جاتے اور واپسی میں تالاب کے چوتھائی حصہ تک اپنے ساتھیوں کو ساتھ رکھ کر واپس کر دیتے۔ ایک روز ساتھیوں کو خیال ہوا کہ تنہا کہاں جاتے ہیں اور ہم کو

کیوں باصرار واپس کر دیتے ہیں معلوم کرنا چاہئے ۔ وہ بظاہر واپس ہوئے مگر چھپ کر ان کا پیچھا کرنے لگے تو دیکھا کہ وہ پانی پر چلتے ہوئے جا رہے ہیں ۔ تب سے ان کی بزرگی اور کرامت کی شہرت ہوئی ۔ سنہ ۱۱۳۰ھ میں وفات پائی اور اپنے ہی گھر میں مدفون ہوئے ۔ (محبوب ذی المنن حصۂ اول صـ ۳۲۱) ۔

دوسرے بزرگ حیدر بیگ خاکی تھے جن کے اجداد بدخشاں سے بعہد اورنگ زیب ہندستان آئے ۔ اور خاکی عہد نظام علی خاں میں دکن آکر ان کی بہن بخشی بیگم کی سرکار میں باورچی خانہ میں ملازم ہوئے ۔ وہاں کے داروغہ محمد وفادار خاں کی فرمایش پر ملکۂ مصر علیم النساء کا قصہ ایک مثنوی میں لکھا جس کا ۱۲۱۶ھ کا مکتوبہ نسخہ عبدالجبار خاں کو ملا تھا ۔ (محبوب الزمن جلد اول صـ ۲۹۴) ۔ انہوں نے ۱۲۵۷ھ میں وفات پائی ۔ مگر زیر نظر مخطوطہ چونکہ ۱۲۰۵ھ کا لکھا ہوا ہے اس لئے گمان غالب یہ ہے کہ مذکورۂ بالا غزل اور مخمس اول الذکر خاکی کی ہوگی ۔

۴ ۔ رسالہ نثر شاہ امین الدین علی اعلےٰ ۔ یہ ایک ناقص الآخر رسالہ ہے جس کا نام بھی معلوم نہ ہوسکا ۔ ممکن ہے کہ وصل نامہ ہو ۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے :۔

"(پہلی سطر کرم خوردہ) ... دوست طرف کی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الموت جسرٌ بوصل الحبیب الا (الی) الحبیب ۔ پیر پر معشوقیت کا مرتبہ ہے ہور مرید عاشقیت کا مرتبہ ہے ۔ ہور عاشق کا مرتبہ عبدیت کا قاعدہ ہے ۔ ہور دیکھ ذات ہے ۔"

آخری سطور :۔ "اوس ذکر جلی کا سگن ہور نرگن سوائے حال باہر کا جتیا آواز ۔"

۵ ۔ نظم شاہ امین ۔ یہ ایک ناقص الاول مثنوی کی چند ابیات ہیں ۔ اس کی چند بیتیں یہ ہیں ؎

میں امین میرا نام کیا شاہدی سوں کام
لاشریک مطلق ذات نے دستا سو سبع صفات

اس کے نیچے اردو نثر لکھی ہے جو غالباً شاہ امین ہی کے کسی رسالہ (غالباً گنج مخفی) کا حصہ ہے اس میں ایک جگہ لکھا ہے :۔

" دیکھ سوج احدیت امین شاہد سوچہ وحدت ۔ ہور امین نور سوچہ واحدیت ذات مخفی میں تھا قرار تھا ۔ اس قراریت میں تین ناؤں تھے ۔ امین دیکھ ، امین نور ، امین شاہد ۔ "

یہ سب رسالے (۸۸۲ تا ۸۸۶) ایک ہی کاتب نے خط ثلث میں ۱۲۰۵ھ میں لکھے ہیں۔
ان کے آخر میں مختلف ادعیہ و اوراد بھی شریک ہیں۔
۶ ورق۔ ۳۵ سطر فی صفحہ۔ ½۵" × ½۵"۔

نظم و نثر ترکی و فارسی

۸۸۷۔ فرہنگ ترکی و فارسی۔

یہ ترکی اور فارسی زبانوں کی ایک فرہنگ ہے جس میں مختلف عنوانوں کے تحت ترکی الفاظ کے فارسی مترادفات لکھے گئے ہیں۔ درمیان میں جگہ جگہ مصنف نے فارسی اشعار اور زیادہ تر رباعیاں لکھی ہیں جن میں حمد و نعت و مدح بادشاہ کے مضامین درج کئے ہیں۔ مگر نہ بادشاہ کا نام معلوم ہوسکا اور نہ مصنف کا۔ بعض رباعیاں درج ذیل ہیں۔ تاکہ آئندہ محققین کو اس کتاب کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے میں مدد مل سکے ؎

اے بصورت ہمچو ماہ وے بسیرت ہمچو عید — طالع فرخندہ سعد کوکب بختت سعید
ہستم از جاں بندہ ات اے خسرو عالی جناب — گرچہ داری ہمچو من چندیں غلام زرخرید
عمرہا بر اوج جاں کلک تصویری شکست — تا خیال خوب تو در دل ما نقش بست
نیستم زیادت غافل زانکہ با یاد تواند — بر تن مجروح من ہر عضو اعضاے کہ ہست
زباں قاصر بود در مدحت آں شاہ دیں پرور — شہ عادل دل فرخ رخ و شیر غضنفر فر
بود از مہر و مہ برتر برفعت پایۂ او... — کہ ہم شاہ فلک قدری و ہم شاہ بلند اختر

اصل لغت میں ہر ترکی یا فارسی لفظ کے نیچے ت یا ف سُرخ روشنائی میں لکھا گیا ہے۔

آغاز۔ "ایزی اتانیست تنکر خدائے — کہ یول راہ دو کورسا تکوجی رہنمائے
ریبعے جوے دسو آب تفراق داں خاک — بولوت ابر کوک آسماں بیسر جائے"

اختتام۔ "ییل اول یو ایل بیلتور اول آی بوایٔ اوبکن اول کن یوکون اوزوکون
سال دی سال امسال پارسال آن ماہ این ماہ آں روز امروز پری روز
تو بکون تنغلا ایندین یوساعت ایمدی"
دیروز فردا پس فردا این ساعت عین ساعت

ترقیمہ۔ "تمام شد کتاب فرہنگ ترکی۔ بخط کمترین بندگان محمد نقی۔"
مقام وسنہ کتابت درج نہیں ہے۔ ورق ۳۰ کے خاتمہ پر لکھا ہے۔ "مالک ممالک میاں شیخ علی احمد۔" اس ورق کے بعد پھر لغت کا آغاز کردیا گیا ہے۔
یہ نسخہ نواب عنایت جنگ بہادر کا عطیہ ہے۔ سرورق پر ان کے دستخط اور مہر "مصدر الطاف و عنایت حسین" ثبت ہے۔ قدیم دیسی کاغذ پر خوش خط نستعلیق میں کتابت کی گئی ہے

عنوانات اور زبان کی تصریح سُرخ روشنائی میں ہے۔
۷۴ ورق - ۹ سطور فی صفحہ - ½۹" × ½۵" -

۸۸۸ - بیاض رضا - از موسی رضا - قریب ۱۲۸۰ھ - نظم اُردو

میر رضاء الدین حسین خاں منصبدار شاگرد غلام مصطفےٰ اسخن حیدر آباد کے ایک مشہور شاعر تھے۔ مگر یہ بیاض کسی شاعر موسی رضا نے ۱۲۸۰ھ کے قریبی زمانہ میں لکھی ہے۔ یہ ناقص الاول ہے۔ یعنے ابتدائی ۲۸ ورق اس میں محفوظ نہیں ہیں۔ اس کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

۱ - واسوخت ربط - اس میں ۳۶ بند ہیں۔ مگر ابتدائی بند محفوظ نہیں ہیں۔ اس بیاض میں یہ مسدس اس بند سے شروع ہوتا ہے ؎

پر کہیں کیا بن آتی نہیں اب کچھ ہم سے — کیونکہ واقف ہیں محبت سے وفا سے غم سے
تلخ تریوں تو ہمیں زیست ہوی ہے ہم سے — لیکن ایک روز سنا ہے یہ کسی محرم سے
جو وفادار ہیں وہ جس کے ہوے اس کے ہوے
جو خوش اطوار ہیں وہ جس کے ہوے اس کے ہوے

اس واسوخت کا آخری بند یہ ہے ؎

آنکھ کھلنے سے بس ایک بار وہ جھگڑا نہ رہا — آنکھ مندتے ہی یہ جھگڑا بھی نہیں رہنے کا
ربط الفت نہ ہوی قہر ہوا ظلم ہوا — دل گیا صبر گیا ہوش گیا جی بھی گیا
رہ گئی ہے آہ مگر آٹھ پہر کرنے کو
کچھ نہ کچھ شغل ہوا عمر بسر کرنے کو

یہ غالباً بالا پرشاد ربط کا واسوخت ہے۔ وہ لکھنو میں پیدا ہوئے تھے۔ اور سن شعور کو پہنچنے کے بعد حیدر آباد آئے اور یہاں راجہ خوشحال چند کی دختر سے شادی کی اور ان کے اثر سے منصب مناسب پر مامور ہوئے۔ پھر مستقل طور پر حیدر آباد ہی میں رہ گئے مگر لکھنو کا بھی ایک دو بار سفر کیا اور مشاعروں میں شرکت کرکے داد سخن حاصل کی۔ محبوب الزمن جلد اول ص۴۷۳ اور تذکرۂ عطائے تمکین میں ان کے حالات درج ہیں۔

۲ - واسوخت بحر - یہ شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد رشید تھے۔ ان کا واسوخت بہت طویل ہے اس مخطوطہ میں ۳۳ بند موجود ہیں۔ ناقص الآخر ہے۔ ابتدا اس طرح کی ہے ؎

یا خدا عشق صنم کا کوئی بیمار نہ ہو — دم نکل جائے بلا سے پہ یہ آزار نہ ہو

شعلۂ حسن کبھی گرمیِ بازار نہ ہو — کھوٹے داموں کوئی یوسف کا خریدار نہ ہو

نہ رہے حسن پرستی کا مزا آنکھوں میں
ماہ رو داغ نظر آئے سدا آنکھوں میں

اس واسوخت کے ۳۳ ویں بند کے بعد اس بیاض میں ۶ ورق غائب ہیں۔

۳۔ قصیدۂ سودا۔ یہ ناقص الاول ہے۔ بحالت موجودہ اس میں ۵۲ شعر ہیں۔ آخری دو شعر یہ ہیں ؎

جو ترا دوست ہے اب آئینہ گیتی سے — اوس کی تمثال کبھو ہونے نہ پاوے منفک
کاتب دست قضا شکل عدو کی تیرے — صفحۂ ہستی سے جوں حرف غلط کر دے حک

۴۔ مخمس ظفر۔ یہ بہادر شاہ ظفر کا ایک مخمس ہے جو سودا کی غزل پر لکھا گیا ہے اس میں جملہ ۷ بند ہیں۔ آخری بند یہ ہے ؎

ہم کہتے ظفر ہوتی جو سودا سے ملاقات — کیوں کرتا بسر آہ و فغاں میں ہی تو اوقات
تنگ آ گئے ہمسایہ ترے کہتے ہیں یہ بات — سودا تری فریاد سے آنکھوں میں کٹی رات
آئی ہے سحر ہونے کو ظالم کہیں مر بھی

اس کے بعد چند صفحات خالی چھوڑ کر رضا نے اپنے ایک مادہ تاریخ پر مصطفےٰ علی خاں بہادر فرزند افسر الدولہ نے جو قطعہ لکھا تھا اس کو نقل کیا ہے۔

۵۔ قطعۂ تاریخ وفات میر جعفر۔

میر جعفر جو تھے خجستہ صفات — گئے دنیا سے سوے باغ جناں
پوچھا تاریخ جب میں ہاتف سے — داخل خلد ہو کہا رضواں
۱۲۸۰ھ

اس میں مادہ تاریخ رضا کا نکالا ہوا ہے۔

۶۔ تاریخ وفات وزیر علی مرثیہ خواں۔

از جہاں رفت چوں وزیر علی — مرثیہ خوانِ سید الشہدا
بہر تاریخ او چو پرسیدم — غفر آمد از سپہر ندا
۱۲۸۰

یہ تاریخ اور قطعہ دونوں مصطفےٰ علی خاں کی تالیف ہیں۔

۷- تاریخ تولد دختر شمشیر جنگ بہادر۔ منتہی نے نکو دختر سے نکالی تھی
۱۲۸۰

۸- تاریخ تعمیر کمان شیخ فیض - حیدر آباد میں محلہ یاقوت پورہ کے باہر یہ کمان اب تک موجود ہے۔ اس کی اور تاریخیں کلیات شہید دہلوی کے بیان میں اسی جلد میں گذر چکی ہیں۔ رضا نے اس کی تعمیر کا جو مادہ نکالا تھا اس کو نواب مصطفےٰ علی خاں بہادر نے اس طرح منظوم کر دیا تھا ؎

چونکہ زفیض علی شیخ فیض | بر سر راہ ساخت کمانے چناں
ہست کماں یا در باغ نعیم | یا بسجود است تن عابداں
گر دل طاق انگنی تاریخ شد | ہست در فردوس بریں ایں کماں

۹- تاریخ ولادت نبیرۂ اعتصام الملک - خود کاتب بیاض موسیٰ رضا نے یہ تاریخ نکالی ہے ؎
۱۲۸۰

بگیتی اعتصام الملک را چوں | نبیرہ داد خلاق دو عالم
رضا تاریخ میلادش نوشت | سعادت مند فرزندے مکرم
۱۲۸۰

اسی پر یہ بیاض ختم ہو جاتی ہے۔ کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ نہایت پاکیزہ خط نستعلیق میں لکھی گئی ہے۔ عنوانات سُرخ روشنائی میں ہیں۔
۵۰ ورق - ۱۱ سطور فی صفحہ - $9'' \times \frac{1}{2} 5''$ -

۸۸۹- کلیات سودا - مرزا رفیع سودا - قریب ۱۲۰۰ھ - کلام اردو

مرزا رفیع سودا کے کلام کے اور کئی مجموعے ادارے میں موجود ہیں جن میں سے نو کا ذکر اس سے قبل گذر چکا ہے اسی جلد کے صفحہ ۹۸ پر ان کے فارسی و اردو کلیات کا حال درج ہے۔ زیر نظر مخطوطہ غالباً سودا ہی کی زندگی میں بہت ہی جلی حروف میں نہایت اعلیٰ پایہ خط میں قدیم دیسی کاغذ پر لکھا گیا ہے۔ عنوانات نہایت عمدہ سُرخ روشنائی میں درج ہیں۔ یہ در اصل دیوان غزلیات ہے۔ قصائد اس میں شریک نہیں۔ صرف دو صفحے بعنوان "قصائدات" لکھ کر ان کے ایک مشہور قصیدہ کے ۱۱ شعر لکھے ہیں جس کا مطلع ہے ؎

ہے چرخ جب سے ابلق ایام پر سوار | رکھتا نہیں ہے دست عناں کا سک قرار

اس دیوان میں جملہ ردیفوں میں مکمل غزلیں ہیں۔ تحقیقی مقابلہ کے لئے یہ ایک نعمت ثابت ہوگا

ابتدا۔ مقدور نہیں اس کی تجلی کے بیاں کا — جوں شمع سراپا ہو اگر حرف زباں کا
پردے کو یقیں کیجے جو دردل سے اٹھا دے — کھلتا ہے اسی پل میں طلسمات جہاں کا
اختتام۔ صنعت کے مصور نے کھولا جو مرقع کو — اک اس میں تہ تیری سی تصویر نظر آئی
اس زلف کو جب دیکھا میں ہاتھ میں لے توڑا — سیری ہوی ہاتھی کی زنجیر نظر آئی

اس کے بعد ۱۰ رباعیاں اور دو بندوں کا ایک مخمس نقل کیا ہے۔ پھر پانچ صفحات خالی چھوڑ کر قصائد کا عنوان قائم کرکے دو صفحے لکھے ہیں۔ اس کے بعد ایک صفحہ خالی چھوڑ دیا ہے۔ پھر نئے صفحہ سے سرخ و کبود جدولوں کے ساتھ غزلیں لکھنی شروع کی ہیں۔ اس حصۂ غزلیات میں چار ورق ہیں۔ ان کا پہلا اور آخری شعر یہ ہے۔

ابتدا۔ دامن صبا نہ چھو سکی جس شہسوار کا — پہنچے کب اس کے ہاتھ ہمارے غبار کا
موج نسیم آج ہے آلودہ گرد سیں — دل خاک ہو گیا ہے کسی بے قرار کا
اختتام۔ اتنا کہاں ہے سوز طلب دل پتنگ کا — رکھتی نہیں ہے شمع بھی ایسا جگر کہ ہم

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ پہلے ورق پر "مالک رام ناتھ کول" لکھا ہوا ہے جو انہی کے قلم میں ہے۔ یہ مخطوطہ الہ آباد کے ڈاکٹر حفیظ سید صاحب نے ادارے میں دوسرے مخطوطات کے ساتھ بطور عطیہ داخل کیا ہے۔

ورق ۔ ۔ ا شعر فی صفحہ ۔ ۱۲" × ۷"۔

۸۹۰ - بیاض کلام صوفی اورنگ آبادی - قریب ۱۱۸۰ھ ۔ کلام اردو

صوفی اورنگ آباد کے ایک اردو شاعر تھے جن کا ذکر ضیاء الدین پروانہ نے اپنے ایک قصیدہ میں کیا ہے۔ (دیکھو جلد سوم صـ ۳۱۵) پروانہ کا شعر ہے ؎

رضا صوفی فتوت اور ہے اللہ یار ان میں — ضیا محبوب و کمتر سید و گوہر ہے عمانی

یہ بیاض خود صوفی ہی کی لکھی ہوی ہے اور اس میں ان کی مثنوی ۹ غزلیں، مخمس اور ہندی کلام شامل ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ مثنوی قیامت نامہ۔ اس میں ۱۰۴ ابیات ہیں جن میں قیامت کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ ابتدا اس طرح کی ہے ؎

السلام اے سرور دنیا و دیں — السلام اے رحمت للعالمیں
السلام اے کعبۂ کون و مکاں — السلام اے قبلہ گاہ انس و جاں

اختتام۔ آپ کے صدقے سے میرا کار ہو — رات دن حق کا وہاں دیدار ہو
اس دعا پر ختم ہے صوفی کلام — جلوۂ حق رات دن ہو والسّلام

۲۔ غزلیں۔ صرف چند ہی ہیں۔ پہلی غزل کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

مطلع۔ دل سے سب مفقود ہو گئی کرو فر کی احتیاج — طالب مولا کو ہے کب مال و زر کی احتیاج
مقطع۔ یاد آتا ہے سفر میں صوفی اپنا ہی وطن — اور وطن میں رہتی ہے اکثر سفر کی احتیاج

اس کے بعد ایک ہی زمین میں کئی غزلیں لکھی ہیں۔ ان کے مطلع ہیں ؎

پہلی غزل۔ حمد خالق نہ کرے کوئی تو بندہ کیا ہے — عجز ادراک سے ادراک ہے سمجھا کیا ہے
دوسری غزل۔ شور کیوں کرتے ہوئے لوگو خدا را کیا ہے — جان جانی ہے مری بولو تمہارا کیا ہے
تیسری غزل۔ کس زباں سے میں کروں حق کا حمد کیا ہے — سب ہے خالق کا دیا سمجھو تو میرا کیا ہے

ان تینوں غزلوں میں جملہ ۳۴ شعر ہیں۔ ایک غزل مکرر لکھی ہے۔

۳۔ مسدس۔ جس میں ۱۵ بند ہیں اور ہر بند میں ایک ہی فارسی شعر کی تضمین کی گئی ہے۔ پہلا اور آخری بند یہ ہے ؎

عشق واجب طلوع ہوا خورشید — جلوہ ایسا ہوا کہ دید و شنید
دیدۂ جاں سے کر کے میں بھی دید — وجد میں آ گیا بشوق مزید
کہ جہاں مظہر است وظاہر دوست
ہمہ عالم پر از تجلی اوست

مژدہ باد اے عشق کے عشاق — عشق سے ہو گئی ہے پر آفاق
عشق بازی میں صوفی بھی ہے طاق — دیکھو آؤ اے عشق کے مشتاق
کہ جہاں مظہر است وظاہر دوست
ہمہ عالم پر از تجلی اوست

۴۔ کلام ہندی۔ یہ مثلث مستزاد کے دس بندوں کی ایک ہندی نظم ہے جس کے ہر بند میں ایک ہی ہندی مصرعہ کی تضمین کی گئی ہے۔ اس کا پہلا بند یہ ہے۔

مورا نہیں نہ برسات اجڑ و رے برسات — ساگر ندیاں پورے سبھی جانے ہماری جات
اجڑ و رے برسات کھیر نسور سے برسات

۵۔ مثنوی مدح غوث صمدانی۔ اس میں صرف ۱۲ ابیات ہیں۔ ابتدا اس طرح کی ہے ؎

صبحدم اٹھ کے خواب غفلت سے — منہ کو اپنے گلاب سے دھولے

معمولی نستعلیق خط میں بطور بیاض یہ مخطوطہ لکھا گیا ہے اور خود مصنف کا مکتوبہ ہونے کے باعث اہم ہے۔
۸ ورق - ۱۲ شعر فی صفحہ - ۱۵″ × ۴″ -

۸۹۱ - مجموعہ مناقب - از برہان، منور، سبہ، مستعد اور امکان وغیرہ - کلام اردو

یہ تقریباً پندرہ سو صفحات کی ایک بہت ہی ضخیم بیاض ہے جس میں زیادہ تر برہان اور ان کے شاگردوں کی نظمیں (مناقب، نعت، مناجات، عشق اللہ اور تاریخی مثنویاں) شامل ہیں جن شعرا کی نظمیں ہیں ان کے تخلص (مع وضاحت تعداد نظم) یہ ہیں۔
برہان ۲۴۵ - سبہ ۱۰۹ - منور ۵۵ - مستعد ۲۷ - امکان ۱۳ - شیخ علی ۱۳ - عادل ۹ - قاسم ۷ - بے جگر ۶ - زاہد ۶ - شجاعت ۵ - گوہر ۴ - سائل ۳ - اور ضامن - سیلان - آزردہ - عاشق کی دو دو اور احسان - ابن احمد - نور - صالح - خنداں - مستحکم - میرن - مولائی - بہمن - واصل - عظیم - شرف - اچرک - بھنکار - امیر وغیرہ کی ایک ایک نظم شامل ہے۔ اور ان میں سے اکثر نظمیں بہت ہی طویل ہیں۔ اس طرح یہ بیاض دراصل ایک کتاب نہیں بلکہ کئی کتابوں کا مجموعہ ہے۔ مگر اس میں ایک نقص ہے کہ ہر شاعر کا کلام الگ الگ اور مسلسل نہیں لکھا گیا ہے اس طرح اس کے پڑھنے اور ہر شاعر کے کلام کا پتہ چلانے میں کافی دیدہ ریزی سے کام لینا پڑتا ہے۔
برہان اس بیاض کے گل سرسبد ہیں۔ اور اس میں جن کا کلام ہے ان میں سے اکثر شعرا انہی کے شاگرد تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۳۰۰ھ سے قبل حیدرآباد کی مناقب بازی میں ان کا ایک خاص دبستان تھا اور یہ مجموعہ زیادہ تر اسی دبستان کی نمایندگی کرتا ہے۔
سید برہان اللہ قادری قندھار شریف کے رہنے والے تھے۔ بعد کو اودگیر گئے اور وہاں سے حیدرآباد آئے۔ جب تک وہ اودگیر میں رہے وہاں کی عمارت آثار شریف ان کا مرکز تھی۔ اور حیدرآباد آئے تو نیچی کی براق کو اپنا مستقر بنایا تھا۔ اپنی نظموں میں اپنی پارٹی کو جوق آثار یا گروہ براق کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور دوسرے گروہوں پر چوٹ کرتے ہیں۔ شاہ موسیٰ قادری سے بھی قرابت رکھتے تھے۔ سنہ ۱۲۹۰ھ سے قبل وفات پائی۔ اُن کے شاگردوں کا سلسلہ بہت وسیع تھا۔ انھوں نے اپنی اکثر نظموں میں شاعرانہ تعلی اور استادانہ فخر کا اظہار کیا ہے۔ اور ان کے شاگردوں نے بھی اپنی نظموں میں ان کی غیر معمولی تعریف و توصیف بیان کی ہے۔ خود برہان کے ایسے شعر جن سے ان کی نسبت معلومات حاصل ہوتی ہیں یہ ہیں۔ ان سے ان کے کلام کے بارے میں بھی اندازہ ہوسکے گا۔

ہم کو پہچانتا ہے ملک دکھن   خاص اودگیر اپنا ہے مسکن
حیدر آباد حضرت برہان   شہر استاد حضرت برہان
کیا سید عالی نسب یہ سیدی برہان ہے   رہنا بہت تم باادب یہ سیدی برہان ہے
اس تیرہویں صدی میں نہیں کس کے تئیں شوق   پاتا ہے خدا کو جسے کچھ بھی ہے دلی ذوق
یہ حضرت آثار کا اودگیر میں ہے جوق   دشمن نہ کہیں سید برہان کو سر طوق

یہ رمز کوئی سید برہان کو سناوے
اس خاک کے پتلے کا ذرا نام بتاوے

ہے سوالوں میں ترے کیسی صلابت برہاں   پنجتن پاک کی ہے تجھ پہ عنایت برہاں
بانٹ دیے منقبتیں کرکے سخاوت برہاں   جوق آثار کی اب دیکھ حلاوت برہاں

پیر کا میں ہوا ہوں دیوانہ   ہوا اودگیر کی طرف آنا
یہاں جوق ہے آثار کا   وہاں میل ہے بازار کا
یہاں شیر ہے قندھار کا   وہاں قصہ ہے طومار کا

گھرانہ قادری سے ہے ترا اسرار اے برہاں   یہ آثار شریف ہے نور کا دربار اے برہاں
درویش ہم تو سید برہاں ہیں بانوا   ہاں اپنے والوں پہ رکھو الطاف تم صدا
چھوٹوں سے ہے خطا تو بزرگوں سے ہے عطا   لیکن ہیں بعض بعض ہمارے بھی بے وفا

سولہ گھڑی کو ایک پہر واں بجائیے
گھڑیال سُر میں بجتی ندا وہاں سنائیے

چونکہ ان کو دوسرے گروہوں سے مقابلہ کرنا پڑتا تھا اس لئے اکثر سوالیہ مناقب میں اس قسم کے فخر و غرور کا اظہار کیا ہے ۔ مگر ان کی سب نظموں کا یہ رنگ نہیں ہے ۔

مثنوی وفات نامہ حضرت نبی ۔ برہان کی کئی طویل مثنویاں بھی اس مجموعے میں شریک ہیں ۔ اس وفات نامہ میں ۲۶۶ ابیات ہیں ۔ اس کی ابتدائی اور آخری ابیات یہ ہیں ۔

دل کو اے مومنو کریجے ملول   یہ بیاں ہے گا از وفات رسول
یہ روایت کہے ہیں حضرت انس   کیئے خدمت نبی کی دس جو برس
جملہ اصحاب کھانا کھائے تمام   کئی ہزاراں سے لائے تب اسلام
یا رسول خدا رکھو شاد اں   ہے گا خادم یہ سید برہاں

مثنوی فتح قلعہ خیبر۔ اس مثنوی میں تقریباً ۱۵۰ ابیات ہیں۔ اس میں حضرت علی کی فتح خیبر کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ اس کا آغاز و اختتام اس طرح کیا ہے ؎

ابن اسحٰق راوی اعظم | وہ مدارج میں یوں کیا ہے رقم
ہے روایت کہ جنگ خیبر پہ | تھے نبی ساتھ حیدر صفدر
یا علی حشر تک ہے تیرا نام | حشر میں دیں گے بھر کے کوثر جام
یا علی مجھ پہ کیجئے احساں | ہے گا خادم یہ سید برہاں

برہان کے شاگردوں میں منور خاں منور، گوہر، امکان، سیلان وغیرہ کی نظمیں قابل ذکر ہیں۔ انھوں نے اپنے کلام میں برہان کی غیر معمولی تعریف لکھی ہے۔ اور ان کو اپنا استاد اور پیر و مرشد مانتے ہیں۔

اس بیاض کے تحقیقی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ دکن میں منقبت بازی ایک باضابطہ فن بن گئی تھی۔ اس کی مختلف اصناف تھیں۔ اور ہر صنف جداگانہ باضابطہ خصوصیات کی حامل تھی۔ یہ بیاض ان سب اصناف کا ایک گراں قدر مجموعہ ہے۔

برہان کے بعد اس مجموعہ میں سپہ کا کلام زیادہ ہے۔ یہ غالباً ان کے جانشین تھے اور ان کے گروہ کے ایک دوسرے پیشوا۔ ان کا کلام اس بیاض کے ورق نمبر ۹۲ کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اس سے پہلے ان کی کوئی نظم موجود نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ابتدائی اوراق پر صرف برہان اور ان کے شاگردوں کا کلام لکھا گیا ہے۔

سپہ قطب شاہ کے مرید تھے۔ ممکن ہے کہ عادل ان کے مخالف گروہ کے پیشوا ہوں اس لئے وہ اکثر مقطع میں ان کا نام لیتے ہیں ؎

صدقے جا تو قطب شہ کے لے سپہ لیل و نہار | پیر ہو تو یوں تو ہو۔ اے سپہ عالی وقار
مجازی عشق سے حاصل حقیقی یار ہے عادل | رخ جاناں کی سنت جانب نگہ کا تار ہے عادل
سپہ کا ہر سخن گویا دم تلوار ہے عادل | بہ جوق سید برہاں فقط انوار ہے عادل
دخیل فوج آں عادل سپہ از بس ہوی اپنی | شجاع تیغ برہاں سے معاند کی کٹی بستی
مناقب حیدری سننے تمع اکثر ہیں اپنی | جواہر شعر کے چنتے میاں سرکار کی مرضی
شہ قطب ہیں پیر و مرشد اے سپہ عالی جناب | باطفیل رہنما کے ہو گیا تو کامیاب
عادل مستاں ترا دشمن ہوا حل کر کباب | جوق برہاں پر ہے سایہ ہمیشہ بوتراب
سپہ کیا تجھ کو کچھ خوف و خطر ہے | ترا استاد عادل مشتہر ہے

بے جگر کہتا ہے تم سے ایسی باتیں چھوڑ دو　　خواب غفلت کا جو کوڑا باگ اس کی موڑ دو
اے ستم گر تم بے جگر کو تار دم کو چھوڑ دو　　جو توا ہے کالا دل پر اس تہیں تم چھوڑ دو

اس بیاض کا ابتدائی حصہ جو شرف الدین کا مکتوبہ ہے بہت بعد کو یعنے اصل بیاض کی کتابت کے بیس سال بعد خالی چھوڑے ہوئے صفحات پر لکھا گیا ہے۔ اس حصہ کی نظموں میں میر محبوب علی خاں غفراں مکاں کی وفات پر جو مرثیہ لکھا گیا ہے وہ بطور خاص قابل ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غفراں مکاں کی حیدر آباد میں اب تک جو مقبولیت ہے اور اب بھی اس شہر کے ہندو ان کی مزار کو جس طرح مقدس مانتے ہیں اور اس پر روزانہ پھول پان چڑھاتے ہیں اس کے اسباب کتنے قوی ہیں۔ یہ مرثیہ ایک غیر معروف شاعر صائغ نے لکھا ہے۔ اس میں مسدس کے دس بند ہیں اس میں غفراں مکاں کی وفات کے وقت اہل ملک کے جو جذبات تھے ان کی بڑی عمدہ اور سادہ انداز میں ترجمانی کی ہے۔ اس میں سے چند شعر بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

مرثیہ محبوب علی خاں غفراں مکاں

۱۳۲۹ھ

رمضاں کی چوتھی روز تھا منگل کی صبح کا　　سنہ ایک ہزار تین سو انتیس ہجری تھا
دو کم پچاس سال کی فقط عمر یہ ہوا　　اک شور اٹھا کہ حشر نمودار ہو گیا
جس کے ہی دم قدم سے دکن کی حیات تھی
ہے ہے اسی نے آج جہاں سے وفات کی

نابینا اک حکیم ہے بلدہ میں نامور　　حاضر ہوا حضور میں وہ جلد دوڑ کر
آتے ہی شاہ کا ہوا اس دم وہ چارہ گر　　اس کی دوا سے بھی نہ ہوا آہ کچھ اثر
آخر فلک نما سے ہوی لاش جب رواں　　موٹر تھی آگے شاہ کی پیچھے تھی بی بیاں
ٹکرا کے آئینوں سے کیا سر سے خوں رواں　　ہاتھیں پٹک پٹک کے کئے صاف چوڑیاں
کہتی تھیں ہم کو پردہ سے مطلب نہیں ہے آج　　وارث گیا ہمارا گئی اس کے ساتھ لاج
دیوڑھی میں آئی لاش تو ماں کو تھی بیکلی　　بس دیکھتے ہی خاک پہ وہ لوٹنے لگی
چھاتی کو پیٹ کہتی تھی رو رو کے دل جلی　　لوگو کمائی آج مری خاک میں رلی
یہ کامگار کس لئے مسند بچھاتے ہیں
مسند کہاں کی قبر میں دفنے کو جاتے ہیں

نیند آئی کس طرح نہیں بیٹا زمین پر　　اٹھو کہ بادشاہ نہیں سونا زمین پر

اس بیاض کو مختلف کاتبوں نے لکھا ہے اور کئی سال میں اس کی تکمیل ہوئی ہے۔ ورق ۱۲۱ تک

اس کے کاتب، کوئی شرف الدین ہیں۔ پھر شیخ علی تلمیذ برہاں نے لکھنا شروع کیا ہے۔ اور ورق ۱۶۵ پر لکھا ہے:۔

"تمام شد۔ نوشتہ شیخ علی تاریخ ذیحجہ چاندرات سنہ ۱۳۱۱ روز منگل"

اس کے بعد امکان شاگرد برہان کا ایک طویل قصیدہ ۱۷ دن میں نقل کیا ہے اور نیچے (ورق ۱۷۳) یہ تاریخ لکھی ہے۔

"تمام شد بتاریخ ذیحجہ ۱۷ سنہ ۱۳۱۱ھ روز جمعہ"

ورق ۱۸۱ کے نیچے امکان کی ایک طویل مثنوی لکھ کر یہ تاریخ درج کی ہے۔

"تمام شد کارمن نظام شد۔ شوال ۲۲ سنہ ۱۳۱۱ روز ہفتہ۔"

اسی کاتب نے ورق ۱۸۴ ب پر اپنے والد کا نام بھی لکھ دیا ہے۔

"تمام شد۔ شیخ علی ولد شیخ اسمٰعیل"

سیلان شاگرد برہان کا ایک طویل قصیدہ لکھنے کے بعد ورق ۱۸۸ کے نیچے یہ تاریخ لکھی ہے۔

"تمام شد نوشتہ شیخ علی ولد اسمٰعیل تاریخ ذیقعدہ ۲۷ سنہ ۱۳۱۱ھ"

اسی طرح ۱۵ شعبان اور ۶ رمضان سنہ ۱۳۱۱ھ کی تاریخ کتابت اوراق ۱۹۳ اور ۲۰۸ ب پر درج ہے۔ ابتدائی ۲۰ صفحات سنہ ۱۳۲۰ ہجری میں لکھے گئے تھے جن میں مرثیہ محبوب علی خاں غفران مکان بھی درج ہے۔

آخری اوراق میں خود شیخ علی کی غزلیں درج ہیں۔ مگر تکمیل بیاض کی تاریخ یا کوئی ترقیمہ موجود نہیں۔

۷۵۰ ورق۔ فی صفحہ ۱۳ شعر۔ $\frac{1}{2}$ ۷" × ۶"۔

۸۹۲۔ تذکرہ عطائے تمکیں۔ سنہ ۱۲۹۲ھ۔ نثر و نظم اردو

یہ حیدرآباد کے اردو شاعروں کا ایک نادر تذکرہ ہے جو سنہ ۱۲۹۲ھ کے قریب لکھا گیا ہے اور اس میں زیادہ تر شاہ نصیر، اُن کے شاگرد حافظ تاج الدین مشتاق، اور ان کے شاگرد حافظ میر شمس الدین فیض اور ان کے سلسلہ کے ۳۵۱ شعرا کے حالات اور نمونۂ کلام درج کئے گئے ہیں۔ افسوس ہے کہ اس کے مصنف اور سنہ تالیف کا ٹھیک طور پر پتہ نہ چل سکا۔ چونکہ یہ تمکیں کا تخلص صاحب کا عطیہ ہے۔ اس لئے اسی مناسبت سے "تذکرہ عطائے تمکیں" راقم الحروف نے اس کا نام قرار دیا ہے۔ اور چونکہ اس میں شعرا کے تاریخ وفات کے سلسلہ میں سنہ ۱۲۹۲ھ آخری تاریخ درج ہے اس لئے اندازاً سنہ تالیف اسی کو قرار دیا ہے۔

نواب عزیز یار جنگ مرحوم جو سلسلۂ حضرت فیض کے گل سرسبد تھے، اور میر احمد علی عصر تلمیذ حضرت فیض کے شاگرد رشید تھے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تلامذہ فیض کا ایک تذکرہ نقش نے مرتب کیا تھا جو بعد کو ناپید ہوگیا۔ ممکن ہے کہ یہ وہی تذکرہ ہو۔ مگر اس میں فیض اور ان کے اساتذہ کے سلسلہ کے شاعروں کے علاوہ دوسرے شعرا بھی شامل ہیں اس لئے یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ یہی وہ تذکرہ ہوگا۔

اس میں صفحہ ۲۴۴ پر نقش تخلص، نصیر الدین احمد کا ذکر ہے جو صفائی بلدہ حیدرآباد کے محکمہ میں مہتمم قبالہ تھے اور فیض کے شاگرد۔ مگر اس کے علاوہ کچھ نہیں لکھا ہے۔ البتہ کلام کا انتخاب بہت زیادہ دیا ہے یعنے یہ ۱۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اتنا زیادہ کلام کسی دوسرے شاعر کا نہیں ہے۔

اس تذکرہ کی ابتدا میں فارسی نثر میں جو دیباچہ درج ہے اس میں نام کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے اور اس طرح لکھا ہے:—

"پوشیدہ مباد کہ این فقیر گناہگار سراپا شرمسار..... ہدایت سواء الطریق
وا ذائقہ حلاوت التحقیق از تصنیف دیوان..... فراغت حاصل ساخت بہ پیش آمدن
این کار ناگزیر تدوین تذکرہ کہ از مدتے بر طاق نسیان بود پرداخت۔"

اسی سلسلہ میں اس تذکرے میں جن شعرا کے حالات درج کیے گئے ہیں ان کا زمانہ اس طرح متعین کیا ہے:—

"بہ ترتیب اسامی شعرائے مسیح زباں و سخن وران معجز بیان عہد حضرت
مغفرت منزل تا شعرائے زمانۂ نواب میر محبوب علی خاں بہادر والی حیدرآباد دکن خلد اللہ
..... کہ در قلمرو زبان ریختہ کوس صاحب قرانی زدہ و بپایہ سخنوری رسیدند ہمت
برگماشت۔"

مصنف نے تذکرہ کا نام بھی لکھا تھا لیکن کتابت میں وہ بھی (نہ معلوم کس مصلحت سے) ترک کردیا گیا ہے۔ اس حصہ کی عبارت یہ ہے:—

"نام تاریخی این مجموعۂ ناگزیر..... نہاد۔"

اس تذکرہ میں جن ۳۵۱ شعرا کے حالات درج ہیں ان کو حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب دیا ہے۔ ہر حرف کے تحت کتنے شعرا شامل کیے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:—

ا - ۳۹ ب - ۱۶ پ - ۳ ت - ۱۰ ج - ۱۳ چ - ۲ ح - ۱۲
خ - ۱۱ د - ۴ ذ - ۳ ر - ۱۹ ز - ۷ س - ۱۱ ش - ۳۴

ص - ۸ ض - ۵ ط - ۷ ظ - ۵ ع - ۳۶ غ - ۱ ف - ۲۰
ق - ۱۴ ک - ۶ گ - ۴ ل - ۳ م - ۳۳ ن - ۱۸
د - ۹ حرف ی سے جو تخلص شروع ہوتے ہیں ان کا ذکر ہی نہیں ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تذکرہ ناقص الآخر ہے - اس کے ابتدائی دو صفحات بھی غائب ہیں - بحالت موجودہ اس عبارت سے شروع ہوتا ہے :-

"برائے صید معنی برگزیدہ در دانہ و دام انداختن ناطقہ را ساز برساز است کہ از سیف زبانی جوہر نفیس آشکار گردد - نفس را ناز بر ناز است کہ از مسلسل بیانی طائر تقدس آشکار کرد - درود نامحدود بر سرورے کہ"

اصل تذکرہ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے :-

"آصف تخلص - میر گوہر علی خاں مخاطب بہ مبارز الدولہ بہادر پور نواب سکندر جاہ مغفور والی حیدر آباد دکن - تلمیذ حضرت فیض - ایشان است - (اس کے بعد ۳ اردو شعر نقل کیے ہیں)"

اس تذکرہ کا اختتام وطن کے حالات پر اس طرح ہوتا ہے :-

"وطن تخلص میر افتخار علی بن میر کاظم علی استاد نواب بابر جنگ مرحوم - رسالۂ نور البصر و عدیم المثال از دست ملاحظہ شدہ - صوفی مشرب - دست ارادت بشہہ اکبر دادہ - خدا یاد وجود فراموش است - حق نیوش دل مدہوش - در فارسی شاگرد میر احمد علی صاحب عصر و در سخنوری او لا (اردو) شاگرد میر جعفر علی صاحب نیک - پس وفات نیک -"

اس تذکرہ کے بعض صفحات حیدر آباد کے مشہور استاد سخن محمد بہبود علی صفی اورنگ آبادی کے مکتوبہ ہیں اور اس میں بعض صفحات پر عمر یافعی صاحب نے نوٹ لکھے ہیں - تمکین کاظمی صاحب نے ادارے کو بطور تحفہ عطا فرمایا ہے اور اس کے سرورق پر لکھا ہے کہ :-

"یہ ایک تذکرہ ہے جس کا کچھ حصہ حکیم بہبود علی صاحب صفی مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور اس پر نوٹس ابو محمد عمر الصلاح یافعی نے بھی لکھے ہیں - یہ مجھے اسی حالت میں پرانی کتابوں کی دکان سے ملا ہے جسے میں ادارۂ ادبیات اردو حیدر آباد میں محفوظ کرا رہا ہوں تاکہ کام میں آسکے -"

تمکین کاظمی

ادارے میں اس کی شیرازہ بندی کر دی گئی ہے اور اس کے آغاز میں راقم الحروف نے

دس صفحات میں پورے تذکرے کے شعرا کی فہرست مرتب کرکے لکھدی ہے۔ اصل تذکرہ صاف نستعلیق خط میں کھلے کھلے حروف میں لکھا گیا ہے۔

۵۵۴ صفحات - ۱۹ سطور فی صفحہ - ۱۰ء × ۷ء

کلام اردو

۸۹۳ - دیوان عزیز - نواب عزیز یار جنگ عزیز - ۱۳۲۹ھ -

محمد عزیز الدین خاں عزیز یار جنگ عزیز خلف نواب فیاض الدین خاں مشرف جنگ فیاض حیدر آباد کے ایک علم دوست امیر گذرے ہیں۔ ان کے والد فیاض حضرت فیض کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور ان کی وفات کے بعد سالہا سال تک ان کا عرس اور مشاعرہ بڑے تزک واحتشام سے کرتے رہے اور گلدستۂ فیض شایع کرتے رہے۔ عزیز میر احمد علی عصر شاگرد فیض کے تلمیذ تھے اور ان کے بعد نواب مرزا خاں داغ دہلوی کو کلام دکھانے لگے۔ چنانچہ داغ کے تلامذۂ حیدرآباد کے گل سرسبد سمجھے جاتے ہیں چنانچہ وہ داغ کی زندگی میں اور ان کی وفات کے بعد بھی ان کے نام اور کلام کو حیدرآباد میں روشن رکھنے کی مسلسل سعی کرتے رہے۔ ان کے کلام کا انتخاب چھپوایا۔ اس کے علاوہ "امیر و داغ" اور "مومن و غالب" کے انتخابات بھی شایع کئے۔ نقد سخن، جیسی کتابیں بھی لکھیں اور چھپوائیں۔ اپنے دیوان بھی شایع کئے۔ وہ ادارۂ ادبیات کے معاونین اور ابتدائی محسنوں میں شامل تھے۔ ان کے اور ان کے والد کے حالات مرقع سخن میں شایع ہو چکے ہیں۔ اور راقم الحروف نے ان کے کلام کا ایک انتخاب "متاع سخن" مرتب کرکے ۱۹۳۶ء میں شایع کیا تھا اور اس کے مقدمہ میں بھی ان کے بارے میں تفصیلی معلومات لکھدی ہیں۔

زیر نظر مخطوطہ ان کے ابتدائی دیوان کا مسودہ ہے۔ جو ان کے نواسہ داماد ڈاکٹر محمد نظام الدین ناظم دائرۃ المعارف جامعہ عثمانیہ حیدرآباد نے ان کے کتب خانہ کی دوسری قلمی و مطبوعہ کتابوں کے ساتھ ادارے کو بطور تحفہ عطا کیا ہے۔

اس مخطوطے میں نواب عزیز یار جنگ نے جگہ جگہ اشعار میں اصلاح بھی کی ہے جس کی بعض مثالیں یہ ہیں۔

قبل اصلاح	بعد اصلاح
حال دیکھو آپ کا دو ہی برس میں رہ گیا	حال کیسا آپ کا دو ہی برس میں رہگیا
بے پردگی میں لطف نہیں ہے حجاب کا	کیوں بے تکلفی میں مزہ ہے حجاب کا
یہ تو فرمائیے پہلے مجھے ڈر کس کا ہے	خوف کس کا ہے خطر کس کا ہے ڈر کس کا ہے
بے کار تیرے کہنے سے بے کار ہو گیا	بے کار تم نے کہدیا بے کار ہو گیا
حرف وصال کیا کسی عاشق کا نام تھا	لفظ وصال کیا کسی عاشق کا نام تھا
ہے بہت اک بوند بھی گر مل گیا	ہے بہت گر ایک قطرہ مل گیا

ان اصطلاحوں پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاعر کے ذوق اور استادانہ رنگ نے بعد میں کس طرح ترقی کی تھی۔ اس مخطوطہ میں غزلیں ردیفوں کی ترتیب کے مطابق نقل کی گئی ہیں۔ اور ہر حرف کے بعد چند صفحات خالی چھوڑ دئے گئے تھے جن میں سے بعض پر خود عزیز نے اپنے قلم سے مابعد کی غزلوں کا اضافہ کیا ہے۔ اس طرح سے یہ دیوان بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس سے کلام عزیز کی تاریخ تصنیف کا بھی پتہ چل سکتا ہے۔ کیونکہ اصل مسودہ ۱۳۲۹ھ میں لکھا گیا تھا اور اس تاریخ کے بعد جو غزلیں کہی تھیں ان کا خود عزیز نے بعد کو اپنے قلم میں اضافہ کیا ہے۔ غزلیات اور رباعیات کے بعد اس مخطوطے میں عزیز کے مختلف قطعات تاریخی بھی درج ہیں۔ جن میں سب سے آخری قطعہ نوح ناروی کے دیوان "سفینۂ نوح" کی تاریخ ترتیب سے متعلق ہے۔ جو یہ ہے ؎

تاریخ دیوان محمد نوح صاحب رئیس نارہ تخلص نوح موسوم سفینۂ سخن

غزل غزل میں لطافت شعر شعر میں حسن — عجیب چیز ہے نام خدا سفینہ نوح
عزیز مصرعہ تاریخ ہے یہ بے حد صاف — خزینۂ درمعنی ہے یا سفینہ نوح

۱۳۲۹ھ

اسی طرح تیاری دیوان میکش (۱۳۱۶ھ) رقعات شاد (۱۳۱۷ھ) چنچل نار از شاد (۱۳۲۱ھ) دیوان مائل (۱۳۲۳ھ) وغیرہ کے قطعات تاریخی بھی اسی آخری حصہ میں درج ہیں۔

انگریزی کاغذ پر صاف پاک نستعلیق خط میں سرخ جدولوں کے درمیان یہ دیوان لکھا گیا ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی میں ہیں۔ کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ کاغذ بودا ہے اور ٹوٹ رہا ہے۔

ابتدا۔ خوب بن آئی ہماری محفل جاناں میں آج — اور رقیب روسیہ یونہی ہوس میں رہگیا
ساربان کے کان تک پہنچی نہ مجنوں کی پکار — اس کا چلانا مگر بانگ جرس میں رہگیا

اختتام۔ تاریخ وفات حضرت آصف غفراں مکاں علیہ الرحمہ

ز آصف چو رضواں خبردار شد — کہ آمد ز دنیا بہ باغ بہشت
سن فوت با سال میلاد گفت — چراغ دکھن شد چراغ بہشت

۱۲۸۳ھ ۱۹۱۱

۱۹۹ ورق - ۱۵ شعر فی صفحہ - "۸ × "۶½ -

۴۸۹ - اندر سبھا - سید آغا حسن امانت لکھنوی - سنہ ۱۲۶۸ھ - نظم اردو

سید آغا حسن امانت خلف میر آغا علی ایرانی الاصل تھے۔ سنہ ۱۲۳۱ھ میں لکھنو میں پیدا ہوئے۔ بیس سال تک تحصیل علم میں مصروف رہے اور پھر بیماری کی وجہ سے ان کی زبان بند ہوگئی۔ سنہ ۱۲۶۰ھ میں

عراق کا سفر کیا اور امام حسین کے روضے میں دعا مانگ رہے تھے کہ زبان کھل گئی مگر لکنت باقی رہی۔

۱۵ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا مگر کسی سے اصلاح نہ لی۔ ان کا دیوان خزائن الفصاحت ان کے فرزند سید حسن لطافت نے مرتب کیا تھا۔ ۱۲۵۹ھ میں ایک طویل واسوخت ۳۰۷ بندوں کا لکھا جو کئی بار چھپ چکا ہے۔ ۱۲۶۸ھ میں اندر سبھا اور ۱۲۶۹ھ میں منتخب کلام کا ایک مجموعہ گلدستۂ امانت مرتب اور شایع کیا۔ ۱۲۷۵ھ میں وفات پائی اور آغا باقر کے امام باڑے کے قریب دفن کئے گئے ان کے متعلق تحقیقی حالات پروفسر مسعود حسن رضوی ادیب نے ایک کتاب "آزاد ڈراما اور سٹیج" میں لکھے ہیں جو ابھی چھپی ہے۔

زیر نظر مخطوطہ ۱۲۸۰ھ کے قریب نیلگوں انگریزی کاغذ پر اندر سبھا کے دوسرے ایڈیشن سے نقل کیا گیا ہے۔ اس کاغذ پر جو واٹر مارک ہے اس پر ۱۸۶۲ چھپا ہوا ہے۔ چونکہ ناقص الآخر ہے اس لئے کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ عمدہ سیاہی سے اعلےٰ نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے عنوانات سُرخ روشنائی میں ہیں۔

اس کے خاتمہ میں مصنف کے دو قطعات تاریخ کے علاوہ سید حسن لطافت، حاجی مرزا عابد علی عبادت، محمد وزیر علی حسرت اور ولایت علی ولایت کے قطعات تاریخی بھی شامل ہیں۔ ان میں اور پروفسر مسعود حسن رضوی کے نقل کردہ قطعات تاریخ کے بعض مصرعوں میں کچھ فرق ہے جو حسب ذیل ہے۔

مخطوطۂ ادارہ	مطبوعہ پروفسر رضوی
ہوی طبع جس وقت نظم امانت	ہوی طبع جب نظم و نثر امانت
جہاں میں نصیحت یہ نسخہ چھپا ہے	جہاں میں بصحت یہ نسخہ چھپا ہے

آغاز۔ "سبھا میں دوستو اندر کی آمد آمد ہے | پری جمالوں کے افسر کی آمد آمد ہے

خوشی سے چہچے لازم ہیں صورت بلبل | اب اس چمن میں گل تر کی آمد آمد ہے

اختتام۔ مرتب ہوے چھپ کے اوراق جس دم | زمیں نے صدا دی کہ کیا خوشنما ہے

فلک نے کہا دور سے سر اُٹھا کر | چھپی دہر میں خوب اندر سبھا ہے

۱۲۷۰ھ

تاریخ از سید صادق صداقت شاگرد امانت "

۲۸ ورق۔ ۱۳ سطور فی صفحہ۔ ۱۰" × ۹½"۔

۸۹۵ - ریاض الجناں - از محمد باقر آگاہ مدراسی - سنہ ۱۲۰۷ھ - مثنوی اردو

مدراس کے مشہور شاعر آگاہ کی اس مثنوی کے اور دوؔ نسخے ادارے میں نمبر ۱۰۲ و ۲۱۸ پر موجود ہیں - ان میں سے مخطوطہ نمبر ۱۰۲ آگاہ کی زندگی ہی میں سنہ ۱۲۱۳ھ میں نقل کیا گیا تھا مگر ناقص الاول ہے - دوسرا نسخہ مکمل ہے مگر بہت بعد کو یعنے سنہ ۱۲۹۹ ہجری میں نقل ہوا ہے - ان دونوں کی تفصیلات جلد اول میں صفحات ۸۸ تا ۹۰ پر درج ہیں اور آزاد کے حالات زندگی اور تصنیفات کی تفصیل مخطوطہ نمبر ۷۰ (عقاید نامہ) کے بیان میں جلد اول صفحات ۷۶ تا ۹۰ پر ملاحظہ ہوں -

حسن اتفاق سے آگاہ کی جملہ تصانیف ادارے میں محفوظ ہوگئی ہیں اور ان سب کے نسخے بہت ہی اعلےٰ کاغذ اور خطاطی کے حامل ہیں - زیر نظر مخطوطہ بھی عمدہ کاغذ پر خاص اہتمام کے ساتھ سُرخ جدولوں کے درمیان سنہ ۱۲۶۰ھ میں لکھا گیا ہے اور مکمل ہے - اس کی جلد بھی بہت عمدہ چمڑے کی بنی ہوی ہے - سیاہ اور سُرخ روشنائی بھی اچھی ہے - عنوانات سُرخ روشنائی میں لکھے گئے ہیں - ابتدا میں اُردو نثر کا دیباچہ بھی مکمل ہے جو اس طرح شروع ہوتا ہے :-

> "بعد حمد و نعت کے کہتا ہے محمد باقر آگاہ شافعی قادری ایلوری توفیق دیوے اوسے اللہ تعالےٰ کہ مناقب اہل بیت کرام کے علیٰ جدہم و علیہ الصلواۃ والسلام بے شمار ہیں -"

اختتام -

جو ہیں اخوان و دوستاں میرے — بخش سب ان کو نعمتاں تیرے
اور جتنے ہیں زمرۂ اسلام — کر مدام ان پہ رحمت و انعام

ترقیمہ - "کاتب الحروف فقیر حقیر محی الدین حسین - نوشتہ شد بوقت دو پہر بروز پنجشنبہ کتاب ریاض الجناں بتاریخ ماہ صفر المظفر بیست و چہارم باتمام رسید سنہ ۱۲۶۰ ہجری -"

یہ مخطوطہ مولوی سیّد علی اصغر صاحب بلگرامی سابق صوبہ دار اورنگ آباد و مؤلف ماثر الکرام وغیرہ نے دوسری کتابوں کے ساتھ ادارے میں بطور عطیہ داخل کیا ہے - چنانچہ اس کے سرورق پر ان کی ایک بیضوی مہر ثبت ہے جس پر کتاب خانہ سیّد علی اصغر بلگرامی درج ہے - اور اس سے پہلے کے صفحہ پر انہوں نے اپنے قلم سے کتاب اور مصنّف کا نام اور سنہ تصنیف بھی درج کیا ہے -

۱۱۴ ورق - ۱۵ سطور فی صفحہ - ۱۰" × ۶" -

۸۹۶ - بیاض کلام ولی - جعفر زٹلی - ضیا - سودا - درد وغیرہ - قبل ۱۲۲۵ھ - کلام فارسی و اردو و ہندی

یہ بیاض ایک صاحب ذوق محمد زاہد عالی نے غالباً اپنے استعمال کے لئے خاص اہتمام کے ساتھ اعلیٰ پایہ کے کاغذ پر سُرخ دکبود جدولوں میں عمدہ خط شکستہ میں لکھی ہے۔ اس میں فارسی اور اردو کے اساتذۂ سخن کے منتخب کلام کے علاوہ بعض اہم سیاسی و سماجی واقعات کے قطعات تاریخی اور خطوط بھی نقل کئے ہیں۔ طویل نظمیں اور مثنویاں بھی ہیں، غزلیں اور رباعیاں بھی ہیں اور دوہے اور فردیات بھی۔ چونکہ ختی خط شکستہ میں لکھا ہے اس لئے بعض جگہ پڑھنے میں دشواری بھی ہوتی ہے مگر جو کچھ منتخب کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کاتب اعلیٰ پایہ کے شاعر یا صاحبِ ذوق ہوں گے۔ افسوس ہے کہ کہیں تاریخ کتابت نہیں لکھی۔ ۱۲۲۵ھ سے قبل کی کتابت معلوم ہوتی ہے۔ ورق ۹ ب پر اپنا نام اس طرح لکھا ہے "حررہٗ محمد زاہد عالی"۔ محمد زاہد ولد حسن محمد سورت کے ایک علامۂ زماں تھے جن کا ذکر کتاب حقیقت السورت (مولفہ شیخ بہا در صفحہ ۲۹) پر درج ہے۔ ان کے فرزند محمد صابر نظام الملک آصف جاہ اول کے عہد میں حیدرآباد آکر داروغہ جواہر خانہ ہوئے تھے ان کو خطاب صابر خاں ملا تھا اور صوبہ داری کرناٹک پر بھی فائز ہوئے تھے۔ اس کا امکان ہے کہ یہ بیاض انہی باپ بیٹوں کی مکتوبہ ہو۔ اس میں جو قطعات تاریخی درج ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں :-

۱- تاریخ فتح قلعہ پرلی - ۱۱۱۱ھ

سوئے پرلی کہ قلعۂ عجب ست　　　از قلاع دکھن دریں دوراں
شد ہزار و صد و یکے بردہ　　　پنج روزے چو شد مزید براں
گشت مفتوح قلعۂ پرلی　　　سال تاریخ گو بگفتہ ہاں
پنج روزے زیادہ ساز و بگو　　　فتح پرلی با مبارک داں

۲- تاریخ تقرر بہ صوبہ داری حیدرآباد صف شکن خاں مجاہد جنگ - ۱۱۶۷ھ

نگہدار مولا علی در امن　　　مبارک کناں نظم جان و دکھن
زہاتف ندا آمد آمیں بگو　　　کہ ملک علی صوبہ شد صف شکن

اس میں حیدرآباد کے لئے ملک علی کی ترکیب استعمال کی ہے۔ جس طرح محمد قلی نے اس شہر کو شہر حیدر یا حیدر نگر لکھا تھا۔ اس کے مصنف رائے نین سکھ ہیں۔ جن کے نام کے آگے کاتب نے شاید بطور تفنن "عرف چشم آرام" لکھا ہے۔

۳ - تاریخ قتل رکن الدولہ وزیر اعظم نظام علی خاں - ۱۱۸۹ھ

ہم چو ستم در جہاں کس نشنید و ندید — وائے بر آل نبی آہ چہ کرد آں یزید
بست و ششم از صفر رکن ز دست شقی — سید والا را جام شہادت چشید

۴ - تاریخ شہادت ٹیپو سلطان - ۱۲۱۳ھ

مسٹر نظام و مسٹر اعظم یزید شد — شمر لعیں چہ مسٹر عالم پدید شد
تاریخ از شہادت سلطان حیدری — ٹیپو بوجہہ دین محمد شہید شد

اس میں نظام علی خاں آصف جاہ ثانی اور ان کے وزیر اعظم ارسطو جاہ اعظم الامرا کو یزید اور سپہ سالار میر عالم کو شمر سے تشبیہ دی ہے - اور ان تینوں کے نام انگریزوں کی تائید کی وجہ سے لفظ مسٹر کے ساتھ لکھے ہیں -

۵ - تاریخ شہادت ناصر جنگ - ۱۱۶۴ھ

ناصر دیں شد شہید بے وطن — کز وفاتش ماند ماتم در دکھن
برغم تعزیت آں آفتاب — صبح صادق چاک زد بر پیرہن
کربلا شد در حق او پھل چری — چوں حسین افتاد لاشش بے کفن
در محرم روح پاکش راز غیب — گفت ہاتف او بہفتاد و دو تن

۶ - تاریخ محاصرہ قلعہ پرلی - ۱۰۵۲ھ

با دل ہم چو آفتاب جہاں — دوش کردم خطاب در پنہاں
اے کہ حلال مشکلات منی — ایں سوال مرا جواب رساں
شاہ اورنگ زیب عالمگیر — بعد فتح ستارہ تافت عناں

ان کے علاوہ اور بھی تاریخی واقعات ہیں - اورنگ زیب کے چند خطوط اور وصیت نامہ اور ارادت خاں واضح کا خط بھی فارسی نثر کے لطائف اور حکایات میں شامل ہیں لیکن یہ بیاض دراصل اردو، فارسی اور ہندی نظموں کے لئے وقف کی گئی ہے - جن میں حسب ذیل قابل ذکر ہیں :-

۱ - نظم و نثر جعفر زٹلی - جعفر علی زٹلی نارنولی کا ایک منتخب دیوان ادارے میں موجود ہے جس کی تفصیلات مخطوطہ نمبر   میں گذر چکی ہیں - مگر اس بیاض میں جو کلام ہے وہ دوسرا ہی ہے - اس کی تفصیل یہ ہے :-

۱ - رقعہ - اردو آمیز فارسی میں لکھا ہے جس کے آخر میں یہ شعر ہے ؎

کشتی جعفر زٹلی در بھنور افتادہ است — ڈبکوں ڈبکوں می کند یا یک توجہ پار کن

۲۔ نظم (۵ شعر) موسومہ ظفر خاں جس کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

اے ظفر خاں ایں مجال و آب شورہ تا بکے شربت و قند و گلاب و تازہ کورہ تا بکے
قوت جوش جوانی شہوت و فرمان نفس دھوم دھام ملک و دولت حکم تورہ تا بکے

۳۔ نظم "غنیمت است" کے تین شعر ہیں۔ مطلع یہ ہے ؎

جعفر بہ بوستانِ جہاں دم غنیمت است شادی اگر نصیب نہ شد غم غنیمت است

۴۔ غزل ۶ شعر اردو آمیز فارسی۔ مقطع یہ ہے ؎

جعفر بکنج حزن قناعت نشین صبر تا کے کنی ایں ہم آن ہم غمی یا کچھ انیا شد

۲۔ ہندی کلام۔ زٹلی کے کلام کے بعد اس مجموعہ میں جو ہندی کلام اردو و فارسی نظموں اور غزلوں کے درمیان لکھا گیا ہے وہ بطور خاص قابل ذکر ہے۔ اس میں سے دو یہ ہیں :-

۱۔ کبت علی (معلوم نہیں یہ کس کا تخلص تھا۔ ممکن ہے ناصر علی ہوں)

بجلی چلکت ڈر منہ کو کت اودھم دل بادل شام گھٹا
لکھیچ کتا بت پیتم کوں جب آویں باجت میرے ہٹا
بہوت دناں علی بیت گئے بھن کار مجے جمنا کی ٹھٹا
میں تو ہار سنگھار سبی تج دوں گی جوگن ہوں گی باندجٹا

۲۔ دوہرہ تلسی داس جی۔

تلسی کچھو ایک کرت کر بیٹھے دے کا کون
دھندے میں دھن لسے جیسے پنکھے میں پون

۳۔ کلام شعرائے اورنگ آباد۔ یوں تو یہ بیاض عام فارسی اور اردو شعرا کے کلام پر مشتمل ہے لیکن اس کا زیادہ تر حصہ ان شعرا کے کلام کے لئے وقف ہے جو اورنگ آبادی تھے یا جنہوں نے اورنگ آباد میں قیام کیا تھا۔ ایسے شعرا میں ولی، سراج، فدوی، ضیا، قمر، قاسم اور تمنا کا اردو اور ایجاد، ارادت خاں واضح، آصف جاہ، قاسم دیوانہ، اور شہید کا فارسی کلام نقل کیا ہے۔ دیگر فارسی شعرا میں امیر خسرو، نور جہاں، شاہجہاں، زیب النساء، جلال اسیر، بیدل، صائب، عبرت، فطرت وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

اورنگ آبادی شعرا کے کلام کی تفصیل یہ ہے :-

ولی کی جو، غزلیں اور مخمس منتخب کئے ہیں ان کے مطلع یہ ہیں ؎

۱۔ دل کوں لگتی ہے دلربا کی ادا — جیو میں جھتی ہے خوش ادا کی ادا (۷ شعر)
۲۔ اس سرو خوش ادا کو ہمارا سلام ہے — اس یار بے وفا کو ہمارا سلام ہے (۵ ″)
۳۔ ناز سوں آ تجھے ادا کی قسم — مہرباں ہو تجھے دیا کی قسم (مخمس ا بند)
۴۔ ملا دو گلبدن جس کوں اسے گلشن سوں کیا مطلب — جو پایا وصل یوسف کا اسے پیرہن سوں کیا مطلب (۵ شعر)
۵۔ کیتا ہوں نظر جب ستیں تجھ رشک پری پر — گویا ہے چمن من
باندھے جو کوئی جیو کو تجھ سیم بری پر — پھرتا ہے وہ بن بن (مستزاد ۵ شعر)
۶۔ جس وقت اے سریجن تو بے حجاب ہوئیگا — ہر ذرہ تجھ جھلک سوں جیوں آفتاب ہوئیگا (۷ شعر)
۷۔ خوبرو خوب کام کرتے ہیں — یک نگہ میں غلام کرتے ہیں (۸ شعر)

غزل سراج ۔ شاہ سراج اورنگ آبادی کی یہ مشہور غزل منتخب کی ہے ۔

خبر تحیر عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی — نہ تو میں رہا نہ تو تو رہا جو رہی سو بے خبری رہی

غزل قمر ۔ ۵ شعر ۔ غالباً مشہور اورنگ آبادی عالم اور صوفی قمر الدین ہیں ۔

مطلع ۔ اگر موسیٰ کو ظاہر میں تجلا حق نہ دکھلاتا — نہ آنکھیں سرمگیں ہوتیں نہ کوہ طور جل جاتا
مقطع ۔ نہ دیتا روشنی حق گر قمر اور مہر کو واللہ — نہ شب کو چاندنی کرتا نہ دن کو دھوپ پھیلاتا

فدوی ۔ فدوی خاں آصف جاہی منصبداروں میں تھے اور ۱۱۷۶ھ میں حیدرآباد میں برسر روزگار تھے ۔

۱۔ مخمس جس میں ۷ بند ہیں اور جس میں ایک فارسی شعر کی تضمین کی ہے ۔ پہلا بند یہ ہے ؎

سنیو ذرا یہ گفتگو شب کو بروئے آب جو — پیتے تھے مے سبو سبو ہم کے صنم سے دو بدو
مشعل مہہ تھی رو برو ہم تھے یا وہ تھا خوبرو — لیک ہوئے یہ سب رفو آخر شب نمن نہ رو
صبح دمید و شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سپید شو دیار بہ ایں بہانہ رفت

۲۔ غزل ۔ ۷ شعر ۔
مطلع ۔ دید کرنے کو جو آتے ہیں تو ڈرتے ڈرتے — یعنی آہستہ قدم راہ میں دھرتے دھرتے
مقطع ۔ کس کو جینے کی توقع ہے بقول فدوی — عمر آخر ہوئی پیمانے کی بھرتے بھرتے

تمنا ۔ اسد علی خاں مصنف تذکرۂ ریاض حسنی ۔ مشہور استاد سخن تھے ۔ درد کی رباعی پر رباعی لکھی تھی جو یہ ہے ؎
مرا دل ہے جب تک تری جستجو ہے — زباں جب تلک ہے یہی گفتگو ہے

تمنا ہے تیری اگر ہے تمنا — تری آرزو ہے اگر آرزو ہے
غنیمت ہے یہ دیدوا دید یاراں — جہاں آنکھ موند گئی نہ میں ہے نہ تو ہے
نظر میرے دل کی پڑی درد کس پر — جدھر دیکھتا ہوں وہی روبرو ہے

قاسم دیوانہ۔ ان کا زیادہ تر فارسی کلام نقل کیا ہے اور صرف یہ ایک اردو غزل درج ہے۔ عارف و صوفی تھے ۱۲۱۶ھ میں فوت ہوئے اور محلہ رنگست پورہ حیدرآباد میں مدفون ہیں۔

مطلع۔ رنگین مرے درد کا دیوان بنے گا — عالم میں گویا رشک گلستان بنے گا
مقطع۔ بے تاب نہ ہو صبر کر عشق میں قاسم — کوئی وقت خوشی کا بھی سامان بنے گا (۵ شعر)

خاکسار۔ غزل ۶ شعر۔

رستہ میں اس یار کے یار وہم اٹک رہے — سنو یہ صفت حق کہ گھر سیں لٹک رہے

آزاد۔ ایک فقیر اللہ آزاد تھے جو ولی کے ساتھ دلی گئے تھے۔ مگر یہ کوئی اور آزاد معلوم ہوتے ہیں ان کا ایک مخمس ۱۱ بند کا ہے جو درد کی غزل پر لکھا ہے پہلا بند یہ ہے۔

مضمون عشق دل میں جو پایا نیا نیا — موزوں میں کرکے درد سے لایا نیا نیا
ایک شعر شوق پڑھ کے سنایا نیا نیا — بولا کہ کیا یہ قصہ اٹھایا نیا نیا
سر سے جو پا تلک نظر آیا نیا نیا

۴۔ کلام اردو شعرائے شمالی ہند۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک شمالی ہند کے شعرا میں صرف درد، سودا، مظہر اور یقین کا کلام اورنگ آباد میں مقبول ہوا تھا۔

خواجہ میر درد۔ حسب ذیل پانچ غزلیں اور وہ رباعی جو تمنا کی رباعی کے ساتھ درج ہے اس میں موجود ہیں۔

۱۔ اگر یوں ہی اے دل ستاتا رہے گا — تو اک دن مزاجی ہی جاتا رہے گا (۶ شعر)
۲۔ قتل عاشق کسی معشوق میں کچھ دور نہ تھا — پن ترے عہد سیں آگے تو یہ دستور نہ تھا (۶ شعر)
۳۔ شب گذری اور آفتاب نکلا — تو گھر سیں بھلا شتاب نکلا (۵ شعر)
۴۔ جی میں ہے سیر عدم کے جی کا — یک بیک خلق سیں رم کے جیکا (۶ شعر)
۵۔ مت تصور کر مجھ دل کو کہ ہر جائی ہے — چمن حسن پہ یہ رو کا تماشائی ہے (۵ شعر)

مرزا رفیع سودا

۱ - عشرت میں دو جہاں کی نہ دل ہاتھ دھو سکے   تیرے قدم کو چھوڑ سکے یہ نہ ہو سکے
جس سر زمین تیغ جا کے تری یاد دیں بوویں   دہقاں کچھ اس زمین تیغ بجز دل نہ بو سکے
۲ - تسلی اس دیوانے کی جھولی کی پتھروں سے نہیں ہوتی   اگر سودا کو چھیڑے ہو تو لڑکے مول لو پھڑیاں (غزل ۱۲ شعر)
۳ - ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں   دل ہی نہیں رہا کہ جو کچھ جستجو کریں (۳ شعر)

جان جاناں مظہر

اس گل کوں بھیجنا ہے مجھے خط صبا کے ہات   اس واسطے بکا ہوں چمن کی ہوا کے ہات (۵ شعر)

انعام اللہ خاں یقیں

گئے سب بھول شکوہ دیکھ روئے یار کیا کہئے   زباں حیرت سے میری ہو گئی بے کار کیا کہئے (۴ شعر)

بیاض کا آخری حصہ مختلف عنوانات مثلاً تلاش حق، تسلیم و رضا، قناعت، آراستگی عشق وغیرہ پر مختلف شعرا کی مثنویوں اور فردیات پر مشتمل ہے۔ اس میں سعدی، جامی، نظامی، قاسم دیوانہ وغیرہ کے طویل اقتباسات لکھے گئے ہیں۔ اس کے بعد ہی حافظ اور شہید کے منتخب دیوان نقل کئے گئے ہیں جن کا ذکر آگے درج ہے۔

ابتدا - دل کو لگتی ہے دلربا کی ادا   جیو میں چبھتی ہے خوش ادا کی ادا
اختتام - لوٹا ہیں کر کے عشق میں فریاد درد درد   پہنچا نہ داد دل کو تو بیداد درد درد
سر سے ہے پا تلک جو آزاد درد درد   کس کو کہیں گے درد کی کریاد درد درد
اس درد نے تو دل کو دکھایا نیا نیا

آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ البتہ ورق ٦ ب کی ابتدا میں لکھا ہے :-
"حررہٗ محمد زاہد عالی"

۱۱۱ ورق - فی صفحہ ۲۰ شعر - ۱۰″ × ½ ۵″ -

۸۹۷ - دیوان شہید - محمد باقر - قبل ۱۱۷۵ھ - کلام فارسی

بیاض نمبر ۸۹۶ کے کاتب محمد زاہد عالی نے یہ دیوان بیاض کے خاتمہ کے بعد دو تین صفحات خالی چھوڑ کر ایک علیحدہ کتاب کے طور پر نقل کیا ہے - اس میں شہید کا فارسی دیوان جملہ ردیفوں میں محفوظ ہے -

ملا باقر شہید ایرانی الاصل تھے - ان کے دادا ہندستان آکر احمد آباد میں مقیم ہوئے تھے - وہیں شہید پیدا ہوئے اور عالم شباب میں ملازمت بھی کی مگر بہت جلد ترک ملازمت کر کے اورنگ آباد چلے آئے اور یہیں مستقل سکونت اور گوشہ نشینی اختیار کی - یہیں سے حج کے لئے روانہ ہوئے راستہ میں بندر ٹھٹھ (سندھ) میں شیخ محمد علی حزیں سے ملاقات ہوئی ان کے شاگرد اور مرید ہوئے - اورنگ آباد واپس آنے کے بعد بدستور خانہ نشین ہوگئے - خط نسخ کے خطاط تھے - آزاد بلگرامی سے دوستی تھی - درویش کامل تھے - ۱۱ رجب ۱۱۷۵ھ کو اورنگ آباد ہی میں فوت اور اپنے ہی مکان کے صحن میں مدفون ہوئے - آزاد نے قطعہ تاریخ لکھا ؎

کرد رحلت مقیم گوشہ فقیر   نیز در فن شاعری ماہر
گفت تاریخ فوت او آزاد   گشت نابود مولوی باقر

ان کے حالات محبوب الزمن جلد اول صفحہ ۵۲۵ - ۵۲۸ پر درج ہیں - اورنگ آبادی تذکرہ نگاروں نے بھی ان کے حالات لکھے ہیں - وہ فارسی اور اردو دونوں زبانوں کے اچھے شاعر تھے - لیکن کسی زبان کا دیوان بھی اب تک نہیں ملا تھا - عبدالجبار خاں ملکاپوری نے بھی تذکرۂ گل رعنا سے ان کے شعر نقل کئے ہیں - ادارے کے اس مخطوطے میں ان کا صرف دیوان فارسی درج ہے - اور یہ بھی انتخاب معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ محبوب الزمن میں ان کا جو نمونہ کلام موجود ہے اس میں سے بعض اشعار کی زمینوں میں اس دیوان میں غزلیں موجود نہیں ہیں - شہید کے استاد شیخ محمد علی حزیں کا مولفہ تذکرہ بھی ادارے میں نمبر ۶۲۵ پر موجود ہے اور اس کی تفصیلات جلد سوم صفحات ۲۳۸ - ۲۴۱ پر شایع ہو چکی ہیں -

ابتدا - اے گدائے سر کوے تو شہنشاہی ہا   محو در خواست تو خواہی و ناخواہی ما
ماکہ باشیم دم از معرفی و جہل زنیم   خاک بر سر بہ سر غفلت و آگاہی ما

اختتام - بہ ہر دمیست بہار و خزان تازہ ترا   بحیرتم کہ بہار و خزاں چہ می جوئی
شہید طائر روحست لامکاں پرواز   ز بند جسم برآ زیں جہاں چہ می جوئی

اس دیوان میں تقریباً ۵۰۰ اشعار ہیں - خطِ شکستہ میں خاص اہتمام کے ساتھ سرخ جدولوں کے

درمیان لکھا گیا ہے۔ خط بہت اعلیٰ پایہ کا ہے۔ آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ اورنگ آباد میں ۱۲۲۵ھ سے قبل نقل کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہی دیوان حافظ شروع کر دیا گیا ہے۔ جس کا ذکر آگے آئیگا۔

اس دیوان کے حاشیہ پر بعد کو کسی اور کاتب نے جلی خط نستعلیق میں کچھ اردو کلام بھی نقل کیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

سلام مونس۔ اس میں نو شعر ہیں۔ مطلع و مقطع یہ ہے ؎

مجرائی جو فقیر در مرتضیٰ کے ہیں محتاج وہ وزیر کے نہ بادشا کے ہیں
مونس یہی کہیں گے ملایک سے قبر میں تشبیر کے غلام ہیں بندے خدا کے ہیں

غزل امانت۔ ممکن ہے کہ یہ غزل اندر سبھا کے مصنف کی ہو۔ ۱۰ شعر ہیں۔ مقطع یہ ہے ؎

پھنسی ہے عشق کے پھندے میں بے ڈھب جان امانت کی
مدد کو یا علی پہنچو دم مشکل کشائی ہے

۲۰ ورق۔ فی صفحہ ۱۰ شعر۔ ۱۰" × ۵½"۔

۸۹۸۔ دیوان حافظ۔ خواجہ حافظ شیرازی۔ کلام فارسی

دیوان شہید (۸۹۷) اور بیاض (۸۹۶) کے کاتب محمد زاہد عالی نے دیوان حافظ کا یہ انتخاب انہی کے سلسلہ میں نقل کیا ہے۔ اور یہ تینوں کتابیں ایک ہی کاغذ، روشنائی، خط اور جدولوں کے ساتھ ۱۲۲۵ھ سے قبل اورنگ آباد میں نقل کی گئی ہیں اور ایک ہی جلد میں مجلد ہیں۔

ابتدا اس طرح ہوتی ہے۔

ہرگز نہ میرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اختتام۔ گفتم سخن تو چیست حافظ گفتا شادمی ہمہ لطیفہ گویاں صلوات

غزلوں کے علاوہ دیگر اصناف سخن میں بھی کلام موجود ہے۔ تقریباً نو ہزار شعر اس مخطوطے میں محفوظ ہیں۔

۱۳۱ ورق۔ ۳۰ شعر فی صفحہ۔ ۱۰" × ۵½"۔

۸۹۹ - بیاض ریاض رستم میراں - ۱۱۱۵ھ - کلام فارسی و اردو

سورت کے ایک نوجوان امیر رستم میراں نے خطاطی کے اعلےٰ نمونوں کے شوق میں یہ بیاض بطور آٹوگراف البم مرتب کی ہے۔ پہلے نہایت اعلےٰ پایہ کے کاغذ کو نقرئی و طلائی افشاں سے آراستہ کیا ہے۔ پھر ہر صفحہ کو وصلی کے طور پر نیلی اور سرخ جدولوں کے درمیان طلائی کام سے مزین کیا ہے۔ اور اس کے بعد اپنے عہد کے مختلف خطاطوں مثلاً شاہ محمد مومن محمد اعظم بہادر شاہی، محمد کاظم گیلانی، اخلاص رقم، محمد تقی ولد محمد مومن اعظم شاہی اور سامان وغیرہ سے ۵ جلوس عالمگیری مطابق رجب ۱۱۱۵ھ میں مکمل کرائی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعض صفحات خالی رہ گئے تھے جن پر بعد کو معمولی خط میں بھی عبارتیں (طبی نسخے اور اشعار) درج کر دیئے گئے ہیں۔

اس بیاض کو خطاطی اور مختلف قسم کے خطوں کے نمونوں کی وجہ سے خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ ہر حیثیت سے ان مخطوطات میں شامل ہے جن پر کوئی بھی کتب خانہ فخر کر سکتا ہے۔ اس کے پہلے صفحہ کی لوح کو بھی عمدہ طلائی کام سے روشن کیا گیا ہے۔

مختلف اوراق پر مختلف کاتبوں نے جو ترقیمے لکھے ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔

۱ - ایک خوشنویس نے جن کا نام محمد کاظم گیلانی تھا بیاض سے قبل کے صفحات پر خط شکستہ میں ایک عبارت لکھی ہے اور خدا طغرئی ایں دستخط کئے ہیں جو یہ ہے۔

"ایں چند اشعار آبدار گہر بار درر نثار کہ دریں بیاض چوں ریاض
بحسب الفرمود نوگل گلشن قابلیت رستم معرکۂ آدمیت از قلم شکستہ
رقم تحریر یافت العبد الفقیر الحقیر محمد کاظم گیلانی" (ورق ۵ ب)

۲ - کسی خطاط اخلاص رقم نے یہ ترقیمہ لکھا ہے:-

"بحسب الفرمود شمع انجمن مروت سرو گلشن محبت، بزم افروز
محفل خلوصیت، رستم میراں خصوصیت بتاریخ بست و نہم شہر ربیع الاول
از اخلاص رقم سمیر تحریر یافت۔ توقع آنست کہ بہ نسیم یاد آوری
طراوت بخش ریاض خاطر دوستاں یک رنگ نشان باشند۔" (ورق ۱۱)

۳ - ایک اور خطاط محمد تقی نے اس طرح لکھا ہے:-

"(دستخط بطور طغرئی) محمد تقی ولد محمد مومن اعظم شاہی (ورق ۱۷)
امید کہ تا سواد اقلیم بیاض کہ در قلمرو مشکیں رقم ملازماں است

از ناحرشبخوں مطالعۂ تیرہ دلاں مصئون و محروس باد۔" (۱۷ب)

۴۔ شاہ محمد مومن نے سنہ اور مقام کتابت بھی محفوظ کر دیا ہے۔

"نوز دہم رجب ۱۱۵۰ھ در بندر سورت سمت تحریر یافت۔ فدوی بارگاہ جلالی شاہ محمد مومن محمد اعظم بہادر شاہی۔" (درق ۱۹)

کاغذ، روشنائی، تزئین اور خطاطی کے علاوہ اس بیاض کی اس لئے بھی اہمیت ہے کہ اس میں عہد اورنگ زیب کے متعدد مشہور و مقبول شعرا کے کلام کے نمونے نقل کر دئے گئے ہیں۔ بعض کی غزلیں ہیں اور بعض کی رباعیاں اور فردیں۔ ان شعرا کے نام یہ ہیں۔

صائب، حافظ، نعمت اللہ، میرزا حفیظ سلمہٗ عطار، شریف تبریزی، بوعلی سینا، جلال الدین رومی، صفی قلی بیگ، شمس تبریزی، شیخ سعدی، خواجہ مسعود، جامی، صادق، شیخ بہاء الدین محمد، آصفی، وحید الزمانی، طغریٰ، محمد بیگ شروانی، شیخ جنید، معروف کرخی، شیخ منصور، شیخ شبلی، شیخ بہلول، عبد القادر بیدل، باقی، غنی کشمیری، مرزا طاہر وحید، حاجی صاحب مرحوم عرف حاجی عبد اللہ، حضرت عالمگیر، نواب میر محمد باقر داماد، کلیم، قدسی، محمد زماں، آملی، ملا شاہ محمد، وغیرہ

آغاز:۔ نظر بزلف و خطِ آں بہشت سیما کن — شکستہ ایں قلم صنع را تماشا کن

قلم و دوات و کاغذ ہمہ جمع کرد نرگس — کہ بوصف چشم خوباں ورقے سیاہ سازد

اختتام۔ ملا شاہ محمد ؎

سرو از پائے در افتاد چمن را چہ کند — آدمی زادۂ بے چین وطن را چہ کند

صائب ؎

مد گہر را در بدی محتاج درس و بحث نیست — عقرب از پشت پدر آورد با خود نیش را

آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ بلکہ درمیان میں جگہ جگہ مختلف کاتبوں نے اپنے نام لکھدئے ہیں۔ ورق ۳۷ب پر ساماں نے بہت ہی اعلےٰ پایہ کے نستعلیق شکستہ میں یہ اشعار اور ترقیمہ لکھا ہے۔ افسوس ہے کہ اپنا نام نہیں لکھا۔

"ہو العالی

لمحررہٗ

نیست حاجت ایں کہ گویم نا صبور افتادہ ام — شرح حال من چنیں بس کز تو دور افتادہ ام

بر کمند وحدتم در گوشہ گیری تکیہ نیست — چوں کماں در حلقہ بود نہاز زور افتادہ ام

در جوانی پیر گردیدیم ساماں چوں ہلال　　　بسکہ افگندیم رو بر پشت پائے انفعال

حسب التکلیف صاحب بیاض این چند کلمہ بتقفیع این مجموعہ مبادرت نمود۔

المامور معذور۔

سنہ جلوس والاشہ ۴

فارسی کلام کے علاوہ اس بیاض میں کچھ اردو کلام بھی درج ہے۔ جس میں سید محمد فراقی بیجاپوری کی ایک مکمل غزل بھی شامل ہے۔ فراقی نے آزاد اور ولی کے ساتھ اورنگ آباد سے نکل کر سورت احمد آباد اور دلی تک سفر کیا تھا۔ ان کے حالات دکن میں اردو از نصیر الدین ہاشمی صاحب صفحہ ۲۹۰ پر درج ہیں مگر ان کا دیوان اب تک کہیں نہیں ملا۔

غزل فراقی

ہو آگے اگر جگ منیں یار گل کے　　　چھیں گے اسی سینہ میں خار گل کے

مجھے دیکھکر باغباں باغ اندر　　　یقیں بوجھ لایا خریدار گل کے

گذر گل سوں بلبل اگر یار کرتوں　　　پروتی ہے مالن سدا ہار گل کے

نہ کیوں آوے گلشن میں گل رخ ہمارا　　　کرے پل میں ویران بازار گل کے

پریشان بلبل ہے صادق فراقی　　　نہ دیکھا نین آج دیدار گل کے

فراقی کی اس غزل کے علاوہ حسب ذیل اشعار بھی نقل کیے گئے ہیں جن کے مصنفوں کا پتہ نہ چل سکا۔

ہم چو مایاں گل نگار ردے　　　سرتنگ سوے دل تنگ سوے　(۴ ب)

طبیب کون رہا جس کی اب دوا کیجے　　　کہوں میں حضرت دل سے کہ اب دعا کیجے　(ورق ۶)

اے لعل ترے ہاتھ عجب لعل جڑے ہیں　　　تو یاد سبی لعل جواہر سے جڑے ہیں　(ورق ۳۳ ب)

اب عشق نے نوبت مری یہاں تک تو ہے پہنچائی

کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہے سودائی　(۳۳ ب)

۶۳ ورق۔ فی صفحہ (۳) یا کم و زیادہ شعر۔ ۸½" × ۵"۔

۹۰۰ - سب رس - ملا وجہی - ۱۰۴۵ھ - قصہ نثر اردو

اس کتاب کے اور تین نسخے ادارے میں نمبر ۵۳۶ - ۶۹۴ اور ۱۴۲۷ پر موجود ہیں اور ان کی تفصیلات اس جلد کے صفحات ۷۱ - ۷۲ اور جلد سوم میں لکھی جا چکی ہیں - لیکن ان سب مخطوطوں میں زیر نظر مخطوطہ بہت زیادہ اہم ہے - کیونکہ یہ ۱۱۹۶ھ میں نقل کیا گیا اور اس کے ترقیمہ سے وجہی کے زمانہ وفات اور مدفن کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں -

یہ نسخہ صندلی رنگ کے قدیم دیسی کاغذ پر سرخ جدولوں کے درمیان ثلث نما خفی خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے اور چونکہ بہت کرم خوردہ ہو گیا تھا اس کو خاص اہتمام کے ساتھ محفوظ کیا گیا ہے - اس میں مکمل کتاب سب رس موجود ہے اور اس کے ترقیمہ سے ملا وجہی کے سنہ وفات کے متعین کرنے میں مدد ملتی ہے -

یہ تو ظاہر ہے کہ وجہی نے ۱۰۶۶ھ اور ۱۰۸۱ھ کے درمیانی زمانہ میں وفات پائی اس لئے کہ ابن نشاطی نے پھولبن (۱۰۶۶ھ) میں ان تمام اساتذہ سخن کے نام لئے ہیں جو اس وقت تک فوت ہو چکے تھے - اس میں وجہی کا نام موجود نہیں ہے - وجہی کے فوت ہو جانے کا ذکر سب سے پہلے گول کنڈہ کے ایک شاعر طبعی نے اپنی مثنوی بہرام و گل اندام ۱۰۸۱ھ میں کیا ہے جہاں وہ لکھتا ہے

لگیا میں جو یو مثنوی بولنے — یو موتیاں بحبل ڈھال تیوں رولنے
یو وجہی مرے خواب میں آئے کر — مکھ اپنا سورج ناد دکھلائے کر
سراسر سنیا جو مری مثنوی — کھیا بات طبعی ہے تیری نوی
ہو خوش حال سن کر یو باتاں مرے — ایس کے لے باتاں میں باتاں مرے
بڑے پیار سوں اپنا یودے مثل — سنیا سو پڑیا خواب سے میں اچل

وجہی ۱۰۸۰ھ کے قریب فوت ہوئے تھے اور ان کو درگاہ حضرت سید حسن برہنہ شاہ صاحب میں دفن کیا گیا - یہ درگاہ اسی زمانہ میں زیر تعمیر تھی - سید حسن برہنہ شاہ کا عبد اللہ قطب شاہ بہت معتقد تھا اور اس کے ایک امیر مالک پرست خاں نے برہنہ شاہ صاحب کی درگاہ کی تعمیر اور اس کو حیدرآباد میں مقبول و معروف بنانے میں ۱۰۸۰ھ کے قریبی زمانہ میں بڑا حصہ لیا تھا - غالباً اسی وجہ سے حیدرآباد کے اس بڑے شاعر کو بھی وہیں دفن کیا گیا - برہنہ شاہ صاحب اور ان کی درگاہ کے بارے میں تاریخ گلزار آصفی میں تفصیل سے حالات درج ہیں جس کے آخر میں لکھا ہے -

"و مالک پرست خاں گنبدے مختصر بنا ساخت - مقبرہ ایشاں بسمت مشرق
یک و نیم کروہ از بلدہ حیدرآباد واقع است مالک پرست خاں و چند پسران او

درگنبد مدفون اند سابق اطراف مقبرہ آنحضرت چند قبور شدہ بودند چوں شمس الامرا
تیغ جنگ بہادر دراینجا مدفون گشت و مسجد عالی شان بنا فرمود و نیز عالیجاہ بہادر
مرشدزادہ آرام گرفت ''

وجہی کے درگاہ برہنہ شاہ میں دفن ہونے کا ذکر سب رس کے زیر نظر مخطوطہ کے کاتب غلام حسین غلامی ولد میر محمدؐ غوث بخاری نے ۱۱۹۶ھ میں اس طرح کیا ہے۔

"تمام ہوی کتاب سب رس تصنیف مقبول الہی حضرت شاہ وجہی قدس سرہٗ کی کہ جن کی تربت پاک درگاہ میں حضرتؒ شاہ برہنہ صاحب قدس سرہٗ کے ہے۔ روز پنجشنبہ کے بارہ گھڑی دن باقی تھا۔ باویسویں رجب کے مہینے کی سنہ یک ہزار و یک صد و نود وچھے۔ کاتب بیچارا غلام حسین غلامی ولد میر محمد غوث بخاری کا بختے دو تو کو حق تعالے۔ بمقام ایلغرپ بعونہ۔ ''

ایلغرپ حیدرآباد کے شمال میں مرحوم ریاست حیدرآباد کے ایک ضلع عادل آباد میں دریائے گوداوری کے کنارے ایک قدیم تاریخی مقام ہے۔ وہیں کے ایک باشندے، غلام حسین نے جو بخاری الاصل تھے اور شاعر بھی تھے یہ نسخہ تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل نقل کیا ہے۔ ان کا تخلص غلامی تھا اور اس تخلص کے شاعر کا کلام بھی ادارے کی بعض بیاضوں میں موجود ہے۔ اور اسی جلد میں اس کی تفصیلات درج ہو چکی ہیں۔ (دیکھو اشاریہ)

۶۷ ورق ۲۲ سطور فی صفحہ۔ "۵ × "۸۔

اِشاریہ

تذکرۂ مخطوطات - جلد چہارم

مرتبہ

مولوی اکبر الدین صدیقی صاحب و مولوی جمال الدین صاحب

(ب)

ش

ص

ض

جلد پنجم

ادارے کے مخطوطات کی پانچویں جلد زیر طبع ہے۔ کاغذ کی دشواری کی وجہ سے اس کو اور مختصر کرنا پڑا ہے۔ تاہم اس میں مخطوطات کی جملہ خصوصیات ضرور مل جائیں گی۔

جن اصحاب علم و فضل نے اپنی تحقیقات کے سلسلے میں ان چار جلدوں کا مطالعہ فرمایا ہے ان سے استدعا ہے کہ اگر ان میں ترتیب یا طباعت کی کوئی غلطیاں ہوں یا ان کی تحقیقات کی رو سے کوئی امر مزید وضاحت طلب ہو تو اس سے ازراہ عنایت مرتب کو مطلع فرمائیں تاکہ پانچویں جلد کے آخر میں ان کی اصلاح یا وضاحت کردی جائے۔ یہ جلدیں وقت اور محنت اور رقم کے کافی صرفہ کے بعد مرتب اور شائع کی جا رہی ہیں اور کوشش کی جاتی ہے کہ تحقیق کرنے والے اساتذہ اور طلبہ کی سہولت کے لئے جملہ ضروری امور کا لحاظ رکھا جائے۔ وضاحت کردہ مخطوطات کی مجموعی فہرست ابتدا میں اسی لئے دی جاتی ہے اور پھر ہر جلد کے مخطوطات کی فن وار فہرست الگ درج کی جاتی ہے اور آخر میں اشاریہ بھی شامل کیا جاتا ہے تاکہ ضرورت مند اصحاب اپنے مصنف یا کتاب تک فوراً پہنچ سکیں۔ اس اہتمام کے باوجود اگر کوئی غلطی پائی گئی یا کسی امر کی کمی محسوس ہو تو اس سے مطلع فرمایا جائے تاکہ آئندہ جلدوں میں اس کا لحاظ رکھا جائے۔

ادارۂ ادبیات اردو میں روز بروز مخطوطات کا اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور معلوم نہیں کہ تذکروں کا یہ سلسلہ کب تک جاری رہے۔ ادارہ کوشش کرے گا کہ اس کے کتب خانہ کے جملہ مخطوطات سے اردو کی علمی دنیا واقف رہے۔ اور استفادہ کرسکے۔

(مرتب)

the paper but the quantity we got was insufficient and the price we paid was heavy as a result of which we had to curtial some of the details regarding the manuscripts, and seek brevity in expression. We had to resort to single space in printing, so that the paper might be used sparingly without affecting the matter. This account for the decrease in the number of pages of the volume (300) when compared with those of the third volume (400 pages).

It must be acknowledged with gratitude indeed, that this volume like the third one would not have seen the light of the day, if the **Sahitya Akademi,** New Delhi, had not come to our rescue and helped us in meeting the printing expenses. We are grateful to the Akademi for its financial help and we hope that all the research scholars and other intrested persons in Urdu literature will also appreciate this gesture.

I express my sense of appreciation and gratitude to Mr. Akbaruddin Siddiqi, Lecturer in Urdu, Saifabad College for the help he extended to the Idara in the completion of the Index of this volume of the Catalogue. At this juncture it is meet and proper to thank all those generous persons who have donated manuscripts to the library of this Idara this year also. Their names have been mentioned in the annual report of the Idara for the year 1958. In this volume the names of the donors of only those manuscripts are given which have been Catalogued in this volume in detail.

Syed Mohiuddin Qadri Zore.

FOREWORD

The Idara-e-Adabiyat-e-Urdu presents the fouruh Volume of the detailed catalogue of the manuscripts of its library. This volume of the catalogue will also supply valuable information about a considerable number of new books and authors to the research scholars in Urdu, as its previous volumes did. It contains details, like the third volume about two hundred manuscripts. Most of the manuscripts are in Urdu and a few such Persian books have been included as are written by Urdu poets and writers or supply information about them or were copied along with the Urdu books and included in the same volume.

Along with this fourth volume of the catalogue of manuscripts, the second volume of the catalogue of printed books was also sent to the press. It is yet to come out and soon it will come out. This also, like the first volume, contains details of about five thousand more books. This huge work demands time, labour and money. The Idara is trying to curtail its programme of other accomplishments and concentrate more on this work as it is prone to bring about far reaching effects. It is because of these catalogues that Intrested men of letters from far and near are learning about the Idara and its library and are making avail of the facilities provided here.

Not a single day passes when research scholars and other men intrested in Literature do not come to the Idara personally or write letters and make enquiries. This has no doubt increased the work and responsibilities of the personnel of the Idara but the Idara is meant and does exist only to serve the Urdu language and those who speak it and so they do not mind it.

This volume of the Catalogue could have been published earliar if there had been no scarcity of paper in Andhra Pradesh. After making long and strenuous efforts we could get

TAZKIRAH-E-MAKHTUTAT

VOL. IV.

CONTENTS.

December 1958.

Can be had from

SABRAS KITAB GHAR,

KHAIRTABAD, HYDERABAD A. P.

Price Rs.

TAZKIRAH-E-MAKHTUTAT

VOLUME IV.

A descriptive Catalogue of manuscripts preserved in the Library of the

IDARA-E-ADABIYAT-E-URDU

HYDERABAD. (INDIA)

Compiled by

DR. S. MOHIUDDIN QADRI ZORE,
Honorary Secretary.

I. E. P. Press.